شبِ نروان

افتخار احمد عاطرؔ

شبِ نروان

افتخار عاطر

علم وعرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40۔ اُردو بازار، لاہور
فون: 37352332-37232336

جملہ حقوق بحق مصنفہ محفوظ

نام ناول	....	شبِ زوال
مصنف	....	افتخار عالم (0345-6668817,0334-7946657)
ناشر	....	گل فراز احمد (علم و عرفان پبلشرز، لاہور)
مطبع	....	زاہدہ نوید پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ	....	انیس احمد
سن اشاعت	....	9-اکتوبر 2009ء
قیمت	....	=/350 روپے

ملنے کے پتے......

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40۔اُردو بازار، لاہور

فون: 7352332-7232336

ویلکم بک پورٹ
اُردو بازار، کراچی

خزینہ علم و ادب
الکریم مارکیٹ اُردو بازار، لاہور

اشرف بک ایجنسی
اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی

کتاب گھر
اقبال روڈ کمیٹی چوک، راولپنڈی

انتساب!

خوابوں کی
بند گلی سے واپس لانے والی
اُن آنکھوں کے نام!

آوازِ فراز

سچے جذبوں کی خوشبو بھی سوندھی مٹی کی طرح من کے اندر اتر کر ہمیشہ کے لیے روح میں بس جاتی ہے۔ یہ خوشبو جیسے جیسے روح کے اندر پھیلتی ہے اپنا احساس مزید تازہ کرتی جاتی ہے۔

مہک تو مہک ہی ہوتی ہے۔ چاہے سوندھی مٹی کی ہو، یا درخشندہ وشاداب جذبوں کی ہمیشہ انسان کو اپنے حصار میں رکھتی ہے۔ اُسے اپنے ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ جذبے اگر سچے ہوں تو کبھی کبھی یہ جاں گسل بھی بن جاتے ہیں۔ تریاق ہونے کے بجائے ناسور بن جاتے ہیں، اور پھر یہ ناسور جیون بھر کا روگ بن جاتے ہیں۔

جذبوں کو محسوس کرنا ایک ادراکی عمل ہے، اور ان سے کھیلنا خود کو نابود کرنے کے مترادف ہے۔ محبت بھی ایک لطیف جذبہ ہے۔ جو دل کے نہاں خانوں میں ہمیشہ آباد رہتا ہے۔ اسے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑتی، اسے پرکھنے کے لیے کسی کسوٹی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف اور صرف دل کا لطیف احساس ہی اس کی موجودگی کو محسوس کر سکتا ہے۔

شبِ نروان، افتخار عاطر کا ایک ایسا ہی ناول ہے۔ جس میں جذبے چھلک چھلک پڑ رہے ہیں۔ اپنی لطافت کا احساس دلا رہے ہیں۔ اپنے ہونے کی یقین دہانی کرا رہے ہیں۔ جذبوں کا اظہار کرنا بھی کوئی آسان کام نہیں۔

شبِ نروان کی کہانی کچھ ایسی تنی بُنی اور الجھی اور سیدھی ہے کہ اس کے ہر موڑ پر قاری چونک سا اٹھتا ہے اور یہی ایک منجھے ہوئے ادیب کی شناخت ہے کہ وہ خوابوں کی بند گلی سے تاکتی آنکھوں کو اپنی آنکھوں میں محسوس کرتا ہے۔ بھلا خوابوں کی بند گلی سے بھی کوئی واپس آ سکا ہے کہ اس کا انتظار کیا جا سکے۔

گلی اگر بند ہو تو تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں، اور ان راستوں سے نکلنا آسان نہیں۔ افتخار عاطر مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے خوابوں کی اس بند گلی سے بھی ایک راستہ تلاش کر ہی لیا۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

گلفراز احمد

شبِ نروان

گاڑی میں سوار ہوتے ہی اس کے خیالوں کی پرواز تیز ہوگئی۔ لاہور تک چار گھنٹے کا سفر تھا۔ دوران سفر عموماً اس کی سوچ عام حالات کی نسبت زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ آج بھی ویسا ہی ہوا مگر من میں سوگواری پہلے کی نسبت زیادہ تھی۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی گزرے دنوں کے سارے واقعات اس کی نگاہوں میں گھوم رہے تھے۔ خلاف معمول گاڑی میں بیٹھنے کو جگہ مل گئی۔ اپنی عادت کے مطابق وہ کھڑکی والی سائیڈ پر بیٹھا تا کہ شیشے سے باہر نظر پڑتی رہے۔ اگر چہ اس سمت سے دھوپ بھی آ رہی تھی مگر دھوپ برداشت کرنا گوارہ تھا بجائے اس کے کہ کھڑکی سے پرے بیٹھنا پڑے، ایک کونے میں لگ کر سفر کرنا اسے اچھا لگتا تھا۔ گاڑی میں زیادہ رش نہیں تھا۔ زیادہ رش میں جو کوفت ہوتی ہے اس سے تو آج وہ بچ گیا تھا۔ ایک موسم خراب ہوا اور دوسرا حد سے زیادہ بھیڑ، ایسی صورت حال میں وہ بہت زیادہ تلملا جاتا تھا۔ لیکن اس بار تو ستمبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ اگر چہ دھوپ میں تمازت تھی مگر ذرا سی ہوا چلنے سے ٹھنڈک کا بھی احساس ہوتا تھا۔ اس بات کا قوی امکان تھا کہ سفر خوشگوار گزرے مگر اندر سے کوئی اداسی چاروں طرف پھیلی دکھائی دیتی تھی۔ گاڑی کی ٹھک ٹھک کے ساتھ اس کے خیالوں میں بھی ٹھک ٹھک شروع ہوگئی تھی۔ اچانک ذہن میں اک خیال آیا اور ایسے لگا جیسے کسی چیز نے اُسے اندر سے کاٹ کھایا ہو۔ ذہن ماضی کی طرف محوِ پرواز تھا۔ چند دوست ایک میدان میں لیٹے کسی تاش کی گیم میں مشغول تھے۔ چھوٹی عمر تھی زمین پر لیٹے اچانک کسی چیز سے آشنائی ہوئی جس کا اثر لمبے عرصے تک موجود رہا تھا۔ یہ خیال آتے ہی اس نے اپنے دماغ سے اس بات کو جھٹکنے کی کوشش کی۔ یہ بات اس کا کبھی پیچھا نہیں چھوڑتی تھی۔ اگر چہ اس بات کو بھلانے کی کوشش وہ برسوں سے کر رہا تھا مگر ناکامی ہی اس کے سامنے آئی تھی ایک معمولی سی بات یا واقعہ ہوتا ہے اور شخصیت کو کتنا متاثر کر گزرتا ہے۔ ایسا کچھ بھی ہم سے ہو جاتا ہے جو کبھی نہ سوچا ہوتا ہے نہ کرنے کا ارادہ ہوتا ہے۔ مگر فطرت کے اپنے اسرار ہیں جن کو قیمت ادا کیے بغیر نہیں جانا جا سکتا۔ یہ قیمت خاموشی سے وصول کی جاتی ہے۔ جب قیمت وصول ہو رہی ہوتی ہے تو ہم اس سے آگاہ نہیں ہوتے۔ ایسا ہی اس کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ روزمرہ کے معمول میں یہ بات اس کے ساتھ ساتھ شامل ہوتی تھی۔ سفر جاری تھا اور وہ اس سے چھٹکارا پانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ آخر تلملا کر اس نے کھڑکی سے باہر جھانکا کچھ کچے مکانات اسے نظر آئے۔ بہت جی چاہتا تھا اس کا کہ کبھی ایسے کھیتوں کے درمیان بنے کچے مکانوں کی کسی ایک چھت پر وہ کوئی شب گزارے۔ ایک چھت پر چار پائی بچھی نظر آئی۔ چند مکانات تھے اور آس پاس سرسبز کھیت۔ اسے ایسے لگا جیسے وہ لپک کر اس چار پائی پر سو جانا چاہتا ہو۔ رات کی خاموشی میں کتنا پرسکون منظر ہوتا ہو گا۔ ایک لمحہ میں ٹرین گاؤں سے آگے جا چکی تھی اور ابھی تک وہ غور کر رہا تھا کہ ساری عمر بعض چیزوں کو ہم دیکھتے ہیں اور بس دیکھتے ہی ہیں۔ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوتا کہ پاس جا کر ان کو دیکھ سکیں۔ کچے مکانوں کی اتنی کشش کے باوجود اس کے ذہن میں یہ بات تھی کہ اُس کے لیے اس گاؤں میں وقت گزارنا کتنا مشکل ہو جائے جب بارش میں ہر سمت کیچڑ میں لپٹی گلیاں ہوں اور آس پاس کے جوہڑ تعفن پھیلاتے ہوں۔ مگر پھر بھی اسے عجیب لگ رہا تھا کہ ہم اپنی زندگی میں کتنے محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آس پاس اتنا کچھ مگر پھر بھی اپنا نہیں۔

ابتدائی عمر میں خود سے آشنائی اس کے ہوش وحواس پر چھا گئی تھی۔ خود سے بہت زیادہ لڑنا پڑا تھا اسے۔ خود سے اتنی جلد آگاہی اس کی ذہنی حسوں کو بہت تیزی عطا کر گئی تھی۔ وہ سارے سال ایسے پلک جھپکتے گزر گئے تھے مگر ان کی پرچھائیں آنے والی زندگی پر اپنا سایہ مستقل ڈالے ہوئے موجود تھی۔ خود سے لڑنا اور صنف نازک کی کشش، دونوں چیزوں سے بیک وقت واسطہ پڑا تھا مگر صنف نازک کو اپنی جانب کھینچنا جیسے کوئی بہت بڑا عزازیار تجربے والی بات لگتی تھی۔ اتفاقاً کسی سے نظر مل گئی ہو تو علیحدہ بات ہے مگر کسی کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی صلاحیت اس کو خود میں ہمیشہ مفقود نظر آئی۔ کچھ شرارتیں جو خود بخود آپ سے ہوتی ہیں اور آپ کرتے جاتے ہیں اور وہ بھی چند ایک جو خود آگاہی کے دنوں میں ہوتی ہیں وہ ہوئیں۔ لیکن اتنی جلد آگاہی نے ایک ساتھی کے ہونے کا احساس شدت سے اوائل عمری میں پیدا کر دیا تھا۔ اپنے اندر کے ہیجان سے تو جنگ جاری تھی ہی اور وہ بھی ناکامی سے دوچار۔ لیکن ساتھ ساتھ ذہنی حساسیت اس کے مزاج کو خاموش رومان پسند بنا گئی تھی۔ بظاہر اس کی حرکات وسکنات سے اندازہ کرنا مشکل تھا، پر تھا ایسا ہی۔ کوئی اچانک انکشاف جب ہمیں حیرت میں ڈالتا ہے تو سنبھلتے سنبھلتے بھی عرصہ لگ جاتا ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جب کچھ باتیں شجر ممنوعہ ہوں اور ان کو آپ لبوں پر بھی نہ لا سکتے ہوں اس کے پاس بھی کسی طرح کی راہنمائی نہ تھی۔ زندگی اپنے ڈھنگ سے کچھ سکھا رہی تھی اسے، کچھ ایسا جو نصابی کتابوں میں پڑھنے کو نہیں ملتا۔ لیکن تب تک وہ اس بات سے بھی آگاہ نہ تھا کہ یہی چیزیں آگے چل کر زندگی کا تجربہ کہلائیں گی۔ بغیر صبر کے وہ اوائل عمری کے تجربے کی نذر ہوتا گیا اس تجربے نے تلملاہٹ اور اذیت سے دوچار کیے رکھا۔ گزرے دنوں کی بات کبھی بھی اُس کا پیچھا نہ چھوڑتی۔ پھر بحران کا ایک لمبا عرصہ تھا جس سے اس کا واسطہ پڑا۔ بحران جس کا ذکر اس نے کو مل کے آنے تک کسی سے بھی نہ کیا۔ ایک ردِعمل تھا جس نے اس کے اندر سے جنم لیا اور وہ کافی سالوں تک اردگرد کے ماحول سے لاتعلق سا ہو گیا۔ وہ ردِعمل بھی اک ذرا سے واقعہ کا نتیجہ تھا۔ کسی سے ذرا دل کی بات کرنے کی کوشش کی اور لڑکی سمجھ ہی نہ پائی یا وہ سمجھا ہی نہ پایا تھا۔ مگر ردِعمل میں جو گوشہ نشینی اس نے اختیار کی وہ بہت سخت قسم کی تھی۔

خود پر فتح پانے کا نشہ لگا یا اور کافی حد تک کامیابی بھی ہوئی مگر دماغ اور جسم سے لڑنا آسان نہیں ہوا کرتا۔ دماغ اور جسم کی کشمکش میں نقصان شخصیت کا ہی ہوتا ہے پرانی کی جگہ نئی شخصیت جنم لیتی ہے مگر پہلی گنوا کر۔ عشرے تک جاری رہنے والے اس چلے نے اسے کوئی تعویز کرنے کی خاصیت عطا نہیں کی۔ ہاں غیر محسوس انداز میں تعریف کافی سمیٹ لی۔ مگر اس کا پتہ بھی اپنی ریاضت ختم ہونے کے بعد چلا۔ ایک طویل عرصہ اردگرد سے لاتعلق ہو کر گزار دینا کوئی معمولی واقعہ بھی نہیں تھا۔ لیکن اس سے آس پاس کے لوگ بے خبر تھے۔ ہم کسی کے متعلق اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ فلاں آدمی بہت اچھا ہے۔ کبھی بھی اسے کچھ ایسا ویسا کرتے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے۔

ایسا آدمی اندر سے کس کشمکش سے دوچار ہوتا ہے اس سے شاید ہی کوئی واقف ہو پاتا ہے۔ صنفِ نازک سے یوں پرہیز جو ایک ردِعمل کا نتیجہ تھا۔ لیکن اس میں ایک اور بات بھی شامل تھی۔ ان باتوں پر قابو کر کے دکھانا جن کے بارے میں عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ انسانی بس سے باہر ہوتی ہیں۔ انسان ہونے کے ناطے ہمیں اپنی طبیعت یا عادت پر قابو ہونا چاہیے۔ وہ قابو پا کر دوسروں سے الگ تھلگ ہونا چاہتا تھا۔ یہ دوسروں سے منفرد ہونے کا احساس کیوں تھا اسے بھی خبر نہ تھی۔ جو بھی ہو رہا تھا جیسے خود بخود ہو رہا تھا۔ اگرچہ اسے لگتا تھا کہ سارا اس کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ تب اسے خیال نہ تھا کہ اس کے اِردگرد قدرت نے جال بنا رکھا ہے اسے ایک ایسی کشمکش اور ریاضت میں ڈال دیا گیا ہے جو بظاہر تو اسے بہت

نقصان دے گی لیکن کچھ انمول بھی ملے گا۔ وہ انمول کیا تھا۔ کوئی خاص چیز یا صرف زندگی کا تجربہ؟ بہر حال ایک وقت ایسا آیا کہ اس کو خود سے تپیا کی چادر اتارنی پڑی۔ ایسا کرنا شعوری فعل کا نتیجہ تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ لگا کہ ابنارمل عادت کو اب چھوڑ دینا چاہیے۔ کوئی آپ سے کہے کہ آپ کا انداز زندگی ابنارمل ہے تو پھر نارمل ہونا پڑتا ہے۔ آپ کی ریاضت کا کوئی مطلب نہیں اگر آپ دوسروں کے سامنے اپنا آپ گنوا دیں لیکن جو چیز گنوانا تھی وہ گنوا چکا تھا اب تو اس کا نتیجہ سامنے تھا زندگی بھر کے لیے۔ لیکن جو نتیجہ تھا اس سے بھی برسوں تک وہ بے خبر رہا۔ اپنے بے خبر ہونے سے بھی وہ بے خبر تھا۔ جب خود پر طاری کیا پردہ اس نے اُتارا تو زندگی بہت تروتازہ سی لگی۔ اگرچہ اُسے بھی عجیب لگتا تھا کہ کوئی شخص اتنے سالوں تک خود کو انتہائی سختی سے کسی بھی رنگینی سے دور رکھے۔

پھر جب وہ عادت ختم کی اور ارد گرد دیکھنا شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ نازک لبوں کا ہلکا سا تبسم کیا اثر رکھتا ہے۔ وہی بات جو کبھی اوائل عمری میں ناممکن لگتی تھی اب اتنے برس بعد بہت آسان سی لگی۔ کسی سے تعلق بنانا اتنا مشکل نہ تھا جتنا کبھی اسے لگا کرتا تھا۔ اب اتنے سالوں بعد جو وہ عام لوگوں کی طرح رہنے کی کوشش کرنے لگا تو خود اسے بھی دقت ہوتی اور آس پاس رہنے والے لوگوں کو بھی۔ مگر جس چیز نے پریشان کیا وہ یہ خیال تھا کہ پچھلے اتنے برس کیوں ایسے ہی خاموشی میں گزار دیئے۔ کیوں اپنے آپ کو اتنی سختی سے گزارا۔ کیوں خود کو زنگ آلود کیا جسے بعد میں اتارنے میں نہ جانے کتنا عرصہ لگ گیا۔ خود کو ایسا کیوں ہونے دیا۔ یہ سوچیں اچانک اس کو پریشان کرنے لگی تھیں۔ اپنا زنگ اتارنے کے لیے اُس نے آس پاس نظر دوڑانے کی کوشش کی تھی۔ زنگ اتارتے کتنا بھی عرصہ لگ گیا۔ اردگرد اپنی مقبولیت کا احساس بھی ہوا۔ جدھر رجوع کرنے کی کوشش کی لگ بھگ ہر جگہ سے ہاں میں جواب ملا۔ بپھرے ہوئے پانی کا بند ٹوٹ جائے تو وہ سب بہا لے جانا چاہتا ہے۔ اُسے لگتا تھا کسی ایک صورت پر قناعت نہیں ہو گی۔ اُسے لگا تجربے کا یہ ایک ایسا سلسلہ ہے جو شاید کہیں بھی تھمنے کا نام نہ لے۔ رومان جو صرف خیالوں اور باتوں تک محدود نہیں رہنا چاہتا تھا۔ جسمانی لمس بھی چاہتا تھا۔ مگر جب بھی جسمانی لمس سے وہ گزرا۔ پریشان ضرور ہوا۔ اُس کے اندر کا آئیڈیلزم اسے ایسا کرنے سے منع کرتا۔ جسمانی لمس بھی کوئی آخری حدوں کو چھونے والا نہ تھا۔ کسی کا ہاتھ پکڑ لینا بھی اُس کے نزدیک معرکہ تھا۔ جیسے کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہو اس نے، تعلقات کے حوالے سے جو رنگینی اور رنگارنگی تھی اس میں اسے خاص قسم کا جادو سا لگتا تھا۔ ایسا تو نہیں تھا کہ درجنوں لڑکیوں کو پھانس رکھا ہو اس نے مگر خیال کی حد تک سوچ کر ہی اسے حسرت ہوتی تھی کہ ایسا بھی ممکن ہے،

ایسا بھی ممکن ہے۔ مختلف لوگوں کے حوالے سے اس کے ذہن میں یہ سوچ تھی کہ فلاں سے بھی تعلق بن سکتا ہے فلاں سے بھی، یہ سوچ کر وہ حیران ہوتا کہ اس کی زندگی میں اچانک کتنی رنگینی آ گئی ہے۔ تو پھر اس سے جی بھر کے لطف اندوز کیوں نہ ہوا جائے؟ یہی وہ نکتہ تھا جہاں پر آ کر ذہن میں ایک کشمکش ہو جاتی تھی۔ ہمیشہ بظاہر مذہب سے گہرا لگاؤ نہ ہونے کے باوجود کچھ نکات پر آ کر وہ رک سا جاتا تھا۔ زندگی صرف عیاشی ہو دل نہیں مانتا تھا اس کا۔ مکمل طور پر خود کو زاہدانہ انداز میں ڈھال لیا جائے، ایسا ہونا بھی اس سے ممکن نہیں تھا۔ زندگی سے پرہیزی قسم کے سالوں کا جو منفی اثر اس پر ہوا تھا اس کے ازالے کا طریقہ تو یہی تھا کہ جی بھر کے عیاشی کی جائے۔ اور ساری بھڑاس نکال لی جائے کہ زندگی کا انداز یہی ہے جب کوئی کسی وجہ سے پستا ہے تو وقت آنے پر کسر ضرور نکالتا ہے۔ انسانی فطرت ایسی ہی ہے انسان کسی کمی کا ازالہ ایسے ہی کرتا ہے۔ محبت میں ناکام بندہ کسی

کو کامیاب کر کے سکون پانے کی کوشش کرتا ہے۔ جسمانی طور پر معذور شخص کسی نہ کسی طرح سے دوسروں پر ضرور ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ کوئی ایسی ویسی چیز نہیں ہے۔ دوسروں سے دو ہاتھ آگے ہی ہے۔ چھوٹے قد کا آدمی دوران گفتگو کبھی ضرور یہ کوشش کرے گا کہ وہ ابھر ابھر کر بات کرے تا کہ دوسروں کے برابر نظر آئے۔ کمی یا گھٹن اپنا مداوا ضرور کرتی ہے ایسے عمل سے بچ کر رہنا مشکل ہوتا ہے۔ پیاس کے طویل موسم کے بعد صبر سے پانی کے گھونٹ اندر اتارنا کوئی آسان کام نہیں ہوا کرتا۔

لیکن یہی وہ بات تھی جو وہ کر رہا تھا۔ گھٹن میں ایک طویل عرصہ گزارا اور جب ازالے کا وقت آیا تو خود کو پھر آزمانے لگا۔ زندگی کی دو باتیں تھیں جو اس نے سنبھال کر رکھی ہوئی تھیں۔ دونوں ناقابل بیان لگتی تھیں اسے۔ ایک بوجھ سا رہتا تھا دل پر جی چاہتا تھا کہ وہ یہ باتیں کسی کو سنائے۔ سنانے کا مقصد دل کا بوجھ اتارنا، کسی کو یہ بتانا کہ وہ اسے کتنا عزیز ہے اور یہ تھا کہ تعریف پائی جائے۔ کوئی سنے تو دل سے داد دے اور دکھ میں شامل بھی ہو۔ اگرچہ وہ اس وقت کو گزار چکا تھا جب آدمی بے بس ہو کر کسی سے دل کا راز انتہائی جذبات کی کسی کیفیت میں آشکارہ کر دیتا ہے۔ جو بھی تھا وہ اتنا کچا تو کبھی نہ تھا کہ یونہی زندگی کی دکھ دینے والی باتیں کسی کو بتا دیتا۔ ان دو باتوں سے متعلقہ مسائل ختم ہو چکے تھے البتہ ان سے مزید جو مسائل اور مصیبتیں پیدا ہوئی تھیں وہ ضرور جاری تھیں۔ جس وقت اس کی زبان سے دل کا راز سامنے آ سکتا وہ وقت اس نے انتہائی ضبط سے گزار لیا تھا۔ اب تو تعریف پانا اور کوئی ایسا ہمدرد پانا مقصود تھا جو دل کی دو تکلیفیں سنے اور ان کو اپنا سمجھ کر سنبھال لے۔ وہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ زندگی کا رخ ایسے بھی ہوا کرتا ہے۔ ادھر ادھر نظر دوڑانے سے کچھ لوگوں سے نظریں چار ہوئیں مگر ایسا نہ لگا کہ ان کو اپنے دل کی یہ کیفیت بھی بتائی جا سکتی ہے۔

اگر کبھی خیال آیا بھی تو کوئی نہ کوئی رکاوٹ درمیان میں آ گئی۔ وہ یہ باتیں کسی سے کرنا چاہتا تھا مگر ایسا شخص کون تھا۔ ابھی تک کوئی ایسا سامنے نہیں آیا تھا جس کے سامنے خود کو کھول کر رکھ دیتا اور پھر سامنے والے کا ردعمل دیکھتا۔ اپنے کام کی نوعیت نے اسے تھوڑا سا سماجی کر دیا تھا اور روابط پہلے کی نسبت لوگوں سے کہیں زیادہ تھے۔ کسی کے ساتھ محسوسات کا کوئی تعلق استوار ہوا بھی تو اسے کچھ ادھورا سا لگا۔ کسی کے ساتھ ذرا گپ شپ کر لی۔ قریب بیٹھنے کا موقع ملا۔ اپنے مزاج کے برعکس یہ ایک بہت بڑی تبدیلی تھی مگر من کی بات کہیں من میں ہی رہی۔ جو دل پر بھاری پتھر تھا وہ اپنی جگہ سے نہ ہلایا جا سکا، اس پتھر کو کیسے سرکایا جائے یہ سوال سامنے تھا لیکن خود ہی تو یہ سارا کام نہیں ہونا تھا۔ سامنے کوئی ایسی شخصیت آتی تو یہ کام بھی ہو جاتا۔ ایسی ہی کشمکش میں اس کی زندگی میں کومل آئی۔ پہلے ہی اس کی نظر چونکی اسے لگا وہ کچھ مختلف سی ہے۔ بظاہر اس کا رویہ اُسے شرارتی سا تھا لگا۔ سوال کرنے کی عادت نے اسے متاثر کیا۔ لیکن کام سے کام ہی رہا اور کسی طرح کا تعلق استوار نہ ہوا کومل کو جب بھی کام کے معاملے میں کوئی ضرورت پڑی وہ اس کی مدد کر دیتا۔ کبھی کام سے ہٹ کر گفتگو کرنا پڑ جاتی تو تسکین تو بہت ملتی لیکن دل پر بوجھ سا لگتا اسے طرح طرح کے خدشات ستانے لگتے۔

میں کیوں اس کی گفتگو میں تسکین پاتا ہوں؟

کیسے میں اس سے اپنا تعلق استوار کر سکتا ہوں؟

اس کی کزن نے چند دن مجھ سے رابطہ رکھا تھا، جب مجھے کسی معاملہ پر اس کی ضرورت پڑی تھی تو وہ خلوص سے کام آئی تھی اور ہم پھر تھوڑا سا عرصہ فون پر گفتگو کر لیا کرتے تھے تو اب اسی گھر سے کومل کا تعلق ہے۔ کیسے میں اس کی طرف رجوع کر سکتا ہوں؟ یہ تو حد درجہ خود غرضی ہوئی کہ جو بھی

سامنے آیا اس کے سامنے مودب ہو کر کھڑے ہو گئے۔

''یہ سراسر لالچ ہے، حد سے بڑی ہوئی خواہش ہے نہیں نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، کیسے میں اُس کی کزن کا سامنا کروں گا۔نہیں میرے پاس کوئی جواز نہیں کہ کومل سے گفتگو کو بڑھاؤں۔

ایسے ہی ہزاروں سوالات میں وہ گھرنے لگا تھا۔کومل کی کزن نے ایک مرتبہ کسی مشکل میں اس کی مدد کی تھی اور اسے اس مشکل سے نکالا تھا۔اس وجہ سے وہ اس کا ہمیشہ شکر گزار تھا۔اور دل میں بہت احترام تھا۔اسی واقعہ کے سبب دونوں کے درمیان کچھ عرصہ گفتگو ہوتی رہی۔وہ گفتگو ایسی تو نہ تھی جس نے دونوں کے درمیان شدت پیدا کر دی ہو۔مگر ایک دوسرے کا لحاظ ضرور تھا اور فکر بھی۔فکر جو خلوص پر مبنی ہوتی ہے۔ورنہ دونوں کی زندگی کا راستہ الگ الگ تھا۔اس ایک بات نے اسے ہمیشہ سے کومل سے فاصلہ رکھنے پر مجبور رکھا۔مہینوں تک وہ اُسے فون بھی نہیں کرتا تھا۔وجہ صرف یہ تھی وہ ہمیشہ خود سے سوال کرتا کہ آخر کیا جواز ہے کہ وہ کومل سے گفتگو کرے یا تعلق کو آگے بڑھائے ہاں کسی کام کے حوالے سے وہ ہمیشہ حاضر رہتا، ذہن میں شاید یہ بات تھی کہ وہ نفیسہ کی کزن ہے لہٰذا وہ اُس کے ہر کام آنا چاہیے یا کوئی اور وجہ تھی، وہ کبھی سمجھ نہ پایا۔ہاں جب بھی کبھی کومل رابطہ کرتی تو ایسے ہوتا جیسے اسے کرنٹ لگ گیا ہو۔کومل نے اگر کہا کہ فون کا کارڈ چاہیے تو ایسے وہ بازار کی طرف بھاگتا کہ جیسے اگر چند سیکنڈ بھی وہ لیٹ ہو گیا تو نہ جانے کون سا طوفان آ جائے گا۔اپنے ذہن میں اسے ہمیشہ یہ اطمینان تھا کہ یہ تعلق صرف خلوص پر مبنی ہے وہ ہمیشہ نفیسہ کی کزن کے کسی بھی کام آنے کو تیار رہتا ہے اور سکون کی بات یہ ہے کہ کوئی انعام کا لالچ بھی نہیں ہوتا۔سالوں تک ایسا ہی ہوتا رہا۔شاید ہی کبھی ایسا ہوتا ہو کہ اس نے خود صرف اپنی خاطر فون کیا ہو۔ہاں جب وہ کرتی تو جی نہ چاہتا کہ گفتگو ختم ہو جائے۔اکثر ایسے بھی ہوتا کہ دونوں طرف سے خاموشی ہے۔ایسے ہی ایک موقع پر وہ کہنے لگی ہم خاموش ہیں مگر پھر بھی لگتا ہے دونوں میں رابطہ جاری ہے۔

''ہاں ٹھیک کہا آپ نے۔

''آدمی کسی بہانے کبھی کال کر ہی لیتا ہے''

ہاں مگر۔

مگر کیا؟

''مجھے جواز تلاش کرنا پڑتا ہے۔جی چاہے بھی تو روک لیتا ہوں خود کو''

ہوں......

''مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے آپ نفیسہ کی کزن ہیں۔ایک ہی فیملی میں دو لوگوں سے شناسائی عجیب سا لگتا ہے''

ہوں......

ایسے ہی دونوں کے درمیان گفتگو ہوتی رہتی۔دونوں اس بات سے بے خبر تھے کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔کوئی چیز دونوں کو اپنی طرف کھینچتی تھی مگر جواز کا عنصر اسے ہمیشہ روکے رکھتا۔وہ کومل کے دماغ سے متاثر تھا۔سوال سے سوال نکالنے کی عادت اسے بہت بھلی لگتی تھی۔لگتا تھا اس

سے اگر وہ سالوں بھی گفتگو کرتا رہے تو بھی تھکن کا شکار نہ ہو۔ اسے زندگی میں جس قسم کے مسائل سے واسطہ پڑا تھا۔ انہوں نے حد درجہ حساسیت اسے عطا کر دی تھی۔ اوائل عمری کے برعکس زندگی ایک نئے روپ میں اس کے سامنے موجود تھی۔ کچھ غیر متوقع باتوں سے جب واسطہ پڑا تو کئی نئے انکشافات اس پر ہوئے۔ پہلے کی نسبت اب اس کا ذہن باتوں کی تہہ میں زیادہ جانے لگا تھا۔ کیوں کیسے جیسے الفاظ اس کی زندگی میں بہت زیادہ اہمیت حاصل کر گئے تھے۔ ایسے میں کومل ہی ایک ایسی لڑکی تھی جو اس کے دماغ کی تشفی کر سکتی تھی۔ مگر اخلاقیات اپنے ہی انداز میں اس کے سامنے کھڑی ہو جاتی اور وہ چاہنے کے باوجود بھی اس سے خود رابطہ نہ کرتا۔ اندرونی کشمکش سے خود ہی لڑلڑ کر نڈھال ہو جاتا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کبھی کومل کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ پہلے تو کزن سے گفتگو کر لیتے تھے اب میرے ساتھ موقع ملا تو ادھر بھی شروع۔ اگر کبھی کومل اسے یہ بات کہہ دیتی تو وہ اپنی ذات میں جس قدر شرمندہ ہوتا اس کا شاید کسی کو بھی اندازہ نہ ہوتا۔ ایک اچھے ہونے کا جو بھرم قائم تھا اسے وہ برقرار رکھنا چاہتا تھا۔ کومل جیسی لڑکی اگر کبھی اپنی تنہائی میں اس کے متعلق غلط رائے قائم کرتی تو اس کے لیے یہ ناقابل برداشت ہوتا۔ وہ بظاہر اسے ذرا شوخ اور تیز طرار بھی لگتی تھی اسے ہر دفعہ ایسے ہی لگتا کہ جیسے اس شخص کے سامنے وہ اپنے دل کا حال بیان نہیں کر پائے گا۔ اُس کی کزن کی جلد شادی ہو گئی تھی۔ ایک مشکل وقت میں جو وہ اس کے کام آئی تھی وہ اس حوالے سے اس کا شکر گزار تھا۔ مگر شادی کے بعد اسے کبھی ڈسٹرب کرنا غیر اخلاقی حرکت ہی سمجھا۔

زندگی جس طرح سے گزری تھی اس کے تناظر میں کسی لڑکی سے فون پر رسمی گفتگو کو بھی وہ زیادہ اہمیت دینے لگتا۔ اس طرح بھی پرہیزی قسم کی زندگی کے بعد صورت حال آئے گی جب وہ بڑی آسانی سے کسی لڑکی سے گفتگو کر سکے گا۔ حالانکہ یہ بہت عام سی بات تھی۔ اسی طرح کا رابطہ ہونا معاشرے کا معمول ہوتا ہے لیکن خود پر خول چڑھا کر رکھنے والے جب خول سے باہر نکلتے ہیں تو ان کی ویسی ہی حالت ہوتی ہے جیسے اب اس کی تھی۔ تھوڑے عرصے کی گفتگو نے، جو اس نے نفیسہ کے ساتھ کی تھی اسے خاص قسم کے تحفظ اور شکر گزاری سے آشنا کر دیا تھا۔ اسی شکر گزاری کے احساس میں وہ سمجھتا تھا کہ کومل سے کسی بھی طرح کی گفتگو جیسے غیر اخلاقی بات ہو گی۔ حالانکہ کزن کے ساتھ اس نے کوئی راز و نیاز کی باتیں نہیں کی تھیں، بس ایک مسئلہ سر پر آن پڑا تھا، اور اسے لگا تھا کہ وہ اس سلسلے میں اس کی مدد کر سکتی ہے اور چونکہ وہ کسی بھی بات کو معمولی انداز سے لینے والا نہ تھا لہٰذا اس بات کو اس نے ذہن میں بٹھا لیا کہ زندگی میں اک مشکل گھڑی میں ایک شخص نے اس کی مدد کی ہے اور اس شخص کا احترام اور خیال جیسے اس پر واجب ہو گیا ہو ممکن تھا بات بہت زیادہ آگے بڑھ جاتی لیکن درمیان میں شادی آ گئی تو دونوں طرف سے احتیاط پسندی نے کام دکھایا اور وہ تعلق جو آگے چل کر شاید بہت مضبوط ہوتا وہ آغاز میں ہی اختتام کو پہنچ گیا اور بعد میں شاید ہی دونوں کے درمیان کبھی بات ہوئی ہو۔ لیکن کومل کو اس بات کا احساس ضرور رہتا کہ ساحر سے بات کرنی ہے۔

ایک ایسا ہی موقع تھا جب کومل کو مستقبل کے حوالے سے اپنے کیریئر پر مناسب رہنمائی نہیں مل رہی تھی اور وہ سخت تھکن کا شکار تھی۔ زندگی سے اُسے اکتاہٹ ہو رہی تھی۔ ایسے ہی دنوں میں اک دن فون آیا تو کہنے لگی

''بہت تھکن ہے''

''کیا ہوا؟'' ساحر نے پوچھا

''سمجھ نہیں آ رہی کہ مستقبل کے حوالے سے کیا فیصلہ کروں''۔

''کر لیتے اس حوالے سے بھی بات''

''اب تو جی چاہتا ہے سنبھال لے کوئی''

''کوئی آگے سے ہاتھ پکڑے یا دھکا لگائے اس مشکل گھڑی میں؟'' ساحر نے پوچھا

''کچھ بھی ہو جائے میں تھک گئی ہوں'' کومل نے انتہائی اکتاہٹ سے کہا۔

دونوں کے درمیان گفتگو ایسی ہی کیفیت میں ختم ہوگئی۔ چند دنوں بعد جب دوبارہ دونوں کو بات کرنے کا موقع ملا تو ساحر نے گزشتہ دنوں کے حوالے سے اشارہ کرتے ہوئے کہا ''میں ہاتھ آگے سے پکڑ لوں'' کومل نے کہا نہیں

''ٹھیک ہے'' ساحر نے کہا

''آپ کی سمجھ نہیں آتی کیسے خود کو ہر صورت میں ڈھال لیتے ہیں۔''

یہ بات اس نے شگفتہ مزاجی سے کہی۔ مگر ساحر کے ذہن میں شرمندگی کا احساس تھا کہ آخر کہہ ہی بیٹھا تھا کہ ''تمہارا ہاتھ پکڑ لوں'' تو انکار کر دیا، غصہ البتہ اسے نہیں تھا۔ اس کا یقین تھا کہ انسان حق رکھتا ہے کہ کسی سے تعلق استوار کرے یا نہ کرے اور کومل کو یہ بات کہنے کی ہمت بھی اسے اس لیے ہوئی تھی کیوں کہ وہ سخت اداس تھی۔ اسے لگا تھا کہ یہ ایسا موقع ہے کہ اسے تسلی دی جانی چاہیے۔ لیکن شاید اس دن والی کیفیت سے باہر آ چکی تھی اس لیے اس کو مناسب حوصلہ افزائی والا جواب نہ دے سکی۔

لیکن اس اک ذرا سے انکار نے دونوں کے درمیان رابطے پر کوئی اثر نہ ڈالا۔ کومل کی عادت تھی جب کبھی بھی کسی مسئلہ کا سامنا ہوتا تو اس سے ضرور رابطہ کرتی۔ ایسے ہی ایک موقع پر ساحر نے دوران گفتگو جان بوجھ کر اسے یار کہہ دیا۔ بعد میں کومل سے کہا۔

''میرے منہ سے یار نکل گیا برا تو نہیں لگا؟''

''نہیں برا کیوں لگے گا؟''

تب کومل کو پتہ نہیں تھا کہ اس نے جان بوجھ کر اسے یار کہا ہے اور اپنے اندر کی حالت کی وجہ سے مجبور ہو کر اسے ایسا کہا ہے۔ وہ کبھی اس کے خیال سے چھٹکارا نہیں پا سکتا تھا۔ خود نہ بھی فون کرتا تو انتظار ضرور کرتا۔ اپنی تنہائی ختم کرنے کے لیے ادھر ادھر منہ مارتا۔ لیکن اسے کہنے کی ہمت نہ کرتا کہ ''کومل تمہاری ضرورت ہے'' ایسے ہی ایک دن دورانِ گفتگو اس نے کہا میں کسی بھی حالت میں تم سے تعلق رکھ سکتا ہوں۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ جواباً وہ کہنے لگی۔

''بھائی کا رشتہ تو ہوگا نہیں''

''دوست بھی نہیں ہو سکتا''

''مگر کچھ لگتا ضرور ہے مجھے''

مجھے آپ بھائی بھی سمجھ لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں کبھی ایک بات کا یقین ہی نہیں کر پایا کہ کس طرح اس تعلق کو کوئی نام دوں۔ بس گفتگو ہوتی ہے میرے لیے اس تعلق کو کوئی نام دینا ایک کٹھن مرحلہ ہے۔

واقعی اس کے لیے کوئی نام تلاش کرنا ایک مشکل مرحلہ تھا۔ اس کے ذہن میں اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنی ذات میں محسوس ہونے والی شرمندگی کو چھپانا چاہتا تھا۔ شرمندگی یہ تھی کہ کسی ایک لڑکی سے اگر زندگی میں کچھ دن آپ نے گفتگو کی ہے دوستانہ ماحول میں تو اسی کی کزن کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلق کا کیا تک ہے ایسی پسندیدگی کا کیا مطلب ہے اسے ایسے لگتا تھا جیسے بہت بڑا گھٹیا قسم کا کام ہے ایسی کسی بھی پسندیدگی کو اپنے ذہن میں رکھنا، اگر چہ اپنی گوشہ نشینی کی کیفیت کو چھوڑ چکا تھا وہ، مگر لوگوں سے تعلق استوار کرتے ہوئے بھی اس پر تختی کی کیفیت موجود تھی اگر کسی کے ساتھ چند لمحے بھی گفتگو کی ہے تو اس کی معقول وجہ ہونا ضروری ہے دل کیا کہتا ہے، دماغ کی کیا حالت ہے جائے بھاڑ میں، کوئی معیار آپ کے معاملات میں ہونا ضروری ہے۔ ورنہ سب عیاشی کی ایک قسم یا گناہ کی کوئی قسم ہے جو آپ سے سرزد ہوئی ہے یا کم از کم اخلاقیات میں اس قسم کی سرگرمی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کومل کے حوالے سے بھی وہ اسی قسم کی پیچیدگی کا شکار تھا۔ اسی دوران اگر اس کی ادھر ادھر تا نک جھانک ہوتی تو وہ اپنے آپ کو پھیلنے دیتا، لیکن کومل پر آ کر بات رک جاتی۔

ایک اور سب سے بڑی وجہ یہ تھی اس کی احتیاط کی کہ وہ دماغی لحاظ سے اسے بہت اہمیت دیتا تھا۔ اتنی ذہین لڑکی کے سامنے اظہار پسندیدگی کرنے سے اسے جھجک محسوس ہوتی تھی۔ دوسرے معنوں میں اسے اعتماد کی کمی بھی کہا جا سکتا تھا۔ برسوں آپ ذہنی بحران سے گزرے ہوں تو آپ کا اعتماد بکھر جاتا ہے اور اسے اکٹھا کرنے میں بھی ایک عرصہ درکار ہوتا ہے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ وہ اندر سے جس اعتماد کی کمی کا شکار تھا دوسرے قطعاً اس سے بے خبر تھے۔ لوگوں کو متاثر کرنے کا ہنر بھی اس میں آ چکا تھا، اس کا احساس اسے خود بھی تھا اور اُسے دوسروں سے بھی پتہ چلتا رہتا تھا۔ ذہنی طور پر وہ جس بحران سے گزرا تھا اس کو اس نے بے فائدہ نہیں جانے دیا تھا۔ کچھ لوگ راکھ سے بھی اپنے لیے جینے کا سامان نکال لیتے ہیں۔ اس نے کسی بھی لمحے اس خیال کو اپنے ذہن سے محو نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ ایک کٹھن ذہنی بحران سے گزرا ہے جب ایک طرح کی گوشہ نشینی میں چلا گیا تھا۔ اس بحران نے شخصیت میں جو عدم توازن پیدا کر دیا تھا وہ اس سے بخوبی آگاہ تھا۔ یہی عدم توازن اعتماد کو ہلانے کا سبب بنا تھا۔ کتنا ہی جی کیوں نہ چاہتا کومل سے بات کرے، احتیاط اس کے ذہن سے نہ نکلتی، اسی بد اعتمادی میں وہ ایک دو دوسرے لوگوں کے ذرا قریب ہوا تھا۔ اور ویسی جھجک محسوس نہ ہوئی تھی جیسی کومل کے معاملے میں ہوتی تھی۔ اسے ایسا لگتا تھا کہ اگر کبھی زندگی میں اس سے اظہار پسندیدگی کر دیا تو ایک ایسا قہقہہ اس کی زبان سے بلند ہوگا جو اسے برسوں تک شرمندگی کے احساس میں لپیٹے رکھے گا اور وہ شاید کبھی دوبارہ اس سے آنکھ بھی نہ ملا سکے گا۔ ایسے ہی کشمکش کے دنوں میں سے ایک دن تھا جب کومل کہنے لگی،

اگر کسی کو حاصل کرنا ہو تو کیا کیا جائے؟

کس کو؟ ساحر نے پوچھا

کوئی بھی ہو

کوئی لڑکا ہے؟

ہاں

کیا کرتا ہے؟

کرتا کچھ نہیں مگر،

مگر؟

حاصل جو کرنا ہے تو کرتا ہے

کتنا پڑھا لکھا ہے؟

کچھ زیادہ نہیں

آپ کے برابر تو ہے کہ نہیں؟

نہیں، سمجھیں نہیں پڑھا ہے

برابر کا نہیں ہے پھر بھی؟

بس ایک چیز حاصل کرنی ہے تو کرتی ہے ناں

اب کیا کہوں میں؟

آپ اسے ایک نظر دیکھیں گے؟

میں اس سے کہاں ملوں گا

اپنے آفس میں مل لیں؟

مگر میں نے پہلے اسے کبھی دیکھا ہی نہیں تو کیا بات کروں گا؟

ایسی ہی گومگو کی حالت میں دونوں کی گفتگو ختم ہوگئی۔ ساحر کو لگا جیسے اُس نے کوئی انہونی سی بات کی ہے۔ کومل اتنی پڑھی لکھی ہے، مستقبل میں ابھی اور پڑھے گی اور پسند کسے کرتی ہے؟ عجیب سا لگا اسے۔ ایک موقع پر اس نے کہہ بھی دیا تھا کہ جی چاہتا ہے آپ کا سر دیوار پر دے ماروں۔ یہ سن کر وہ صرف مسکرادی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا جب اپنے اندر کی بات اس نے ساحر سے کی تھی۔ کچھ دنوں بعد جب دونوں کو گفتگو کا موقع ملا تو تب اس پر انکشاف ہوا کہ اس نے جیسے کومل کا مان توڑ دیا ہو۔ جب شکایت کے انداز میں اس نے کہا میں نے کتنے مان سے کہا تھا اسے دیکھ لیں۔ اور کتنی آسانی سے آپ نے کہہ دیا تھا کہ میں اس سے کہاں ملوں گا؟

تب میرے ذہن میں نہیں آیا تھا کہ اس سے کہاں ملوں، سچی، ساحر نے کہا

دفتر میں تو مل سکتے تھے ناں، گھر بھی مل سکتے تھے، کیا آپ سے ملنے کوئی نہیں آسکتا؟

میرے ذہن میں خیال نہیں آیا کومل

ہوں......

ناراض ہیں؟

نہیں۔

''انکشاف حیران کرتا ہے تو قریب بھی لاتا ہے''

اس بات سے ساحر پر پہلی مرتبہ یہ انکشاف ہوا کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے اور ایک طرح کا بھروسہ بھی وہ ساحر پر کرتی ہے اپنے معاملات زندگی کے بارے میں۔ وہ اندر سے سخت شرمندہ تھا کہ کتنے مان سے وہ کہہ رہی تھی کہ اسے ایک نظر دیکھ لیں کیسا ہے؟ اور وہ سمجھ ہی نہ پایا یہی تو مواقع ہوتے ہیں جب کوئی کسی کے دل میں گھر کرتا ہے، قریب ہوتا ہے۔ کسی کا ہمراز بنتا ہے یہی تو وقت ہوتا ہے خلوص کے اظہار کا۔ سچائی کے نظر آنے کا۔ لیکن اسے ایسے موقع کو اپنے استعمال میں لانے کا ہنر کہاں تھا؟ وہ کومل کے معاملے میں کسی بھی لالچ سے مبرا تھا۔ اسے تو شرمندگی اس بات پر تھی کہ وہ ہمیشہ اس کے ذرا ذرا سے بھی کام پر پھرتی دکھاتا ہے۔ جب دل کا معاملہ وہ اس کے سامنے کھول ہی بیٹھی تو کتنا بد ہو ثابت ہوا۔ اس نے کتنے مان سے بات کی لڑکے کو دیکھنے کی، اور کتنے آرام سے وہ کہنے لگا میں اس سے کہاں ملوں گا؟ لیکن وہ ان لوگوں میں سے تھا، جو زندگی کی بظاہر معمولی سی باتوں میں بھی احمق ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ پر اپنی غلطی سے جو سبق وہ سیکھتے ہیں کم ہی لوگ سیکھ پاتے ہیں۔ اس پر پہلی بار یہ راز کھلا تھا کہ کوئی اس کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ اپنے دل کا معاملہ بھی بلا جھجک بیان کرنے کو تیار ہے۔ اس کے ذہن سے یہ بات چپک کر رہ گئی کہ وہ کومل کو ذہنی صدمہ دینے کا سبب بنا ہے، اب کیا کیا جاسکتا تھا؟ کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ آئندہ زندگی میں اس سے ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو کہ شکایت کا باعث بنے۔

عموماً یہ مسئلہ بھی اسے پیش آیا تھا کہ جس کو بھی دیکھو زیادہ تر اس کے دل میں کوئی اور براجمان ہوتا ہے۔ کومل کے معاملے میں یہ بات اسے زیادہ محسوس نہیں ہوئی۔ ہاں اس نے سوچا کہ آئندہ ذرا سا بھی اشارہ ملا تو وہ حذیفہ سے ملنے کی کوشش ضرور کرے گا تا کہ کومل کو درست رائے دے سکے۔ کافی عرصے سے وہ کومل کو جانتا تھا لیکن اس بات کا ابھی اسے پتہ چلا تھا کہ وہ کسی اور کو عرصے سے پسند کرتی ہے۔ دونوں کے درمیان تعلق کب سے ہے؟ ایک دن اس نے پوچھا

کافی سالوں سے۔

پھر بھی؟

تب میں ابتدائی کلاسوں میں تھی شاید آٹھویں میں ہوں گی

رشتے دار ہے؟

ہاں کزنز میں سے ہے

اور اتنے سالوں سے اس سلسلہ میں کبھی رکاوٹ نہیں آئی؟

نہیں پہلے تو وہ اتنی توجہ نہیں کرتا تھا۔ بہت مشکل سے قائل کیا اسے۔

یعنی اس کے بغیر زندگی ادھوری ہے؟

ہاں اتنے برس بعد کسی اور طرف رجوع کرنا شادی کے لیے کٹھن مرحلہ ہے

گھر والوں کو کیا مسئلہ ہے؟

آپسی معاملات خراب ہیں دونوں گھروں کے، پس ہم رہے ہیں

اس گفتگو سے ساحر کو یہ اندازہ ہوگیا کہ کسی کی زندگی میں پسندیدگی کا عنصر کتنی ابتدائی عمر میں گھر کرسکتا ہے۔ کتنی ابتدا میں انسان باہمی محسوسات کے تبادلے سے آشنا ہوجاتا ہے۔ دلوں کے معاملے میں کتنا سخت جان ثابت ہوتا ہے انسان۔ اتنے سال؟ کتنے موسم آئے ہوں گے اور کتنے گزر گئے ہوں گے مگر کومل کا دل ادھر کا دھر ہی ہے۔ تو پھر ان دونوں کے درمیان میری کیا حیثیت ہے؟

وہ تو کسی اور کی زندگی ہے

میں درمیان میں کہاں سے ٹپک پڑا؟

اتنے برسوں سے اس کا تعلق حذیفہ سے ہے تو پھر اُس سے بات چیت کا مطلب؟

مگر وہ تو کام کے سلسلے میں بات کرتی ہے

نہیں اس کے علاوہ بھی تو ہم گفتگو کرتے ہیں

ایسے ہی کتنے سوالوں کا سیلاب اس کے دماغ میں اُمڈ آیا تھا۔ پہلے بھی کشمکش کم نہیں تھی اور مزید اس کا ذہن الجھن کا شکار ہوگیا۔ وہ اس بات کا بھی حل پالیتا مگر کیسے۔ مگر کیسے۔ خود کئی طرح کے خیالات اس کو گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔ ایسے ہی چند دنوں بعد اسے بات کرنے کا موقع ملا تو پرانی بات کو نئے طریقے سے اس نے کر ہی دیا۔

ہمارے درمیان یہ جو تعلق ہے اسے کیا نام دیں گی؟

کوئی بھی نہیں

کوئی بھی نہیں؟

ہاں کچھ تعلقات کو نام نہ دینا ہی بہتر ہوتا ہے

آخر کچھ تو ہوں ناں میں؟

نام دینا مشکل ہے ناں کیا کروں؟

میں بھائی کی جگہ پر ہوں؟

نہیں

لو رہوں؟

وہ تو حذیفہ ہے

دوست کا لفظ مجھے پسند نہیں ہے۔ میں یہ کبھی نہیں کہلاؤں گا۔ مجھے عجیب لگتا ہے کسی لڑکی کو دوست کہنا۔ ویسے پیار اور دوستی میں فرق کیا ہے کومل؟

آج ہی ضرور پوچھنا ہے؟

ہاں، کیونکہ میرا خیال ہے اگر کوئی کسی کو دوست کہتا ہے تو پیار کے بغیر کیسے ہو سکتا ہے؟ دیکھو پیار میں ذرا سی بات پر عمر بھر کی دوری بھی پیدا ہو سکتی ہے، اور دوستی میں ایسا نہیں ہوتا دوست کے پاس آپ پناہ پاتے ہیں، کومل کہنے لگی

ساحر کے دل کو یہ بات لگی تو ضرور لیکن بات پھر وہی تھی یہ لفظ دوستی اسے عجیب لگتا تھا۔ وہ ایک تعلق کو عرصے سے محسوس بھی کر رہا تھا۔ جس کا کوئی نام نہیں تھا، دوسرا نام اسے پسند نہیں تھا۔ پیار اسے وہ کہہ نہیں سکتا تھا۔

اچانک ایک اسٹیشن پر گاڑی جھٹکے کے ساتھ رکی تو وہ اپنے خیالوں کے سلسلے سے باہر آیا۔ سٹیشن پر منتظر بھیڑ کو دیکھنے لگا۔ کوئی خوبصورت خاتون نظر آئی تو فوراً اس کے آس پاس نظر دوڑنے لگا کہ اس کا خاوند کیسا لگتا ہے؟ کسی بھی خوبصورت لڑکی کو جب وہ کسی بے ڈھنگے شخص کے ساتھ دیکھتا تھا تو اس کا خون کھولنے لگتا تھا۔ سامنے والی سیٹ پر ذرا سی جگہ خالی تھی۔ وہاں ایک خوبصورت لڑکی آ کر بیٹھ گئی۔ اس کا خاوند پاس ہی آ کر کھڑا ہو گیا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اندازہ ہو گیا کہ لڑکی کافی سفید سی اور خوبصورت ہے۔ وہ بغور اس کے خاوند کو دیکھنے لگا۔ حسبِ معمول اسے ایسا لگا وہ آدمی اس لڑکی کے اہل نہیں ہے۔ دونوں میاں بیوی ہنس ہنس کر آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے اور وہ بے سبب غصے سے آگ بگولا ہو رہا تھا۔ اسے حیرانگی ہو رہی تھی کہ لڑکی کتنی مسرت سے اپنے خاوند کے ساتھ محوِ گفتگو ہے۔ دونوں کو گفتگو کرتے دیکھ کر اس کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات آنے لگے۔

یہ لڑکی صرف اوپر اوپر سے ہی خوش ہے؟

اگر اُس کے بس میں ہوتا تو کبھی بھی ایسے بے تکے بندے کو قبول نہ کرتی

کتنا خوش قسمت ہے اتنی پیاری لڑکی مل گئی

یہ کتنی سمارٹ ہے، اور اس الو کا پیٹ دیکھو کپڑوں سے باہر آنے کو ہے

شاید لڑکی کو زندگی میں کسی نے احساس ہی نہیں دلایا کہ وہ کتنی خوبصورت ہے

یہی لڑکی ممکن ہے اپنی زندگی میں کسی لڑکے کو نخرے سے گھاس نہ ڈالتی ہو اور اب دیکھو کس سے نکاح کر لیا۔

میرا بس چلے تو منہ توڑ دوں اس کا۔ دیکھو کیسے مونچھوں کو تاؤ دیے کھڑا ہے

اسے لگا کہ اس کے حالت مزید خراب ہو سکتی ہے تو وہ دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ کبھی نظر ریلوے لائن کے پاس ہرے بھرے کھیتوں پر پڑتی اور کبھی دور سے نظر آنے والی کسی جھگی پر یا گاؤں پر۔ گاڑی کی سواریاں اتر کر اپنے اپنے راستوں پر گامزن تھیں۔ دور سے ایک لڑکی اپنے گھر میں جاتی نظر آئی۔ اسے لگا کہ یہ منظر وہ دوبارہ کبھی نہیں دیکھ پائے گا۔ اب کسی کو اگر پتہ چلے کہ میں اس لڑکی پر نظر جمائے ہوں تو دل پھینک گھٹیا سمجھے گا مجھے۔

مگر دیکھا کیا ہے میں نے؟ اک سایہ سا، مجھے تو منظر نے اپنی جانب کھینچا، ورنہ میں نے لڑکی کا کیا دیکھا کیا اتنا بھی دیکھنا گناہ ہے۔ کسی جانور کو بھی دیکھ کر آدمی مسحور ہو سکتا ہے۔ تب تو گناہ درمیان میں نہیں آتا، جہاں لڑکی کی بات آئی گناہ کا احساس شروع۔ عجیب زندگی ہے۔ کیا انسان کسی دوسرے انسان کو دیکھ بھی نہیں سکتا۔ معاشرے میں رہنا ہے تو کیا آدمی کھمبوں سے ٹکریں مارتا پھرے اگر ہلچل ہو تو فطری بات ہے کتنا قصور ہے انسان کا؟

اسی کشمکش میں پھر اس نے خود کو کومل کے خیالوں میں گم کر دیا۔ کتنے سال لگ گئے تھے اس موڑ پر آتے ہوئے جب اس نے اپنے دل کی بات اس کے سامنے رکھ دی اور حذیفہ کا ذکر کیا دل ہی دل میں خوش تھا کہ اس پر اتنا اعتماد بھی کیا جانے لگا ہے۔ لگتا تھا دونوں نے خود کو ایک دوسرے کے مزید ایک قدم نزدیک کر دیا ہے۔ اس اک بات نے اس کے اندر مزید اعتماد پیدا کر دیا تھا۔ مگر جہاں تک جھجک کا تعلق تھا وہ جاری تھی۔ ایک دن وہ کہنے لگی

ایک کام ہے، کریں گے؟

بھلا یہ پوچھنے والی بات ہے؟

نہیں پھر بھی......

کیا پھر بھی؟

اچھا ناں، پوچھ لیا تو کیا ہوا

ہاں بتاؤ، تلملاتے ہوئے ساحر نے کہا

ایک گفٹ کہیں بھجوانا ہے

اُس کو بھجوانا ہے؟

ٹھیک ہے پوسٹ کروا دوں گا

میں لے کے آؤں گی کل۔

ہاں لیتے آنا، میں فیس بھی لوں گا، اس نے اپنی شرم کو کم کرتے ہوئے کہا

کیسی فیس؟

جیسی بھی ہو۔

اچھا میں کل آؤں گی

میں انتظار کروں گا

وہ سارا دن بے چینی سے پھرتا رہا، پتہ نہیں کون سی حرکت کرنا چاہتا تھا وہ، لگتا تھا من ہی من میں کوئی منصوبہ بنا رہا ہے اور ذہن میں مسلسل اک ریہرسل جاری ہے۔ کومل کو آنا تھا اور اُس نے کوئی کارنامہ سرانجام دینا تھا۔ وہ آئی اور جب گفٹ دے کر واپس جانے لگی تو ساحر نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا

فیس؟

کومل نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا

مزید فیس؟

یہ اموشنل بلیک میلنگ ہے

ہاں دوناں۔

کومل نے دوبارہ اپنا ہاتھ آگے کر دیا

جب وہ جانے لگی تو دوپٹہ اس کا سر کا ہوا تھا۔ساحر کی نظر اس کے چہرے کے علاوہ اس کے سینے پر بھی پڑی، وہ چلی گئی مگر شرمندگی کا ایک احساس ساحر کو گھیرے میں لینے لگا برسوں میں پہلی بار اس نے کومل کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔لیکن چہرے کے علاوہ اس کے جسم پر نظر پڑنے پر وہ سخت شرمندگی محسوس کرنے لگا۔اسے ایسے لگا جیسے اس نے چوری کی ہے جس کا کومل کو پتہ نہیں ہے۔ہاتھ ملانے کے احساس نے اس کی شرمندگی کو ذرا کم کیا لیکن اسے اپنی نظروں کا اس کے جسم پر یوں پھسلنا اچھا نہ لگا۔سختی کی یہ عادت بھی پرانے دنوں کا ہی اثر تھی۔کوئی بھی عادت سو فیصد چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔پرہیز کی عادت اپنی کسی نہ کسی شکل میں ابھی تک موجود تھی۔یا شاید وہ کومل کا احترام ہی اتنا کرتا تھا کہ اپنی نظر کا یوں اٹھنا اسے بہت برا لگا۔

بہر حال اتنے عرصے بعد اس کا یوں ہاتھ ملانا اس کے نزدیک کارنامہ تھا۔ایک ایسا شخص جو اس کی ذہنی خوراک تھا۔جس کی باتوں میں گہرائی محسوس کرتا تھا وہ۔اپنائیت سی لگتی تھی۔جس تک رسائی کی خواہش دل میں تھی پر کسی نہ کسی طرح سے کوئی رکاوٹ درمیان میں آجاتی تھی۔وہ شخص جو پہلے ہی دن اسے اچھا لگا تھا۔الگ سا، جو اتنے طویل عرصہ سے اس کے آس پاس تھا۔اور جس تک جانا ایک خواب کی مانند تھا۔کتنی ہی بندش اور اخلاقیات اور اردگرد کا خوف اسے روک لیتے تھے کومل کے پاس جانے سے اور آج کومل کا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں آیا تھا۔کیونکہ فکر کی عادت جو اسے پچھلے کچھ سالوں سے پڑ گئی تھی اس نے یہاں بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔خیالات کا اک سیلاب یہاں بھی اسے اپنے بہاؤ میں بہانے لگا۔

ذرا سا کام کیا میں نے کومل کا اور ہاتھ ملا لیا

کیا میں نے قیمت وصول کی؟

جہاں بھی لڑکی کا معاملہ آیا مرد نے ضرور اس کو چھونا چاہا، اپنی گرفت میں لینا چاہا، کیا میں بھی ایسا ہی ہوں؟

اس کا دھیان تو حذیفہ کی طرف ہے، میں اپنی طرف کھینچنے میں لگا ہوں؟

میری سخت پسندی، احتیاط کہاں ہے؟

میں اتنے عرصے جولٹو کی طرح اس کی باتوں پر گھومتا تھا۔اس سب کا مقصد صرف یہی تھا کیا؟

ایسا کیوں نہیں ہوسکتا کہ ہم کسی کے کام بھی آئیں ساری عمر اور جواباً کچھ بھی نہ چاہیں میں نے کیوں ایسا ہو کر نہ دکھایا؟

کومل کو لگے گا کہ میں نے وہی کیا جو کوئی بھی دوسرا مرد کرتا ہے اس کی نظر میں میرا دوسروں سے فرق ہی نہ رہا تو کیا فائدہ اتنی احتیاط کا؟

کیا میرے صبر کی ہمت جواب دے گئی؟

جہاں اتنے سارے سوالات اسی کے دماغ میں گھوم رہے تھے وہاں سوچ کا اک دوسرا رخ بھی جاری تھا۔

آج میں کومل کے اتنے قریب ہوگیا کہ اس کا ہاتھ پکڑا

میں نے اس کے ہاتھ پکڑنے میں زبردستی نہیں کی

کبھی اپنی مرضی کرتا تو کتنا برا کرتا میں؟

میں نے بغیر کسی لالچ کے خود کو اس کے لیے وقف کیا تھا۔ اس نے خود مجھے پذیرائی بخشی۔ مجھ میں کچھ تو خلوص ہوگا جو اسے اچھا لگا ہوگا میں ثابت کروں گا کہ اس کا مجھ پر کیا گیا یقین رائیگاں نہیں جائے گا

کتنے ہی عرصے تک وہ اپنی اس کامیابی پر خوش رہا اک معرکہ تھا اس کے نزدیک جو اس کے ہاتھوں سرانجام پایا۔ جنس کا اس کی زندگی میں بہت غیر معمولی کردار تھا جو بظاہر تو کسی کو نظر نہیں آسکتا تھا لیکن وہ خود جس سے بخوبی واقف تھا۔ وہ لوگ جن پر جنس سیاہ رات میں کسی چھپ کروار کرنے والے کی طرح حملہ آور ہوتی ہے۔ جو کرتے تو کچھ نہیں لیکن متاثر بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اتنے زیادہ کہ پرہیز کرتے ہوئے صنف نازک سے بات کرنا بھی ایسے لوگوں کو گناہ لگنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کے نزدیک کومل سے ہاتھ ملانا ایک کارنامہ تھا۔ حالانکہ اس دنیا میں یہ کون سی انوکھی بات ہے۔ انسانوں کے معاشرے میں کسی لڑکی لڑکے کا ملنا کون سا ایسا واقعہ ہے کہ جس کی گرمی سے پہاڑوں پر جمی برف بھی پگھلنے لگے۔ لیکن جس طرح کی نفسیات اس کی ہو چکی تھی اس میں یہ بہت بڑی بات تھی۔ وہ غیر معمولی طور پر ابنارمل زندگی سے خود کو نکال کر نارمل بنانے کے عمل سے گزر رہا تھا۔ جس میں جو حرکت اس کے نزدیک بہت زیادہ غیر معمولی تھی۔ عام کسی بھی مرد یا لڑکے کے لیے زندگی کا ایک بہت انوکھا لطیفہ تھی۔ پر اس کے نزدیک یہ ایک سنجیدہ معاملہ تھا جو اس کے اور کومل کے درمیان ہوا تھا۔

دونوں کی زندگی اپنے اپنے معمول پر جاری تھی جس میں رہتے ہوئے دونوں کے درمیان ایک تعلق جاری تھا۔ ایک دوسرے کے لیے دونوں کے دل میں کون سا سچ تھا وہ دونوں اس سے بے خبر تھے۔ بس ایک گفتگو تھی اتنے عرصے سے جو ہاتھوں کے ملنے تک پہنچی تھی۔ وہ حذیفہ کو دل و جان سے چاہتی تھی اور ساحر ایک دو مزید تکلیفیں اپنے ہاتھوں میں لیے پھر رہا تھا جو بظاہر کسی کو نظر نہیں آئی تھیں لیکن وہ ان کو کسی کی جھولی میں رکھنا چاہتا تھا۔ کتنے ہی عرصے سے اس کا خیال تھا کہ وہ منظر ضرور آئے گا جب وہ کسی کو سامنے بٹھا کر اپنی زندگی کے واقعات بیان کرے گا۔ کسی کو ورطہء حیرت میں ڈالے گا اس کے ذہن میں نقشہ بنتا کہ وہ کسی کے ساتھ اکیلا ہے منظر اس کے گھر کا ہے یا پھر کوئی اور جگہ یا تنہائی ہے۔ سامنے وہ شخص بیٹھا ہے جس کو اس نے اپنی زندگی کی ایک دو انتہائی غیر معمولی باتیں سنانے کے لیے چنا ہے۔ ابھی کہانی شروع ہوتی ہے اور سننے والا ورطہء حیرت میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتا ہے۔ کہانی سناتے ہوئے ساحر مسلسل آگے پیچھے چلتا ہے کیونکہ کسی مشکل بات کو بیان کرنا وہ بھی جس سے آپ کی خودداری، انا ختم ہو جاتی ہو ایک کٹھن کام ہوتا ہے۔ ایسی بات آسانی سے کسی کے پاس بیٹھ کر کیسے سنائی جا سکتی ہے۔ اسی وجہ سے ساحر بے چینی سے قدم بھرتا ہوا کبھی آگے کی طرف جاتا ہے کبھی پیچھے کی طرف۔ اور سننے والا اس کی باتوں کو سنتا ہے۔ وہ اس انداز سے اپنی کہانی کو سناتا ہے جیسے کسی ڈرامے یا فلم کا

منظر ہو۔ وہ اکثر کسی ایسی فلم کو دیکھنے کا متمنی تھا جس میں مرکزی کردار کسی کو سامنے بٹھا کر اپنے انکشاف اس پر عیاں کرے۔ ابھی تک کوئی اس قسم کی فلم یا ڈرامہ اس کو دیکھنے میں نہیں ملا تھا۔ وہ کسی ایسی فلم یا ڈرامہ کو دیکھ کر اپنا کتھارسس کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ اس کا کتھارسس نہیں ہو پایا تھا۔ وہ غبار خود کسی کو سنا کر من کو ہلکا کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ شخص کون تھا ابھی تک فیصلہ نہیں ہو پایا تھا اس سے۔ کوئی جو بہت قریب ہوا یا لگا کہ بہت قریب ہو سکتا ہے۔ وہ کومل تھی جس سے اس نے اتنے عرصے بعد ہاتھ ملانے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔

لاہور کے قریب جا کر اسٹیشن کے باہر گاڑی رکی تو اس کی یادوں کا سلسلہ بھی رک گیا اسٹیشن پر اتر کر اس نے معمول کے مطابق رکشا پکڑا اور مطلوبہ جگہ پر اپنا کام کر کے پھر واپسی ٹرین پر تھا تقریباً تین گھنٹے لگ گئے اس کو لاہور میں اپنا کام نمٹاتے ہوئے واپسی پر گاڑی میں رش کافی تھا۔ کھڑا رہنے میں بھی دقت ہو رہی تھی۔ ہفتے کا دن تھا جب گاڑی میں معمول سے بھی زیادہ رش ہوتا ہے اور جب گاڑی ذرا لیٹ ہو جائے تو پھر رش مزید بڑھ جاتا ہے۔ ایک کونے میں لگ کر وہ کھڑا ہو گیا اوپر والی برتھ کو پکڑ کر وہ واپسی کا سفر طے کرنے لگا اتنے زیادہ رش میں بھی چیزیں بیچنے والے اپنی چیزیں بیچنے میں کامیاب تھے اور بڑی مہارت سے اتنے رش سے آسانی سے گزر جاتے تھے۔ اسی دوران ایک پھل بیچنے والا آیا اور اتنی بھیڑ میں آوازیں لگانے لگا۔ اس کی شکل دیکھ کر وہ حیران ہو گیا۔ یہ وہی پھل والا تھا جس کو گزرے برسوں میں اس نے روزانہ گاڑی میں دیکھا تھا۔ چہرے پر پڑی جھریاں اس کو پریشان کر رہی تھیں۔ داڑھی کے سفید بال چہرے پر قبضہ جمائے تھے۔ وہ شخص عمر میں اس جتنا ہی تھا۔ مگر دونوں کے حلیوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ایسے لگا جیسے زندگی نے اتنے زیادہ تھپیڑے اس پھل والے کے منہ پر مارے تھے کہ حلیہ ہی بگڑ گیا تھا۔

آواز اور انداز سے لگتا تھا کہ وہ شخص بڑھاپے کو دل سے قبول کر چکا ہے اور خود کو جوان رکھنے کے سارے طور طریقوں میں شکست کھا چکا ہے وہ خود کو ابھی زندگی کے لیے تیار کرنے کی کوشش میں تھا اور یہ شخص زندگی گزار کر ہار بھی مان چکا تھا۔ ساحر کو لگتا تھا وہ دوبارہ زندہ ہو رہا ہے اس زندگی کو گزارنے کے لیے جس کو دراصل اس نے گزارا ہی نہیں اور جو گوشہ نشینی میں ہی اس کے کتنے ہی سال نگل گئی۔ وہ اپنا اور اس پھل بیچنے والے کا موازنہ کرنے لگا، اس کی شادی چھوٹی عمر میں ہو گئی ہو گی؟ اس کے بچے بھی جوان ہوں گے شاید کسی کی شادی کا بھی پروگرام بنا رہا ہو۔

خود اس کا یہ حلیہ ہے تو اس کی بیوی کا بھی یہی حال ہو گا، مطلب سب لاڈ پیار ختم، اس کے سب بال سفیدی کے ہاتھوں مار کھا رہے ہیں میرا ایک بھی سفید ابھی تک کسی نے نہیں دیکھا میں نے ابھی تک صرف کومل کا ہاتھ ہی پکڑا ہے وہ بھی اتنے سال لگا کر میں کسی بھی جگہ منہ ماروں تو قبولیت مل سکتی ہے، یہ کسی جگہ کوشش کرے تو شاید منہ پر جو ہڈی سلامت ہے وہ بھی ٹیڑھی کروا لے کسی سے زندگی کی رفتار میں اتنا فرق کیوں ہے؟

پھل والا اگلے ڈبے میں گیا تو وہ دوبارہ اپنے حال میں واپس آ گیا۔ اتنی بھیڑ نہ ہوتی تو وہ پھل بیچنے والے سے ضرور باتیں کرتا۔ مگر کس تعلق سے؟ تعلق تو تھا بے شک وہ شخص اس سے بے خبر تھا۔ جب کبھی وہ روزانہ گاڑی پر سفر کیا کرتا تھا تو ان سب لوگوں کو جو روزانہ مختلف چیزیں بیچتے ہیں اچھی طرح جانتا تھا۔ ان ساری شکلوں سے وہ برسوں سے واقف تھا۔ بے شک ان لوگوں کو اس کی خبر نہیں تھی لیکن وہ تو ان کے حلیوں آوازوں اور مزاج سے اچھی طرح واقف تھا۔ گزرے دنوں کے سفر کا تعلق تھا، پر گاڑی کی بھیڑ نے اسے ان سب باتوں سے روکے رکھا جو شاید وہ اس پھل فروش سے کر گزرتا۔ لیکن وقت یہاں بھی آڑے آ گیا تھا۔

راستے میں چند بڑے اسٹیشنوں پر کافی زیادہ سواریاں اتری تھیں۔اپنے قصبے کے قریب جاتے ہوئے اسے ایک لڑکی کے پاس سیٹ مل گئی۔سامنے والی سیٹ پر ایک سفید رنگ والی لڑکی تھی جس کی ایک بہن تو اوپر والی برتھ پر تھی۔اس کی والدہ اور والد دوسری سمت میں تھے۔اسے لگا جیسے اسے کھڑا ہی رہنا چاہیے تھا اور اس کونے والی سیٹ پر کھڑکی کے ساتھ نہیں بیٹھنا چاہیے تھا۔لڑکی کا سفید رنگ اور پاؤں میں پہنے ہوئے سفید کلر کے شوز اسے بھلے لگ رہے تھے۔وہ مسلسل اس کوشش میں تھا کہ لڑکی کے پاؤں اس کے پاؤں سے نہ ٹکرائیں۔دونوں بڑی سیٹوں کے درمیان بھی کچھ مسافر کھڑے تھے اور اچھا خاصا مشکل سفر تھا۔اتنا خوبصورت چہرہ سامنے ہے اسے دیکھوں کہ نہ دیکھوں۔

اتنا خوبصورت چہرہ نہ جانے کہاں جانا ہے اس نے؟

کون ہوگا جس سے اس کی شادی ہوگی؟

اگر اس کا خاونداس کے معیار کا نہ ہوا تو؟

یہ اتنی پیاری ہے اور وہ؟

سامنے والی لڑکی کے بارے میں خیال اس کا دامن چھوڑ ہی نہیں رہا تھا۔وہ مسلسل کوشش کر رہا تھا کہ کھڑکی سے باہر ہی دیکھتا رہے حتیٰ کہ اس کا اسٹیشن آجائے۔مگر جب بائیں طرف مسلسل موڑنے سے اس کی گردن اکڑ جاتی تو وہ سامنے کی طرف اس کو دیکھنا پڑتا۔اس کے ذہن میں لڑکی کا چہرہ نہیں سما رہا تھا کیونکہ وہ نظر کو اس پر بھرپور انداز میں پڑنے نہیں دے رہا تھا۔ایک کشمکش تھی کہ کسی طرح سفر ختم ہو کہیں ذہن میں تھا کہ

لڑکی کا پاؤں میرے پاؤں کو خود کیوں نہیں چھو لیتا؟میں کتنے خاص انداز سے بیٹھا ہوں۔کہیں متاثر تو نہیں ہو رہی؟یہ خود مجھے پیر مارے ناں تو کیسا لگے؟

اندر سے عجیب وغریب سوال پیدا ہونے پر وہ دوبارہ باہر دیکھنے لگا مگر باہر شام کا اندھیرا تھا اس وجہ سے دوبارہ اس نے اپنا رخ سیدھا کر لیا۔گاڑی میں روشنی ہو چکی تھی جب اس نے دائیں طرف دیکھا تو مسافروں کی ایک لمبی قطار تھی،اک چھوٹی سی داڑھی والے پر اچانک اس کی نظر پڑی وہ اسے دیکھ کر مسکرایا،ساحر کو لگا جیسے وہ اس کو کہہ رہا ہے۔

اچھے مزے میں ہو یار،،اتنا خوبصورت پیس سامنے بٹھا رکھا ہے،ہم تو یوں ہی مفت میں کھڑے اپنی ٹانگوں سے بددعائیں لے رہے ہیں۔

اُسے یوں لگا جیسے وہ ابھی اس تمسخرانہ مسکراہٹ والے آدمی کا منہ توڑ دے گا۔لیکن اس نے دوبارہ اس طرف نہیں دیکھا اور اپنا اسٹیشن آنے کا انتظار کرنے لگا۔

گاڑی اسٹیشن پر رکی تو بھیڑ ساری دروازے پر کھڑی ہوگئی۔باہر کھڑے مسافر چاہتے تھے کہ جہاں تک ممکن ہو وہ کسی مسافر کو نیچے نہ اترنے دیں اور خود کسی طرح اندر داخل ہو کر سیٹ حاصل کرلیں ایسی ہی کشمکش میں ساحر نے دیکھا اس کے سامنے اک لڑکی بھی اترنے کی کوشش کر رہی ہے۔اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ اتنی بھیڑ میں وہ اگر اترتے اترتے لڑکی کی پشت پر ہاتھ لگائے تو کیسا لگے گا،اس افراتفری میں کون سا لڑکی کو اندازہ ہونا ہے کس نے حرکت کی۔سرشاری جو کسی نوجوان لڑکی کو ہاتھ لگا کر ہو سکتی ہے،ایک آدھ سیکنڈ میں اس کے دماغ پر چھا گئی۔اچانک

اسی لمحے نہ جانے کہاں سے کومل سے ہاتھ ملانے والا منظر اس کی نگاہوں میں آ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ پیچھے سرکا لیا۔ جیسے ہی وہ لڑکی نیچے اترنے لگی نہ جانے کہاں سے کسی کھڑکی سے ایک آدمی ساحر کو دھکیلتا آگے ہوا اور لڑکی کے ساتھ ہی اترے اترتے اس کے جسم کو چھوتا ہوا اسٹیشن کی بھیڑ میں گم ہو گیا۔ آناً فاناً یہ سارا تماشا اس کے سامنے ہوا اور وہ بھی اسٹیشن پر اتر کر گھر کی جانب مسافروں کی لمبی قطار میں چلنے لگا۔

دیکھا کتنا تیز تھا یہ آدمی نہ جانے کب سے سکیم بنائے بیٹھا تھا اور موقع پاتے ہی اس لڑکی کے جسم کو جلدی سے چھونے میں کامیاب ہو گیا۔

تم صرف سوچتے ہو۔

شکر ہے میں ایسی حرکت سے باز رہا۔

ہمیشہ سب سے پیچھے۔

مگر کومل کے ہاتھ کی نرمی کو کیسے نظر انداز کرتا۔

کیا کومل کے ہاتھ کی نرمی اس قابل نہیں کہ وہ مجھے دوسری نرمیوں سے باز رکھ سکے؟

اور اندر سے گھلتے رہو؟

ہاں یہ گناہ ٹھیک ہے، گھٹیا پن کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

اس کشمکش میں وہ گھر کے قریب پہنچ چکا تھا۔ مگر جسم کی حرارت اسے تنگ کر رہی تھی۔ اس لڑکی کو پیچھے ہاتھ لگا کر جو وقتی تسکین ہو سکتی تھی وہ اس کے جسم میں پھڑک رہی تھی۔ برسوں کی گوشہ نشینی بھی جسم کی حرارت کو سرد نہیں کر سکتی تھی۔ فطرت کو دبانے سے کیا ہوتا ہے۔ کچھ نہیں ہوتا، کچھ لوگوں سے تعریف پا لیتے ہیں آپ۔

تعریف کتنے لوگوں کو ملتی ہے؟

تعریف کو سجائے پھر چہرے پر

مزے کرنا بھی اعتماد کی نشانی ہے

نہیں گھٹیا پن کی

کون نہیں کرتا؟

ایسے ہی خیالوں میں وہ گھر کی دہلیز پار کر چکا تھا۔



زندگی کی اپنی شرائط ہوتی ہیں جن پر وہ کسی کے ہاتھوں گزارا جانا پسند کرتی ہے۔کسی کے لیے شرائط کسی طرح کی کسی کے لیے کسی طرح کی، ان سے فرار ممکن نہیں ہوتا آدمی ان کو اپنے زور پر ذرا آگے پیچھے تو کر لے شاید لیکن اکثر ایسا ہی دیکھنے میں آتا ہے جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ ساحر کی زندگی میں دوست بہت کم تھے۔ایک شروع کے زمانہ طالب علمی سے تعلق رکھتے تھے۔جن میں برسوں تک کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ جہاں تک کسی لڑکی کی بات تھی وہ تو تقریباً کبھی ناممکن لگتا تھا کہ وہ کسی لڑکی سے زندگی میں تعلق بنانے کی کوشش بھی کرے گا۔ برسوں میں صرف ایک اضافہ تھا۔علی سے گپ شپ ہونا، دفتری امور کے سلسلے میں جب علی کے پاس بیٹھنے کا موقع ملا تو شناسائی عام گفتگو سے انتہائی حساس معاملات پر گفت وشنید تک جا پہنچی۔کافی عرصہ تو دونوں کے درمیان معمول کی گفت وشنید ہوتی رہی لیکن بعد میں نجی معاملات پر بھی گفتگو ہونے لگی جن دنوں میں علی کے ساتھ اس کو بات چیت کا موقع ملا تو انہی دنوں میں وہ سخت ذہنی تناؤ کا شکار بھی تھا۔اتفاقاً ایسا ہوا کہ لکھنے کی طرف اس کا دھیان ہونے لگا۔محسوسات کچھ اس طرح سے من ہی من میں پرورش پا رہے تھے کہ ان کا اخراج شاید وقت کا تقاضا تھا۔پھر بھی اپنے معاملات دل کو باہر نکالنے کا کوئی معقول طریقہ تو ہونا چاہیے۔اسی حوالے سے علی کی رفاقت اس کے لیے کافی زیادہ سودمند ثابت ہوئی۔ذہن میں سخت دباؤ کے سبب جو خیالات اس کے اندر جنم لینے لگے تھے ان کو جس طرح کی شکل وہ دینا چاہتا تھا اس کی تراش خراش میں اس کو علی کی رفاقت سب سے مناسب معلوم ہوئی۔شروع شروع میں جب اس نے اپنے خیالات کو علی پر آشکارا کیا تو علی نے کہا

خیالات میں نیا پن ہے

مجھے بھی لگتا ہے پر میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے ضرور رکھا کروں

ہاں ضرور کیوں نہیں

آپ کا تو مشاہدہ کافی ہے اس لیے آپ بہتر اندازہ کر سکتے ہیں کہ خیالات میں کوئی نیا پن کوئی دل کو لگنے والی بات ہے؟

مجھے تو لگتا ہے

ویسے ہی آہستہ آہستہ وہ اپنے خیالات سے علی کو آگاہ کرنے لگا، روزانہ گپ شپ ہونا اک معمول کی بات تھی۔دونوں جب اپنے اپنے فرائض سے فارغ ہو جاتے تو ضرور کچھ وقت بات چیت کے لیے نکال لیتے۔ دونوں کے درمیان بات بھی ہو جاتی اور روزمرہ کی زندگی سے پیدا ہونے والی تھکن اور مایوسی کا اخراج بھی ہو جاتا۔جس طرح کی کھوج کی عادت ساحر میں حالیہ سالوں میں پیدا ہو چکی تھی اس عادت سے بھلا وہ علی کو کیسے محفوظ رکھ سکتا تھا۔جب لگ بھگ سال ہو گیا تھا دونوں کی شناسائی کو تو ایک دن ساحر نے کہا

اپنا بھی کوئی معاملہ ہے دل کا؟

آپ کے اس اچانک سوال سے مجھے پسینہ آ گیا ہے۔

بس ایسے ہی ہے یا تو میں کچھ نہیں کرتا یا بہت کچھ کرتا ہوں۔

ہاں زندگی میں واسطہ تو پڑتا ہے مختلف لوگوں سے؟

پھر؟

پھر کیا زندگی میں جس مراحل سے ہم گزرتے ہیں ان میں کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی تو آ جاتا ہے ناں۔

یہ ضروری ہے کہ ہر لڑکے اور لڑکی کی زندگی میں ضرور کوئی آئے؟

ضروری تو نہیں مگر ہو جاتا جس طرح کے حالات سے آدمی کو واسطہ پڑتا ہے ان میں ہر بات کا امکان ہوتا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ معاملہ بہت سنجیدہ ہوا ہو؟

ہوا مگر بعد میں یعنی اب کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔

کبھی ہوا ایسا کہ بہت قربت ہوئی ہو اور پھر بات یونہی دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گئی ہو

ہاں، ہمارے ہمسائے میں ہی ایک لڑکی تھی۔ بہت سنجیدہ معاملہ لگتا تھا۔ شروع کے دنوں کی بات ہے۔ پھر اس کی شادی ہو گئی اور اب وہ اپنے میکے آئی ہے۔ مجھے کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔

کبھی بات بھی نہیں ہوئی اب؟

نہیں شادی کے بعد ایک بار ملنے آئی تھی وہ بس۔

پھر؟

پھر کبھی بھی نہیں۔ اسے زیورات پہنے، سجے سجایا دیکھا تو عجیب سی شرمندگی ہوئی تھی مجھے۔

وہ کیوں؟

پتہ نہیں، مگر ایسا ہوا تھا۔

اور اب؟

اب، بتایا ناں وہ کبھی جب بھی اپنے میکے آتی ہے تو کبھی بات بھی نہیں ہوئی نہ ہی کبھی خیال ہی آیا ہے۔

ساحر جب اس سے یہ سوال کر رہا تھا تو کہیں اس کے ذہن میں کومل کا خیال تھا۔ جو ذرا سا تعلق ہاتھ ملانے تک جا پہنچا تھا وہ اس کے متعلق مسلسل سوچتا رہتا تھا۔ کیا یہ ہاتھ کا پکڑنا صرف ایک واقعہ بن کر رہ جائے گا۔ آج کی گفتگو ختم ہو گئی تو وہ گھر واپس پہنچا۔ واپس جا کر وہی زندگی کے مسائل اور فکر جو انسان کو تلملا کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ تلملاہٹ اسے سالوں سے تھی جس نے اسے پیس کر رکھ دیا تھا۔ عملی زندگی کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ جنہیں پورا کرنا ضروری ہوتا ہے وہ ان عملی تقاضوں کو اپنی بساط کے مطابق پورا کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر جس طرح زندگی کو عملی طور پر سامنا کرنے کے لیے تیار ہونا چاہیے اس طرح وہ اپنے آپ کو تیار نہیں کر سکا تھا۔ نتیجہ زندگی کو سیکھنے کا عمل اس کے ہاتھوں دیر سے شروع ہوا۔ ہر دیر کا خمیازہ تو بھگتنا پڑتا ہے۔ ساحر کو بھی بھگتنا پڑا اور اس کی وجہ سے جو اور توڑ پھوڑ ہوئی وہ بہت زیادہ تھی۔ وہی توڑ پھوڑ جس نے کومل کی کزن کی مدد لینے پر قائل

کیا اور پھر کومل کا ہاتھ پکڑنے کا معاملہ سامنے آیا۔

ہاتھ پکڑ کر بھی دوسرے معاملات جن میں اس نے گزرے سالوں میں خود کو الجھایا تھا، ابھی تک چل رہے تھے کسی کا فون آجاتا تو وہ اسی طرح خود میں پھسلن محسوس کرتا جیسے پہلے محسوس کی تھی۔ کومل کا ہاتھ ایک احساس کی طرح اس میں موجود تو تھا لیکن اپنے اعصاب پر اس کو ابھی بھی اتنا اعتبار نہ تھا جتنا ہونا چاہیے تھا۔ ہاں اتنا تھا کہ کومل کے علاوہ کسی اور کا فون ہوتا تو وہ بعض اوقات مصروفیت کا کہہ کر بات ختم بھی کر دیتا تھا۔ لیکن کومل کو وہ ایسا کبھی نہیں کہتا تھا۔ گھر میں اگر وہ فری ہوتا اور گھر والوں کی طرف سے اعتراض کا ڈر نہ ہوتا تو وہ تب تک بات کرتا رہتا اس سے جب تک کومل کا جی چاہتا لیکن جب اردگرد کا ماحول اجازت نہ دیتا تو پھر دونوں بات کو مختصر کر دیتے۔ ایسے ہی اک دن وہ گھر میں فارغ بیٹھا ہوا تھا تو کومل کا فون آیا

کیسے ہیں؟

بس ٹھیک ہوں۔

بس ٹھیک ہوں؟

ہاں اور کیا کہوں؟

کیا ہوا؟

کچھ نہیں ہوا۔

آخر کچھ تو ہوا ہے ناں......

اتنے لوگ ہیں کومل آس پاس لیکن سوچتا ہوں ان میں سے میرا کون ہے؟ سب اپنے اپنے کام کے لیے آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔

میں پھر وہیں، تنہائی بہت ہے۔

ٹھیک کہتے ہیں۔

پھر تھکن بہت لگتی ہے کومل، بہت تھکن ہے۔

اب کیا کر رہے ہیں؟

کچھ نہیں، فارغ بیٹھا ہوں۔

میں آؤں؟ کومل نے کہا۔

یہ ایک ایسی بات تھی جو ساحر کے لیے انتہائی اچانک تھی۔ اسے سمجھ ہی نہ آئی کہ وہ کیا کہے۔ اس کشمکش میں کہنے لگا۔

سچ کہہ رہی ہیں؟

ہاں۔

کتنی دیر کے لیے آئیں گی؟

بس آدھا گھنٹہ کے لیے، گھر والے کہاں گئے ہیں کب آنا ہے؟

کسی سے ملنے گئے ہیں، ایک گھنٹے تک آجائیں شاید

اگر اس سے پہلے آگئے تو؟

تو پھر؟

وہ اسی کشمکش میں تھا اور اس دن وہ اسے ملنے نہ آسکی۔ کومل کا آنے کے لیے کہنا ایک ایسا جملہ تھا جو اسے ہلا کر رکھ گیا تھا۔ جب وہ گفٹ پوسٹ کروانے پر شکریہ ادا کرنے آئی تھی تو اور لوگ بھی آس پاس تھے۔ لیکن اس بار تو وہ گھر میں اکیلا تھا۔ اس اکیلے کو ملنے کا کہہ کر کومل نے اسے حیرت میں ڈال دیا تھا۔ اسی کشمکش اور حیرت کی وجہ سے وہ یہ کہہ ہی نہ سکا کہ آجاؤ، وہ دن تو یوں ہی گزر گیا پر اس کے ذہن و جسم میں جو سنسنی پیدا ہو گئی تھی وہ تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ یہ خیال ہی کسی نشے سے کم نہیں تھا کہ کومل نے اسے خود ملنے کا کہا ہے۔ چند دنوں بعد وہ پھر گھر میں اتفاقاً اکیلا تھا۔ پھر فون پر رابطہ ہوا تو ساحر کی زبان سے بالکل ویسے ہی الفاظ نکلے تھے جو پچھلی دفعہ نکلے تھے۔ اس بار پھر کومل نے کہا

میں آؤں؟

کتنی دیر کے لیے؟

یہی تقریباً آدھے گھنٹے کے لیے۔

ہاں ٹھیک ہے۔

کومل کے آنے میں چند منٹ تھے۔ وہ بے تابی سے انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آئی تو اس نے دروازہ کھولا آتے ہی اس نے کہا؟

مجھے نہیں پتہ کیسے ملتے ہیں؟

ہاں ٹھیک ہے اندر بیٹھتے ہیں، ساحر نے کہا۔

دونوں اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ سخت گرمیوں کے دن تھے۔ اسے نہیں سمجھ آرہی تھی کیا کرے۔ کیسے بات کا آغاز کرے۔

بہت تھکن ہے کومل، آخر اس نے کہا۔

ہوں......

سمجھ نہیں آتا کیا کروں، یہ کہتے ہوئے اس نے کومل کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔

یوں لگتا ہے سارے لطیف احساسات جیسے ختم ہو گئے ہیں۔ بظاہر سب کچھ ہے لیکن محسوسات میں سخت تشنگی ہے۔

لطیف احساسات میں چومنا شامل نہیں ہوتا کیا؟ کومل نے کہا۔

اچانک جذبات کا ایک ریلہ ساحر کو اپنے اندر محسوس ہوا اور کومل سے لپٹ گیا اور کہنے لگا

مجھے پتہ تھا اس معاملے میں بھی تم مجھ سے آگے ہو گی اور میں سوچتا ہی رہوں گا بس۔

پتہ ہے اگر یہ رسپانس آپ مجھے کچھ عرصہ پہلے دیتے تو اس سے دگنا لاڈ آپ کو ملتا جواب مجھ سے مل رہا ہے۔ انتہائی سنجیدگی سے کومل کہنے لگی۔

یہ سن کر ساحر کو یوں لگا جیسے کوئی بہت بڑی غلطی اس سے گزشتہ سالوں میں ہوگئی ہے۔ ایک طرح کی شرمندگی اسے اپنے اندر محسوس ہو رہی تھی کہ اُس سے اتنی دیر کیوں ہوگئی۔ اگر وہ پہلے کومل کے سامنے اپنا حال بیان کرتا۔ جب وہ اس کی طرف اتنی متوجہ ہوتی تھی تب اس پر توجہ کر لیتا تو آج اس کے منہ سے یہ الفاظ تو نہ نکلتے۔

''اگر یہ رسپانس آپ مجھے کچھ عرصہ پہلے دیتے تو اس سے دگنا لاڈ آپ کو ملتا'' یہ جملہ اس کے ذہن سے جیسے چپک گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ چلی گئی۔ اس کے آنے اور جانے کا انداز ایسا تھا کہ ساحر مسحور ہو کر رہ گیا۔ ساتھ ہی ایک پچھتاوے نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

اگر شروع سے ہی میں کومل پر توجہ دیتا تو زندگی کا بحران اتنا شدید نہ ہوتا۔

یہ غلطی مجھ سے کیوں ہوئی؟

اتنی سُستی کوئی کرتا ہے جتنی میں نے کی؟

ہر بات سے پہلے اتنا سوچنا کہ بات کا مزہ ہی کرکرا ہو جائے۔ یہ عادت کب چھوٹے گی؟

کومل اگر خود مجھے ملنے کا نہ کہتی تو میں تو مرتا رہتا ناں ایسے ہی۔

اس نے لڑکی ہو کر ہمت کر لی۔ میں اخلاقیات اور کزن کے خیال سے ہی ڈرتا رہا۔

پتہ نہیں ایسے کتنے ہی دن اب تک میں کومل کے ساتھ بتا چکا ہوتا۔

ادھر ادھر اتنا منہ مارا سکون نہ ملا کاش ادھر ہی پہلے توجہ کر لیتا۔

اتنے عرصے سے گفتگو ہو رہی تھی اس سے کیوں دل کی بات نہ کی کومل سے کبھی؟

وہ جا چکی تھی اور وہ خمار اور پچھتاوے کے ملے جلے احساسات میں گھرا ہوا تھا۔ ساحر سے اس کا یوں مل کر جانا ایک واقعہ تھا۔ صرف اس کا اتنا کہنا ''میں آؤں'' ایک ایسی بات تھی جس نے ساحر کو اس کا عمر بھر کے لیے مطیع کر دیا تھا۔ کومل کا دماغ تو برسوں سے ساحر کی خوراک تھا ہی اب دل کا معاملہ بھی سامنے آ گیا تھا جو دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لے آیا تھا۔ اگلے دن جب دونوں میں فون پر گفتگو ہوئی تو ساحر نے کہا۔

اتنے عرصے میں کیوں دور رہا؟

ایسا ہوتا ہے؟

کیوں ہوتا ہے؟ میں کیوں جواز ڈھونڈتا رہا۔ پر جواز کے بغیر میں آپ کے پاس کیسے آتا؟

کیا اتنا کافی نہیں تھا کہ دل چاہتا تھا۔

یہ ایک ایسی بات تھی جس نے ساحر کو لاجواب کر دیا۔ اگر دل کرتا تھا تو خود پھر کیوں روکا۔ کہہ دیتا تھا کومل سے کہ ''کومل آپ کو پسند کرتا

ہوں۔'' اس کے بعد جب بھی بات ہوئی وہ ضرور دوسری ملاقات کا ذکر کرتا اور وہ شرارتاً کہہ دیتی نہیں مزید اب نہیں ملیں گے عادت ہو جاتی ہے۔ باوجود اس بات کے کہ اسے پتہ ہوتا کہ وہ یونہی اسے ستانے کے لیے یہ بات کہہ رہی ہے پھر بھی وہ بار بار کریدتا کہ ہم کب ملیں گے؟ دوسری ملاقات بھی ہوئی اور پھر اس کے بعد ملاقاتوں کا ایک طویل سلسلہ، دوسری ملاقات میں وہ بیٹھے تھے کہ ساحر نے اس کے ہاتھ کو زور سے کاٹ کھایا اس بات کا دھیان رکھا کہ دانت اتنے ہی کومل کو محسوس ہوں کہ اسے درد نہ ہو۔ ایسے کر کے پتہ نہیں ساحر کو کیا تسکین ملی پر اس کے لیے کومل کے مزید قریب ہونے کا یہ ایک طریقہ یا اظہار تھا۔ ایسی ہی ایک ملاقات میں اس نے کہا۔

ذرا اوپر کروں؟

کوئی ہے بھلا یہ بات کرنے والی؟

ہاں ہے۔

کیسے؟

مجھے عورت کے جسم کا یہ حصہ بہت اچھا لگتا ہے۔

یہ بھی کوئی ایسی چیز ہے۔

بس یہ چیز مجھے کھینچتی ہے ہمیشہ اپنی طرف۔

کوئی وجہ؟

انڈیا یا پاکستان کی فلموں میں شائق کو اور تو کچھ دکھایا جانا مشکل ہے جسم کا یہ حصہ ضرور نمایاں کیا جاتا ہے یہ چیز شروع سے دل کو بھاتی ہے۔ اس کی بناوٹ اگر اچھی ہو تو کرشمہ لگتا ہے یہ بھی قدرت کا۔

اس سے زیادہ ڈنڈی مت مارنا۔

نہیں۔

لائٹ آف کرو پھر، اس نے لیٹتے ہوئے کہا۔

کیوں۔

مجھے شرم تو آئے گی ناں، کرو آف

اس نے لائٹ آف کر دی۔

اس کے جسم کا یہ حصہ بے ڈھنگا نہ تھا۔ بہت اچھا لگا اسے۔ ایک عجیب سی خواہش تھی اس کی جو پوری ہو گئی۔ اس کے بعد ملاقاتوں کا اور انتہائی نجی قسم کی باتوں کا سلسلہ تھا جو چل نکلا اور لگتا تھا کبھی ختم ہونے کا نام نہ لے گا۔ جب وہ اس سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کی طرف آپ ہی کہتا مگر ایک دن کومل نے کہہ دیا۔

آپ نہ کہا کریں۔

تو؟

تم اچھا لگتا ہے۔

پر مجھے عادت نہیں ہے۔

اوروں کے سامنے تو ٹھیک ہے مگر تنہائی میں مجھے تم ہی کہا کریں۔

اس سے کیا ہوتا ہے؟

اپنائیت لگتی ہے۔

پر مجھے آپ کہنا اچھا لگتا ہے۔

اتنے سال کہہ لیا ناں۔

ٹھیک ہے میں عادت بدلنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس نے عادت بدلی اور اس کو تم کہہ کر بلانے لگا۔ کبھی کبھار اپنا احترام اس پر ظاہر کرنے کے لیے اسے آپ کہہ کر بھی مخاطب کرتا۔ اسی طرح ایک دن باتوں باتوں میں کومل نے اس کو سیری کہہ کر پکارا اور کہا۔

سیری کہنا برا تو نہیں لگا۔

نہیں تو برا کیوں لگے گا؟

اس کے بعد وہ اسے سیری کہہ کر ہی پکارتی اور تم کہتی اگرچہ دونوں کی عمروں میں فرق موجود تھا۔ اس کی دوسروں سے چھپی ہوئی تعلق داریاں زیادہ تو نہ تھیں۔ لیکن کومل سے پہلے اس نے ادھر ادھر جھانکا ضرور تھا اور کچھ شناسائیاں بھی تھیں۔ جوں جوں کومل سے رغبت بڑھ رہی تھی توں توں اس کے ذہن پر بوجھ بڑھ رہا تھا کہ اسے ان شناسائیوں سے قطع تعلق کرنا چاہیے۔ اس کے ذہن میں یہ بھی سوال آتا کہ جن سے پہلے کچھ پہچان تھی ان کا قصور کیا ہے؟ لیکن خود ہی اس کے ذہن میں سوال آتا کہ قصور تو کوئی نہیں ہے لیکن ان شناسائیوں کو مزید نہیں بڑھنے دینا چاہیے۔ کم از کم یہ کوشش ضرور کرنا چاہیے کہ ان تعلق داریوں سے کسی طرح بھی کومل کی توہین نہ ہو تو پھر کیا کیا جائے؟ کرنا کیا ہے وہ خود ہی جواب بھی دے لیتا۔ انسانوں کے درمیان تعلقات کو انسانی سطح پر رکھ کر قائم کیا جا سکتا ہے اور نبھایا بھی جا سکتا ہے۔ لیکن پھر اس کے ذہن میں خیال آتا کہ مرد اپنے لیے ساری ہی گنجائش نکال لیتا ہے۔ یہ ساری مرد کی اپنے لیے پیدا کی ہوئی گنجائشیں ہیں کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی بہانے وہ اپنے لیے جواز ڈھونڈ ہی لیتا ہے۔ ایک مرد خود تو اپنی بیوی کو بڑی شان سے ماضی کے قصے سنا لیتا ہے لیکن بیوی نے زندگی میں کسی کو صرف ایک نظر دیکھ بھی لیا ہو تو مرد کی جان نکل جاتی ہے۔ بیوی اگر بازار سودا سلف لینے بھی جائے تو مرد بیوی کو ستر نصیحتیں کرتا ہے۔ کہ ایسے ایسے جانا اور ایسے آنا، یہ کرنا وہ کرنا، چادر سر پر ایسے لو، یہ کرو وہ کرو، لیکن خود باہر نکل کر دوسروں کی بیویوں بیٹیوں کو اپنی نظروں سے جس طرح ٹٹولتا ہے جس طرح ان کے لباس اپنی نظروں سے پھاڑتا ہے اس پر شاید ہی کبھی اسے ندامت ہوتی ہو اگر کبھی ضمیر نے خلش دکھائی بھی ہو تو خود کو تسلی دے لیتا ہے۔

مرد تو ایسا کرتے ہی ہیں۔ گھر سے باہر جو نکلنا ہوتا ہے تو ایسا ہو ہی جاتا ہے ناں

کسی طرح کی بھی گنجائش وہ نکالتا مگر ساحر کو یہ فکر ہر دم لگی رہتی تھی کہ ''میں نے مخلص اور سچا ہو کر دکھانا ہے۔ لیکن کس طرح اس کا اسے اندازہ نہ تھا، اسی کشمکش میں زندگی اپنی سابقہ رفتار پر آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ آہستہ آہستہ کومل کا جادو سر چڑھ کر بول نہیں رہا تھا۔ ڈھنڈورا پیٹ رہا تھا۔ اک دن جب وہ مل کر جانے لگی تو اُس کے ماتھے پر اس انداز سے ہونٹ رکھے کہ ساحر کو لگا جیسے وہ ابھی زمین پر گر جائے گا۔ اسے اندازہ ہی نہ تھا کہ ماتھے پر کسی کے لبوں کا یوں لگنا یوں بھی اثر دکھاتا ہے فون پر بات کرتے ہوئے اگلے دن وہ اس سے کہنے لگا۔

مجھے ماتھے پر لیا ہوا بوسہ ابھی تک نہیں بھولتا،

کیا تھا اس میں، کومل نے پوچھا۔

مجھے ایسے لگا جیسے سچائی اپنے اندر سے نکال کر تم نے میرے ماتھے پر لگا دی۔

وہ کِس میں نے واقعی بہت لاڈ سے لی تھی۔

میں اب تک اس کے خمار میں ہوں۔

ہوں......

پتہ نہیں کون سی چیز لگتا ہے میرے اندر سرائیت کر گئی ہے۔

کون سی چیز؟

چیز نہیں۔

تو؟

تم سرائیت کر گئی ہو، ایسے لگتا ہے سدا میرے اندر ہی رہو گی۔

ہوں۔

دونوں کے درمیان چند دنوں سے فون پر رابطہ نہ تھا کہ اچانک ایک دن شام کو کومل کا فون آیا۔

کافی دنوں بعد فون کیا تم نے، خیریت تو ہے ناں؟

سیری، کیا میں انسان نہیں ہوں؟

کیا ہوا؟

کل بھائی نے بہت مارا مجھے۔

کس بات پر؟

گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے۔ بھابھی بازار گئی ہوئیں تھیں میں گھر میں اکیلی تھی۔ بھائی باہر سے آیا اور کھانا مانگا۔ میں تیار کرنے لگی،

ذرا سی دیر بعد جب بھائی نے پھر کھانا مانگا تو میں نے کہا اچھا لاتی ہوں تیار تو کر رہی ہوں۔ اسی بات پر اس نے تلملا کر زور سے مجھے تھپڑ دے مارا۔

اتنی سی بات پر؟

ہاں، صرف اتنی سی بات پر، اور جب میں نے احتجاج کرنا چاہا تو تھپڑوں کی بارش کر دی مجھ پر۔

پھر؟

اسی دوران بھابھی بازار سے آ گئیں تو میں نے ان کے پیچھے چھپ کر اپنی جان بچائی۔ لیکن وہاں سے بھی گھسیٹ کر اس نے مجھ کو زدوکوب کیا۔

یہ غلط ہوا سب۔

کیا میں انسان نہیں ہوں؟

یہ پوچھنے والی بات ہے کوئی؟

میں نے غصے میں آ کر پھر نیند والی گولیاں زیادہ مقدار میں لے لیں اور بتا بھی دیا کہ میں نے گولیاں لی ہیں۔

یہ کیا کیا تم نے؟

مجھے پتہ نہیں چلا میں کیا کر رہی ہوں۔

تو میں کہاں تھا؟

تب تم سے رابطہ کرنا مشکل تھا۔

تو میرا انتظار کر لیا ہوتا ناں۔

مجھے کوئی سمجھ نہیں آئی تب۔

کچھ ہو جاتا تو؟

ہو جاتا تو اچھا تھا۔ جان چھوٹ جاتی میری۔

تمہیں بھلا ایسا کہنا چاہیے؟

اچھا ہے ناں جان چھوٹ جائے اس زندگی سے۔

میرا خیال نہیں آیا۔ کیا ہو گا میرا؟

بولو، میرا خیال نہیں آیا تمہیں؟

تب غصے میں مجھے کچھ نہیں سوجھا، سیری۔

اب طبیعت ٹھیک ہے ناں؟

ہاں، ڈاکٹر نے آ کر صورت حال کو سنبھال لیا تھا۔

خدا کا شکر ہے تم زندہ ہو کومل، آئندہ کچھ بھی کرنے سے پہلے ذرا انتظار کر لینا میرا۔ اگر اب کی بار کچھ ہو جاتا تو کیا حال ہوتا میرا؟

ہاں بس سمجھ ہی نہیں آئی، اچھا ٹھیک ہے۔ پھر موقع ملا تو فون کروں گی۔

فون تو بند ہو گیا لیکن اُسے فکر پڑ گئی۔ اگر کومل کو کچھ ہو جاتا تو کیا ہوتا میرا؟ ساتھ ہی خیال آیا کہ اُس نے ذرا بھی انتظار نہیں کیا میرا اور نیند کی گولیاں لے لیں۔

نیند کی گولیاں مجھ سے اہم تھیں کیا؟

میں کیوں یاد نہ آیا اسے؟

میری اہمیت بس اتنی ہے کہ مجھے یاد بھی نہ کیا گیا۔

اس کے متعلق وہ جوں جوں سوچتا جا رہا تھا اس کی مایوسی اتنی ہی بڑھتی جا رہی تھی۔ کسی طرح سے اس نے سونے کی کوشش کی تاکہ اس خیال سے اس کو چھٹکارا مل سکے۔

لیکن اگلے دن صورت حال پھر ویسی ہی تھی۔ ایسے لگتا تھا یہ خیال اس کے ذہن سے چپک گیا ہے اور وہ خود کو کمتر محسوس کر رہا ہے۔ اسے یوں لگ رہا تھا کہ ہر اہم معاملے پر بات تو مجھ سے کرتی ہے کومل۔ پھر اس اتنی اہم بات کو مجھ سے شیئر کیوں نہ کیا، اگر اسے کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتا۔ کیا چند گولیاں مجھ سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔

لیکن پریشانی میں ہو گیا ناں اس سے۔

پر کیوں ہوا، میں کہاں تھا؟

تم سے رابطہ کرنا مشکل تھا وہ کیا کرتی؟

تو اس کا مطلب تھا وہ گولیاں پھانک لیتی۔

تو کیا کرتی؟

میں نے جب اسے کہا ہوا ہے کہ جذباتی مت ہوا کرو، ایسے مواقعوں پر رویہ ٹھنڈا رکھا کرو۔ حالات کو برداشت کیا کرو۔ تو جب موقع آیا تو کیا اثر ہوا اس پر؟

آخر بتایا تم کو ہی ناں!

بتایا کب؟ جب جان گنوانے کا خطرہ مول لے چکی تھی۔

لیکن اس بات کو اب خود پر کتنا سوار کرو گے؟

مگر مجھے تو اندازہ ہو گیا ناں میں کہاں کھڑا ہوں؟

اس طرح کے لاتعداد سوالات تھے جو اس کے ذہن پر وارد ہو رہے تھے۔ اس بات کو گزرے کافی دن ہو چکے تھے اور دونوں کے درمیان

اب بھی معمول کی بات چیت جاری تھی لیکن ساحر کے دماغ سے گولیوں والی بات چپکی ہوئی تھی۔ آخر جب خود پر سختی کرتے کرتے بات اس کے بس سے باہر ہو گئی تو وہ ایک دن فون پر پھٹ پڑا۔

مجھے اندازہ ہے اپنی اہمیت کا۔

مطلب؟

کچھ نہیں۔

کیا کچھ نہیں؟

میرے ذہن سے وہ بات چپک گئی ہے۔

کون سی؟

اس دن وہ گولیاں لینے والی بات۔

مجھے تو اب یاد بھی نہیں۔

ہاں کیوں یاد ہو گی؟

ہو گیا ناں جو ہونا تھا۔

پر مجھے پتہ چل گیا میں کہاں کھڑا ہوں!

تم اپنی جگہ پر ہی ہو سیری۔

نہیں، جب میری ضرورت تھی۔ جب مجھے بتایا جانا چاہیے تھا تب فوراً تم نے گولیاں پھانک لیں۔ میں کہاں تھا؟

میں بتا بھی چکی ہوں ناں صورت حال ایسی تھی میں تم سے رابطہ نہ کر سکتی تھی

تو خود کو کنٹرول کر لینا تھا ناں۔

کیسے کرتی میں؟

جیسے برے حالات میں کیا جاتا ہے، اکثر تو کہتا ہوں جذباتی نہ ہو جایا کرو، مگر ہوا تو وہی ناں، یہ نہیں سوچا اگر کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتا۔

پر بات ہو چکی، جو ہونا تھا ہو گیا

مگر میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ مجھے اہم معاملے میں یاد نہ کیا گیا، نہ انتظار کیا گیا میرا۔

سوری ناں۔

کوئی سوری نہیں میں نہیں چاہتا تم سوری کہو۔

پھر؟

بس میں پریشان ہو گیا ہوں، مجھے نظر انداز کیا گیا۔

جو ہو گیا سو ہو گیا کیا دیوار سے اپنا سر پھوڑ لوں اب؟

ساحر کو ایسے لگا جیسے وہ ابھی رو دے گا۔لیکن سچ مچ صورت حال اس کے قابو سے باہر ہو گئی کسی کے سامنے رونا ہمیشہ اسے عجیب اور ہتک آمیز لگتا تھا۔لیکن اس نے دانستہ کوشش کی کہ اس کی ہچکیوں کی آواز کومل تک ضرور جائے۔ وہ ہچکیاں لینے لگا اور ریسیور کو اپنے کان سے نہیں ہٹایا پہلی بار ہوا تھا، وہ ایک مضبوط اعصاب کا آدمی تھا۔اتنے مضبوط اعصاب کا آدمی میرے سامنے رو رہا ہے۔اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس کے دکھ کو محسوس کرے یا خوشی محسوس کرے کہ اتنے ضبط والا آدمی اس کے سامنے یوں بچوں کی طرح رو رہا ہے۔دکھ کے سیلاب میں بہتے ہوئے وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی۔

رو لو اور جتنا جی چاہتا ہے سیری، جتنا غبار ہے نکال لو جو باقی بچا وہ مل کر میرے سامنے نکال لینا۔

کل آؤ گی ناں؟

ہاں سیری ضرور آؤں گی۔

اگلے دن دونوں کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔اُس نے کوشش کی کہ اس کے دکھ کا تاثر ابھی اس کے چہرے سے عیاں ہو مگر آنکھوں میں کل کی طرح آنسو نہ تھے۔دکھ کہیں اندر محسوس ہو رہا تھا وہ اس کے پاس ہو کر بیٹھ گیا۔

دکھ تو پھر ہوتا ہے ناں کومل؟

ہاں ہوتا ہے۔

میں کیا کرتا مجھے محسوس ہوا کہ مجھے نظر انداز کیا گیا ہے۔

ہوں، پر اب بس کرو۔

کوشش کر رہا ہوں

نہیں موڈ ٹھیک کرو نہیں تو۔

نہیں تو؟

وہ گولیاں ابھی چند ایک ہیں گھر میں۔

نہیں نہیں دیکھو ہاتھ جوڑتا ہوں ایسا نہ کرنا، نہ کرنا ایسا اب......

تم باز نہیں آ رہے۔

میں ٹھیک ہو جاتا ہوں کومل، پلیز مذاق میں بھی ایسا نہ کرنا، کومل، کومل آئی لو یو، دیکھو میں نے کبھی بھی کسی سے ہوش و حواس میں یہ جملہ نہیں کہا آج منہ سے نکل گیا کومل آئی لو یو، پتہ نہیں کب سے یہ الفاظ میرے ذہن میں تھے مگر میں کسی کو کہنے سے شرماتا تھا۔آج خود کو روک نہیں پایا سچی آئی لو یو کومل۔

دیکھا میری پریشانی نے تمہارے اندر سے کیا چیز باہر نکالی۔کومل نے کہا۔

مجھے دکھ بہت ہوا تھا ناں، ساحر نے لجاجت سے کہا۔

ہوں۔

ساحر کو آئی لو یو کہنا ہمیشہ عجیب لگتا تھا۔اس کا خیال تھا بھلا یوں ہی کسی کو یہ الفاظ کہہ دیئے جاتے ہیں۔اس کے نزدیک یہ الفاظ آپ پر ایک ذمہ داری عائد کر دیتے ہیں۔یہ کوئی مذاق تو نہیں کہ جو بھی سامنے آیا اسے یہ الفاظ کہہ ڈالے۔اسے لگتا تھا اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلنا کوئی آسان بات نہیں۔مگر آج یہ سب کچھ ہو گیا تھا یا شاید یہ بھی کومل کے نزدیک ہونے کا ایک طریقہ تھا۔اسے یہ یقین ضرور تھا کہ اس نے یہ سب اپنے اندر پیدا ہونے والے کسی جذبے کے تحت ہی کہا ہے۔اب جب بھی دونوں کے درمیان بات ہوئی وہ یہ الفاظ ضرور ادا کرتا۔وہ بار بار یہ کہتا تھا لیکن کومل کی زبان سے کبھی اس کے لیے یہ الفاظ ادا نہیں ہوئے تھے۔کبھی کبھی اس کے ذہن میں یہ بات آتی کہ وہ اس سے پوچھے وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے پر حذیفہ کا خیال اسے یہ سب پوچھنے سے روک دیتا دونوں ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ ساحر نے پوچھا

تمہارے اور میرے درمیان تعلق کا نام کیا ہے؟

میں یہ بات نہیں سوچتی۔

کیوں؟

میں دو کشتیوں کی سوار نہیں بننا چاہتی، کومل نے کہا۔

تو پھر؟

پھر کچھ بھی نہیں۔میں اسے کوئی نام نہیں دینا چاہتی۔کچھ تعلقات بس ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا کوئی نام نہیں ہوتا۔میں اکثر سوچا کرتی تھی کہ مجھے کوئی اسی طرح چاہے جیسے فلموں یا ڈراموں میں اچانک ہیرو کو ہیروئن سے پیار ہو جاتا ہے قطع نظر اس بات کے کہ ہیروئن کیسی ہے کیسی نہیں ہے۔پہلی ملاقات میں ہی ہیرو اس کو چاہنے لگتا ہے۔مجھے پتہ ہی نہ تھا کوئی چاہنے والا میرے پاس ہی ہے۔

وہ کون ہے؟

ساحر کو تنگ کرنے کے لیے کومل خاموش رہی۔

بتاؤ ناں، کون ہے وہ، کیا میں ہوں؟

ہاں تم ہو۔

اسے پتہ تھا وہ اس کا ہی نام لے گی۔بس وہ خود اس کی زبان سے سننا چاہتا تھا۔خود کو کسی معیار پر پا کر اسے من ہی من میں بے پناہ خوشی ہو رہی تھی۔وہ اس بات پر خوش ہو رہا تھا کہ اس کی چاہت کو کومل دل سے تسلیم کرتی ہے۔

لیکن اس معاملے میں بھی ساحر کے ساتھ وہی ہوا۔جو دوسرے معاملات میں ہوتا تھا اسے لگتا کہ محبت کا دعویٰ تو سب کرتے ہیں تو پھر میں

نے اگر محبت کا اظہار کیا تو کون سا کارنامہ سرانجام دیا۔ جو اور کرتے ہیں میں نے بھی تو وہی کیا۔

کیا میں صرف محبت کرتا ہوں اس سے؟

صرف محبت؟

بس؟

اتنا ہی؟

جو کام سب ہی کرتے ہیں وہ میں نے کیا تو کیا کیا؟

میرا اور کومل کا تعلق عام لوگوں کے تعلق کی طرح ہی رہے گا۔ بعض مخصوص وجوہات کی بنا پر اس کے اندر جو کچھ الگ سا کرنے کا رجحان پیدا ہو چکا تھا وہ پھر اسے دن رات تنگ کرنے لگا۔ وہ کچھ ایسا سوچنے لگا جو دوسروں سے اسے ممتاز کر دے۔ وہ اُس کی نظروں میں صرف عام محبت کرنے والا نہیں بننا چاہتا تھا کچھ ایسا جو اسے دوسروں سے الگ کر دے۔ کچھ ایسا جو کومل کے دل و دماغ پر ایسے ثبت ہو کہ وہ مان جائے کہ ہاں تم تم ہو۔ مگر ایسا کیا ہو؟ کیا میرے پاس ہو جو مجھے دوسروں سے الگ کر دے۔ اس کے لیے اتنا کچھ نا کافی تھا۔ برسوں سے کوئی پیاس کا مارا ہو تو اتنے سے گزارہ ہوتا ہے بھلا؟ کسی کو کہنا مجھے تم سے محبت ہے۔ اتنے سے بھلا میرے جیسے لوگوں کی پیاس بجھتی ہے۔ میں اس کو کوئی ایسا اعزاز دوں گا جو اپنے من چاہے کو کوئی کم ہی دیتا ہو۔ مگر میرے پاس کچھ ایسا ہے؟ اگر ہے تو کیا ہے وہ دن رات وہ کچھ ایسا کرنے کی سوچنے لگا پھر خیال آیا۔

کیا میں سوچ کر منصوبہ سازی سے اسے یہ اعزاز دے رہا ہوں؟

کیا دل کے معاملے میں سوچ کام کرتی ہے؟

یعنی میں سوچ کا ارادے سے کچھ ایسا کرنا چاہتا ہوں جو اسے متاثر کرے؟

میرا دل نہیں چاہتا کیا؟

اس حوالے سے بھی وسوسوں نے اسے گھیرا ہوا تھا۔

پھر اس کے ذہن میں جوابات بھی آ جاتے۔

دل چاہتا ہے تو میں سوچ رہا ہوں ناں۔

اگر دل نہ چاہے تو کیا میں الگ سا ہو پاؤں گا؟

بھلا مصنوعی طور پر ایسا کرنا ممکن ہے؟

نہیں، بالکل نہیں۔

جو کچھ بھی ہے ایک بہاؤ کا نتیجہ ہے جو مجھ سے ہونے جا رہا ہے۔ مگر وہ ہے کیا جو مجھے اس کی نظروں میں دوسروں سے ممتاز کر دے۔

اچانک ایک دن سوچتے سوچتے اسے اپنی دو تکلیفیں یاد آ گئیں۔ ہاں پر دو چیزیں ہیں جو اس کے حوالے کرتا ہوں۔ اپنے آپ کو اندر سے

ننگا کر دیتا ہوں۔ کپڑے تو لوگ اتار ہی دیتے ہیں۔ من سے پردہ کوئی کوئی ہی ہٹاتا ہے۔ میں اگرچہ ان تکلیفوں کو سہہ چکا ہوں۔ وقت گزر چکا ہے۔ میں نے ان کا ذکر تب نہیں کیا تھا کسی سے جب کرنا چاہیے تھا۔ تب میری زبان بند رہی جب اسے کھل جانا چاہیے تھا۔ میں خود پر مکمل طور پر قابو پانے میں کامیاب رہا۔ میں اپنا ضبط وقت پر ثابت کر چکا، دو انمول چیزیں ہیں میرے پاس یا اسے دے دوں گا۔ اس سے میری خودداری اور انا بھی فنا ہو جائیں گی۔ بھلا ان کا فائدہ ہی کیا۔ مگر مجھے محبت تو رہے گی نہیں۔ کچھ اور ہی ہوگا ہمارے درمیان۔" اسے اب یہی فکر تھی کہ جو دو باتیں وہ اس سے کرے گا ان کے لیے اتنا وقت کیسے مل جائے گا۔ باتیں طویل ہوں گی اور وقت کم جب تک کومل پوری طرح سن نہ لے گی اس کو درد کا ٹھیک اندازہ شاید نہ ہو۔ اگرچہ ایسا سوچنا کومل کی توہین ہے مگر پوری بات ہی مکمل اثر رکھتی ہے تو پھر کیا کیا جائے دونوں اتنے طویل وقت کے لیے تو مل نہیں سکتے کہ ساری بات وہ مکمل طور پر کر دے۔ ایسی ہی فکر میں ایک دن وہ اس کے پاس بیٹھا تھا تو کہنے لگا۔

مجھے لگتا ہے آج تم سے وہ کہہ دوں جو برسوں سے سنبھالا ہوا ہے۔

کیا؟

ایک دو درد کہہ لو یا تکلیفیں۔ اذیتیں بھی کہہ سکتی ہو۔ من میں ہیں برسوں سے۔ جو بس میرے تک ہی ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کو مزید سنبھال نہیں سکتا۔ مگر میرا یقین ہے کہ تم حق دار ہو کہ تم کو سنا دوں اور سونپ دوں۔ میرے دل سے بوجھ اتر جائے گا۔ وہ سنانے سے پہلے اس کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ کہیں اسے کمزور نہ سمجھ لے جو اپنی من کی تکلیفوں کو سنبھال نہ سکا۔ وہ بتانا چاہ رہا تھا کہ کومل سننے کی حق دار ہے اور وہ مزید ان کو سنبھال کر اذیت میں نہیں رہنا چاہتا۔ اس کے من میں جو یہ خیال تھا کہ کبھی وہ کوئی ایسی کہانی سنے یا پردے پر دیکھے جس میں ایک کردار صرف سنے اور دوسرا کردار انکشافات کرتا جائے۔ جو ہر کسی کو پیش نہیں آتے۔ کومل متوجہ ہو کر بیٹھی تھی۔ کچھ اور بھی لوگ مجلس میں موجود تھے۔ لیکن وہ دونوں آس پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ ساحر نے بولنا شروع کیا اور کومل متوجہ ہو کر سننے لگی۔

بہت برس پرانی بات ہے جوانی کی ابتدا کے دنوں کی۔

ہوں۔

ہم چند دوست گراؤنڈ میں تھے کچھ بیٹھے ہوئے تھے اور چند لیٹے ہوئے گپیں لگا رہے تھے جو لیٹے ہوئے ان میں میں بھی تھا اور......

اور؟

اور اچانک مجھے لگا......

ہوں، کومل انتہائی سنجیدگی سے سن رہی تھی۔

یہ ایک ذرا سا واقعہ کافی زیادہ اثرات کا حامل ثابت ہوا۔ زندگی جیسے اسی کے گرد گھومنے لگی۔

ہوں، حیرانگی سے کومل نے سنتے ہوئے کہا۔

بہت کوشش کی میں نے مگر تب میرے بس میں کچھ نہ تھا۔

پھر؟

خود سے شکست ہوتی رہی اور ہوتی رہی......

ہوں۔

فطرت کا اپنا ایک طاقتور کردار ہوتا ہے وہ اپنا آپ دکھا کر رہتی ہے۔

خود سے شکست کا یہ سلسلہ کب رکا پھر؟

جب فطرت نے کچھ سبق پڑھا دیے۔

دوسری بات؟

ہمت نہیں پھر کبھی سہی۔

نہیں بتاؤ۔

وہ ناں ایک دن اچانک پتہ نہیں کیسے......

ہوں۔

مجھے اندازہ ہی نہیں تھا۔ تب تک مکمل بے بسی تھی دماغ پر۔

مگر وہ پہچان اور شناسائی کا عرصہ تھا گزر گیا ناں۔

لیکن مجھے کتنی تکلیف ہوئی ہوگی تب، اتنے برس، اندازہ کر سکتی ہو ناں؟

وہ اس انداز اور لہجے سے باتیں کر رہا تھا کہ اس انداز کی وجہ سے ہی کومل کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ اس نے جو باتیں بتانے کی کوشش کی وہ پوری طرح سمجھ بھی نہ پائی تھی لیکن ساحر کے بتانے کا انداز ایسا تھا جو کومل کو تڑپا دینے کے لیے کافی تھا۔ کومل کی آنکھوں میں جس تیزی سے پانی آ گیا تھا وہ ساحر کو یہ بتلانے کے لیے کافی تھا کہ اس نے درست آدمی کا چناؤ کیا ہے اور کومل ان دو باتوں کو جو برسوں سے اس کو کھا رہی تھیں سنبھال لے گی۔ بعد کے دنوں میں بھی وہ ان دو دکھوں کو مزید تشریح سے بیان کرتا رہا۔ ہر بار کومل کو لگتا کہ پچھلی مرتبہ تو وہ کچھ سمجھ نہ پائی تھی۔ ہر بار ان باتوں کو نئے زاویوں سے وضاحت کر کے ساحر اس کوشش میں لگا رہا کہ کسی طرح کومل کے تن من میں اپنے دکھ کو بھر دے۔ اسے کہے کہ کوئی ایسا ہے جو اس کے من کی تکلیف کو جانتا ہے محسوس کرتا ہے۔ وہ اکیلا نہیں ہے اب آئندہ کئی ملاقاتوں میں وہ کسی نہ کسی طرح ضرور ذکر کر ہی دیتا۔ ہر بار لگتا کوئی کسر باقی ہے۔ کہیں دکھ ادھورا ہی کومل کے پاس نہ ہو۔ وہ مکمل طور پر ہر لمحہ تکلیف کا اس کے اندر اتار دینا چاہتا تھا۔ ایسے ہی بار بار وہ سارے معاملے کو بڑی باریک بینی سے بیان کرتا رہتا۔ کبھی کبھی لگتا کہ وہ کچھ باتوں کو دہرا رہا ہے۔ لیکن اسے یقین ہوتا کہ بے شک دہرا رہا ہے لیکن اس کا انداز اثر سے خالی نہیں جب پہلے دن وہ بات شروع کرنے لگا تھا تو تب اس نے کہا تھا۔

سمجھ نہیں آ رہی کیسے آغاز کروں؟

ایسا ہوتا ہے ہم کسی کو کچھ بتانا چاہتے ہیں، کوئی اپنا درد، لیکن جب وقت آتا ہے تو پھر فوری سمجھ نہیں آتی کہ کیا ہو رہا ہے، کومل نے کہا۔

مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے کہ کیا کہوں جی چاہتا ہے صرف یہی کہہ دوں ۔ بہت دکھ ہے کومل ۔ بہت دکھ، بچی بہت دکھ، بہت ہی دکھ ہے۔

اور جب کومل نے اس کے اس انداز پر ہوں ہوں کہنا شروع کیا تو پھر کسی سیلاب کی طرح بہتا گیا وہ، جو کبھی رکنے کا نام نہیں لیتا، آخر اسے یقین ہونے لگا کہ وہ اُس کے من میں اپنے دکھ سمیت سرائیت کر رہا ہے، ایسے ہی ایک دن اُس کے پاس بیٹھے ہوئے اس نے کہا

میں تمہاری ہڈیوں کے گودے تک رسائی چاہتا ہوں۔

پتہ بھی ہے میرے اندر سرائیت کر چکے ہو، مجھے محسوس ہوتے ہو میرے جسم میں پھر بھی کیوں خود کو بار بار کھپاتے ہو۔ وہ کہنے لگی۔

اس کی زبان سے اس طرح کی باتیں سن کر اسے بہت تسلی ہوئی تھی۔ دونوں کے درمیان معاملہ آپ سے تم تک آ چکا تھا۔ مجھے ایک بات تو بتاؤ ساحر نے کہا۔

ہوں۔

میرے اور تمہارے درمیان تعلق قائم ہونے میں اتنی دیر کیوں لگی؟

میں تم کو بہت اونچا درجہ دیتی تھی اپنی نظروں میں، اس لیے جب کبھی تنہائی کا شکار ہوئی بھی تو تم سے ملنے کا خیال آیا بھی تو ہمت نہ کر سکی۔

یہی حال میرا تھا میں ادھر ادھر تانک جھانک کر لیتا تھا لیکن ہمت نہیں ہوتی تھی تمہاری جانب بڑھنے کی۔ کئی طرح کے سوالات گھیرا ڈال لیتے تھے اور میں جواب دیتے دیتے تھک جاتا تھا۔

ہم دونوں نے ایک دوسرے کو بہت اونچا درجہ دے دیا تھا۔ پاس آنے میں جھجک محسوس کرنا قدرتی سی بات تھی کومل۔

تمہیں میں نے بہت اعلیٰ درجہ دیا۔ اتنا مان تھا اور ہے میرے دل میں تمہارے حوالے سے کہ والدین بہن بھائیوں پر بھی اتنا مان نہیں کیا کبھی۔

سچی؟ اُس نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں

لیکن اتنے برس مجھے کیوں پتہ نہ چلا کہ تم مجھے سب سے زیادہ مان دیتی ہو؟

اب چل گیا ناں۔

پر مجھے دیر سے کیوں پتہ چلا؟ ہاں یہ تو تھا کہ تم مجھ سے بات کرتی تھی اور کوئی کام ہوتا تو بڑے اعتماد سے کہتی تھی کرنے کو، لیکن اتنا مان کہ میں والدین اور بہن بھائیوں سے بھی اوپر تھا، اس کا تو تم مجھے اب کہہ رہی ہو، اتنی دیر بعد؟

تو پھر کیسے بتاتی؟

مجھ سے گفتگو تو ہو رہی تھی ناں سالوں سے کبھی اشارے میں کہہ دیتی تو میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچ جاتا۔

تم مجھے اتنا رسپانس نہیں دیتے تھے ناں جتنا میں چاہتی تھی۔

میں تمہیں آپ کہہ کر پکارتا تھا اندازہ ہو جانا چاہیے تھا ناں کہ تم میرے لیے خاص ہو۔

آپ تو آپ سب کو کہتے ہیں میں کیسے اندازہ لگاتی میں خاص ہوں؟

یہاں پر آ کر ساحر لاجواب ہو گیا۔ عموماً گفتگو میں کوئی نہ کوئی ایسا نقطہ نکال لیتی تھی کہ وہ خود کو ہارا ہوا سمجھتا تھا۔ لیکن جو وقت گزر گیا اس کا کیا کیا جا سکتا تھا۔

وقت کا گزرنا بھی اس کی زندگی کا ایک اہم نکتہ تھا۔ جو اس کی ذات کے گرد گھومتا رہتا۔ وہ اکثر اسے سمجھانے کی کوشش کرتی لیکن اس کی تان ہمیشہ اسی نکتے پر آ کر ٹوٹتی۔

لگتا ہے سب مجھ سے آگے ہیں۔

کیسے؟

کاروبار ہو، یا شادی شدہ زندگی دل کا معاملہ ہو یا خود شناسی کا یا زندگی کی حقیقتوں کو بروقت جاننے کا ہنر۔

یہ تم کہتے ہو سچ میں ایسا نہیں ہے۔

کیوں نہیں ہے۔ اپنا معاملہ ہی دیکھ لو تم تک آنے میں اتنا عرصہ لگا دیا۔ کاروبار دیکھ لو، شادی شدہ زندگی دیکھ لو، زندگی کو مجموعی طور پر دیکھ لو۔ میری عمر کے سب مجھ سے برسوں آگے ہیں۔

تم جو لفظوں کی صورت اتنا اُگل رہے ہو، لوگ تمہارے کام کی وجہ سے جو اتنا احترام دیتے ہیں اس کا بھی پتہ ہے۔ ایک بات کو جتنے مختلف طریقوں سے تم سوچ سکتے ہو کتنے لوگ سوچ سکتے ہیں؟

زندگی میں کچھ اہم مواقع پر جتنا سمجھدار ہونا چاہیے تھا میں نہیں ہو سکا یہ بات ہمیشہ چبھتی ہے۔

کچھ چیزوں سے لاعلمی بھی نعمت ہوتی ہے۔

تکلیف ہوتی ہے۔

یہ لاعلمی تمہاری معصومیت ہے۔

بے وقوفی ہے۔

تم بار بار کیوں ایک بات کو دھراتے ہو۔ اپنی کامیابیوں کے سفر کو اک نظر دیکھ لیا کرو

کیا دیکھ لیا کروں؟

میں جو کہہ رہی ہوں سب جھوٹ ہے کیا؟

نہیں۔

تو پھر۔ مان لو تم دوسروں سے الگ ہو۔

جو چیز لوگوں کو بڑی آسانی سے مل جاتی ہو مجھے وہی چیز حاصل کرنے کے لیے کیوں اتنا کچھ گنوانا پڑا؟

اس لیے کہ تم خاص تھے دوسروں سے الگ تھے تم کو کوئی چیز عام طریقے سے مل جاتی تو تم عام لوگوں کی طرح ہی رہتے۔

اتنی معمولی سی باتوں کے متعلق اتنی لاعلمی، تکلیف ہوتی ہے

اس لاعلمی نے بعد میں تم سے جو کچھ باہر نکالا، اس طرف بھی دیکھو

کیا دیکھوں؟ وہ بولا

میں جو اتنی دیر سے بک رہی ہوں اس کا کچھ اثر ہے بھی کہ نہیں۔

اثر ہے تو چلتا پھرتا ہوں ناں۔ ورنہ مرا پڑا ہوتا کہیں۔

آج تم ہاں کر رہے ہو پھر کل تمہاری یہی رٹ ہوگی۔

نہیں، میں کوشش کروں گا مثبت سوچوں۔

ہوں۔

دونوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ فون تھا جو بہت کم استعمال ہوتا یا کام کے سلسلہ میں ملنا لیکن موبائل کی وجہ سے یہ کام بھی آسان ہو گیا۔ جیسے ہی علاقے میں موبائل سروس آئی ساحر نے جلد ہی موبائل خرید لیا اسے اندازہ تھا کہ یہ چیز دونوں کے بہت کام آئے گی۔ کومل کے پاس پہلے ہی موبائل تھا ساحر سے چند ہفتے پہلے وہ موبائل لے چکی تھی۔ ایک دن رات کو ساحر اس سے موبائل کے استعمال کے متعلق کچھ پوچھ رہا تھا۔ حسب معمول، جب وہ اپنی نالائقی دکھانے میں کامیاب ہو گیا تو تلملا کر اُس نے کہا۔

ایسے کرو بدھو۔

اچھا لگا۔

ہاں۔ تو اور کیا اکثر معاملات میں میں بے وقوفی تو دکھاتا ہی ہوں تو ٹھیک کہا ناں، بدھو

اس کے بعد وہ جب بھی کسی گفتگو کا اختتام میسج پر کرتا تو آخر میں ضرور لکھتا تھا "بدھو"۔ یہ نام بھی اس کے نزدیک ایک اعزاز تھا۔ کون کسی کو اتنے لاڈ سے اتنا پیارا نام دیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے اس نے دل و جان سے اپنے لیے اس نام کو پسند کیا تھا۔ وہ کومل کے سائے میں زندگی گزارنا چاہتا تھا اس کے لیے زندگی کو سمجھنے کا بہترین طریقہ یہی تھا کہ اسے بدھو بن کر سمجھے۔ زندگی کے معاملات اتنے پیچیدہ تھے کہ اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانا ایک کٹھن کام تھا۔ اب تک جتنے بھی کام اس نے سوچ سمجھ کر کیے اُن کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟ ناکامی، تکلیف اور پھر اذیت جو ہر وقت دماغ کھاتی رہتی۔

......☆......

وہ بدھو بن کر پاس بیٹھا ہوا تھا کومل نے حذیفہ کا ذکر کر دیا۔شروع کے دنوں میں ساحر کو حیرانگی ہوئی تھی جب اس کے بہت قریب ہو کر بھی کومل حذیفہ کا ذکر کرتی تھی۔تب اسے اندازہ ہوا تھا کہ دل کا معاملہ کتنا طاقت ور ہوتا ہے کسی کے پاس بیٹھ کر بھی انسان کسی اور کو یاد کرتا ہے۔لیکن اب اس کو اس ذکر پر حیرانگی نہیں ہوتی تھی۔وہ بڑی اپنائیت سے حذیفہ کا نام سنتا تھا اور لیتا بھی تھا۔وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح حذیفہ سے ملے۔حذیفہ اس کا کزن تھا جو ساتھ والے شہر میں رہتا تھا۔لیکن دونوں خاندانوں میں بعض معاملات پر ان بن تھی اس لیے دونوں ایک دوسرے سے ملنے سے قاصر تھے۔ساحر نے کومل کی بات سن کر کہا ٹھیک ہے جیسا چاہو گی میں ایسا کرنے کی کوشش کروں۔ساحر کی فیملی نے کہیں جانا تھا اور گھر کچھ وقت کے لیے مکمل خالی تھا۔کومل نے ایک رات حذیفہ سے بات کی کہ کسی دن فلاں جگہ آجانا میں بھی وہاں آجاؤں گی اور ملاقات بڑے محفوظ طریقے سے ہو سکتی ہے۔حذیفہ نے کہا ٹھیک ہے وہ آنے کی کوشش کرے گا۔کومل اور ساحر نے ایک دن طے کر لیا اور ساحر کو اطمینان تھا کہ وہ کومل کے لیے کچھ کرنے جا رہا ہے۔یہ کام تو وہ تب بھی کر گزرتا جب کومل کا ہاتھ نہیں پکڑا تھا اس نے اور اب تو وہ دونوں اتنے قریب تھے۔انکار کا سوال تو کسی بھی صورت میں پیدا نہیں ہونا تھا چاہے کبھی کومل ساحر کے قریب آئی ہو یا نہ آئی ہو۔اس بات کا کومل کو بھی اندازہ تھا کہ ساحر اس کے کام خلوص سے کرتا ہے۔چاہے ساری عمر بھی دونوں کبھی بھی ایک بار نہ ملتے چاہے ساری عمر بھی اک لمحے کے لیے بھی ساحر کو کومل کا ہاتھ پکڑنے کا موقع نہ ملتا۔یہ بات کومل کے دل و دماغ میں طے تھی کہ ساحر بے لوث اس کا ہر کام کرتا آیا ہے اور کرتا رہے گا۔اور اب تو وہ اتنے قریب تھے۔دونوں مل کر اسی دن کا انتظار کرنے لگے جس دن حذیفہ نے کومل کو ملنے آنا تھا۔ساحر نے مناسب دیکھ بھال سے سارا بندوبست کر لیا تھا۔

طے شدہ وقت کے مطابق وہ حذیفہ کا انتظار کرنے لگا۔لیکن جلد ہی کومل نے اسے مطلع کر دیا کہ وہ نہیں آئے گا۔مقررہ وقت آ چکا تھا پر آنے والا نہیں آیا تھا۔دونوں دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔باتیں کم تھیں دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے زیادہ تھے۔کبھی ایک دیوار کے ساتھ لگ جاتا اور دوسرا گود میں سر رکھ دیتا کبھی دوسرا دیوار کے ساتھ لگ جاتا اور پہلا گود میں سر رکھ دیتا۔آنا کسی اور نے تھا باتیں کسی اور کے ساتھ کرنا تھیں کومل نے اور اب سامنے ساحر تھا اور اس سے باتیں جاری تھیں۔وہ حسب معمول اپنی پہلے سے ہی کہی ہوئی باتوں کو دہرائے جا رہا تھا۔

تم بھی کچھ کہو ناں۔

تم جو کہہ رہے ہو۔

لیکن تم بھی تو کچھ کہو ناں۔

میری اور تمہاری کیا دو ہیں۔

وہ ہمیشہ ایسی بات کرتی تھی کہ ساحر خود کو لاجواب سمجھنے لگتا تھا۔وہ مسلسل بولتا رہا اور وہ سارا وقت ہوں ہوں کرتی رہی۔

فکر نہ کرو اب کی بار ملاقات نہیں ہو سکی تو پھر کبھی ہو جائے گی ساحر نے کہا۔

پھر کبھی میں بہت دیر ہو سکتی ہے۔

زندگی ہے ناں ابھی۔

کیا خبر کتنی ہے؟

امید تو رکھتے ہیں ناں۔

ہاں جب کچھ نہ ہو تو امید ہوتی ہے!

بس امید ہوتی ہے؟

نہیں، تم بھی ہوتے ہو، تم ہوتے ہو تو امید ہوتی ہے۔

میں کیا ہوں کومل؟

ایک گھنا درخت جس میں میں آکر پناہ لے لیتی ہوں۔ جو مجھ کو خود میں چھپا لیتا ہے۔

کبھی اس پناہ میں ڈر تو نہیں لگتا۔

کبھی نہیں۔ میں بے سدھ ہو جاتی ہوں اور ہر طرح کی پریشانی سے بے خبر۔

تمہیں کبھی بھی کوئی نقصان نہیں ہو گا میرے ہاتھوں۔

مجھے یقین ہے۔

اگر وہ آجاتا تو اس وقت میں اس کی بانہوں میں ہوتی ناں؟

ہاں، ساحر نے کہا۔

آجاتا تو کتنا اچھا ہوتا!

بہت اچھا ہوتا۔ اب کی بار نہ سہی۔ آئندہ آئے گا کوشش کر لیں گے۔

وہ چلی گئی لیکن ساحر مسلسل ایک ہی بات پر غور کرتا رہا کہ کسی کی چاہ کتنی طاقت ور ہوتی ہے ہم کسی بہت ہی پیارے کی قربت میں بھی کیوں نہ بیٹھے ہوں دھیان ہمارا اپنے من چاہے کی طرف ہوتا ہے ذرا دیر کے لئے اس کا دھیان اپنی طرف بھی گیا کہ وہ کیا ہے لیکن جلد اس نے اس بات کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ ابھی تک وہ اُس کی قربت کے احساس میں گھرا ہوا تھا اور ان دونوں کی ملاقات نہ ہونے پر اندر سے افسردہ بھی تھا۔ ملاقات تو کومل کی حذیفہ سے ہونی تھی۔ مجھ سے نہیں۔ اس کے ذہن میں بار بار خیال آتا۔ اگر دونوں مل لیتے تو میرا ذہن بھی سکون میں ہوتا کہ میں نے ان دونوں کو ملایا۔ وہ شام اور پھر وہ رات بھی ساحر صرف اُسی ملاقات کے بارے میں سوچتا رہا۔

اُن دونوں کی گفتگو اب پہلے کی نسبت بڑھ چکی تھی۔ موبائل نے دونوں کے لیے رابطے کو اور بھی آسان کر دیا تھا۔ وہ جب بھی کومل کو مخاطب کرتا تو دھیان رکھتا کہ اس کا نام لکھتے وقت بڑے حروف استعمال کرے۔ اس کا نام چھوٹے حروف میں لکھنا وہ توہین سمجھتا تھا کومل کو اپنی وارفتگی دکھانے کا یہ بھی ایک انداز تھا جو اس کو خود بھی بھلا لگتا تھا۔ جب بھی کبھی حذیفہ کا ذکر ہوتا تو حذیفہ کا نام بھی وہ بڑے حروف میں لکھتا اسے کبھی بھی

حذیفہ کا نام لیتے عجیب نہیں لگتا تھا۔اس کے لیے کومل اور اس سے متعلقہ سارا ماحول ہی قابل احترام تھا۔مگر اتنے سے بھی اسے تسلی نہیں ہوئی تھی۔جب کبھی وہ کومل کے گھر کے پاس سے گزرتا تو میسج بھیجتا H.L۔ایک دن کومل نے پوچھا

ایچ ،ایل کا کیا مطلب ہے؟

ہیڈلو،

مطلب؟

جب تمہارے گھر کے پاس سے گزرتا ہوں تو ادب سے سر جھکا کر گزرتا ہوں۔

او......

لیکن اتنے سے بھی اسے سکون نہیں ہوتا تھا۔اسے دونوں کے درمیان تم اور میں کے الفاظ بھی عجیب لگتے تھے۔اسی وجہ سے اس نے خود اور کومل کا ذکر ہم، کے لفظ سے کرنا شروع کر دیا۔ہم کا مطلب تھا کہ کومل اور ساحر۔دونوں نے اب تم اور میں کا اِستعمال ترک کر دیا تھا۔یہ یاد دلانے کے لیے کہ ''تم تم نہیں۔میں میں نہیں''۔وہ ''ہم'' کا لفظ دہراتے رہتے تھے۔کبھی کبھار دونوں گزرے دنوں کی عادت کو بھی دہراتے اور ایک دوسرے کو آپ کہہ کر بلاتے۔ساحر کو صرف ایک ہی دھن سوار تھی کہ کسی طرح اپنی خودداری اور انا کو خود سے ختم کرے۔اسے کومل سے جو تعلق تھا وہ اسے صرف محبت نہیں رہنے دیتا تھا۔وہ آگے جانا چاہتا تھا بہت آگے۔کومل بھی کہہ اٹھے کہ ہاں واقعی یہ تعلق ایسا ہے کہ اسے کوئی نام دینا بھی آسان کام نہیں ہے۔ایک دن باتوں ہی باتوں میں اُس نے کہہ بھی دیا۔

تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے۔

کیا ہے پھر؟ چونک کر ساحر نے پوچھا

جو بھی ہے میں اسے محبت نہیں کہہ سکتی

پتہ ہے کومل؟

کیا؟

کئی دنوں سے سوچ میں تھا کہ کومل مجھے کب کہے گی ساحر، مجھے تم سے محبت ہے

پر اب مجھے لگتا ہے میں تمہاری زبان سے صرف محبت سن کر تسلی پا ہی نہیں سکوں گا۔میں یہ لفظ کبھی بھی تمہاری زبان سے نہیں سننا چاہوں گا۔

تو پھر کیا سنو گے بدھو؟

پتہ نہیں۔میرا تعلق تم سے اگر عام لوگوں کی طرح کا ہے تو پھر مجھے چین کہاں ہے۔اتنے سالوں کا غبار صرف ایک محبت کے حصول کے لیے تھا۔میں نے کبھی نہ ایسا سوچا تھا نہ سوچوں گا۔میرا تم سے تعلق عقیدت کا ہے۔مجھے تم سے عقیدت ہے۔

ہوں۔

ساحر نے کومل کی گود میں سر رکھا ہوا تھا۔ دونوں انتہائی سنجیدہ ماحول میں آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ ساحر نے آہستہ سے اُس کے پیروں پر لب رکھے۔ اچانک حیران ہو کر کومل بولی۔

یہ کیا؟

یہ میری عقیدت ہے۔ ساحر نے کہا۔

کومل کے پاؤں کو چومنا کوئی ایک بار کی بات نہ تھی۔ اس دن کے بعد تو لگتا تھا کہ ایک دیوانگی ہے جو اس پر طاری ہو گئی ہے۔ کبھی کبھی اسے یوں لگتا کہ وہ پاس نہ بھی ہو تو کوئی بات نہیں۔ کھڑے دروازے کو چوم کر بھی وہ سکون پا لیتا۔ لگتا پاس تکیہ نہیں پڑا۔ کومل ہے جسے وہ جب چاہے چوم سکتا ہے۔ اسے یوں بھی لگتا کہ جیسے وہ خود پر جان بوجھ کر یہ کیفیت طاری کر کے خود پر ہی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے کہ اسے کومل سے کتنی عقیدت ہے۔ ایک قسم کی غنودگی یقیناً اس پر طاری ہو گئی تھی۔ کوئی نشہ ہے جس میں خود کو گم کر کے وہ سکوں لے رہا ہو۔ لیکن کمال کی بات یہ تھی ایک طرف اتنی دیوانگی ہے تو دوسری طرف راستے سے پھسلنا بھی جاری ہے۔ کہیں سے کوئی اشارہ ملا تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کر دیا ایسی صورت حال میں وہ خود کو بہت کوستا۔ لیکن خود کو کوسنے کے باوجود بھی وہ خود کو ادھر ادھر تانک جھانک سے روک نہیں پاتا تھا تب اسے لگتا اس میں دوغلا پن ہے۔ مانا کہ کومل سے عقیدت ہے مگر اس کی ذات میں تضاد ہے اک دن وہ ملنے آئی تو کہنے لگا۔

مجھے لگتا میں نے تمہیں گھیرا ہوا ہے۔

کیسے؟

لگتا ہے میں نے اپنی خوبصورت باتوں سے تم کو جکڑ لیا ہے۔

تو پھر کیا ہوا بدھو؟

مجھے فکر رہتی ہے۔

کس بات کی فکر؟

یہی کہ تم میری خوبصورت باتوں میں پھنس گئی ہو۔

تو مجھے ہی خوبصورت باتوں میں گھیرا ہے ناں سب کو تو نہیں ناں؟

ہاں، مگر......

کوئی مگر نہیں۔

لیکن؟

بس، چپ چاپ پڑے رہو گود میں۔

وہ چپ چاپ اس کی گود میں پڑا رہا۔ اپنے دوغلے پن کی فکر کی بنا پر ہی اس نے کومل کو کہا تھا۔ لیکن کومل کو اس کی باتوں سے کیا ہونا تھا۔

اسے گود میں چھپانے والا ساحل مل چکا تھا وہ اسے کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتی تھی۔ایک دن ایسے ہی نہ جانے کس فکر میں وہ کہنے لگی

مجھے ڈر ہے یہ خوبصورت تعلق کہیں ختم نہ ہو جائے۔

نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

اس ایک جملے نے ''کہیں یہ خوبصورت تعلق ختم نہ ہو جائے'' اسے اور زیادہ مبہوت کر دیا تھا۔ایسے لگا اسے جیسے پھر کوئی نیا انکشاف ہوا ہے اس پر۔کومل اس تعلق کو خوبصورت مانتی ہے پھر اسے ایک اعزاز ملا تھا۔اسے کبھی بھی اپنی حرکات وسکنات پر اعتماد محسوس نہیں ہوتا تھا۔جب بھی وہ اس کی کسی حرکت کو کوئی نام دیتی تو وہ چونک پڑتا اور بچوں کی طرح خوشی محسوس کرتا۔اس کی شرارتوں کو جب ایک دن اُس نے لاڈ کا نام دیا تو کومل کو اندازہ ہی نہ تھا کہ اس ایک لفظ نے ساحر کی ذات میں کتنا اعتماد پیدا کر دیا ہے۔جوں جوں تعلق کو مضبوطی مل رہی تھی توں توں وہ غنودگی کی کیفیت میں رہنے لگا تھا۔لگتا تھا ایک ایک لمحہ نشے کی طرح محسوس کرنا چاہتا ہے۔لیکن اتنا نشہ اور ساتھ ساتھ پھسلن اسے شدید پریشان کرتی تھی۔ایک دن اچانک جب ایک سابقہ جان پہچان والی لڑکی سے اس کی ملاقات ہوئی تو شدید ذہنی کشمکش سے اسے گزرنا پڑا۔کچھ ہی دیر بعد وہ لڑکی اس کے پاس تھی وہ مسلسل اس کے عریاں سینے کو دیکھے جا رہا تھا۔وہ جان بوجھ کر اس کشمکش سے گزر رہا تھا۔وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا وہ اتنا بے بس ہے کہ ایسی حالت میں ایک بار بھی لڑکی کو نہ چومے۔وہ کومل کی طاقت کو آزما رہا تھا۔

کیا اُس میں اتنی طاقت نہیں کہ یہ عریاں سینہ بھی مجھ پر اثر نہ کرے؟

میں دیکھنا چاہتا ہوں میرا جسم مجھے کیسے بے قابو کرتا ہے؟

مجھ میں اتنی ہمت ہے کہ کومل کا خیال ہی مجھے اس لڑکی کو چھونے سے باز رکھے۔

خود کو مسلسل کشمکش سے گزارنے کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔خود کو اس کشمکش میں فاتح پا کر وہ بہت خوش تھا کہ کومل ایک طاقت کی طرح اس میں یوں گھس گئی ہے کہ وہ سامنے اتنی زیادہ کشش کی موجودگی میں بھی خود کو روک سکتا ہے۔ان دنوں میں اس لڑکی کے ساتھ اسے تین بار ملنے کا موقع ملا اور تینوں بار ہی اس نے اپنے آپ کو اس تجربے سے گزارا۔قمیص اوپر کو اٹھی ہوتی تھی اور لڑکی اس دوران اس سے باتیں کرتی رہی وہ مسلسل اٹھی ہوئی قمیص کو دیکھتا رہا لیکن ایک بار بھی لڑکی نہ چوما۔لیکن ہر بار لڑکی کے چلے جانے کے بعد اس نے خود سے یہ سوال ضرور کیا کہ

کیا یہ اس لڑکی سے زیادتی نہیں؟

کسی کو اپنے تجربے کی بھینٹ چڑھانا کہاں کی عقلمندی ہے؟

کیا یہ دوسرے کے محسوسات کھیلنے کے مترادف نہیں؟

میں اتنا ہی مضبوط ہوں تو لڑکی سے ملا ہی کیوں؟

کیا یہ بھی موج مستی کی ہی ایک شکل نہیں؟

پھر فوراً اس کے ذہن میں جوابات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

میں لڑکی سے با قاعدہ پروگرام سے نہیں ملا۔

تینوں دفعہ ملاقات ہوگئی بس۔

لڑکی کو تو کوئی شکایت نہیں۔ وہ مطمئن تھی کہ میں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔

اسے میری وجہ سے تحفظ کا احساس ملا۔

پرہیز کرنا، امتحان سے کامیابی سے گزر جانا کہاں کی موج مستی ہوئی؟

جب وہ مطمئن گئی ہے تو زیادتی کیسی؟

ساحر کے ذہن میں فکر یہ تھی کہ کومل کو ہر حال میں فوقیت اور احترام ملنا چاہیے۔ باتیں تو سب کرتے ہیں۔ بات تو عمل کی ہے میں عمل کر کے دکھاؤں گا کہ میرے سامنے میدان بھی کھلا ہو تو مجھے فرق نہیں پڑتا۔ وہ سوچتا۔ اُس کو ماننا پڑے گا وہ توانائی ہے۔ قوت ہے۔ ثابت ہوگا تو پتہ چلے گا ناں اور ثابت کیسے کرتا یہی طریقہ تھا کہ اگر کوئی موقع بنے تو خود کو ثابت قدم ثابت کروں جو میں نے کر دیا۔ ایسے پھر کئی مواقع تھے جہاں بہت سختی سے اس نے خود کو روکا اور ثابت قدم ثابت کیا۔ جتنا وہ خود کو سخت جان ثابت کر رہا تھا اتنا ہی غنودگی اس پر بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن اس میں بھی ابھی کسی چین کی کمی تھی۔ وہ چین کہاں تھا اس بات کا ساحر کو بھی پتہ نہ تھا۔

اُس کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کیوں لوگ پیر پکڑتے ہیں اور اسی کے مرید ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی میں اپنی پناہ یا نجات ڈھونڈ لیتا ہے تو پھر اسے گرد و نواح کی کہاں خبر رہتی ہے۔ اب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے کافی وقت ہو چلا تھا لیکن اس کے لیے یہ صرف ہفتوں کی بات تھی جسے ابھی ابھی کوئی واقعہ ہوا ہو حالانکہ کئی مہینے اپنی تیز رفتاری کے ساتھ گزر چکے تھے۔ دونوں کے درمیان ایسی باتیں تھی جن کا تذکرہ کرنے کا بھی وقت دونوں کو نہیں ملتا تھا ایک دن ساحر نے کہا

مجھے بہت شوق ہے تمہارے ہاتھ کا پکا ہوا کھاؤں

کیا لو گے؟

کچھ بھی۔

ٹھیک ہے۔

کب؟

جب کبھی ہمارے گھر میں کوئی نہ ہوا تو ضرور پکا کر لاؤں گی۔

میں انتظار کروں گا۔

ہاں ضرور۔

ویسے تم کیا کھانا پسند کرتے ہو؟

جواب میں ساحر نے مختلف چیزوں کھانوں کے نام گنوائے جو اسے کھانا پسند تھے۔اگرچہ دونوں کے درمیان انتہا کی قربت تھی لیکن آج پہلی مرتبہ موقع بنا تھا کہ کومل ساحر سے اس کی پسند کے کھانے پوچھتی۔ایک دن جب وہ گھر پر اکیلا تھا والدین بہن بھائی سب اک شادی پر گئے ہوئے تھے۔ شام کو وہ ہوٹل سے کھانا لانے میں ذرا دیر کر بیٹھا تو اسے کھانے کے معاملے میں کافی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔اگلے دن فون پر کومل سے کہا۔

کل رات میں تمہیں فون کرنے لگا تھا کہ ''کومل تمہارا اسیر بھوکا ہے اور آج شہر میں اس کے لئے کھانا بھی موجود نہیں۔

تو بتا دینا تھا ناں اُس نے کہا۔

رات تھی ناں، تو مجھے عجیب لگا کہ میں تب فون کروں۔

تم فون کر دیتے ناں، بڑے آرام سے تم ہمارے گھر آ کر کھانا کھا سکتے تھے۔امی لوگوں کو بھی خوشی ہوتی۔آرام سے الگ کمرے میں تمہارے لیے بیٹھنے کا بندوبست ہو جانا تھا۔

میں نے کسی طرح پھر گزارا کر لیا تھا لیکن بہت جی چاہا تھا تم سے کہوں ''کومل تمہارا اسیری بہت بھوکا ہے۔

اور خود پر سختی کرنے کا تو بہت شوق ہے ناں تمہیں۔

اچھا آئندہ دھیان رکھوں گا۔

کان پکڑو۔

ہاں، پکڑ لیے، مگر مجھ سے مرغا نہیں بنا جا رہا ڈھنگ سے۔

میں نے کانوں کو ہاتھ لگانے کو کہا تھا بدھو۔

مجھے مرغا بن کے اچھا لگا ہے سچی۔

ہوں۔

آئندہ کبھی ایسا ہُوا تو بتا دوں گا۔

پکا؟

ہاں، پکا، مگر کھانا تم کھلاؤ گی۔

ہاں میں ہی کھلا دوں گی۔

اور میں تمہاری انگلیاں بھی چوسوں گا۔

اب میں کیا کہوں تمہیں؟

جو، جی چاہے۔

جی چاہتا ہے اک لگاؤں تمہیں۔

تو لگاؤ ناں۔

ادھر منہ کرو۔

کر دیا۔

لگا دی۔

زبردست، مزے کی، بچی۔

ہوں۔

'' نشہ صرف اشیاء میں نہیں ہوتا ''

اُس کے لیے یہ خیال بھی اک نشہ تھا کبھی وہ اس کے ہاتھوں کا بنا ہوا کھانا کھائے گا وہ کیسا دن ہوگا؟ جب کبھی اس کو گھر میں اکیلے میرے لیے کھانا بنانے کا موقع ملے گا۔ کبھی ایسا دن ضرور آئے گا وہ سوچتا، کتنی ہی باتیں تھیں دونوں کے درمیان جو بظاہر عام نوعیت کی تھیں لیکن کبھی جن کا ذکر دوران گفتگو آیا ہی نہیں تھا۔ جب بھی بات ہوتی تو زیادہ تر ساحر اپنی زندگی کے مسائل کا ذکر کرتا وہ حذیفہ کا ذکر کرتی۔ دونوں اسی کیفیت میں باتیں کرتے رہتے۔ اُس کو اس بات کی بھی فکر تھی کہ کومل اس کی موجودگی میں ذہنی آسودگی حاصل کرے۔ اگر کومل کی فکر کم نہیں ہوتی تو پھر میرے ہونے کا کیا فائدہ۔ ایسے ہی اک دن اُس نے کہا۔

میری موجودگی میں تمہیں پرسکون ہونا چاہیے ناں۔

مجھے بہت سکون ملتا ہے۔

تو پھر فکر مندی کیسی؟

تم اس کے کاندھے سے سر لگا کر رو سکتے ہو جسے تم چاہتے ہو۔ میں تمہارے کاندھے پر سر رکھ کر اس کے نام کی آہیں بھرتی ہوں۔

یعنی تمہاری اور میری کیفیت میں فرق ہے، ساحر نے پوچھا۔

ہاں ہے۔

تو پھر ''ہم'' کا کیا ہوا

اسی نے تو ہم کو ایک کر رکھا ہے ناں۔

میں مزید کیا کر سکتا ہوں تمہارے لیے؟ مجھے کبھی کبھی پریشانی ہوتی ہے۔

ہوں۔

میں دیکھنا چاہوں گا اسے جو تمہیں اتنا عزیز ہے۔

وہ بہت عزیز ہے مجھے...... میں نے برسہا برس اسے اپنے پاس محسوس کیا ہے۔ مجھے ہمیشہ لگتا تھا وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس احساس کے

ساتھ کسی سے تعلق ہو تو پھر وہ شخص کتنا عزیز ہوگا مجھے تم تصور کر سکتے ہو۔

میں نے تو کوشش کی تھی کسی طرح اس سے تمہاری ملاقات ہو جائے۔اسی طرح میں بھی اس کو دیکھ لیتا۔ آئندہ کسی ماہ وہ آسکتا ہے۔

سچی؟

ہاں،فون پر اس سے بات ہوئی تھی۔اس نے کہا ہے وہ اس بار ضرور آئے گا۔تم کوئی بندوبست کر لینا اب۔

ہاں میں ضرور کروں گا،صرف چند دن پہلے مجھے بتا دینا۔

ہاں چند دنوں پہلے میں بتا دوں گی۔

تمہارے گھر والے جان جائیں تو کیا حرج ہے؟

حرج ہے ناں۔

مطلب؟

انا،انا درمیان میں آجاتی ہے۔لڑکی کسی کو پسند کرے تو انا اور غیرت آڑے آجاتی ہے کسی کے حق کو تو دیکھا ہی نہیں جاتا۔

والدین نے اپنے انداز سے سوچنا ہوتا ہے۔وہ بھی بہر حال ہمارے لیے بہتر ہی سوچتے ہیں ناں۔

ہمیں بہر حال ان کا احترام ہی کرنا چاہیے۔

میں تم سے اپنے دل کی بات کرتی ہوں تو تم دوسروں کی طرف داری شروع کر دیتے ہو۔

مجھے تمہارے احساسات کا اندازہ ہے کومل۔

ہاں بہت ہے،پتہ ہے مجھے۔

سچی ہے۔

ہوں۔

ناراض نہیں ہونا۔

میری بات سن لیا کرو ناں،میں ابھی بات شروع ہی کرتی ہوں اور تم نصیحتیں شروع کر دیتے ہو۔

اچھا آئندہ خیال رکھوں گا۔

ہوں۔

اچھا اب چلتی ہوں۔

ذرا سا تو رُکا جا سکتا ہے؟

ہاں کہوناں۔

پیراوپر کرو۔

کوئی حال نہیں تمھارا اب کیا کہوں میں تمھیں سیری۔

کوئی اعتراض؟

نہیں جانی اعتراض کوئی نہیں، میں آتے وقت صاف کر کے آئی تھی مجھے پتہ تھا تم یہ حرکت ضرور کروگے یہ لو مگر۔

مگر کیا؟

کیا تمھارے لیے صرف میرے پیر ہی رہ گئے ہیں۔

مجھ سے کچھ الگ سا ہونا ضروری تھا تمھارے معاملے میں۔

ہوں۔

میں اِس تعلق کو عام ملاقات یا معمول کا تعلق مان ہی نہیں سکتا تھا۔

یہ معمولی ہے بھی نہیں، تھا بھی نہیں سیری

میں کامیاب ہُوا ناں؟

ہم کامیاب ہوئے۔

تو پھر اک دوناں وہ لاڈ سے کہنے لگا۔

یہ لو، وہ اُس کے ماتھے پر لب رکھ کر کہنے لگی۔

اُف یہ کیا کردیا۔

چند بال تمھارے مُنہ میں ڈال کر کھینچ لیے۔

ہے کوئی بات کرنے والی۔

ہاں ہے اچھا اب جاتی ہوں،

رات کو جلدی آنا۔

ہاں سونو جلدی آؤں گی، یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔

دونوں آنے والے اُس دن کا انتظار کرنے لگے جب ملاقات ہونی تھی لیکن دوسرے دن ہی کومل کو پیغام ملا کہ وہ نہیں آپائے گا۔ وجہ کیا تھی اُس نے ذکر نہیں کیا، صرف یہ بتایا کہ مصروفیت کی وجہ سے وہ ابھی نہیں آسکتا۔

کومل، ساحر کو دوبارہ ملاقات میں ناکامی ہوئی۔ جس میں اُن دونوں کا کوئی قصور نہیں تھا۔ کومل کو اس حوالے سے کافی ذہنی صدمہ ہوا کہ اُس

کی ساری کوشش بیکار گئی۔ لیکن بات یہیں تک نہیں رُکی، ابو جان کراچی کاروبار کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے اور ایک ہفتے تک آنا تھا...... ارمان امی ابو کے کمرے میں ہی اُن کے ساتھ ہوتا تھا۔ جہاں حذیفہ سے ملاقات نہ ہوسکنا ایک صدمہ تھا وہاں ابھی مزید بھی کچھ باقی تھا۔

It never rains but pours

پنڈی چھوٹی خالہ کی طبیعت اچانک بگڑ گئی جو دل کی مریضہ تھیں اور امی کو چند دن کے لیے وہاں جانا پڑا جاتے ہوئے وہ کومل کو کہہ گئیں کہ......کو اپنے ساتھ کمرے میں سلالے تاکہ امتحان کے دنوں میں اُس کی پڑھائی کا حرج نہ ہو۔ ایک تو وہ اکیلا کمرے میں سو نہیں پائے گا۔ دوسرا اکیلے وہ پڑھائی میں سستی بھی دکھا سکتا ہے۔ لہٰذا کومل سے کہہ گئیں کہ وہ اُن کے آنے تک ارمان کو اپنے کمرے میں ہی سلائے۔

کہاں کومل ساحر مل کر حذیفہ کو بُلانے کا پروگرام بنا رہے تھے کسی بہانے سے اور کہاں اب کومل کو یہ مشکل پڑی کہ وہ کم از کم ایک ہفتے تک ملک کسی طرح کا بھی رابطہ حذیفہ سے کرنے سے قاصر تھی۔

ارمان کی موجودگی میں وہ رات کو کمرے میں موبائل استعمال کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ کسی چھوٹی کلاس کا بچہ ہوتا تو وہ موقع نکال لیتی لیکن میٹرک کا سٹوڈنٹ اور بھائی کس کا؟

کومل کے لاڈ نے اُسے کافی زیادہ مجبور کر دیا تھا۔ کافی سیانی باتیں کر لیتا تھا۔ ایسی صورت میں جب ارمان نے اُس کے کمرے میں ہی سونا تھا تو وہ موبائل استعمال کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

دو دن بعد دو بجے کے بعد سہ پہر کو پی ٹی سی ایل پر کال آئی۔

کومل کہاں ہو دو دنوں سے رات کو بھی موبائل آف، ساحر تشویش سے بولا

وہ امی جان پنڈی گئیں، ابو کراچی گئے ہیں۔ مان میرے کمرے میں ہے، وہ بولی مجھے بہت فکر تھی کل سے، میں کل اسی وقت کال کرنے لگا تھا پھر سوچا کوئی اور نہ اُٹھا لے ہاں میں دو دن سے اُس سے بات نہیں کر سکی ہوں۔

کبھی خود پر سختی بھی سہنی پڑتی ہے۔

ابھی کافی دن ہیں امی اگر لیٹ ہو گئیں ابو نے ویسے ہی ہفتے کے بعد آنا ہے تو اتنے دن کمرے میں ارمان ہونے کی وجہ سے میں تو اُس سے بات نہیں کر پاؤں گی۔

تو چند دن انتظار کر لیتے ہیں ناں۔

اگر تو آئندہ کسی دن رات کو میرا بات کرنے کا چانس بن گیا تو ٹھیک ورنہ پرسوں میرا انتظار کرنا۔

کتنے بجے؟

دو سے چار کے درمیان۔

میرے پاس آ کر سکون مل جائے گا ناں؟

بدھ آ کر تمھارے موبائل سے اُس سے بات کرلوں گی۔

ٹھیک ہے میں وقت نکال لوں گا۔

اچھا پھر اللہ حافظ۔

واہ آج تو اللہ حافظ بھی کہا تم نے۔

ہاں تو عادتیں بدل رہی ہیں ناں آہستہ آہستہ۔

دو دن بعد وہ دو بجے سے پہلے ہی ساحر کے پاس موجود تھی ہونٹوں پر سرخی لگی ہوئی تھی اس طرح میک اپ کیے دیکھ کر اُسے ذرا حیرانگی ہوئی۔

یہ لپ اسٹک اور یہ سب کچھ؟

اُس سے ملاقات کرنی ہے ناں۔

ہاں پر اُس نے آنا تو نہیں اب۔

جب آنا تھا تو میں نے اس طرح سجنا تھا ناں، کیسی لگ رہی ہوں؟

بہت پیاری۔

ہوں۔

لپ اسٹک بہت اچھی لگ رہی ہے۔ ہاتھ لگا کر دیکھوں؟

دوبارہ پُوچھا تو لگاؤں گی ایک۔

تم کہتی ہو اس وقت اُس کے لیے کال سُنتا یا کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے کیونکہ یا کام میں، یا دوستوں میں یا پھر نیند، ساحر اُس کے ہونٹوں کو اپنی انگلی سے چھوتے ہوئے بولا۔

دو تین دن سے بات نہیں ہو سکی وہ بھی انتظار میں ہوگا۔

ٹھیک کہا۔

لاؤ موبائل اپنا، اپنا میں چارج ہی نہیں کر سکی۔

یہ کس کا ہے؟ وہ موبائل دیتے ہوئے بولا۔

میرا۔

جو تمہاری الماری میں گھر میں پڑا ہے؟

تمہارا۔

یہ دونوں؟

ہمارے۔

اُس سے موبائل لے کر وہ حذیفہ کو کال کرنے لگی اور وہ کمرے سے باہر نکل گیا باہر نکلتے وقت اُسے اندازہ ہوگیا کہ حذیفہ نے کال ریسیو کر لی ہے اور دونوں کے درمیان گفتگو شروع ہوگئی ہے۔اُس نے تب تک کمرے میں واپس نہیں آنا تھا جب تک اُسے یقین نہ ہو جاتا کہ دونوں کی گفتگو ختم ہوگئی ہے۔اسی دوران وہ دوسرے کمرے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

کہ کب دونوں کی بات ختم ہو۔اُس نے اس طرح بندوبست کیا تھا کہ وہ آسانی سے اپنی بات کر سکے چاہے جتنا بھی وقت لگے۔والد صاحب بڑے بھائی کے کمرے میں موجود تھے۔وہ کبھی اُس کے کمرے کی طرف نہیں آتے تھے۔بھائی جان گھر سے باہر تھے جاب کے سلسلے میں، بھابھی جان گھر کی دوسری طرف اپنی مصروفیات میں مصروف، اپنے کمرے میں بیٹھ کر وہ کبھی اپنا کام کر لیتا اور کبھی تیسرے کمرے میں جا کر ذرا وقت گزار آتا۔خیال تھا کہ وہ دونوں ایک گھنٹہ تک بات کریں گے لیکن اب تک ڈیڑھ گھنٹہ بات ہو چکی تھی ویسے کومل نے کہا تھا چار بجے تک بھی کال چلی تو بات ہوگی۔چار سے آگے نہیں کیونکہ پھر وقت کا مسئلہ درپیش ہوگا۔اتنا زیادہ وقت اُن کی کال کے دوران اُس نے کیسے گزار لیا، اس کا انداز کرنا مشکل تھا۔بظاہر کافی وقت تھا لیکن کومل کی حفاظت کی ہر لحہ فکر میں وقت گزر گیا۔البتہ آخری دس منٹ گزارنے اُسے کافی مشکل گئے۔شاید اس وجہ سے کہ کوئی اندر نہ آجائے اور کسی کو پتہ نہ چل جائے۔یا کومل کا اندر اور اُس کا باہر ہونا۔البتہ اُسے اس دوران ذرا بھی جلن نہیں ہوئی جو کسی بھی مرد کو کسی لڑکی کے ساتھ دوسرے مرد کو بات کرتے دیکھ کر ہو سکتی ہے خصوصاً جب وہ لڑکی زندگی کا محور ہو۔

چار بجے سے پانچ منٹ پہلے اندر سے دروازے پر دستک ہوئی۔

آجاؤں؟

ہاں۔

بات ہوگئی ناں تسلی سے؟

ہاں۔

پھر چپ کیوں ہو؟

ابھی اور جی چاہتا تھا ناں۔

ہاں تو بات ہوگئی ناں پھر کبھی سہی۔

اُس کو گئے کئی دن ہو چکے تھے جب کبھی اُن دونوں کے درمیان ملاقات ہوتی اُس کے ذہن میں ہمیشہ یہی بات ہوتی کہ کس طرح وہ اُس کو مطمئن رکھ سکتا تھا۔ہر وقت اُس کا ذہن بس اس بات کی طرف لگا رہتا جب بھی وہ ملتے وہ ضرور پوچھتی

وہ مجھے مل جائے گا ناں؟

کوشش۔

کیا میں نہیں کر رہی؟

یہی تو تمھاری اک خصوصیت ہے جو مجھے حیران کرتی ہے

یہ کون سی خاص بات ہے بھلا؟

بات ہے اتنی دیر تک اتنے سالوں تک کسی سے خود کو منسلک رکھنا کمال کی بات ہے۔

مجھے مل جائے گا ناں؟

تم اپنے انتظار، قربانی، کوشش پر اطمینان محسوس کیا کرو۔

مجھے اطمینان صرف سیری سے ہی ملتا ہے۔

وہ دونوں جب بھی ملتے ساحر کے ذہن میں ہر بار یہ بات ضرور ہوتی کہ اب کی بار جب وہ ملیں گے تو وہ اپنی حسرت کہ جی بھر کے پورا کرے گا جب وہ جی بھر کر ساری ملاقات میں اُس سے باتیں کرے گا اور اس دوران اُس کی گود میں اپنا سر رکھے گا لیکن ہر بار کسی نہ کسی وجہ سے اس کی یہ خواہش ادھوری رہ جاتی کئی بار وہ خود اٹھ کر اس کو اپنی آغوش میں لے لیتا اس خیال سے کہ کومل کو بھی اس کی پناہ کی ضرورت ہے اور کئی بار اس کی شرارتیں اس کو مسلسل اس کی گود میں سر رکھنے سے روک لیتیں۔

تم بالکل بچے بن جاتے ہو، کومل کہتی

ہاں مجھے سکون ملتا ہے ایسا بننے سے۔

ہوں۔

مجھے بڑوں والی حیثیت اچھی نہیں لگتی ناں، تم کو خود سے بڑا ثابت کرنا چاہتا ہوں

ہوں۔

میں تم کو خود سے بڑا خیال کرتا ہوں اور یقین بھی کرتا ہوں۔ تم میں اپنی پناہ نظر آتی ہے اس لیے تم سے برابر حیثیت میں نہیں ہونا چاہتا۔

میں نے سوچا کہ تم چالاک ہو یا معصوم مگر میرے دل نے یہی کہا تھا کہ تم ایک معصوم ہو۔

میرا زندگی کی کئی اہم باتوں سے بے خبر ہونا ہی اس کا ثبوت ہے۔

بس کرو اب اور آرام سے پڑے رہو شروع نہ ہو جانا اب۔

نہیں بس یوں ہی خیال آ گیا تھا۔

ہوتا ہے زندگی میں ایسا، زیادہ فکر نہ کیا کرو اب۔

بس فکر کبھی کبھی گھیرا ڈال لیتی ہے۔

ہاں بس ہوتا ہے ایسا، زندگی ہے۔ لیکن جیتے ہیں۔۔اب مزید نہ کرنا یہ بات۔ مجھے بہت فکر ہوتی ہے۔ میری جان پہ بن جاتی ہے۔

بات ٹھیک کی تھی کومل نے آہستہ آہستہ اس کی ذات میں ساحر گھس رہا تھا۔ وہ یہ جان کر بھی بے چین ہو جاتی تھی کہ اُسے ہلکا سا سر درد ہے۔ یا اس کی ذرا سی چپ کومل کو اذیت میں ڈال لیتی تھی۔ کسی کام کے سلسلہ میں اگر وہ کبھی شہر سے باہر جاتا تو اسے یوں لگتا جیسے نہ جانے کون سی چیز اس سے کھو گئی ہو۔ کھانا پکاتی یا گھر کا کوئی اور کام کرتی اسے ایسے محسوس ہوتا جیسے کوئی بہت ہی انمول چیز اس سے کہیں دور چلی گئی ہے۔ واپس آ کر جب وہ اطلاع کرتا کہ وہ واپس آ گیا ہے تو اس کی جان میں جان آتی۔ ساحر کے دل میں جو برسوں کی ناکامیوں کا غبار بھرا تھا وہ اسے ابھی بھی چین نہیں لینے دیتا تھا۔ کوئی چیز اسے اندر سے اکساتی تھی کہ کچھ ابھی باقی ہے جو کومل کی ذات میں سرائیت کرنے کے لیے ضروری ہے لیکن وہ کچھ ہے کیا جو کومل کی ذات میں مکمل سرائیت کرنے کے لیے ضروری تھا ابھی اس کی تلاش میں وہ مسلسل رہتا تھا۔ اپنی فکر تو اسے تھی ہی کومل کی بھی فکر اب شامل رہتی تھی۔ کس طرح وہ اس کو خوش رکھ سکے ہمیشہ وہ اسی سوچ میں رہتا۔ انہی دنوں جب کسی وجہ سے حذیفہ نے کومل سے کچھ دن بات نہ کی اور اس کی باتوں کا جواب نہ دیا تو کومل بہت ڈپریس ہوئی۔ کچھ دن کے لیے وہ اپنی خالہ کے ہاں دوسرے شہر گئی ہوئی تھی وہاں سے واپس آ کر اس نے ساحر سے رابطہ کیا تو اس کی آواز سے مایوسی انتہا کی حد تک چھلکتی محسوس ہوتی تھی۔ آتے ہی وہ کہنے لگی کہ ملنا ہے۔ ساحر کے پاس بھی موقع تھا کہ مل لیا جائے۔ جب وہ آئی تو آتے ہی تھوڑی دیر صوفے پر بیٹھنے کے بعد وہ بستر پر چلی گئی اور ساحر نے اسے لٹا دیا۔ ساحر کو اندازہ نہیں تھا کہ اس نے نیند کی گولیاں لی ہوئی تھیں وہ یہی سمجھا کہ کومل تھکن کا شکار ہے۔ اس سے پہلے وہ جتنی بھی بار ملے تھے اس نے خود کو کبھی اتنا جذباتی محسوس نہیں کیا تھا اسے لگا کہ آج کومل کے مزید قریب جانے کا موقع آ گیا ہے۔

انتہا کے جذباتی بہاؤ میں اُس نے نہ جانے کس دیوانگی سے کومل کے گریبان میں جھانکا۔ اُسے محسوس ہوا جیسے وہ اسی انتظار میں تھا کہ کبھی وہ اس کی جھولی میں یوں آ گرے۔ اپنے اس انداز پر اسے سخت ندامت ہوئی۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ انتہائی غنودگی کے عالم میں لیٹی ہے تو نہ جانے کس احساس کے تحت اس کے کاندھوں کو دبانے لگا۔ اسے یوں لگ رہا ہے جیسے وہ اس کی تھکن اتارنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسی حالت میں اچانک کومل کا ہاتھ ساحر کے سر پر گیا اور انگلیاں ساحر کے بالوں میں پھرنے لگیں۔ انگلیوں کے یوں پھرنے سے جس نشے کا شکار ساحر ہوا وہ اس کے لیے بالکل ایک نئی بات تھی۔ یوں ذرا سا بالوں میں کومل کا ہاتھ پھرنا یوں بھی نشاط دے سکتا ہے اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ کچھ دیر تک دونوں اسی کیفیت میں رہے وہ اس کو دباتا رہا۔ جب کافی وقت گزرا تو ساحر کو احساس ہوا کہ دونوں کا یوں گھر میں موجود ہونا کسی خبر کا باعث ہو سکتا ہے اس لیے اس نے کومل کو بستر سے اٹھانا چاہا۔ اٹھنے سے پہلے کومل نے پانی کا گلاس مانگا اور بستر پر بیٹھ کر پینے لگی۔ ساحر کو ڈر لگ رہا تھا کہ اسی حالت میں اگر کسی نے دونوں کو دیکھ لیا تو بہت مشکل ہو گی دونوں کے لیے۔ کومل نیم غنودگی میں تھی اور ساحر اس کی اس حالت سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اگر وہ اچانک بے ہوش ہو گئی تو کس طرح وہ صورت حال کو سنبھالے گا۔ یہی خیالات اسے پریشان کیے جا رہے تھے۔ اس نے کومل کو پکڑ کر اٹھایا اور کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ وہ کھڑی سر پر اپنا دوپٹہ درست کر رہی تھی۔ ساحر کو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اسے دھکے دے کر نکال رہا ہو۔ اپنے ہاتھوں کومل کی اس طرح ہتک اسے کسی طرح بھی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن کومل کو دوسروں کی نظروں سے بچانا بھی تو مقصود تھا۔ ہمدردی، پیار اور خوف کے ملے جلے جذبات میں گھرا ہوا تھا وہ۔ کسی نہ کسی طرح کومل کو سنبھال کر وہ گھر بھیجنے میں کامیاب ہوا اور بھوکا سارا دن خود کو کوستا رہا۔ اسے شرمندگی ہو رہی تھی کہ کومل کیا سوچتی ہو گی گھر

جا کر کہ جب وہ بستر پر بے سدھ پڑی تھی تو ساحر نے اس کے گریبان میں جھانکا تھا۔ خود کو قابو نہیں رکھ پایا تھا۔ اس شرمندگی ہو رہی تھی کہ آئندہ وہ کومل کا سامنا کس طرح کرے گا۔ خود مذمتی کے عمل میں گھرا ہوا ساحر مسلسل سوال و جواب کے مرحلے سے دوچار تھا۔

میں نے بھی وہی کیا جو کوئی بھی مرد عورت کو تنہا پاس پا کر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

مجھے بھی اپنے جسم کے ہاتھوں شکست ہوئی۔

کاش اس کے گریبان میں جھانکنے کی بجائے اُسے دوپٹے سے ڈھانپا ہوتا!

وہ کیا سوچے گی؟

کیسے سامنا کر پاؤں گا؟

لیکن وہ خود کو فوراً سنبھالتا اور کہتا۔

''نہیں مجھ میں سچائی موجود تھی۔ جب میں نے اس کے کاندھوں کو دبایا تو تب میری ہوس کہاں تھی؟''

اس کی ٹانگوں کو میں نے دبایا کہ اس کی تھکن ختم کر سکوں۔ جب میں کاندھوں اور ٹانگوں کو دبا رہا تھا تو تب میری ہوس نے مجھے شکست کیوں نہیں دی۔

میرا اسے اس طرح دبانا میرے خلوص اور احترام کا ثبوت ہے۔

میں سچا ہوں۔

مجھے شرمندگی کیسی؟

وہ میرے پاس تھی تو حفاظت کی اس کی، احترام دیا۔ اگر اس گھر بھیجنے میں، بستر سے جلدی میں افراتفری دکھائی تو وہ بھی اس کی حفاظت کے لیے تھی۔

کچھ دنوں بعد دونوں رات کو موبائل پر محو گفتگو تھے۔ دونوں کے درمیان گفتگو لاڈ کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔ مخموری کے عالم میں اُس نے کہا

اس دن جب تم بستر پر تھیں میں نے تمہیں بہت قریب سے دیکھا تھا۔

کتنا قریب سے؟

وہ ناں، میں......خود کو روک نہ پایا اور تمہارے دل کی دھڑکنوں کو دیکھا۔

مجھے تو نہیں پتہ۔

تمہیں نہیں پتہ؟

نہیں میں تو بے ہوشی کے عالم میں تھی۔

میں تو سمجھا تم تھکن سے نڈھال ہو۔

نہیں میں نے نیند کی گولیاں لی ہوئی تھیں۔

ایسا کیوں کیا تم نے؟

بس جذباتی ہوگئی تھی۔

اگر کچھ ہو جاتا تو؟

مجھے پتہ تھا کتنی مقدار میں لینی ہیں۔

مجھے بڑے شرمندگی ہو رہی تھی کہ میں نے تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے دل کی دھڑکنوں کو دیکھا۔

میں تو تمہاری پناہ میں آگئی تھی گھر سے۔

اتنا یقین تھا مجھ پر۔

تھا نہیں اب بھی ہے بدھو۔

میں تو سخت شرمندہ ہو رہا تھا کہ بجائے تمہیں ڈھانپنے کے میں..........

کیسی شرمندگی؟

جس بات نے مجھے اتنا پریشان رکھا اس کا تم نے ذرا بھی برا نہ مانا۔

برا ماننا ہوتا تو یوں نہ چلی آتی تمہارے پاس۔

میں جذباتی ہو رہا ہوں کومل۔

مطلب؟

مجھے سمجھ نہیں آ رہی خوشی سے رو دوں یا ناچوں؟

ہوں۔

اتنا اعتماد مجھ پر؟ یہ میرا اثاثہ ہے کومل۔

ہوں۔

جو بھی ہو رہا ہو خود بخود ہو رہا ہے۔ بظاہر لگتا ہے سوچ سمجھ کر کر رہا ہوں سب لیکن سچ یہ ہے، مجھ سے اندر کا غبار سب کچھ کروا رہا ہے۔

ہوں۔

اور جس طرح تم نے میرے بالوں میں ہاتھ پھیرا وہ احساس میں کبھی بھی نہیں بھول پاؤں گا۔

مجھے تو پتہ نہیں۔

تمہیں نہیں پتہ؟

مجھے تو ہوش ہی نہ تھی صرف اتنا پتہ ہے تم نے اٹھا کر مجھے بستر پر لٹایا تھا۔

اس بات کا ساحر کو عجیب سا افسوس ہوا کہ کومل کو بالوں میں انگلیاں یاد ہی نہیں۔ وہ جس احساس کے نشے میں مخمور تھا اس کی خود کومل کو خبر ہی نہ تھی۔ اسے ایسے لگا جیسے کوئی بہت ہی نایاب سی چیز اس سے چھین گئی ہو۔ اگر اُسے کو اتنا ہوش ہی نہ تھا کہ وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی ہے کہ نہیں، تو پھر ساحر کے لیے کون سا نشاط انگیز احساس باقی رہ جاتا تھا جو اس کو تسکین دیتا۔ اسے لگا کوئی بہت ہی پر مسرت چیز پاس آ کر ہاتھوں سے چلی گئی۔ لیکن اس نے فوراً خود کو اس احساس سے جو اس کو شرمندہ سا کر رہا تھا نجات پانے کی کوشش کی اور اس بات کو ذہن میں لا کر خوش ہونے کی کوشش کی کہ جس بات سے وہ ڈر رہا تھا وہ تو کہیں نہ ہوئی۔ جب اُس کی موجودگی میں وہ جذباتی ہو گیا تھا اور اس کے سینے کی دھڑکنوں کو اپنی آنکھوں سے بے خود ہو کر دیکھ رہا تھا۔ جہاں بالوں میں انگلیاں پھیرنے کی بات یاد نہ ہونے پر وہ افسردہ تھا وہاں اپنے جذباتی پن پر کومل کے برا نہ ماننے پر وہ من ہی من میں خوش بھی تھا۔ اُس کے یوں بے سدھ ہو کر گھر سے نکلنے کا درد بھی تھا اسے، پر یقین تھا کہ وہ اسے قائل کر لے گا کہ آئندہ سے وہ ایسا نہ کرے۔ جو احترام اپنے دل میں اُس کے لیے رکھتا تھا اس کا تقاضا تھا کہ اُس آئندہ سے ایسا نہ کرے۔ وہ ایک ایسا مرکز تھی جہاں سے اس نے پتہ نہیں اپنی زندگی کے کن کن مسائل میں توانائی لینا تھی۔ اگر مرکز ہی خود یوں بے خود ہو کر گھر میں اور گھر سے باہر پھرتا تو وہ خود کیسے اپنی زندگی کے بڑے بڑے مسائل سے نپٹتا۔ اس ایک واقعہ نے اسے کومل کے اور قریب کر دیا تھا۔ اسے فکر تھی تو یہ کہ وہ بھی اُس کے لیے ایسی توانائی بنے گا کہ وہ آئندہ خود کو اتنا تنہا اور بے بس محسوس نہ کرے گی۔

کافی دن گزر چکے تھے اور گولیوں والی بات پرانی ہو چکی تھی۔ وہ ساحر کے سائے میں زیادہ مطمئن اور اعتماد سے زندگی کا سفر طے کر رہی تھی۔ ذرا سی بھی بات ہوتی تو وہ ساحر سے کرتی۔ اُسے اس بات کا بخوبی احساس تھا کہ یوں اس کا نیند کی گولیاں لینا ساحر کو ایک خلش کی طرح چبھتا ہے۔ اس نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ وہ آئندہ سے ایسا کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے اُس کو ضرور آگاہ کرے گی تاکہ وہ اسے روک سکے۔ اسے احساس تھا کہ اس نے ساحر کو مطلع کیے بغیر انتہائی جذباتی قدم اٹھایا ہے۔ جس کا ازالہ صرف ایسے ہی ممکن ہے کہ آئندہ سے اپنے اعصاب پر قابو رکھا جائے۔ جوں جوں وقت آگے گزرتا جا رہا تھا توں توں ذرا ذرا سی بات کا خیال وہ رکھنے لگی تھی۔ اسے پتہ ہوتا تھا کب ساحر کو کال کرنی ہے۔ کب ساحر کو اس کی آواز کی اشد ضرورت ہے۔ کب اُس کو جھاڑ پلانی ہے اور سچ یہ بھی تھا کہ ساحر کو اس سے جھاڑیں کھا کر مزا بھی آتا تھا اور کسی فرماں بردار کی طرح وہ ان جھاڑوں کو احترام بخشتا تھا۔ ایک دن رات کو کسی بات پر کومل نے کہہ دیا

چلو سوری بولو۔

کاں؟

جی نہیں آج سوری۔

سوری۔

بس؟

سوری، سوری، سوری، سوری۔

یہ کیا۔

تمہارے نام کے جتنے الفاظ ہیں اتنی بار کہا۔

ایک بار، مگر لاڈ سے۔

سورررررررررررررررر.........

گاڑی اچھی چلانے لگے ہو۔

اُف۔

اب کیا کہوں میں؟

بُدھو۔

ہاں، میرا بُدھو۔

اور تم میری کیا؟

مجھے نہیں پتہ۔

جب میری باری آتی ہے تو پتہ نہیں۔

تو بتاؤ پھر۔

پتہ نہیں۔

دیکھا پھر۔

کیا دیکھا؟

اب کیا کہوں میں؟

جو دل کرے۔

کہوں؟

ہاں، کہہ دو۔

مجھے تم سے عقیدت ہے۔

یہ تو مجھے پہلے ہی پتا ہے۔

سچی مجھے تم سے عقیدت ہے۔ خود میرے اختیار میں نہیں رہا اب۔ جو بھی ہے وہ اندر ہے

خود بخود آ رہا ہے باہر۔

ہوں، اچھا ذرا انتظار کرنا میں کچھ دیر بعد آتی ہوں۔

کوئی مصروفیت ہے؟

ہاں نماز پڑھنی ہے، آدھا گھنٹہ تو لگ جائے گا۔

ٹھیک ہے امی۔

اوئے یہ کیا کہا؟

کیوں۔

اچھا نہیں لگا مجھے۔

ٹھیک ہے میں آئندہ دھیان رکھوں گا ایسا کچھ نہ کہوں جو بُرا لگے تمہیں۔

اچھا میرا انتظار کرنا، یہ کہہ کر وہ گھر پر نماز کی تیار کرنے لگی۔ ساحر اس درمیان اس کا انتظار کرتا رہا۔ یہ بات اس کو بہت متاثر کرتی تھی کہ کسی بھی صورت حال میں اسے اپنا خدا یاد رہتا تھا۔ وہ مزید اس بات کا اہتمام کرتی کہ نماز پڑھے۔ بہت ڈپریشن کے دنوں میں یا طبیعت کی خرابی کی صورت میں نماز چھوٹ بھی جاتی۔ عام معمولات میں وہ ضرور نماز ادا کرتی۔ وہ انتظار کر رہا تھا۔ لیکن آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا۔ جب کافی دیر سے اُس نے کال کی تو کہنے لگی۔

وہ کمرے میں گھر والے آ کر بیٹھ گئے تھے تو ظاہر ہے ان کے سامنے تو کال نہیں کر سکتی تھی ناں۔

ہاں ٹھیک ہے۔

پارہ چڑھا ہے؟

نہیں تو۔

ہوں گڈ۔

دونوں کافی دیر تک باتیں کرتے رہے سونے سے پہلے کومل نے کہا۔

اچھا اب گڈ بائے بولو۔

ہاں، گڈ نائٹ۔

اچھا میں سونے لگی ہوں، گڈ نائٹ بے بی۔

دونوں میں ٹیلی فون پر رابطہ منقطع ہو گیا مگر ساحر کو نیند کہاں آنے والی تھی۔ کومل کا اسے بے بی کہنا بہت اچھا لگا۔ لیکن ساحر سوچ رہا تھا کہ

اس نے جب شرارتاً اسے امی کہہ دیا تھا تو کومل کو بُرا لگا تھا پھر اس نے اسے بے بی کیسے کہہ دیا؟ ساری رات بستر پر پڑے وہ لفظ بے بی پر غور کرتا رہا اور لطف لیتا رہا۔ دوسری طرف اپنے گھر میں نیند کے جھونکوں میں کھوئی کومل کو ایک عجیب سے سکون کا احساس ہو رہا تھا۔ ساحر کو بے بی کہنا اسے بہت اچھا لگا تھا۔ اسے بخوبی احساس تھا کہ اس کو ساحر کے امی کہنے پر اظہار ناراضگی کرنا ساحر کو بے چین کر رہا ہو گا۔ اسی فکر میں جب وہ سونے لگی تو اس نے ساحر کو بے بی کہہ دیا۔ ساحر نے اسے جو درجہ دینے کی کوشش کی تھی اس پر کومل کو بھلا کہاں اعتراض ہو سکتا تھا لیکن لفظ امی اسے عجیب ضرور لگا تھا۔

اگلی رات حسب معمول اس کا انتظار کر رہا تھا لیکن کومل نے کافی دیر لگا دی۔ نماز کا وقت بھی اس نے اپنے حساب میں شمار کر کے دیکھا۔ پھر بھی اب تک اُس کو آ جانا چاہیے تھا۔ کافی دیر کے بعد جب وہ آئی تو آتے ہی کہا۔

سوری۔

ایسا نہیں کہتے۔

نہیں کافی دیر ہو گئی ہے مجھے پتہ ہے۔

ہاں۔

وہ اصل میں امی جان کا بستر لگانے گئے تھی۔

اچھا کیا ناں، میں نے کوئی اعتراض کیا۔ دیر ہوئی تو مجھے پریشانی ہوئی تھی۔ مجھے اتنی باتوں کا تو خیال رکھنا چاہیے ناں۔

ہاں رکھتے ہو مگر چڑ بھی جاتے ہو ناں کبھی کبھی۔

وہ تو اگر ذہنی طور پر پہلے سے کوئی پریشانی اور اوپر سے تم بھی دیر کرو تو بعض اوقات خود پر قابو رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنا مزاج ٹھنڈا رکھوں۔ پر کیا کروں آپے سے باہر ہو جاتا ہوں کبھی کبھی۔

اچھا ٹھیک ہے، بتاؤ دن کیسے گزرا آج؟

بس ٹھیک ہے۔

تمہارے منہ پہ بارہ کے قریب بجے لگتے ہیں۔

کچھ گزرے واقعات نے آج پریشان کیئے رکھا ایک دو باتیں اگر نہ ہوتیں تو کتنا اچھا ہوتا۔

جو تمہارے ساتھ ہوا وہ ایک فطری عمل تھا۔ قدرت ہر ایک کے ساتھ الگ الگ انداز کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ زندہ وہی رہتا ہے جو جینا چاہتا ہے جو حالات سے لڑتا ہے زندگی کہیں ایک جگہ نہیں رکتی، چلتی رہتی ہے۔

اپنی مرضی سے۔

ہاں اپنی مرضی سے، اسی کے دوران ہمیں بھی اپنے جینے کا راستہ نکالنا ہوتا ہے کچھ بھی کہیں نہیں ٹھہرتا، یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

دکھ کا سلسلہ بھی ہے ناں؟

دکھ بھی شکل بدل سکتا ہے اور کبھی خوشی کی صورت میں سامنے آسکتا ہے۔

ہوں، آسکتا ہے۔

تو کیا میں نہیں آئی تمہاری زندگی میں؟

مجھے کب انکار ہے؟

تو ہر وقت رونی صورت بنانے کا مطلب؟

اچھا ناں۔

میں آئی تو اور بھی خوشیاں تمہاری زندگی میں آسکتی ہیں۔ جہاں دکھ انسان کو گھیر لیتے ہیں وہاں حالات کے بہتر ہونے کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے۔ ہیگل کہتا ہے کہ زندگی میں پہلے تھیسز جنم لیتا ہے وہ کچھ عرصہ مقبول رہتا ہے پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد اُس کا اینٹی تھیسز جنم لیتا ہے۔ دونوں کی کشمکش سے ایک سینتھسز جنم لیتا ہے جو کچھ عرصہ کے لیے مقبول ہو جاتا ہے۔

ہاں سمجھاؤ مجھے سیاسی افکار، پتہ ہے تمہیں سیاسی فلسفہ سے دلچسپی ہے۔

ہیگل کا نام سن کر مجھ پر سیاسی فلسفہ کا ٹھپہ مت لگاؤ۔

تو اور کیا؟

میں تو زندگی کے متعلق بتا رہی ہوں کہ اس میں ٹھہراؤ نہیں ہے۔

اچھا.........

اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جو نیا تھیسز سامنے آتا ہے اُس کا پھر اینٹی تھیسز سامنے آتا ہے۔ دونوں کے درمیان پھر کشمکش.........

اُف۔

اور پھر دونوں کی کشمکش سے ایک نیا تھیسز سامنے آتا ہے۔

جی۔

اِس کو زندگی کے معنوں میں لو تو یہ کہ کوئی دکھ یا کوئی خوشی بھی حتمی نہیں کچھ عرصے کے بعد مخالف دکھ یا خوشی جنم لیتی ہے اور پھر کشمکش، پھر نیا دکھ یا خوشی، یہی وجہ ہے کہ نہ دائمی خوشی کہیں نظر آتی ہے اور نہ دائمی غم۔

دائمی خوشی ہوتی تو کتنا مزہ ہوتا۔

تم کچھ نہ بھی کہو تو مجھے پتہ چل جاتا ہے، تم کیا سوچ رہے ہو، کیا بیت رہی ہے تم پر۔ سمندر کا سینہ خاموش بھی ہو تو اُس کے اندر چھپے ہوئے ایک جہان کی اہمیت ختم نہیں ہو جاتی۔ بپھر جانے سے تو ساحل سمیت سب کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس کی لہروں میں کیا طوفان پوشیدہ ہے۔ اُس کی خاموشی بھی اُس کی وسعت اور بے قراری کو نہیں چھپا سکتی۔ ہر نظر رکھنے والا اُس کی وسعتوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ تم کچھ نہ بھی کہو تو تمہارے اندر کیا ابلتا

ہے، میں اُس سے خوب واقف ہوتی ہوں۔ اپنی خاموشی سے کبھی مت ڈر جانا کہ میں تمہارے اطمینان سے تمہارے درد کو بھول جاؤں گی۔

تمہاری باتوں سے کتنی تسلی ملتی ہے، اندازہ ہے ناں تمہیں؟

ہاں جانی اندازہ ہے دکھ کو اپنا کام کرنے دو تم اپنا کام کرو۔ اس سے نبرد آزما رہو۔ کبھی تو فتح پا ہی لوگے۔ ایک ہی دن میں پتھر اور تارکول سے سڑک نہیں بن جاتی۔ پتہ نہیں کتنی تہیں ہوتی ہیں پتھروں کی، کتنا زیادہ اس کو دبایا جاتا ہے، پھر کہیں جا کر اس پر ٹریفک رواں ہوتی ہے۔ زندگی کی شاہراہ پر دکھ پڑے ہیں تو تکلیفوں کا آنسوؤں کی صورت میں پانی، دکھ اور آنسو ایک راستہ بناتے جاتے ہیں اور ہم اُس پر چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی خوشی بھی سامنے آجاتی ہے کسی موڑ پر، سفر کرنا شرط ہے۔

دکھ نہ ہی آئے تو کتنا اچھا تھا۔

ایتھنز سپارٹا کے ہاتھوں فتح ہوا، سقراط کو زہر کا پیالہ پینا پڑا، تو دکھ ہی تھا جو افلاطون کو بارہ سال کے لیے یونان سے باہر لے گیا اور پھر سامنے کیا آیا۔

کیا آیا؟

دنیا کی مثالی ریاست۔

ٹھیک کہا۔

ایتھنز سپارٹا کے ہاتھوں فتح نہ ہوتا تو کیا ''مثالی ریاست'' سامنے آتی۔ تم کو دکھ نہ ملتا تو میں ملتی؟

سمجھ گیا!

کبھی وقت ملا تو ایم اے سیاسیات بھی کر لینا اُس میں ہیگل کا سیاسی فلسفہ بھی پڑھ لینا

تم کر لو اتنا ہی کافی ہے۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا اب ٹھیک ہوں۔

نہیں سمجھے، کچھ دنوں بعد پھر تمہارا وہی حال ہوگا جو ہوتا ہے۔

اچھا ناں، تمہیں بھی یاد کرتا رہا۔

مجھے یاد کرتے رہے یعنی مجھے بھولتے بھی ہو۔

نہیں ایسا تو نہیں ہے۔

تو اور کیا ہے۔ مجھے بھولے ہو تو یاد کرتے ہو ناں۔

سچی ایسا نہیں ہے۔

چھوڑو میں تو مذاق کر رہی تھی۔ ہر بات کو پکڑ لیتے ہو بس۔ اچھا بتاؤ آج کب تک جاگنا ہے۔

جب تک تم کہو۔

نہیں، وہ ناں حذیفہ کی کال آنا تھی اب مجھے اجازت دو۔

نہ دوں تو؟

نہ دو تو تم سے بات کرتی رہوں گی۔ اس سے پھر کل سہی۔

ٹھیک ہے تم اس کی کال سنو میں سوتا ہوں۔

گڈ بائے بولو۔

گڈ نائٹ ماں۔



حذیفہ کی کال جب بھی آتی وہ آرام سے دونوں کے درمیان سے نکل جاتا۔ ایسا کر کے اسے بہت اچھا محسوس ہوتا ایسے لگتا جیسے بہت ہی نایاب قسم کا کام کیا ہو اس نے۔ وہ سمجھتا تھا کہ اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ جب کومل حذیفہ سے بات میں مصروف ہو تو اس کو آرام سے ایک طرف ہو جانا چاہیے۔ گڈ نائٹ کہنے کے بعد وہ لیٹنے کی تیاری کرنے لگا۔ رات سونے سے پہلے روز اُس سے گفتگو اس کا معمول ہو چکی تھی۔ کبھی کبھی اس معمول میں رکاوٹ بھی آجاتی تھی جب کسی شادی وغیرہ پر کومل کو شہر سے باہر گھر والوں کے ساتھ جانا پڑ جاتا یا گھر میں مہمانوں کی آمد کی وجہ سے اس کے کمرے میں اس کی کسی کزن کو ساتھ سونا پڑتا۔ اس کے علاوہ کبھی نیٹ ورک پرابلم ہو جاتی تو دونوں بات نہ کر پاتے لیکن تب بھی انتظار کرتے رہتے کہ کب سروس بحال ہو وہ بات کر سکیں۔ کومل کی باتیں اس کے لیے برسوں سے ایک خوراک کا درجہ رکھتی تھیں وہ خوراک جو اس کے ذہن کو آسودگی دیتی۔ فون کی سہولت نے اس خوراک کی طلب کو اور بڑھا دیا تھا۔ روزانہ اس خوراک کو لینا اس کی عادت تھی اور کومل کی شفقت۔ وہ شفقت جس کو وہ کسی صورت کھونا نہیں چاہتا تھا۔ جس طرح کا پیار اور لاڈ کومل ساحر پر نچھاور کرتی تھی اسے لگتا تھا کہ وہ اس کی صرف دوست یا محبوبہ نہیں کچھ اور ہے، کوئی الگ سی، منفرد سی ہستی۔ اسی وجہ سے اس نے رات سوتے وقت اسے آج گڈ نائٹ ماں کہہ دیا تھا۔ اگلی رات جب تھوڑی دیر کے لیے کومل نے اجازت مانگی تا کہ وہ امی جان کا بستر لگا کے تو جب تھوڑا وقت زیادہ ہو گیا تو ساحر نے پوچھا

نانو کا بستر لگ گیا کہ نہیں؟

ہاں لگ گیا تھا، آتے ہی کومل کہنے لگی۔ ذرا دیر ہو ہی جاتی ہے۔ مگر تم تو تنگ پڑ جاتے ہو۔ دونوں نے اس بات پر کوئی بھی جملہ نہیں کہا کہ ساحر نے کومل کی امی جان کو ''نانو'' کیوں کہا؟

یوں لگتا تھا جیسے چھوٹی چھوٹی سی باتیں دونوں کے درمیان جنم لے رہی ہیں بالکل اک نئے انداز میں دونوں سے متعلقہ افراد کے نئے نئے نام خود بخود رکھے جا رہے تھے۔ ایک ڈور دونوں کو کسی بندھن میں مضبوطی سے باندھی جا رہی تھی۔ عقیدت کا اظہار تو ساحر ہی کرتا تھا۔ جواب میں کومل کا بات کرنے کا ایک اپنا الگ انداز تھا۔ نہ وہ محبت کا اظہار کرتی تھی نہ عقیدت کا، لیکن ساحر کو جو چیز ملتی وہ اس سے حد سے زیادہ مطمئن تھا یہی وجہ تھی کہ کومل سے وہ کسی اظہارِ محبت کی توقع بھی نہیں کرتا تھا۔ حذیفہ کو اس نے اپنی سوچوں کا سالوں سے مرکز بنایا ہوا تھا۔ ان سوچوں میں کسی طرح کی مداخلت ساحر کو پسند نہیں تھا۔ یہ سوال اس کے ذہن میں البتہ ضرور آتا تھا کہ کیا انسان ایک سے زیادہ جگہ ایک ہی وقت میں محبت کر سکتا ہے۔ اس بات کا اسے حتمی جواب تو کبھی نہیں ملتا تھا لیکن اس سوال کی نفی میں بھی کوئی مضبوط جواب سامنے نہیں آتا تھا اگر حذیفہ ہے تو میں کیا ہوں؟ یہ بات نہ جانے اس نے کتنی بار سوچی تھی۔ لیکن اب اُس کو اس حوالے سے کسی جواب سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ایک بار شروع میں کومل نے جب ایسی ہی بات کی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو ساحر نے کہا تھا۔

میں اس وقت جہاں بیٹھا ہوں۔ دیکھو میرے سامنے دیوار ہے ناں۔ اس دیوار کا نظر آنا ایک فطری چیز ہے۔ بے شک اس دیوار سے پرے میری منزل یا مطلوبہ چیز ہو۔

یعنی سامنے والے پر نظر پڑنا ایک حقیقت ہے۔

ہاں ایسا ہی ہوتا ہے۔

یعنی ہمارا اس میں قصور نہیں ہوتا کہ ہم راستے میں آنے والی کسی چیز کو دیکھیں یا اپنا لیں؟

اصل بات یہ ہے کہ ہماری نظر کو دیوار سے پرے جو ہے اسے نہیں بھولنا چاہیے۔ اگر ہم اپنے مقصد میں ثابت قدم ہیں تو دیوار ہمیں روک نہیں سکتی۔

تم راہ میں نظر آنے والی کوئی چیز یا دیوار ہو؟

دیوار کی تو اک مثال دی۔ میں آس پاس کا ماحول ہوں جو ہمیں متاثر کرتا ہے۔

کیا میری زندگی میں تم ایک دیوار ہو بدھو۔

مجھے نہیں لگتا بات تو کہیں آگے کی ہے اب۔

ہوں۔

میں صرف ایک دیوار یا سایہ بن کے نہیں رہنا چاہتا۔ میں عام نہیں ہونا چاہتا۔ عام رہ کر میرا گزارا ہونا ناممکن ہے ماں۔

ہوں۔

پہلے اک بار جب تمھیں شرارت سے امی کہہ دیا تھا لیکن ماں کہنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تم نے؟

لفظ ماں، بہت بھرپور لگتا ہے۔ اس میں سب کچھ سما جاتا ہے

جتنی شفقت مجھے مل رہی ہے میں تم کو صرف beloved نہیں کہہ سکتا

کہنا بھی نہیں۔

کیوں؟

اس تعلق کو اتنا عام سا نام کبھی مت دینا۔

تمھیں لگتا ہے میں کبھی اس رشتے کو عام سا نام دوں گا یا کبھی بہت عام سے لفظ سے نام لوں گا تمہارا؟

کبھی بھی نہیں، کبھی خیال تک نہیں گزرا میرے ذہن سے۔

پہلے کچھ مواقع پر میں نے چڑچڑے پن کا اظہار کیا ہے تمہارے دیر سے رابطہ کرنے پر

تو کیا ہے اس میں؟

مجھے اچھا نہیں لگتا اتنی سی بات پر چڑ جانا۔

اچھا جی؟

میں بہت سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔

کومل سنجیدگی سے کہا جاتا ہے۔

کومل سنجیدگی سے نہیں، تم کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہوں۔

ہوں۔

مجھے ستا رہی ہو مجھے پتہ ہے، لیکن دیکھو میں بالکل ٹھیک ہوں۔

کتنی دیر تک۔

ساری زندگی۔

واہ کیا بات ہے۔ اچھا دیکھو اب گڈ بائے بولو۔

کیوں؟

وہ تمہارے والد صاحب کی کال آنا تھی وہ ریسیو کرنی ہے۔

اچھا ٹھیک ہے، گڈ نائٹ ماں۔

اگلی رات ساحر نے کومل کا پیغام آنے سے پہلے اس کو پیغام بھیجا۔

اگر تم دیر سے جواب دو تو اس کا مطلب ہے۔

سروس پرابلم ہے۔

گھر میں مہمان آ گئے ہیں کمرہ مصروف ہے۔

بھائی اور بھابھی کمرے میں آئے ہیں۔

تم کام کر کے بہت زیادہ تھک گئی ہو اور بستر پر لیٹے نیند آ گئی ہے۔

والد صاحب کی کال ریسیو کر رہی ہو۔

یا نانو کا بستر لگا رہی ہو۔

آج میں وقت پر ہی آ گئی ہوں جناب۔

ایسے ہی ہمیشہ آتے رہنا۔

ہر لمحہ کوشش کروں گی۔

آنے والے دنوں کے حوالے سے پریشان ہو جاتا ہوں۔ کبھی یہ رابطہ ایسے نہ رہا تو۔

خود پر بھروسہ نہیں ہے کیا؟

بھروسہ ہے کومل لیکن......

جو پاس ہے اس کو دیکھو۔ جو وقت گزر رہا ہے اس سے لطف اٹھاؤ۔ اس کو گزارو اچھی طرح سے بعد میں جو ہونا ہے ہوتا رہے گا۔ اب تک جو ہوا کیا وہ تمہارے سوچنے سے ہوا۔ آج ہم دونوں کتنے قریب ہیں کبھی سوچا تھا؟ اس لیے جتنا وقت میں پاس ہوں اسے لمحہ لمحہ محسوس کرو۔ کبھی گزرے دنوں پر پچھتانا کبھی آنے والے دنوں کی فکر کرتے رہنا۔ اتنا نڈھال نہ کیا کرو خود کو۔

میں کوشش کروں گا۔

کہہ دیتے ہو مگر بعد میں تان وہیں پر آ کر ٹوٹتی ہے تمہاری۔ اچھا ٹھیک ہے آج بس اتنا ہی۔

کیوں؟

صبح پیپر ہے جناب اٹھنا ہے۔

اچھا گڈ نائٹ۔

کومل پیپر دینے گئے ہوئی تھی اس لیے آج شام تک تو ذرا بھی رابطہ ممکن نہیں تھا۔ آفس ورک کے بعد وہ گھر پر فارغ تھا کہ علی کا فون آ گیا۔

آج آفس میں کام کے بعد ملاقات ہی نہیں ہو پائی۔ جلدی آ گئے تھے کیا؟

میں سمجھا تم آ گئے تھے واپس۔

نہیں میں تو انتظار کرتا رہا۔

چلو کل اتوار ہے دو پہر کے بعد کا وقت رکھ لیتے ہیں۔ گر آپ کی مصروفیات اجازت دیں۔

ہاں مجھے بھی ایک معاملہ درپیش تھا اس پر بات کریں گے۔

ٹھیک ہے پھر کل کب آؤں؟۔

دو بجے کا وقت رکھ لیتے ہیں۔

ٹھیک ہے دو بجے طے ہو گیا۔

علی اور ساحر میں تعلق تو چند سالوں سے تھا اور ہر دوسرے دن ملاقات بھی ہو جاتی تھی آفس میں بلکہ روزانہ کچھ وقت نکال لیتے تھے۔ زیادہ وقت بات ہوتی تو ساحر سمجھتا کہ آج باقاعدہ ملاقات ہو گئی۔ ملازمت کے علاوہ ان کا نجی کام بھی چل رہا تھا اور دونوں کی زندگی کافی مصروف تھی۔ ملازمت نے دونوں کے قریب آنے کا موقع فراہم کیا تھا۔ اپنے نجی کام کے حوالے سے بھی دونوں آپس میں مشاورت کرتے رہتے تھے۔ سرکاری ملازمت ایسی تھی کہ فرائض کی دیانت داری سے ادائیگی کے باوجود کافی وقت بچ جاتا تھا۔ اس لیے دونوں تقریباً آپس میں ملاقات ضرور کرتے۔ اگرچہ علی کا ایک وسیع حلقہ احباب تھا لیکن اب تقریباً سارے حساس معاملات وہ ساحر سے ہی شیئر کرتا تھا۔ آج جو ملاقات نہیں ہو سکی تھی دونوں میں اس کی کسر نکالنے کے لیے دونوں نے اتوار کو ملنے کا پروگرام بنایا رات کو ساحر نے کومل سے پیپر کے بارے پوچھا اور کافی طویل گفتگو کے بعد دونوں

ایک دوسرے کی بانہوں میں سو گئے۔

دو بجے کا وقت تھا اور دونوں ایک پرائیویٹ ادارے کے برآمدے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس طرح کی ملاقات بھی ایک تفریح کا ذریعہ تھی حالانکہ تفریح کے بظاہر کوئی معروف لوازمات وہاں موجود نہ تھے نہ کوئی شور شرابا نہ ہلہ گلہ نہ کسی طرح کا پینا پلانا، چائے کا ایک کپ بھی میز پر موجود نہیں تھا۔ ہاں سگریٹ کی ایک ڈبیہ تھی جو علی خرید کر لایا تھا اور جس کے زیادہ سگریٹ ساحر نے ہی پھونکنا تھے۔ ساحر کے پرزور اصرار پر علی کوئی ایک آدھ سگریٹ پھونک لے تو الگ بات تھی ورنہ یہ فریضہ ساحر کے ہی ذمے تھا اور وہ اسے بخوبی سرانجام دیتا تھا۔ دونوں معمول کے مطابق شہر بھر کی ادھر ادھر کی خبریں زیرِ بحث لاتے رہے۔ آخر کار بات چلتے چلتے اسی جگہ پر آکر رک گئی جہاں دونوں کے درمیان عموماً رک جایا کرتی تھی۔ دونوں کے درمیان واقفیت کے چند سال بہت تیز رفتاری سے بیت گئے تھے۔ ساحر عمر میں علی سے چند سال بڑا تھا۔ اس لیے آنے والے سالوں کے حوالے سے وہ زیادہ متفکر تھا۔ اس حوالے سے علی نے کبھی اتنی فکر کا اظہار نہیں کیا تھا جتنا ساحر کیا کرتا تھا آخر باتوں باتوں میں اسی نقطے پر یہ جا کر وہ کہنے لگا۔

اگر کچھ برس عمر پیچھے چلی جائے تو کتنا اچھا ہو۔

مگر یہ باتیں ہمارے بس میں کہاں ہیں۔

جتنا کچھ اب میسر ہے اگر کچھ سال پہلے مل جاتا تو کچھ تسلی ہوتی۔

اب بھی جو ہے میرا خیال ہے اس سے مطمئن ہونا چاہیے۔

لیکن مجھے لگتا ہے جیسے بہت چھوٹی عمر کے لڑکے اکثر معاملات میں مجھ سے آگے ہیں۔ بہت معمولی سی بھی جو باتیں ہیں ان کا مجھے بہت دیر سے پتہ چلا۔

لیکن آپ کتنے لوگوں سے آگے بھی ہیں اس بات پر دھیان دے لیا کریں۔

وہ تو ٹھیک ہے لیکن لگتا ہے آگے سب رکنے والا ہے۔

ہم کیسے کہہ سکتے ہیں آگے کیا ہونے والا ہے۔

ویسے ابھی تک تو میں دیکھنے میں ٹھیک لگتا ہوں لیکن کب تک؟ ابھی تو لگتا ہے آس پاس اپنے لیے پسندیدگی کی فضا پائی جاتی ہے لیکن کب تک؟ آخر سب چھن جانا ہے۔ اب آپ کسی لڑکی سے بات کر لیں تو کسی فتح کی سرشاری کا احساس ہوتا ہے۔ جب یہ سب نہ ہوگا تو تب کیا ہوگا؟

وقت کے ساتھ ترجیحات بدل جاتی ہیں علی نے کہا۔

یہ سارا کچھ چھوڑ کر اور ترجیحات میں اپنا لوں گا یقین نہیں آتا۔

ہاں، آپ کو لکھنے میں دلچسپی ہے آگے چل کر اس شعبے میں تسکین نکل سکتی ہے آپ کے لیے

ہاں لگتا تو ہے لکھنا تسکین کا باعث ہے مگر افرد کی اہمیت تو اپنی جگہ ہے ناں۔

افراد آتے جاتے رہتے ہیں کبھی کبھی آدمی ایک کے بعد دوسرے میں پناہ لے لیتا ہے

آپ کی زندگی میں اگر کوئی آ کر چلی جائے تو آپ کیا کریں گے؟

نیور۔

تو پھر؟

میں نے ایک عام بات کی۔ جو عام طور پر ہوتا ہے۔

ایک آدمی ہماری زندگی میں اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ کوئی لمحہ بھی اس کے خیال کے بغیر نہیں گزرتا تو پھر یہ کیوں ہوتا ہے کہ ہم کسی اور میں پناہ ڈھونڈتے ہیں جب پہلا جاتا ہے؟

آدمی کی تھکن اس کو بعض اوقات ایسا کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔

لیکن اس سے پہلے شخص کی توہین تو ہو گی ناں۔

لیکن ضروری نہیں کہ آدمی کسی دوسرے شخص میں ہی پناہ ڈھونڈے۔ لوگ مذہب میں بھی پناہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔

ساری عمر تو مسجد کی آدمی شکل نہ دیکھے اور جب چلنے پھرنے سے بھی تنگ پڑ جائے مذہب کی پناہ لے لے۔ عجیب لگتا ہے مزہ تو تب ہے جب بڑھاپے سے پہلے بھی مسجد یاد آئے۔

ایسا تو زندگی میں عموماً دیکھنے کو ملتا ہے جوں جوں آخری عمر کی طرف جاتے ہیں ہمیں خدا یاد آنے لگتا ہے۔

خیر خدا تو یاد ہر لمحہ رہتا ہے۔ مجھے نہیں لگتا خدا کے تصور کے بغیر کوئی دن یا وقت گزرتا ہو۔ ہاں مسجد جانے کے حوالے سے کئی اور لوگوں کی طرح میرا بھی ہاتھ تنگ ہے۔ خدا کا تصور ہی تو کئی ایسی چیزوں سے مجھے اب تک روکے ہوئے ہے۔ جو میرا خیال ہے کہ مجھے کر گزرنی چاہیے تھیں۔ مثلاً بہت کچھ ایسا ہے جس سے ابھی تک بچا ہوا ہوں۔ مواقع کی کمی نہیں ہے لیکن کئی ایسے کام کرنے کو دل نہیں مانتا جو عام طور پر لوگ موقع ملنے پر کر گزرتے ہیں۔

وہ تو ہے۔

لیکن پھر بھی اچانک اپنا حلیہ بدل لینا میرے لیے مشکل ہو گا۔

ہوتا ہے۔ لیکن مزاج کا کیا پتہ کب کس طرف کا رخ اختیار کر لے۔ اپنے والد کی طرف دیکھتا ہوں تو حیرانگی ہوتی ہے مکمل طور پر مذہبی رنگ میں نظر آتے ہیں۔ کبھی انہی والد صاحب کا گھر میں والدہ سے جھگڑا رہا کرتا تھا۔

وجہ؟

امی جان کو شک ہوتا تھا کہ ان کے محلے کی کسی خاتون سے تعلقات ہیں۔ جب بھی والد صاحب گھر سے کام کے لیے نکلتے تو مجھے امی جان بعد میں کہتیں جاؤ جا کر بازار دیکھو فلاں خاتون جو ابھی بازار کی طرف نکلی ہے تمہارے ابا جان سے کیا باتیں کرتی ہے۔

پھر؟

پھر کیا تھا جب بھی امی جان ایسا کہتیں میں بہت فرمانبرداری سے ان کے حکم کی تعمیل کرتا اور آہستہ آہستہ اس خاتون کے پیچھے چلتا جاتا تاکہ دیکھ سکوں وہ والد صاحب کی دوکان پر جا کر رکتی ہے یا نہیں۔ تب بہت چھوٹا سا تھا میں۔ یہی کوئی دوسری یا تیسری جماعت میں پڑھتا ہوں گا۔

کبھی اس خاتون کو والد صاحب سے بات چیت کرتے دیکھا بھی؟

ایک بار دیکھا کہ وہ خاتون دوکان کے سامنے جا کر ذرا دیر کے لیے رکی ہے بس،

بس اتنا ہی؟

تو اور کیا۔ مجھے اس کے علاوہ تو کچھ نظر نہیں آیا۔ لیکن اس طرح کے معاملات پر کافی جھگڑا رہتا تھا۔ ایک بار والد صاحب نے امی جان پر ہاتھ بھی اٹھایا اور مجھے یاد ہے میں نے امی جان کی طرف داری میں چائے والا کپ اٹھا لیا اور غصے سے والد صاحب کو مارنے لگا۔ لیکن انہی والد صاحب کو جب دیکھتا ہوں تو حیرانگی ہوتی ہے ان کی موجودہ حالت دیکھ کر۔ مکمل طور پر مذہب میں گم ہیں اور حلیہ بھی پہلے سے کہیں زیادہ تبدیل ہو چکا ہے۔ سوچتا ہوں یہ وہی شخص ہے جس کی سرگرمیوں پر امی جان کو روز اعتراض ہوتا تھا اور گھر میں جھگڑا رہتا تھا۔

یعنی خالہ جان صرف شک ہی کیا کرتی تھیں۔

مجھے بظاہر تو کبھی کچھ نظر نہیں آیا۔ لیکن ان کو اعتراض رہتا تھا۔ جب میں پڑھ لکھ گیا اور عمر پختہ ہوگئی تو موجودہ سالوں میں میں نے امی جان سے ایک دن کہا "امی جان آپ تو یوں ہی والد صاحب پر شک کیا کرتی تھیں" تو کہنے لگیں "ایک بار تو ایک اور خاتون کے ساتھ میں نے تمہارے والد کو اوپر سے بھی پکڑ لیا تھا" میں نے حیرانگی سے پوچھا امی جان اوپر سے؟

ہاں بیٹا اوپر سے تمہیں کیا بتاؤں میں۔

کب کہاں امی جان؟

گاؤں میں تمہارے والد کا دوست تھا ایک بار اس کی بیوی کے ساتھ میں نے تمہارے والد کو اوپر سے پکڑا تھا۔

کیسے؟

تمہارے والد دوست کے گھر گئے تو میں بھی اچانک وہاں پہنچ گئی تو دیکھا؟

کیا دیکھا امی جان؟

میں نے دیکھا دوست کی بیوی اور تمہارے والد چولہے کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور وہ ساتھ ساتھ روٹیاں پکا رہی ہے۔ میں نے پکڑ لیا اوپر سے بس۔

اسے اوپر سے پکڑنا کہتے ہیں امی جان؟

تو اور کیا؟ حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔ دونوں نے بے شرمی کی حد کی ہوتی تھی چولہے کے پاس بیٹھے آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے

اس طرح کے واقعات ہمارے گھر میں چلتے رہتے تھے۔ اب والد سے امی جان کو بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ زندگی اپنا رنگ بدل چکی ہے

علی نے کہا

مجھے تو لگتا ہے بعض اوقات کچھ اور وجوہات کی بنا پر خواتین خاوندوں پر شک کرتی ہیں۔

وہ کیا؟

بیوی اس بات سے تسکین لینا چاہتی ہے کہ اس کا خاوند کوئی بڑی چیز ہے۔ وہ خود کو تسلی دینا چاہتی ہے کہ اس کا خاوند کوئی معمولی شخص نہیں ہے۔ اس پر اور بھی بہت سی عورتیں مرتی ہیں۔ یہ احساس بیوی کو تسلی دیتا ہے کہ اس کا خاوند کوئی معمولی شخص نہیں ہے اس کا ثبوت خود کو وہ خاوند پر شک کر کے بھی دیتی ہے۔

ہر بیوی تو شک نہیں کرتی ناں؟

ہاں وہ تو ہے بعض لوگوں کی زندگی اتنی روانی سے چلتی ہے کہ کوئی غیر معمولی اتار چڑھاؤ آتا ہی نہیں۔ زندگی ایک ہی ڈگر پر چلتے چلتے بیت جائے تو مسائل سامنے نہیں آتے۔ جب اتار چڑھاؤ آتا ہے تو مسائل بھی سامنے آتے ہیں اور شکایات بھی، بحران جب پیدا ہوتا ہے تو بحران میں سنبھالنے والے بھی سامنے آتے ہیں ایک فطری عمل لگتا ہے لیکن دوسروں کو شکائیت پیدا ہونا لازمی چیز ہے اسی کشمکش کے درمیان گزرتی جاتی ہے لیکن یہ سنبھالنے والے کتنے لوگ ہوتے ہیں یہ ایک سوال ہمیشہ میرے ذہن میں رہتا ہے۔

مجھے تو لگتا ہے میں مذہب میں پناہ لوں گا۔

ویسے ہی بھی کتنا عجیب لگتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے سامنے کوئی ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور ہم کچھ بھی نہیں کر پاتے۔ کافی کٹھن مرحلہ ہوگا ناں جب روزینہ کی شادی ہوگی۔

ہاں بہت کٹھن۔

خوف نہیں لگتا مستقبل سے؟

لگتا ہے۔ میں نے تو اسے کہہ دیا ہے کسی بھی شکل میں مجھ سے رابطہ رکھنا۔ دوست سمجھ لو، بھائی سمجھ لو یا کچھ بھی تعلق قائم رکھنا مجھ سے اس سے تعلق قائم رکھنا ضروری ہے چاہے کسی بھی شکل میں ہو۔

دونوں باتیں کر رہے تھے اور وقت گپ شپ میں گزر رہا تھا کہ اچانک علی کو موبائل پر کال ریسیو کرنی پڑی۔ دس پندرہ منٹ تک نفیس کی کال ریسیو کرتا رہا اور ساحر اس دوران کومل کے متعلق ہی سوچتا رہا۔ جی چاہا اس فارغ وقت میں وہ کومل سے بات کرے لیکن دن کے وقت اُس سے موبائل پر بات بہت مشکل تھی۔ اس لیے اس نے کوشش نہیں کی۔ ویسے بھی وہ اس کے میسج کا انتظار کرتا۔ شاید ہی وہ کبھی کال کر کے دیکھتا کہ کومل کا موبائل آن ہے؟ یہ بات طے شدہ تھی کہ جب بھی کومل کے پاس وقت ہوگا وہ ضروری میسج کرے گی اور پھر دونوں کی گفتگو شروع ہو جائے گی۔ لہٰذا وہ بیٹھا دور سے علی کو دیکھتا رہا اور اندازہ کرتا رہا کہ کس کا فون ہے۔ جب طویل گفتگو کے بعد وہ واپس آیا تو تو ساحر نے پوچھا کس کی کال تھی؟

نفیس کی کال تھی علی نے کہا۔

خیریت ہے؟

ہاں خیریت ہے بھی اور نہیں بھی۔

کیوں؟

نفیس کا اپنی خالہ کی بہو سے معاملہ کافی آگے جا چکا ہے۔

کیسے؟

لاہور خالہ کے گھر رہتا ہے ابھی صرف بیس بائیس سال کا ہے سب چھوٹا سمجھ کر لاڈ سے اسے پپو یا معصوم کہہ کر بلاتے ہیں۔ لاہور پڑھنے کے لیے گیا ہوا ہے کزن کی بیوی مہربان ہوگئی ہے اور تعلقات بچے پیدا کرنے کی نوبت تک جا چکے ہیں۔

کزن خود کدھر ہوتا ہے؟

ادھر ہی ہوتا ہے۔

تو اسے پتہ نہیں لگا؟

نہیں وہ ایک مذہبی اجتماع میں شرکت کے لیے لاہور سے باہر گیا ہوا تھا کافی دنوں کے لیے، اسی دوران نفیس پر فدا ہوگئی۔ دونوں خوب موج مستی کر رہے ہیں

کزن کو شک نہیں ہوا؟

کزن اسے چھوٹا بھائی سمجھتا ہے۔ شروع سے ہی وہ خاندان میں لاڈلا بچہ سمجھا جاتا رہا ہے اب بھی سب اسے چھوٹا بچہ ہی خیال کرتے ہیں۔ شک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا......

خاوند سے تعلقات خراب ہیں کیا جو ایسا معاملہ ہوگیا۔

نہیں وہ یا تو کاروبار میں مصروف رہتا ہے یا پھر اپنی آخرت سنوارنے میں۔ پانچ وقت کا نمازی ہے اور سر پر ٹوپی رکھتا ہے وہ اس سارے معاملے سے بے خبر ہے۔

وہ لڑکی دیکھنے میں کیسی ہے؟

کمال کی خوبصورت ہے دیکھنے میں، مجھے اسے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے ایک آدھ بار۔

ایسی خبر سن کر حسد نہیں ہوتا؟

کمال کی بات کی آپ نے، جلن محسوس ہوتی ہے، علی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

دونوں کافی دیر تک اس افیئر کے معاملے میں باتیں کرتے رہے جو سراسر جسمانی کھیل تھا۔ جس میں دو جسموں نے بھڑنا تھا بس علی کے بقول نفیس اسے اس معاملے میں اکثر مزے لے کر یہ بات سناتا تھا۔ بات صرف یہیں تک نہیں تھی نفیس کا افیئر محلے کی ایک لڑکی کے ساتھ بھی تھا جس

کو کافی رسوائی کا سامنا بھی کرنا پڑا نفیس کا یہ تعلق کزن کی بیوی والا کوئی ایک سال سے زیادہ عرصے سے جاری تھا ایک بچہ بھی وہ چپکے سے ضائع کروا چکے تھے تاکہ کزن جو کافی ہفتوں تک گھر سے دور تھا اور اسے کسی بھی طرح کا بھی شک نہ گزرے۔ کزن نے جو بلیو فلمیں کبھی اپنے لیے بیوی کے ساتھ دیکھنے کے لیے منگوا رکھی تھیں ان فلموں کو دونوں اس کی غیر موجودگی میں لگا کر خوب عیاشی کرتے تھے۔ سارے قصے کو سن کر ساحر کا دماغ گھوم رہا تھا۔ علی سے ملاقات کر کے وہ واپس آ چکا تھا لیکن خیالات میں ہیجان تھا کہ وہ لڑکا چھوٹی سی عمر کا ہے اور کتنی موج میں ہے نہ کوئی ڈر نہ خوف نہ دنیا کا ڈر نہ آخرت کا کوئی خوف اور ایک خوبصورت لڑکی سے تعلق جس نے سارا کچھ اس کے حوالے کیا ہوا ہے اور وہ بھرپور عیاشی کر رہا ہے۔ اپنے آپ کا وہ اس لڑکے سے موازنہ کرنے لگا۔ وہ کبھی کبھی محسوس کرتا تھا وہ کومل کے ساتھ بہت زیادہ کُھل جاتا ہے۔ لیکن اس واقعہ کو سن کر اسے اپنے من میں اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی منفی حسیں اسے کہہ رہی تھیں۔

آگے بڑھو، موج کرو۔

زندگی تو یہ ہے پیارے۔

اس احتیاط کا کوئی فائدہ ہے۔ جس کا لبادہ تم نے اپنی ذات پر اوڑھ رکھا ہے؟

خود پر اس طرح فتح پانے کا کیا مطلب؟

اس طرح کی باتیں اگرچہ اس پر حملہ آور تھیں اور اس کی نگاہوں میں منظر بھی گھوم رہا تھا کہ کس طرح نفیس کا کزن گھر سے جاتا ہوگا اور کیسے وہ دونوں بعد میں ساری حدوں کو پھلانگتے ہوں گے۔ بالکل محفوظ، مکمل موج مستی۔ اسے اس طرح کے خیالات نے گھیرا ضرور تھا لیکن وہ خود کو سنبھال رہا تھا۔ اسے اطمینان ہو رہا تھا کہ اس نے کومل کے ساتھ اپنے رشتے کو کبھی اس کا نام لے کر کبھی کسی کے سامنے بیان کیا نہ کبھی سوچ ہی سکتا ہے۔ اسے بہت سکون مل رہا تھا یہ سوچ کر کہ رہ کومل سے عقیدت رکھتا ہے۔ اور وارفتگی میں اس کے پاؤں چومتا ہے کومل کی گود میں سر رکھ دینا ہی سب سے بڑی متاع ہے۔ اطمینان تو پہلے بھی کم نہ تھا لیکن اس واقعہ کو سننے کے بعد خود کو زیادہ پرسکون محسوس کر رہا تھا۔ جب کچھ کر سکنے کی سکت انسان میں اپنی مکمل حالت میں موجود ہو اور پھر بھی وہ بہت کچھ کر سکنے سے گریز کرے تو من کو جو سکون ملتا ہے اس سکون سے گزر رہا تھا وہ، اس کے سامنے ایک میدان کھلا تھا موج مستی کا اور بہتر حالات بھی موجود تھے کہ وہ دل کی بھڑاس جی بھر کے نکالے لیکن کومل جیسی ہستی کی موجودگی اسے بہت کچھ کرنے سے روکے رکھتی تھی۔ کبھی کبھی نہیں بلکہ اکثر اسے لگتا تھا کہ اسے اپنے جسم سے لڑنے میں سخت مشکل پیش آتی ہے۔ یہ لڑائی اسے نڈھال کیے رکھتی تھی۔ اسی نڈھال پن کی وجہ سے چڑچڑا ہو جاتا تھا۔ لیکن اب تک اس نے اپنے آپ سے اس طرح ہار نہیں مانی تھی جیسی کہ نفیسا اور اُس کی کزن کی ہو رہی تھی۔ ناکامی اور شکست میں سے گزر کر جو شخص کامیابی کی منزل تک پہنچا ہو وہ ان سے کہیں زیادہ تیز اور شاطر ہوتا ہے جو شروع سے ہی زندگی میں صرف کامیابی ہی دیکھتے آئے ہوں۔ اس کے ذہن کو اس کے جسم پر برتری حاصل تھی لیکن یہ کوئی اتنی آسانی سے نہیں مل گئی تھی۔ اس کے توانا جسم میں ناکامی کا عنصر موجود تھا جو ہمیشہ مضطرب کیے رکھتا اور جسم کو وہ کچھ کرنے پر اکساتا جو بحران کے دنوں میں، گوشہ نشینی کے دنوں میں نہیں کیا تھا۔ جسم بدلہ لینا چاہتا تھا، کس سے؟ یہ تو اس کو اندازہ نہ تھا شاید اندازہ وہ کرنا ہی نہ چاہتا تھا۔ لیکن ساحر کے ذہن کو جس جسم سے واسطہ پڑا تھا اس کو قابو میں رکھنا آسان کام نہ

تھا۔سیلاب اپنا راستہ خود تلاش کر لیتا ہے۔توانائی اپنا اخراج کر لیتی ہے جو چاہے آپ کر لیں۔اس کے اندر جو توانائی تھی اس میں گھٹن کی آگ بھی شامل تھی اور اوپر سے ماحول سازگار، پھر بھی ایسے ماحول میں خود کو روکے رکھنا ایک غیر معمولی کام تھا جو وہ کیے جا رہا تھا۔ممکن تھا وہ بہت کچھ کر گزرنے کا سوچ لیتا اور کر بھی گزرتا لیکن کومل کی آمد اس کی سرگرمیوں کے آگے بندھ باندھنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔اس بندھ کے باوجود وہ خود میں تعیش کی کی خواہشات کو محسوس کرتا تھا اور بے چینی بھی محسوس کرتا تھا اور اشاروں سے کومل کو بتایا بھی تھا کہ وہ خود سے کتنا کشمکش میں مصروف رہتا ہے اور یہ بتا کر خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا تھا۔

وہ توانائی تھی جو اسے تعیش اور موج مستی سے بچائے رکھتی تھی اور کبھی تانک جھانک کرتا بھی تو دنوں تک پریشان رہتا تھا۔پرکشش ماحول جو سارے لوازمات کے ساتھ دعوت دیتا ہوا اس میں کومل نے ساحر کے اندر کے احساس کو بیدار رکھا تھا۔ہر وقت وہ خود کو مختلف اطراف میں کھینچا ہوا محسوس کرتا تھا اور وہ مسلسل اپنی طرف اسے کھینچتی رہتی تھی۔ایک ایسا مرکز جو اس کو بچائے رکھتا تھا۔ایک مستقل کشمکش میں جو اس کا ساتھ دیتی تھی۔نہ تو لوگوں کی کمی تھی نہ پیسے کی اتنی کمی تھی کہ وہ رنگینی کو خرید نہ سکتا لیکن اسے جو چیز اطمینان دیتی تھی وہ دماغی بھوک تھی جو صرف کومل ہی مٹا سکتی تھی۔جب بھی کسی طرف رغبت محسوس ہوتی وہ سوچتا کہ اس کا اختتام کیا ہوگا۔اختتام پر کیا حاصل ہوگا کسی کے ساتھ چند ملاقاتیں اور بس۔کیا دماغ کو اتنا مل پائے گا کہ کومل کی طلب ہی نہ رہے جواب ہمیشہ نفی میں ملتا۔اس جواب سے اسے ہمیشہ نشہ ملتا اور آس پاس کی کشش کو جھٹکنے میں کامیاب ہو جاتا۔اس سارے عمل کو وہ صرف اپنا کمال ہی نہ سمجھتا۔اس میں اہم کردار کومل کا تھا گو وہ اس کو ماننے سے انکار کرتی۔اچھائی تمہارے اندر ہے سیری

میں نہیں مانتا۔

کیوں نہیں مانتے یہ ایک بہت بڑا سچ ہے۔

تم نہ ہوتیں تو کہاں کا کہاں چلا جاتا میں مجھے پتہ ہے۔

تم ہر خوبی کو مجھ سے منسوب کر کے سکون پاتے ہو مجھے پتہ ہے۔

مجھے یہ کہہ کر سکون ملتا ہے کہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہے، یہ نئے نئے خیالات، طرح طرح کی باتیں سوجھنا تمہاری وجہ سے ہے۔

نئی بات کرنا تمہاری خوبی ہے، ہاں جو میں کہتی ہوں وہ وجہ بن جاتی ہے تمہارے خیالات کی۔

ہر کسی کی باتیں میرے خیالات کی بنیاد کیوں نہیں بن پاتیں کبھی سوچا ہے؟

میں نہ ہوتی تو کوئی اور بھی میری جگہ ہوتا تھا۔

تمہاری جگہ؟

ہاں یہ ممکن ہے۔

سوچ لو۔

ممکن ہے ناں۔

ایسے میں اُسے کچھ نہ سوجھتا سوائے اس کے کہ وہ کومل کے پیروں پر لب رکھ دے اور اپنی حد درجہ عقیدت کا اظہار کرے۔ وہ سمجھ جاتی کہ ساحر اسے دکھانا چاہتا ہے کہ وہ ہر کسی کے پاؤں نہیں چوم سکتا اور کوئی بھی اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔ اس موقع پر وہ اپنے آپ کو مکمل لاجواب سمجھتی۔ وہ سمجھ چکی تھی اُس کی عقیدت سے انکار اب اس کے بس کی بات نہیں۔ باوجود اس کے کہ ساحر کو اندازہ نہ تھا کہ اس کی عقیدت کومل میں سرائیت کر چکی ہے وہ مسلسل کومل کو کریدتا رہتا۔ اسے یہ خیال رہتا کہ ایسا کر کے وہ اُس کی شفقت سے زیادتی کرتا ہے لیکن اُس کی زبان سے اپنے لیے الفاظ سن کر اسے جو تسکین ملتی تھی وہ اسے ایسا کرنے کے لیے اکساتی تھی۔ میں تمہاری اندر رچ چکا ہوں نا کومل؟ وہ پوچھتا

پتہ بھی ہے میری ہڈیوں کے گودے تک سرائیت کر چکے ہو مجھ میں پھر بھی پوچھ کر دل نہیں بھرتا؟

یہ میری تسکین ہے میں کیا کروں۔ ایسے ہی مجھ پر توجہ رکھنا کومل وہ کہتا۔

ہم انسان ہو کر بھی شک میں پڑے رہتے ہیں سیری، ایک بلی کو بھی پتہ ہے کہ کب اس کے مالک نے اسے کھانے کے لیے کچھ دینا ہے۔ اسے یقین ہوتا ہے وقت پر ضرور اس کا مالک اسے دودھ دے گا لیکن ہم انسان شک کرتے رہتے ہیں۔ بے یقینی کا شکار رہتے ہیں۔

میری حسیں تسکین چاہتی ہیں کومل۔

پتہ ہے بدھو، یونہی بات کر رہی تھی۔

ناراض تو نہیں؟

دیکھا پھر بے یقینی۔

نہیں یقین ہے ناں، سچی انتہا کا یقین ہے۔

تنگ کر رہی تھی، وہ کہتی۔

دونوں ایک دوسرے کو اپنے اندر کے معمولات سے آگاہ رکھتے تھے۔ دنوں ایک دوسرے کو بتاتے تھے کل کہاں کس وقت کہاں ہونا ہے۔ کومل نے ماموں کے بیٹے کی شادی پر جانا تھا۔ ساحر سے کہا کہ کم از کم دو دن لگ جائیں گے۔ واپس آ کر فوری رابطہ کرے گی۔ اگر اس دوران موقع ملا تو وہ اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کرے گی۔

وہ کیسے؟ ساحر نے پوچھا۔

نانو کا موبائل کبھی کبھی استعمال کر لیتی ہوں ناں۔

احتیاط سے، میں صبر کر لوں گا۔

ہوں۔

اپنا دھیان رکھنا۔

ہاں، ناں۔

سو جاؤ کل صبح جلدی اٹھنا ہوگا۔

سلاؤ گے نہیں؟

اچھا میں آتا ہوں۔

اس کے پاس لیٹے ہوئے ساحر نے اسے سلا دیا۔ اگلے دن وہ اپنے معمول کے کام میں مصروف تھا۔ صبح گیارہ بجے کے قریب پیغام ملا۔

ہم گوجرانوالہ کی طرف جا چکے ہیں۔

کتنی دیر لگے گی بارات کو پہنچنے میں؟ ساحر نے پوچھا

تقریباً دو گھنٹے لگ جائیں گے۔

رابطہ کرنے میں کوئی مشکل تو نہیں ناں ہو رہی۔

نہیں تمہاری نانو گاڑی میں خالہ کے ساتھ گفتگو کر رہی ہیں۔ میں ایک طرف بیٹھی ہوں اور آسانی سے جواب دے سکتی ہوں تمہیں۔

انجوائے تو کر رہی ہو ناں بارات کو؟

ہاں، بیری

مطلب انجوائے کر رہی ہو میں یاد نہیں آ رہا۔

تو بدھو اور کیا کر رہی ہوں مسلسل رابطہ رکھے ہوئے ہوں ناں تمہارے ساتھ یاد کرنے کا سوال کہاں سے آ گیا جناب۔

وہ تو ٹھیک ہے یونہی کہہ رہا تھا۔

واپس لو یونہی۔

کل واپسی ہو جائے گی؟

کوشش تو کروں گی آج شام کو ہی واپسی ہو جائے، اگر ہو سکی۔

کتنی تسلی ملتی ہے کومل، ایسے لگتا ہے پاس پاس ہی بیٹھے ہوئے ہیں دونوں۔

صرف پاس پاس؟

نہیں میں تم میں تم مجھ میں۔

تو پھر کیا بنا۔

ان کا بنا ہم۔

ہم کو کچھ ہوگا تو نہیں؟

کچھ نہیں ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں تمہارے یقین کو۔ پر کبھی کبھی خوف لگتا ہے کہ یہ نام یہ رشتہ کہیں مذاق نہ بن جائے۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا سیری۔

بڑے بڑے رشتے ناکام ہو جاتے ہیں کومل۔

ہوتے ہوں گے، ان میں میرا تمہارا رشتہ کہاں سے آ گیا؟ ہم عام کب ہو گئے سیری؟

بڑے بڑے دعوے اکثر اوقات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں ناں۔

تمہارے دعوے لوگوں جیسے ہیں کیا؟

نہیں میں جو کہتا ہوں میرے اندر سے نکلتا ہے۔

تو پھر اول فول کیا کہہ رہے ہو؟

کبھی کبھی ڈر جاتا ہوں۔

مجھے آنے دو واپس۔ کچھ دن ہو گئے ہیں تمہارے کان کھینچے ہوئے۔

میں خود پکڑ لوں۔

نہیں ایسا نہ کرنا، پھر ٹانگوں میں درد ہوگا۔ مجھے تمہارے درد کا سن کر اذیت ہوگی۔

اذیت؟

ہاں سیری، تمہیں ذرا سی تکلیف میں بھی دیکھ کر جو میری حالت ہو جاتی ہے وہ میرے لیے بیان کرنی مشکل ہے۔

ایسی باتیں سن کر میں رون حا کا ہو جاتا ہوں۔

ہوں۔

اتنا خیال میرا کومل؟

اس سے بھی زیادہ خیال ہے۔ میرے بس میں ہو تو اڑ کر ابھی تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔

بارات کہاں تک پہنچی؟

بس شہر کے قریب پہنچنے والے ہیں۔

جب نانو کو فون واپس کرنے لگو تو بتا دینا میں بعد میں کوئی میسج نہ کر دوں۔

بتا دوں گی۔

ایسے ہی باتیں کرتے کرتے جب بارات شہر میں داخل ہوئی تو کومل نے کہا اب وہ میسج نہ کرے اسے، کیوں کہ وہ موبائل واپس کرنے لگی ہے۔ بعد میں وہ دوبارہ اپنے روزمرہ کے کام میں مشغول ہو گیا لیکن اس کے دماغ میں سوئی ہمیشہ ہی کومل کے نام پر اٹکی رہتی تھی۔ ایسا تاثر ساحر کے

ذہن پر وہ قائم کر چکی تھی کہ جس سے وہ ساری عمر نکلنا نہیں چاہتا تھا۔ کومل کی خیریت کی خبر اسے مل جاتی تو پر سکون رہتا۔ آج بھی اسے اس کی خیریت معلوم ہو گئی تھی۔ اس لیے دن بھر اپنے باقی معمولات خوشی سے نبٹا تا رہا۔

بارات شہر میں داخل ہوئی اور گہما گہمی میں کومل کا دن گزرتا رہا۔ اسے امید تو تھی کہ شادی کے اس موقع پر حذیفہ بھی آئے گا اور گھر والوں کی موجودگی میں بات نہ سہی وہ اسے دیکھ تو لے گی۔ مگر اسے بارات میں نہ پا کر سخت مایوسی ہوئی تھی ساحر سے بات کر کے اس کے دل کو کچھ حوصلہ ملا تھا اور وہ بارات میں بظاہر چہکی چہکی نظر آئی تھی۔ ساحر اس کے لیے ایک توانائی تھا جو اس کو متحرک کیے رکھتا تھا۔ اسے ہمیشہ ایسے لگتا تھا جیسے اس کے جسم میں وہ جان کی طرح موجود ہے۔ جب وہ بھی زندگی سے مایوس ہونے لگتی یا اسے لگتا کہ حذیفہ کا حصول ممکن نہیں تو بہت مایوسی ہوتی اسے ایک ایک لمحہ اسے اذیت لگتا لیکن جیسے ہی وہ ساحر سے بات کرتی وہ پھر جینے لگتی۔ بارات میں حذیفہ کو نہ پا کر سخت مایوسی ہوئی تھی اسے لیکن دوران سفر ساحر کا ساتھ اس کے لیے پھر ایک توانائی ثابت ہوا م تھا۔ وہ بارات میں سارا دن کافی خوش نظر آتی رہی۔ اپنے بالوں کے نئے سٹائل سے کافی مسرور تھی وہ۔ جس طرح اس کو ساحر نے لپ اسٹک لگانے کو کہا تھا اسی انداز سے لگائی تھی اس نے۔ کزنوں نے بہت کہا کہ یہ سٹائل سادہ سا ہے اور آج کل اس طرح لپ اسٹک نہیں لگائی جاتی لیکن وہ یہی محسوس کر رہی تھی کہ ساحر اس کو مسلسل دیکھ رہا ہے اور وہ اگر اس کا کہا نہیں مانے گی تو اس کو مایوسی ہوگی۔ اس لیے اس نے اسی انداز سے اپنے ہونٹوں کو سجایا تھا جو اُسے پسند تھا۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ ساحر اس کو اس روپ میں دیکھ کر بہت خوش ہو رہا ہے۔ اسی خوشی کے احساس کے ساتھ بارات میں اس کا دن ہنسی خوشی گزر گیا۔

رات کو وہ کافی دیر سے گھر واپس آئی تھی اس لیے جلد ہی دونوں نے ایک دوسرے کو گڈ نائٹ کہا اور سو گئے۔ یہ اب معمول تھا کہ اگر کسی رات کومل کہتی کہ جلدی سونا ہے کیونکہ بہت تھکی ہوں تو ساحر کبھی بھی اسے جاگنے پر مجبور نہ کرتا۔ اگر کسی رات وہ کہتی کہ حذیفہ کا فون آنے میں ابھی کافی وقت ہے اور اس کا دل نہیں کر رہا کہ سیری سوئے تو ساحر جس حد تک ممکن ہوتا رات وہ جاگ کر اس کا ساتھ دیتا۔ اگلی رات جب وہ بات کرنے لگی تو آتے ہی کہا

اک مسئلہ آن پڑا ہے سیری۔

کہو، کیا ہوا؟

گھر یا جی آئی ہوئی ہیں ناں وہ کسی رشتے کی بات کر رہی ہیں۔

پھر؟

اگر کہیں لڑکا گھر والوں کو پسند آ گیا تو۔

فکر نہ کرو کچھ نہیں ہوتا، کیا کرتا ہے لڑکا؟

لاہور میں اچھا بزنس ہے پڑھا لکھا بھی ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں لڑکا ان کو پسند نہ آ جائے۔ کچھ کرو سیری۔

ایسے کرو تم والد سے خود بات کرو کہ ابھی شادی نہیں کرنی۔

میں کروں؟

ہاں کر کے دیکھو۔

وہ بہت غصے والے ہیں۔

ان کی بیٹی ہو تم، کرو کل ہی بات ان سے۔

کیا بہانہ کروں ابھی شادی نہ کرنے کا۔

پڑھائی مکمل کرنے میں دو تین سال تو درکار ہیں نا۔

وہ کہہ سکتے ہیں کہ منگنی کر لیتے ہیں شادی بعد میں سہی۔

تم کرنا ناں کل بات،

ٹھیک ہے میں کروں گی۔

گھر میں بات کرنا کافی کامیاب رہا۔ غیر متوقع طور پر والد صاحب مان گئے کہ ٹھیک ہے ابھی کچھ نہیں کرتے۔ ساحر کو یقین تھا کہ ابھی گھر والوں کو روکا جا سکتا ہے۔ کومل کو اتنا یقین نہیں تھا کہ ایسا ہو گا لیکن ساحر کو یقین تھا کہ گھر والوں کو منایا جا سکتا ہے اگرچہ خدشہ اسے تھا کہ کہیں والد صاحب غصے سے ہاں نہ کر دیں لیکن اسے زیادہ یقین یہی تھا کہ بات کر کے ان کو روکا جا سکتا ہے۔

تمہیں کیسے یقین تھا کہ ان کو روکا جا سکتا ہے؟

مجھے اندازہ تھا۔

لیکن تم کو ابو کی طبیعت کا بھی اندازہ نہیں کہ وہ کیسے ہیں پھر کیسے؟

زندگی نے کافی کچھ سکھایا ہے۔ اتنا کچھ تو میں گنوا چکا ہوں اس سے میں نے کچھ سیکھنے کی کوشش بھی کی ہے۔

مجھے بھی اپنے جیسا بنا دو ناں۔

میں تو پہلے ہی تمہارے اندر رہتا ہوں۔

ٹھیک ہے۔

تو پھر؟

میں تمہاری طرح کی ہونا چاہتی ہوں۔ مشکل صورت حال میں کیسے کنٹرول کر لیتے ہو تم۔ بعض ایسی صورتوں میں بھی تم ٹھنڈے رہتے ہو جہاں ممکن نہیں لگتا۔ میں بھڑک اٹھتی ہوں اور صورت حال خراب کر لیتی ہوں۔ کل رشتے کی بات پر میں جلی بھنی بیٹھی تھی اور شاید گھر میں لڑائی ہی کر بیٹھتی، لیکن تم نے اتنا بھروسہ دلایا کہ والد سے بات کر کے دیکھو اور نتیجہ وہی نکلا جو تمہیں امید تھی۔

چلو کامیابی تو ہوئی ناں، ہمت نہ ہارا کرو۔

میری ہمت تم ہو سیری۔

میں ساتھ ہوں تمہارے، فکر نہ کیا کرو جس قدر انسان کے لیے ممکن ہے میں ہمیشہ تمہارے کام آنے کی کوشش کروں گا۔ زندگی میں کہیں بھی کسی بھی وقت اشارہ کرنا مجھے بس۔ پھر دیکھنا۔ میرا تم سے تعلق وقتی نہیں ہے زندگی بھر کا ہے۔ میں جو کچھ جذبات کی رو میں بولتا ہوں اس پر ہمیشہ غور بھی کرتا ہوں میں نہیں چاہتا کبھی اس تعلق کے حوالے سے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔

مجھے پتہ ہے۔ اچھا اب بس ہاں۔ باقی پر کل سہی، ٹھیک ہے۔

ہاں، گڈ نائٹ ان یور گود۔

ہوں۔

''تجربہ ضبط سکھاتا ہے، ضبط سرد مزاجی''

اُسے عموماً ساحر کے ٹھنڈے مزاج پر حیرت ہوتی تھی۔ اسے اکثر حیرانگی ہوتی کہ بعض مشکل ترین حالات میں بھی وہ خود کو کیسے قابو میں رکھتا ہے۔ ساحر میں اگر یہ خصوصیت تھی تو وہ اسے آسانی سے نہیں مل گئی تھی۔ زندگی میں بعض معاملات ایسے درپیش آئے تھے جہاں آ کر اس کی اندر سے مکمل طور پر توڑ پھوڑ ہو گئی تھی اور اس نے اس توڑ پھوڑ میں سے خود کو بڑی مشکل سے نکالا تھا۔ زندگی میں اکثر یوں ہوتا ہے کہ سارا کچھ آپ پر ڈال دیا جاتا ہے کہ آپ ہی کوئی فیصلہ کریں۔ حالات تو جوں کے توں ہی رہیں گے۔ ایک معقول آدمی کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ آس پاس کا ماحول اس کی بات کو نہیں سمجھتا۔ اپنے ماحول سے جب کشمکش عروج پر پہنچتی ہے تو حتمی فیصلہ کرنے کا معاملہ اس شخص پر آ پڑتا ہے جو معقول رویے کا مالک ہوتا ہے۔ انسان چاہے تو ایک مخصوص قسم کے ناموافق ماحول سے باہر نکلنے کا اختیار رکھتا ہے اور اس اختیار کا استعمال کر بھی لیتا ہے۔ اُس کو جب ایک ناموافق ماحول سے واسطہ پڑا تو اس پر بھی وہ وقت آن پہنچا تھا جب وہ اس ماحول سے چھٹکارا پا سکتا تھا۔ لیکن صرف موجودہ صورت حال کو سامنے رکھ کر وہ کبھی فیصلہ نہیں کرتا تھا۔ آنے والے دنوں کا ذرا سا بھی پچھتاوا اسے کوئی حتمی فیصلہ کرنے سے روک دیتا تھا۔ اس نے اپنے ماحول میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن بہت سی باتوں پر بظاہر شکست خوردہ ہو کر۔

چاروں شانے چت ہو کر فتح حاصل کرنا ایک مشکل فن ہے۔ اسے فن قرار دینا بھی شاید ایک مذاق ہی سمجھا جائے لیکن سچ ہے کہ ساحر نے اس فن میں مہارت حاصل کی تھی۔ یہ مہارت تکلیف دینے والے اذیت دینے والے واقعات پر مبنی تھی۔ اس نے اپنے حالات کا اپنے آپ کو عادی کر دیا تھا۔ لیکن چاروں شانے چت ہونے کے عمل کو وہ کبھی بھی ایک لمحے کے لیے نہیں بھولتا تھا۔ جوں جوں وہ زندگی کے ماہ و سال میں آگے کی جانب رواں تھا توں توں نہایت سبک رفتاری سے حد درجہ چالاکی سیکھ رہا تھا، ایسی چالاکی جس سے کسی کو نقصان بھی نہ ہو اور خود کو بھی کسی نقصان سے بچایا جا سکے۔ جب بھی کومل اپنے گھر کے ماحول سے اور اپنی دوستوں کے حوالے سے مایوسی کا اظہار کرتی تو ساحر اسے دھیمے مزاج کے اپنانے پر زور دیتا۔ اسے وہ ڈپلومیسی کا نام بھی دیتا۔ کومل جواب میں کہتی کہ کیا ایسا کرنا منافقت نہیں کہلاتا تو وہ جواب دیتا کہ نہیں۔ اگر آپ بالکل سیدھی راہ پر چلتے ہیں تو کوئی آپ کی اس خوبی کی وجہ سے ہی آپ کو نقصان دے جائے تو وہ خوبی خوبی نہیں رہتی مقصد تو اپنے آپ کو بچانا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو اس طرح بچانا منافقت نہیں۔

کسی کے سامنے خود کو پرسکون رکھنا لیکن دل میں کسی کی زیادتی کو یاد رکھنا منافقت نہیں۔ خصوصاً جب اس کا مقصد خود کو اذیت سے بچانا ہے نہ کہ کسی دوسرے کو اذیت دینا۔ اپنی اسی سوچ کی وجہ سے ساحر نے اپنی زندگی میں چند افراد سے قطع تعلق بھی کی تھی۔ جن کو ساری عمر اپنی غلطی کا پتہ نہیں چلنا تھا۔ کسی سے زیادتی یا اذیت کا بدلہ وہ قطع تعلقی کر کے لیتا تھا۔ اس انداز سے کہ دوسرا بے خبر ہی رہے اور بھی زندگی کے کئی معاملات تھے جن میں اس کی سوچ دوسروں کو متاثر کرتی تھی۔ لیکن ہر کسی کو اپنی سوچ سے آگاہ کرنے سے بھی وہ اب احتیاط برتنے لگا تھا۔ بہت کم افراد تھے جن سے اس کی گہری دوستی تھی۔ اس کے بارے میں سب کچھ البتہ کومل ہی جانتی تھی۔ میرے بس میں اگر ہو تو میں تمہاری تصویر اپنے کمرے میں لگا کر رکھوں کومل کہتی

وہ کیوں؟ وہ پوچھتا

کوئی ایسی بات نہیں جس کا جواب تمہارے پاس نہیں۔

اور بات سے بات نکالنا تم پر ختم ہے۔

باتیں تو مجھے تمہارے ساتھ گفتگو کر کے سوجھتی ہیں۔

جو بھی ہو دماغ تو تمہارا ہے ناں۔

پہلے کہاں تھا یہ دماغ؟

میرے ساتھ گفتگو تمہارے خیالات کی وجہ بن جاتی ہے بس۔

اس طرح وہ ایک دوسرے کی ستائش کرتے اور کوئی بھی اپنے آپ کو اس تعریف کے اہل نہ مانتا۔ لیکن سچ یہی تھا کہ کومل کی وجہ سے اس کے خیالات کو نکھار ملا تھا۔ جس انداز سے کومل نے اس کی خصوصیات کی تعریف کی تھی اس انداز نے مسحور کر دیا تھا اُس کو۔ اسے اس بات سے سروکار نہ تھا کہ کوئی اور اس کے متعلق کیا سوچتا ہے وہ صرف اسی فکر میں ہوتا کہ کومل اس کے بارے میں کیا سوچتی ہے۔ اگرچہ وہ خوش ہوتا تھا جب کوئی اور بھی اس کی باتوں کی تعریف کرتا لیکن اگر کومل کی نظر میں کسی بات کی کوئی وقعت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ایسے لگتا تھا جیسے اس کی ساری سرگرمیوں کا محور صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ ہے کومل۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر جیتے تھے پھر بھی وہ سمجھتا تھا کہ اس کا لاڈ اور بھڑاس اتنی زیادہ ہے کہ جو ظاہر ہوتے ہوتے بہت عرصہ گزر جائے گا۔ اسی کوشش میں اس کی زندگی کے دن گزر رہے تھے کہ اس طرح کومل میں سرائیت کرنا ہے کہ جیسا کبھی کسی نے کسی میں کیا نہ ہو اور ایک ہی طریقہ ہے عقیدت اور لاڈ کا اک سیلاب جس میں کومل ڈوبی رہے ہمیشہ۔ رات کے تقریباً دس بجے تھے اور وہ تھوڑا سا اپنے کام میں مصروف تھا کہ اچانک اُس نے رابطہ کیا اور کہا۔

ایک کام ہے۔

تو کہو ناں؟

دیکھو افراتفری میں نہیں پڑنا۔

ہاں ٹھیک ہے۔

پکا؟

ہاں پکا۔

وہ ناں کل سالگرہ تھی تو میں کیک کا نہیں کہہ سکی، آ سکتا ہے؟

ہاں آجائے گا کل، کب تک؟

کون لائے گا؟

کسی کو کہہ دوں گا۔

پھر بھی؟

آجائے گا بتاؤ کب تک؟

کل شام سے ذرا پہلے تک۔

ٹھیک ہے ہو جائے گا۔

کون لائے گا؟ کس کو بھیجو گے؟

شہر میں ہیلی کا پٹر نہ سہی کار سروس تو ہے ناں۔

میں سمجھی نہیں؟

زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ کسی کو کار پہ بھیج دوں گا۔

فریج میں رکھ لینا، تا کہ خراب نہ ہو۔

ٹھیک ہے۔

گھر میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوگا ناں؟

شہر میں صرف ایک ہی فریج نہیں۔

مطلب؟

جو لائے گا وہ اپنے گھر بھی فریج میں رکھ سکتا ہے۔

ہوں۔

اگلی شام سے پہلے ہی کیک آچکا تھا۔ لیکن ساحر کوئی زیادہ پر سکون نہ تھا۔ بے چینی سی تھی اس کے من میں۔ سالگرہ سے چند گھنٹے پہلے اسے کومل نے فون پر کہا کسی بہانے ہمارے گھر کے پاس سے گزرو۔ ساحر نے کہا کہ ویسے ہی آجاؤ مل لیتے ہیں لیکن کومل کا کہنا تھا کہ آج کے دن آنا نہایت مشکل ہے اس لیے ساحر آ کر دیکھ جائے اس کو دروازے پر وہ کیسی لگتی ہے۔ کسی بہانے سے ساحر ان کے گھر کے پاس ذرا دیر کے لیے کھڑا ہوا

اور اس نے کومل کو دروازے کی اوٹ میں دیکھا۔ رہی سہی کسر جو باقی تھی وہ بھی نکل گئی گھر آ کر اس کا جی چاہا دیواروں کو ٹکریں مارے، مگر کیوں؟ اس بات کا اندازہ اس کو بھی پتہ نہ تھا۔ کومل سالگرہ والے دن اس کو توقع سے زیادہ خوبصورت لگی تھی۔ اُسے دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ پہلی بار اس کو زندگی میں ایسے لگا جیسے اسے کومل سے جلن ہوئی ہو کہ وہ اتنی خوبصورت ہے۔ شام کو کومل نے فون کیا اور کہا

آئی مسڈ یو

اتنا سنتے ہی ساحر کو لگا کہ جیسے وہ رو پڑے گا۔ اسے ایسے لگا جیسے سارا دکھ کومل کی آواز میں شامل تھا۔ میں رو پڑوں گا دیکھو؟

ایسا نہیں کرنا ورنہ رات تک روتی رہوں گی میں آج رات بارہ تک ایسا کچھ نہیں کرنا، آج کے دن نہیں رونا

اُس نے فون تو بند کر دیا لیکن ساحر کو لگا جیسے روئے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ آنکھوں میں پانی کو اس نے من مانی کرنے کی اجازت دے دی۔ اسے اُس کی آواز میں اک خاص طرح کا درد لگا تھا اُس نے کہا تھا کہ اس نے تقریب میں اس کو بہت زیادہ یاد کیا۔ اداسی نے ساحر کو گھیرا ہوا تھا۔ مایوسی اور اداسی کا تجربہ تو پہلے بھی تھا اس کو لیکن اس طرح کا سوگ وہ بھی خوشی والے دن اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ وہ حد سے زیادہ خوبصورت لگی تھی تو اس سے جلنے والی کیا بات تھی اس کا ذہن الجھا ہوا تھا کہ وہ کیوں جلن محسوس کر رہا ہے کومل سے، وہ خوبصورت ہے تو ہے اس میں تو خوشی والی بات ہے لیکن مسئلہ جوں کا توں موجود تھا اسے واقعی جلن محسوس ہوئی تھی۔

کیوں جلن ہوئی تھی مجھ سے؟ میں سمجھ نہیں پائی۔ چند دنوں بعد آتے ہی اُس نے پوچھا

مجھے آس پاس کے اس ماحول سے جلن ہوئی جو تمہارے پاس تھا اس وقت، ساحر نے کہا مجھے لگا تم اتنی خوبصورت لگ رہی ہو تو وہ لوگ جو تمہارے اردگرد تھے اس وقت شاید ان سے مجھ کو جلن ہوئی، تم سے جلن کا مطلب یہ تھا شاید

حذیفہ سے تو نہیں ہوئی؟

کبھی بھی نہیں تمہارے حوالے سے اس سے مجھے کبھی بھی ایسا محسوس نہیں ہوا کبھی بھی نہیں، مجھے ایسا محسوس نہیں ہو سکتا۔ مجھے تو وہ خود اچھا لگتا ہے۔

اچھا یہ لو فلم۔ اس کو ڈویلپ کرانا ہے۔

ٹھیک ہے کرا لوں گا۔

کب تک ہو جائے گی؟

میرا خیال ہے اگلے دن ہی تصویریں مل جاتی ہیں۔ پھر بھی دو دن ذہن میں رکھ لو۔

کہنا اچھی سی بنائیں تصویریں۔ ایک مرتبہ پہلے بنوائی تھیں تو ذرا مدھم بنی تھیں۔

ٹھیک ہے میں ابھی فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔

ابھی کرو ناں۔

اچھا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ساحر فون کرنے لگا اور تصویروں کے بارے میں بات کرنے لگا واپس آ کر بتایا کہ تصویریں بہترین تیار ہوں گی وہ فکر نہ کرے۔ اسے بہت بھلا لگ رہا تھا کومل کے اس کام میں شامل ہو کر۔ ایک مسرت جو اسے صرف کومل ہی عطا کرتی تھی۔ وہ غور سے اس چہرے کو دیکھ رہا تھا جسے سالگرہ والے دن دیکھ کر وہ دکھی ہو گیا تھا۔ اصل میں وہ اسے خود اپنی توقع سے زیادہ خوبصورت لگی تھی۔ جب اچانک اسے دیکھا تو وہ خود کو سنبھال ہی نہیں پایا تھا۔ وہ جب واپس چلی گئی تو اسے لگا جیسے اُس نے صرف فلم کی ڈویلپنگ یعنی دھلائی کے لیے کہا ہے۔ تصویریں شاید بعد میں نیگٹو کو دیکھ کر بنائی ہیں۔ اسی الجھن کی وجہ سے اس نے کومل کو گھر فون کیا اور پوچھا۔

ڈویلپنگ کا مطلب تصویریں بنانا ہی ہوتا ہے۔

میں سمجھا تھا فلم کی دھلائی کو کہتے ہیں۔

بدھو۔

اچھا ٹھیک ہے سب ہو جائے گا۔

اس طرح کی بے شمار چھوٹی چھوٹی باتیں تھی جو دونوں کے درمیان شیئر ہوتی تھیں۔ ذرا ذرا سی بات پر دنوں ایک دوسرے کو آگاہ رکھتے تھے۔ جب وہ پاس ہوتی تو ہر طرح کی مایوسی سر سے غائب ہو جاتی۔ جب دور ہوتی تو مختلف طرح کے خدشات اور وسوسے اسے گھیر اڈال لیتے۔ اپنے ہر کام کے لیے کومل اسے ہی کہتی تھی۔ کومل کو پتہ تھا کہ اس طرح ساحر کو کوئی کام کہنے سے اُس کو روحانی خوشی ملتی ہے اور وہ جو اکثر خدشات اور مایوسی میں گھرا رہتا ہے اس سے اس کو چھٹکارا مل جاتا ہے اسے۔ وہ جانتی تھی ساحر کے جسم کو اس کا کرنٹ لگتا ہے اور وہ فوری متحرک ہو کر اس کا کام کرنے پر لگ جاتا ہے۔ وہ اکثر کہتی تھی کہ اس کے پاس اک جادو کا چراغ ہے۔ جس سے اس کا ہر طرح کا کام ہو جاتا ہے۔ وہ اکثر ساحر سے کہتی تھی کہ وہ اس کی نیکی کا صلہ ہے ایسی نیکی جو اس سے زندگی میں ہوئی ہے اور خدا نے صلے کے طور پر اس کو ساحر دیا ہے۔ ساحر تو اصل میں ایک مریض تھا جس کو کس وقت کب کتنی دوائی ضرورت ہے اس بات کا پتہ صرف کومل کو ہی تھا۔ وہ ساحر کے لیے کیا کچھ تھی اس کا اندازہ تھا اسے مگر کبھی کبھی فکر میں پڑ جاتی تھی۔ اپنے آس پاس مختلف رشتوں کو بدلتے دیکھا تھا۔ بہنوں، سہیلیوں کے رویے میں اچانک تبدیلی آتے دیکھی تھی اس نے۔ اس لیے ساحر کے ساتھ رشتے سے بھی اس کو کبھی کبھی فکر ہوئی تھی کہ اگر یہ رشتہ بھی اچانک بدل گیا تو اس کا کیا ہو گا۔ وہ اکثر سوچتی کہ ساحر کے ساتھ جس طرح کا لاڈ وہ کرتی ہے اس کی کسی ادا پر کبھی اگر زندگی میں ساحر کو ہنسی آ گئی تو کچھ نہیں بچے گا اس کے پاس، سارا کچھ تمسخر لگے گا۔ لیکن وہ اسے ہمیشہ یقین دلاتا تھا کہ اس کے ساتھ گزرتے ہوئے وقت کا ایک لمحہ بھی غیر سنجیدہ نہیں ہے۔ وہ ایک ایک انداز، ادا، لاڈ کو انتہائی سنجیدگی سے محسوس کرتا تھا۔ کبھی تنہائی میں بھی وہ کومل کی کسی وارفتگی والی ادا پر نہیں مسکرایا تھا کہ کہیں اس سے مذاق کا کوئی پہلو نہ نکلے۔ وہ سمجھتا تھا کہ کومل کے ساتھ گزرتا ہوا وقت تقدس کا حامل ہے۔ جس کی تقدیس ساری عمر کے لیے برقرار رکھی جانی چاہیے۔ جب وہ اس کے پیروں کو چومتا تو اصل میں اسی بات کا اظہار کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی اہم ہے اور وہ اپنی عقیدت میں سنجیدہ ہے۔



چند دنوں بعد وہ تصویریں لے کر آیا تو کمرے میں آ کر بیٹھ گیا تو اس کا جی چاہا کہ وہ تصویریں آج کا دن پاس رکھے۔ اس خیال سے وہ ایک ایک کر کے ساری تصویریں دیکھنے لگا۔ جوں جوں وہ تصویریں دیکھتا جاتا حیرت میں ڈوبتا جاتا۔ چہرہ وہی تھا سب کچھ وہی تھا لیکن تصویروں میں اک نشہ تھا اس کے لیے۔ یہ خیال تو اس کا پہلے بھی تھا کہ کومل کا چہرہ فوٹو جینک ہے۔ لیکن سچ میں وہ اتنی پیاری لگے گی اس کا بہرحال اسے اندازہ نہ تھا۔ سب تصویروں کو اس نے بار بار چوما جو تصویر گروپ کی شکل میں تھی ان پر وہ دونوں ہاتھ رکھ دیتا اور صرف کومل کے چہرے کو ہی چومتا۔ پہلی بار اسے خیال آیا کہ اس کے پاس وہ موبائل ہونا چاہیے جس سے تصویر کو بھیج سکے اور اس کی تصویریں منگوا سکے جب جی چاہے۔ جب وہ نیگٹو بھیجنے لگا تھا تو اس نے کومل سے کہا تھا جو تصویریں مجھے اچھی لگیں گی وہ میں رکھوں گا تو کومل نے کہا تھا کہ پہلے بن کے آنے دو تو پھر رکھ لینا۔ ساحر نے جواب میں کہا تھا کہ میں دوبارہ تصویریں بنوالوں گا اور یہ بھی کہا کہ اس کے پاس کومل کی جو تصویریں ہوں گی وہ دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ ہاتھوں میں ہوں گی کومل نے اس کو اجازت دے دی تھی کہ وہ تصویریں رکھ سکتا ہے۔ ساری تصویروں کو چوم کر اس نے واپس لفافے میں رکھا۔ اسے صرف یہ فکر تھی کہ وہ کس طرح کومل کو بتائے کہ تصویروں کو دیکھ کر وہ کتنا حیرت میں گم ہے وہ شخص بہت مشکل میں ہوتا ہے جو کسی سے انتہائی عقیدت رکھتا ہو لیکن الفاظ کے چناؤ اور اظہار میں خود کو تہی دامن محسوس کرے۔ تصویروں کو دیکھ کر وارفتگی اور نشے کا جو احساس اسے اپنے اندر محسوس ہوا وہ اس سے سٹپٹا گیا تھا۔ مسئلہ وہی پرانا تھا کہ کس طرح لفظوں کی صورت میں کومل کو اپنے احساسات سے آگاہ کرے ابھی ان سوچوں میں گم تھا کہ کومل کا فون آیا۔

ہیلو!

ہاں؟

اسلام علیکم،

ہاں۔

کیا ہاں میں نے سلام کیا ہے۔

اچھا، وعلیکم ہاں کیا ہے۔ میں تمہارا سوچ ہی رہا تھا۔

وہ آ گئی ہیں کہ نہیں۔

تصویریں؟

ہوں......

آ گئی ہیں، سب پر جہاں جہاں تم ہو اپنا لاڈ بھی دکھا دیا ہے۔

میں کسی کو بھیجوں یا خود کسی کے ہاتھ بھیج دیتے ہو؟

میرا تو جی چاہ رہا تھا کہ آج رات اپنے ہی پاس رکھتا اور کل تمہیں دیتا۔

نہیں ناں، سیری پہلے ہی اتنی دیر ہوگئی ہے اور ہاں آج رات ذرا دیر سے بات ہوگی اگر نہ بھی ہو پائی تو فکر نہ کرنا۔

کیوں؟

وہ روشان اور حادی آئی ہوئی ہیں۔

تمہاری بھتیجیاں؟

ہوں۔

کسی دن لاناناں ان کو دیکھوں کیسی ہیں وہ؟

ہاں کل روشان کو لے کر آؤں گی۔

ٹھیک ہے ضرور لے کر آنا، میں تصویریں کسی کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔

اگلے دن کومل روشان کو لے کر آئی۔ روشان کے ساتھ بیٹھ کر وہ گپ شپ کرنے لگا۔ روشان فرسٹ ایئر آرٹس کی سٹوڈنٹ تھی۔ درمیانے سے قد کی۔ ہاتھ میں ٹشو پیپر پکڑا ہوا تھا۔ باتیں کرتے ہوئے وہ آہستہ سے اپنی سُوں سُوں کو ٹشو میں گم کر دیتی۔ ہلکا ساز کام تھا اسے۔ اس سے باتیں کر کے ساحر کو ایسے لگا جیسے کسی سیانی سی خاتون کے ساتھ باتیں کر رہا ہو اس کا جی چاہ رہا تھا ایسے ہی روشان سے باتیں کرتا رہے وہ کومل کی بھتیجی تھی۔ اتنا ہی بہت تھا اُس کے لیے۔ ضد کر کے اس نے روشان کے لیے چائے بنوائی اور اس کے ساتھ بیٹھ کر پینے لگا۔ بظاہر اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا بات کرتے۔ لیکن ادھر ادھر کی بے ترتیب باتیں کر کے وہ روشان سے محو گفتگو تھا۔ جو انسان ہمیں پیارا ہو اس سے متعلقہ سارے افراد اور ماحول ہی ہمیں پیارا ہو جاتا ہے۔ اور کومل سے تو ساحر کو عقیدت تھی۔ اس سے متعلقہ سارے ماحول سے وہ سکون لینے کا عادی تھا۔ یہ سب خود بخود اس سے ہوتا تھا۔ کبھی کبھی اسے لگتا تھا جیسے وہ سب دکھاوا کرتا ہے صرف کومل کو جیتنے کی خاطر لیکن اب اس طرح کے سارے خدشات اور ابہام اس کا پیچھا چھوڑ چکے ہیں۔ اسے اپنے آپ پر یقین ہو چکا تھا کہ جو کچھ بھی اُس کے لیے اس سے سرزد ہوتا ہے وہ ایک فطری عمل ہے جس میں بناوٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے وہ بڑی تسلی سے روشان کے ساتھ بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ اس کو فکر یہ تھی کہ اس کی خاطر مدارت میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے۔ روشان کی خدمت میں کسی قسم کی کمی رہ جانے کا مطلب تھا کہ ساحر نے کومل کے تقدس کا خیال نہیں رکھا۔ دوسرے دن کومل حادی کو لے کر آئی۔ اس کا آنا بھی ساحر کو بہت بھایا اور اپنی طرف سے زیادہ سے زیادہ وقت دینے کی کوشش کی ساحر نے۔ دو تین دن بعد کومل پھر روشان کو لے کر آئی اور ساحر پہلے دنوں کی طرح ہی اس کی ذرا ذرا سی بات کا خیال رکھ رہا تھا۔ شام کو جب وہ جانے لگیں تو ساحر کا بہت جی چاہا کہ وہ کچھ دیر اور رکیں لیکن وقت کے سامنے صرف سوچا ہی جا سکتا اور اپنی مرضی چلانا تو ناممکن سی بات ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ دونوں شام اندھیرا ہونے سے پہلے ہی گھر کو روانہ ہو گئیں۔

روشان، حادی کو واپس گئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا دوپہر کو گھر میں تنہا بیٹھے ہوئے وہ ان دونوں کو یاد کر رہا تھا۔ اس کی جی چاہا کہ وہ دونوں پھر آئیں کومل کے ساتھ اور وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرے۔ رات جب کومل کا فون آیا تو وہ کہنے لگا،

مجھے روشان بہت یاد آ رہی ہے، کتنی پیاری ہے وہ۔

مرد ہوتے ہی حسن پرست ہیں وہ کہنے لگی۔

ایسی بات نہیں ہے کومل مجھے قدرتی لگا کو محسوس ہوا ان سے تمہاری وجہ سے۔

بدھو۔

کیا ہوا؟

بدھو اگر مجھے ایسا ویسا خیال ہوتا تو بھلا اتنے دن ان کو لے کر آتی تمہارے گھر؟

پھر وہ حسن پرستی والی بات کیا ہے؟

مذاق کیا بیٹا۔

اچھا، سمجھا۔

مجھے پتہ ہے ساحر تم مجھ سے متعلقہ سب افرد پر چیزوں پر اپنی جان چھڑکتے ہو۔

اس میں رتی بھر بھی شک والی بات نہیں ہے کومل۔

ہوں۔

میں نے بہت بار اپنا تجزیہ کیا ہے۔ بہت کرختگی سے اپنی چھان پھٹک کی ہے۔ ہر بار لگتا ہے کہ کچھ ہے ہمارے درمیان، سچی۔

کچھ؟

نہیں بہت کچھ۔

ایک ہی بات کی بار بار اتنی وضاحت کیوں کرتے ہو؟

اپنے من کی تسلی کے لیے۔

ہوں۔

کبھی وہ دوبارہ آئیں تو ضرور لے کر آنا انہیں۔

یہ بھلا کوئی کہنے والی بات ہے؟ اچھا اب اجازت۔

نہیں چند منٹ اور۔

نہیں،

کیوں؟

ٹف سراؤنڈنگ ہے۔

اچھا ٹھیک ہے، جانے سے پہلے ایک......

صرف ایک؟

ہاں۔

ڈنڈی نہیں مارنا۔

نہیں، کہاں سے کروں؟

ماتھے سے۔

لو پھر آئی۔

ہوں۔

کومل نے فون رکھ دیا اور ساحر کسی ضروری کام سے مارکیٹ چلا گیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ مارکیٹ کی طرف جا رہا تھا۔ معمول کے مطابق اس کی رفتار تیز تھی لیکن اس وقت کچھ زیادہ ہی تھی۔ جب بھی وہ چند منٹ کومل سے گفتگو کر لیتا تو اسے ایسا لگتا اس میں کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

کچھ کام ہم انجانے میں سرانجام دیتے ہیں جن کو سرانجام دیتے وقت ہم ان کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہوتے حالیہ سالوں میں ساحر نے بھی ایک کام سرانجام دیا تھا وہ تھا انجانے میں محنت کا کام۔ خود کو اتنا مصروف کر لیا تھا کہ دوسرے دیکھنے والوں کو حیرانگی ہوئی تھی وہ اکیلا اپنا کام کس طرح سے سرانجام دیتا ہے۔ خود اسے بھی احساس تھا کہ وہ بہت مصروف ہو گیا ہے حالیہ سالوں میں۔ لیکن اس کی یہ مصروفیت دوسروں کو حیران کر دے گی یا چونکا دے گی اس بات کا گمان بھی نہ تھا اسے۔ اس بات سے تو وہ آگاہ تھا کہ جس بات کو پکڑتا ہے یا جس عادت کو وہ اختیار کرتا ہے اس کو چھوڑنا اس کے مزاج میں شامل نہیں۔ حتیٰ کہ اس کو یہ تک پتہ نہ تھا کہ لکھتے وقت بہت زور لگا کر لکھتا ہے۔ اس بات کا احساس بھی اس کو کومل نے دلایا تھا کہ وہ پینسل کو دبا کر لکھتا ہے۔

کیا میں واقعی ایسے کرتا ہوں؟

ہاں کبھی اپنے لکھے ہوئے صفحے کے نیچے دوسرے صفحوں کو دیکھنا ان پر بھی لکھتے ہو کہ پڑھے جا سکتے ہیں۔ اتنے زور سے دبا کر تم لکھتے ہو۔ ایک بار میں تمہاری کاپی گھر لے گئی تھی۔ میں نے تم سے ایک صفحے پر کچھ لکھوایا تھا۔ گھر جا کر نیچے والے صفحات پر اسی جگہ پینسل لے کر لکھتی رہی جہاں الفاظ کے بے رنگ نقوش ابھرے ہوئے تھے۔

بے رنگ نقوش؟

اپنے بدھو ہونے کا ثبوت تم نے ضرور دینا ہوتا ہے۔

کیا ہوا؟

مطلب تھا جس جگہ لکھا تھا وہاں اتنا زور لگا کر پینسل کو استعمال کیا تھا کہ نیچے والے صفحوں پر الفاظ لکھے محسوس ہوتے تھے پینسل کے دباؤ کی وجہ سے۔

مگر مجھے ایسا کبھی احساس نہیں ہوا۔

تمہاری لکھائی دیکھ کر لگتا ہے کہ واقعی پینسل کو گرفت میں لے کر لکھا گیا ہے۔ صحیح پتہ لگتا ہے کہ یہ بندہ جس چیز کو بھی پکڑتا ہے نیت اور مضبوطی سے پکڑتا ہے۔

کومل کے یہ بات بتانے کے بعد ہی ساحر کو یہ دفعہ احساس ہوتا تھا کہ ہاں وہ واقعی بہت زور لگا کر لکھتا ہے اور یہ کوئی وھم والی بات نہ تھی۔ ایک صفحہ ہی لکھ کر اس کا ہاتھ کیوں دکھنے لگتا ہے اس بات کا احساس اسے اب ہوا تھا۔ یہی حال اس کے کام کے حوالے سے تھا۔ آٹھ نو سال، تک وہ ایک مشین کی طرح اپنے کام میں مگن رہا اتنا مگن کہ جیسے گرد و نواح سے بیگانہ ہو گیا ہو۔ یہ سارا کچھ کسی منصوبے کے بغیر ہوا تھا۔ اسے حد درجہ اس بات کا احساس تھا کہ اس کے باقی تمام ہم عمر اس سے زندگی کی دوڑ میں آگے ہیں۔ بلکہ اُس سے کم عمر بھی اس سے کہیں آگے تھے۔ گھریلو زندگی کی بات ہو یا کاروبارِ دل کے معاملات ہوں یا موج مستی کے۔ حتیٰ کہ مذہب جیسے معاملہ میں بھی وہ دوسروں سے پیچھے تھا۔ کافی باتوں کی سمجھ اسے تب آئی تھی جب دوسرے اس سے کہیں آگے جا چکے تھے۔ کئی ایسی باتوں کا علم اسے دوسروں سے سالوں بعد ہوا ایسی باتیں جن سے عام سے عام بندہ بھی زندگی میں بروقت واقف ہو جاتا ہے وہ ان باتوں سے تب واقف ہوا جب وقت بہت آگے جا چکا تھا اتنا آگے کہ سوائے رونے اور سر پیٹنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ لاعلمی کے سالوں میں اس کے اندر ایک قسم کی جنونیت نے جنم لے لیا تھا جس کے ہلکے پھلکے اشارے اپنی حرکتوں سے اسے ملے تھے۔ لیکن اس نے ان کی طرف دھیان نہیں دیا تھا۔ انسان کی اپنی سکیم ہوتی ہے مگر اک سکیم انسانی زندگی کی بھی ہے۔ زندگی ہمیں لاعلم رکھ کر ہماری پرکھ کر رہی ہوتی ہے جو اس پرکھ میں ثابت قدم رہتا ہے وہ آنے والے وقت عام لوگوں سے الگ ہوتا ہے۔ اس کی بھی جو پرکھ لاعلمی کی وجہ سے ہوئی تھی اس نے اس کے اندر کچھ ایسے جراثیم کو جنم دے دیا تھا جنہوں نے اسے دوسروں سے ممتاز کرنا تھا۔ جس کا پیٹ بھرا ہوا سے کھانے کی میز پر بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہمیشہ بھوکا شخص ہی سب کچھ ہڑپ کر جانا چاہتا ہے اس کے اندر بھی بھوک پیدا ہو چکی تھی کچھ کرنے کی دوسروں سے ممتاز ہونے کی لیکن وہ وقت کب آنا ہے اس سے وہ بے خبر تھا۔ ابتدائی عمر سے ہی جب اس نے ہوش سنبھالا تو زیادہ وقت نہیں گزرا تھا جب اس کو خود میں دوسروں سے الگ ہونا محسوس ہوا تھا۔ جو کرنا ہے پورے جنون سے کرنا ہے، نہیں کرنا تو نہیں کرنا جتنا جوانی کی عمر میں ایک آدمی تیز ہو سکتا ہے یا ہوتا ہے وہ اس کو اپنے اندر محسوس نہیں ہوا بعد کی عمر میں جا کر اس کو اندازہ ہو کہ اس کو گزرے سالوں میں جتنا تیز ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ثابت ہوا یہی وجہ ہے کہ وہ کاروبارِ زندگی میں دوسروں سے پیچھے تھا۔ معاملہ مناسب ملازمت کے حصول کا ہو یا معاملات دل کا۔ اسے اچانک محسوس ہوا کہ وہ سب سے پیچھے ہے۔

کومل تک آتے آتے زندگی کافی آگے جا چکی تھی۔ اس تک پہنچتے پہنچتے وہ کافی پس چکا تھا۔ جب گھر میں ذمہ داریوں کا بوجھ اچانک اس پر آ پڑا تو اس کو کمانے کی جستجو کرنی پڑی۔ بڑے بھائی ملک سے باہر ہوتے تھے اچانک ذمہ داریوں کا بوجھ پڑا تو خود سے بھی بے خبر ہو کر وہ اپنے کام میں لگ گیا۔ اپنے کام کی وجہ سے ہی اس کے دوسرے لوگوں سے مراسم بڑھے۔ پھر بھی اپنی طبع کے مطابق اس نے بہت زیادہ لوگوں سے میل جول نہیں رکھا،، دیکھتے ہی دیکھتے آٹھ دس سال بیت گئے تھے۔ اسے دوسروں کی زبانی ہی پتہ چلا کہ وہ بہت زیادہ محنت کر رہا ہے۔ اپنی محنت کا دوسروں کی زبانی سن کر اسے خوشگوار حیرت ہوتی تھی۔ لیکن ایک چیز اس کو بار بار تنگ کرتی تھی اور وہ ہر بار اس کا ذکر ضرور کرتا۔ ”میں دوسروں سے بہت پیچھے

ہوں'' وہ کومل سے کہتا۔

یہ بات عموماً کہتے ہو۔

جی چاہتا ہے تم سے کہوں۔

بار بار کہہ کر خود کو کیوں تکلیف دیتے ہو؟

تم کو بھی تکلیف دیتا ہوں، مجھے پتہ ہے۔

پتہ ہے اور پھر بھی؟

ہاں مجھے سکون ملتا ہے۔

سکون ملتا ہے اور جو مزید اذیت لیتے ہو اس کا بھی کچھ پتہ ہے؟

صرف تمہی سے کہتا ہوں ناں، ہر کسی سے تو نہیں کہتا ناں؟

جانتی ہوں مگر جو ہونا تھا ہو چکا۔

میں بہت تیز دوڑنا چاہتا ہوں۔

دوڑو میری جان، میں تمہیں گرنے نہیں دوں گی۔

پتہ نہیں کیوں ڈر سا رہتا ہے کبھی کسی دن لڑکھڑا کر منہ کے بل نہ گروں۔

یہ بات اک بار پہلے بھی تم نے کی تھی، گرنے کا ڈر کیوں رہتا ہے سیری؟

اک بار، گزرے سالوں کا واقعہ ہے دوسروں کے ساتھ اک میدان میں بھاگتے بھاگتے اچانک منہ کے بل گرا تھا مٹی میں منہ لت پت ہو گیا تھا تب سے سیڑھیاں اترتے بھی ڈر لگتا ہے دوبارہ گرنے سے خوف کھاتا ہوں۔ جب بھی سیڑھیاں اترتا ہوں ایک طرف سے ریلنگ پکڑ کر اُترتا ہوں۔ لاہور اسٹیشن پر جب بھی کراسنگ کے لئے پل استعمال کرتا ہوں تو رش میں گرنے کا ڈر مجھے پکڑ لیتا ہے کبھی ریلنگ نہیں چھوڑتا۔

بس کرو مجھے رونا آ رہا ہے۔

مجھے صرف اس بات کی تکلیف ہوتی ہے جب بھی کوئی کام شروع کیا ہمیشہ شروع میں منہ کی کھانا پڑی۔ بڑی معمولی معمولی باتوں کا اتنی دیر بعد پتہ چلا کہ اب کڑھتا رہتا ہوں

کبھی تمہارے ساتھ لاہور اسٹیشن پر گئی ناں تو بغیر کسی سہارے کے اپنی نظروں کی چھاؤں میں تمہیں سیڑھیاں اترتے دیکھوں گی۔

سچی؟

ہاں تو اور کیا دیکھ لینا۔

میں زندگی کے میدان میں بھی تمہاری نگرانی میں دوڑنے کی تمنا رکھتا ہوں

تمنار کھتے ہو؟

ہاں ناں۔

تمنار کھتے ہو؟

ہاں۔

سوچ لو۔

ہاں تمنار کھتا ہوں۔

ادھر منہ کروا پنا۔

کیا ہوا؟

میں کہتی ہوں کرو منہ ادھر۔

لو کر دیا۔

ایک زور کی لگادی میں نے۔

کیا ہوا مجھ سے میری غلطی؟

بدھو ہونے کا ثبوت تم ضرور دیتے ہو۔

میں نے کچھ ایسا ویسا کہا؟

تمنار کھتے ہو، مطلب تمنا ہے، کیا تم پہلے ہی میری نگرانی میں زندگی کی دوڑ نہیں لگا رہے؟

ہاں تو اور کیا؟

تو پھر یہ کیوں کہا کہ تمنار کھتے ہو؟ یہ کام تو تم پہلے ہی کر رہے ہو۔

ایسے ہی مجھ پر اپنی شفقت رکھنا۔

رکھنا؟

ہاں رکھنا۔

یعنی میں نے پہلے نہیں رکھی ہوئی؟

نہیں، کیا ہوا ہے، میرا کہنے کا مطلب ہے۔

کوئی مطلب نہیں تھا۔ ایسا کرو جاؤ منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر آؤ، ذرا ہوش آئے۔

مذاق کر رہی ہو؟

نہیں سرکار لاڈ ہو رہا ہے۔

میرا پیچھے مڑ کر دیکھنا ٹھیک ہے ناں۔

آگے کی طرف دیکھو بس۔

کیا پرانی اذیتیں اپنی طرف نہیں کھینچ سکتیں مجھ کو؟

ٹھیک ہے مگر بار بار گزرے سالوں کا ذکر نہ کیا کرو، کوئی نہیں تم کسی سے آگے، سنا تم نے؟

میرے سارے ساتھی زندگی کے ہر میدان میں مجھ سے آگے ہیں۔ مجھ سے کہیں چھوٹے بھی۔

جو تم میں ہے ان میں نہیں، زندگی کو جس طرح تم نے سمجھا ہے جانا ہے وہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

مجھے اس سب کا کیا فائدہ؟

تمہارے آس پاس کے لوگوں کو کتنا فائدہ ہے کبھی اس کا اندازہ بھی کیا کرو۔ میرا حال جواب ہے ویسا نہ ہوتا، کسی مینٹل ہسپتال میں پڑی ہوتی میں۔ جب حذیفہ مجھ سے کبھی بات نہیں کرتا تھا تو کتنے کتنے دن رو کر گزر جاتے تھے میرے۔ اب ایسا نہیں ہے، میں سنبھال لیتی ہوں اپنے آپ کو تمہاری وجہ سے۔

لیکن ظاہری طور پر جو مجھ سے کہیں زیادہ کامیاب ہیں۔ کیسے نظر انداز کروں اس بات کو؟

ظاہری کامیابی ہے سب۔ تم نے ادراک اور فہم میں ان سے کہیں زیادہ کامیابی حاصل کی ہے۔ کوئی ایک مسئلہ تم کو بتاتا ہے تم درجنوں حل اس کے فوری طور پر سامنے رکھ دیتے ہو۔ زندگی کے ایک ایک لمحے کو اپنی گفتگو میں قید کر لیا ہے تم نے۔ لفظوں کی صورت میں زندگی بکھری نظر آتی ہے صفحات پر۔ کتنی عزت دیتے ہیں لوگ تمہیں اس بات کی خبر ہے تم کو؟

میں ایسا سوچ کر سست نہیں ہونا چاہتا۔

دیکھا یہی وہ چیز ہے جو دوسروں میں کم ہے۔ تم اپنی کامیابی کو محسوس بھی نہیں کرنا چاہتے۔

میں اپنی کامیابی کو تمہاری آنکھوں سے دیکھتا ہوں بس۔ تم نے میرے کام کی تعریف کر دی تو میرے لیے کافی ہے اور اس سے آگے مجھے کچھ نہیں چاہیے۔

تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو ناچتا خوشی سے، مگر تمہاری عاجزی ہے کہ کوئی معرکہ مار بھی لو تو تسلیم ہی نہیں کرتے دیکھنا دوسروں سے تم اتنا آگے نکل جاؤ گے کہ ہنسا کرو گے کبھی

اور جو من اتنا دکھا؟

سب کا نہیں دکھتا اتنا۔

مطلب؟

یہ قدرت کی طرف سے اعزاز ہوتا ہے۔ عام لوگوں میں سے کسی کو خاص بنانے کے لیے۔

پھر بھی دوسروں سے لیٹ ہونا تکلیف دیتا ہے اکثر، بلکہ ہر لحہ۔

اور دوسروں سے دگنا رفتار سے جو آگے نکلتے جا رہے ہو اسے بھی دیکھنا کبھی؟

دیکھتا ہوں۔

ہاں بہت دیکھتے ہو، خود بھی کڑھتے ہو اور مجھے بھی اذیت دیتے رہتے ہو۔

صرف تمہیں کو دیتا ہوں ناں، ہر کسی کو تو نہیں۔

ہاں جانتی ہوں۔

کسی کا شاندار قسم کا بنا ہوا گھر دیکھتا ہوں تو خیال آتا ہے میں وقت پر ایسا گھر کیوں نہیں بنا سکا۔

اور؟

کسی کو کاروبار کی بلندی پر پاتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے۔

اور؟

میرے ہی ہم عمر۔ لاکھوں ہے ان کا بینک میں۔ جائیداد کے علاوہ۔

کچھ اور؟

رومانس دیکھو تو وہ اس میں بھی سب آگے ہیں۔ جب میں کسی کی طرف دیکھنے سے کپکپانے لگتا تھا تب تک انہوں نے کتنے ہی معرکے مار لیے تھے۔ مجھے ایسے لگتا تھا میرے منہ پر جیسے بارہ بجے ہوں ہر کوئی دیکھ کر منہ پھیر لیتا تھا۔ ہماری ایم۔ اے کی کلاس میں پچاس کے قریب لڑکے تھے۔ ایک بار گروپ کی صورت میں کافی لڑکے بیٹھے ہوئے تھے اور سب اپنے اپنے کارنامے سنا رہے تھے۔ سارے ہی سارے مراحل پار کر چکے تھے لڑکیوں کے ساتھ تعلقات کے معاملے میں ہر کسی نے آخری حد پھلانگ کر دیکھی ہوئی تھی۔ میرے ساتھیوں کو جب معلوم ہوا کہ میں ابھی تک اس اعزاز سے محروم ہوں تو حیرت کا اظہار کیا انہوں نے۔

تم اس اعزاز سے محروم ہی رہے تو اچھا ہوا۔

اس بات کا مجھے بھی اطمینان ہے کومل۔ مگر اس وقت مجھے شرمندگی سی ہوئی تھی کہ میں اتنا ہی گیا گزرا ہوں۔

اور اب؟

آج بہت سکون ملتا ہے یہ سوچ کر کہ میں بچا رہا۔

سب کو پینے پلانے کا بھی شوق تھا اور مجھے دیکھو آج تک شراب کا قطرہ بھی حلق سے نیچے نہیں اترا۔

ہاں کبھی کبھی کھانسی کا شربت غٹاغٹ پی جاتے ہو اور پھر کہتے ہو۔ بہت مزے کی چیز ہے مجھے نہیں پتہ بھلا۔

ڈاکٹر اگر غنودگی والا شربت دے تو پینا مجبوری ہے۔

ڈاکٹر ایک چمچ کہے تو چار چمچ اندر پھینکنا کیا ہوا؟

مطلب میں پیتا ہوں؟

ہاں۔

تم واقعی سمجھتی ہو پیتا ہوں؟

ہاں پیتے تو ہو۔

سچی؟

ہاں، چائے پانی وغیرہ وغیرہ۔

اب میں کیا کہوں تمہیں؟

میری جان کہو۔

ہاں واقعہ تم میری جان ہو چکی۔

تمہارا دل بہلا رہی تھی سیری۔ تم زیادہ ڈپریس ہو رہے تھے۔

جو گھٹن ہے تمہارے سامنے نکال دیتا ہوں۔

جو بھی تم سے آگے ہیں وہ ظاہری چیزوں میں آگے ہیں۔ تم من کی دنیا میں ان سے کہیں آگے ہو اور ابھی اور آگے جاؤ گے۔

میں بہت آگے جاؤں گا نہ کومل؟

ہاں میری جان، بہت آگے جاؤ گے۔

مستقبل میں میرا جو تخلیق کے میدان میں خود کو آزمانے کا ارادہ ہے اس پر اطمینان ہے ناں تمہیں؟

ہاں بہت زیادہ۔ بہت آگے جاؤ گے تم۔

مگر تم مجھے نہیں چھوڑنا میں کتنا بھی آگے جاؤں۔

کبھی بھی نہیں۔

وعدہ؟

کوئی وعدہ نہیں۔

کیوں؟

بس نہیں۔

وجہ؟

آنے والے وقت کا کیا پتہ کیا ہو اس لیے۔

میری تسلی کے لیے۔

خود سے پوچھو۔

خود سے؟

ہاں خود سے۔

مجھے یقین ہے۔

تو پھر؟

بس تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

اس کا مطلب ہے اب تک جو کچھ کہا میں نے اس میں کچھ نہیں تھا تمہارے لیے؟

ہمیشہ لاجواب کر دیتی ہو۔

سوال الٹے کرو گے تو یہی ہو گا ناں۔

اسی طرح دونوں کے درمیان اس موضوع پر بات ہوتی رہتی اور اس کی بار بار کی ایک ہی رٹ سے کومل دکھی ہو جاتی لیکن اسے کچھ دنوں بعد ہی یہ دورہ ضرور پڑتا تھا۔ اب مسئلہ یہ نہیں تھا وہ دوسروں سے کتنا اور کتنے برس پیچھے تھا بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ کس طرح سارے ہم عمروں اور اپنے سے کم عمر لوگوں سے آگے نکلنا ہے اور اتنا آگے نکلنا ہے کہ سب آنکھیں ملتے رہ جائیں اس میں صرف زندگی کا کوئی ایک ہی شعبہ شامل نہ تھا بلکہ جس قدر بھی ممکن تھا وہ سب شعبوں میں اب آگے جانا چاہتا تھا۔ وہ عمر کی اس سیڑھی پر تھا جہاں ایک بڑی تعداد اپنے آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیتی ہے۔ بعض لوگ صاحب اولاد ہونے پر خود کو بچوں کے لیے وقف کر دیتے ہیں انہیں کنپٹیوں پر سفید بال نظر آنا اچھا لگتا ہے، کچھ ویسے ہی مہم جو نہیں ہوتے وہ خود سے وہ ہونے دیتے ہیں جو فطرت کرنا چاہتی ہے۔ کچھ آس پاس کے ماحول میں خود کو ناکام سمجھ کر ہار مان لیتے ہیں۔ وہ ان سب میں سے کسی بھی طرح کا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اسے خود بھی ٹھیک طرح سے یاد نہیں تھا کہ اس کے سر پر سفید بال کہاں ہیں دوسروں کو کیسے پتہ چلتا۔ کام میں دوسروں سے کہیں زیادہ مصروف ہو کر ہی اسے چین آتا تھا اور وہ ایسا کر رہا تھا۔ دل کے معاملے میں ہی اس کو ایسے لگتا تھا اچانک کوئی در بارج گیا ہے جس میں وہ بیٹھا ہے۔ دوسروں سے دل کے معاملے میں بھی وہ آگے جانا چاہتا تھا پر اخلاقیات کو کم سے کم حد میں وہ ضرور برقرار رکھنا چاہتا تھا۔ اگرچہ یہ اخلاقیات اس کی اپنی تخلیق کردہ تھی۔ کوئی اگر اسے کہتا کہ کسی لڑکی سے تنہائی میں ملنا بری بات ہے یا گناہ ہے تو وہ بات اس کے سر سے گزر جاتی۔ ہاں لڑکی سے ملاقات میں جن حدوں کو سامنے رکھنا ہے ان کو وہ کٹھن حالات میں بھی نہ توڑتا۔ ایک طرف دھیان جاتا تو ساتھ ہی دوسری طرف بھی تیسری طرف اور پھر چوتھی طرف اور نہ جانے کتنی کتنی طرف۔ اسے ڈر لگتا تھا کہ وہ جس مسئلے میں پڑ گیا ہے۔ اس کی مضبوط بنیادیں ہیں اس کے پاس۔ ورنہ اگر کچھ

بہت غلط کرنا ہی ہوتا زندگی میں تو تب کرتا جب اس نے خود پر ایک سختی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا اور سالوں ادھر ادھر نظر دوڑائے بغیر ہی گزار دیے تھے۔ اس کے اس طرح افراتفری والے دنوں میں ہی کومل آئی تھی اس کی زندگی میں اور اس کے وحشتوں کے گھوڑوں کو لگام میں ڈال دی تھیں۔

پھر وہی ہوا جو ہوتا ہے جو شخص بھی منہ زور گھوڑے کو لگام میں ڈالتا ہے اس کو رکے ہوئے ہانپتے ہوئے گھوڑے کی سانسیں اور منہ سے نکلنے والی جھاگ سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ کومل کے ساتھ یہی مسئلہ پیش آیا۔ ساحر کی وحشتوں کا منہ زور گھوڑا اس نے ٹھہرا تو لیا تھا مگر اس کو اچانک جو رکنا پڑا تھا اس کی وجہ سے اس کی سانسیں قابو میں نہیں آ رہی تھیں۔ ان سانسوں کی بو مسلسل کومل کے اندر اترتی تھی۔ منہ سے نکلتی جھاگ کا منظر بھی اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا اور جس طرح ہنہناتے ہوئے گھوڑا رکا تھا وہ آوازیں مدھم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی تھیں جب بھی موقع ملتا ساحر پیچھے رہ جانے کا رونا روتا اور کومل اس کے اس رونے سے خوب واقف تھی گھوڑے کی وحشتیں خود کو مسل کر ٹھنڈا کر لیتی تھیں اور نئی توانائی سے بھرپور اس کا امتحان لینے پر تیار ہو جاتی تھیں۔ دل کے معاملے میں ساحر اک مرکز کے گرد گھومنے لگا تھا۔ گھوڑے کو بھاگنے کی اجازت مل گئی تھی لیکن اپنی مرضی کے رخ پر نہیں۔

”مضبوط مرکز گردشِ خیالات کو قابو میں رکھتا ہے“

پہلے جدھر مرضی منہ کرنے والا معاملہ تھا اب معاملہ اس کے برعکس تھا۔ یکطرفہ من مرضی والا سفر ختم ہو گیا تھا۔ جیسے کسی اتھرے گھوڑے یا گھوڑی کو تانگے میں جوتنے کے لیے اس کو ایک لمبی رسی پکڑے گول دائرے میں گھمایا جاتا ہے تا کہ وہ مرضی کے تابع رکھ کر جوتا جا سکے کھلے میدان میں جب گھوڑا بھاگتا ہے تو آس پاس لوگ بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ایک انتہائی سنجیدہ شُغل مگر دیکھنے والوں کے لیے تماشے کا سامان بھی، اسے بھی سدھایا گیا تھا۔ مرکز کومل تھی وہ خوشی سے بھاگتا رہتا تھا۔ دائرے کی شکل میں۔ کبھی کبھی نہ جانے کیوں کومل رسی ڈھیلی بھی کر دیتی تھی شاید یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کی مستقل مزاجی کس درجے پر گئی یا شاید شفقت میں اگر لاڈ دکھاتی تا کہ وہ حد درجہ بندش کا شکار نہ ہو جائے۔ اسی ڈھیلی رسی کی وجہ سے وہ تھوڑا سا ادھر ادھر نظر بھی ڈال لیتا تھا۔ کبھی خود فرمانبرداری سے کہتا رسی کھینچ کے رکھو میں ادھر ادھر دیکھنے لگا ہوں۔ یہ گول دائرے کا چکر اب چند برسوں سے جاری تھا اور وہ اپنی وحشتوں پر کافی قابو پا چکا تھا۔ دل کے معاملے میں خود ضبطی اگر کامل شکل میں نہیں تو بہتر شکل میں ضرور حاصل ہو گئی تھی۔ اس معاملے میں اسے زندگی سے شکایت نہ تھی۔ کومل کا آنا بہت ساری اداسیوں، شکایتوں کا مداوہ تھا۔ وہ اس کو سدھا تو چکی تھی کافی حد تک،

اگر چہ اس کے اندر سے یہ خواہش ضرور انگڑائی لیتی تھی کہ وہ اور اُھر ادھر منہ مارے اور اتنے لوگوں کو اپنے حلقہ احباب میں شامل کرے کہ جتنے کسی کے نہ ہوں لیکن تمام تر حسرت کے باوجود اس کا ذہن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ دوسروں سے آگے نکلنے کے حوالے سے دل کا معاملہ بھی اسے اکساتا تھا مگر وہ اپنے آپ کو مسلسل سمجھاتا تھا کہ گنتی میں پڑ جانا کوئی کامیابی نہیں ہے۔ کامیابی اصل میں ہے کسی تعلق کو وہاں تک پہنچانا اور نبھانا جہاں کوئی کم ہی جاتا ہو۔ لاڈ کی جو بھی شکل ہو سکتی ہے وہ کومل کی موجودگی میں جنم لیتی تھی۔ کوئی بھی ایسی بات جو اس نے کومل سے کی ہو چاہے وہ معمولی سا فقرہ ہی کیوں نہ ہو اس کو وہ کبھی دوسرے کے سامنے نہیں دہراتا تھا۔ جو نام کومل کو دیا مذاق میں بھی کسی دوسرے کے لیے استعمال نہیں کیا۔ ایک دن ایسے ہی وہ باتوں میں مشغول تھے کہ اس نے پوچھا

اس تعلق میں تم کیا محسوس کرتی ہو کومل؟

اس تصویر کو دیکھو، کومل نے میسج میں کہا

یہ تو کسی بلی کی تصویر ہے

ہاں۔

میں سمجھا نہیں؟

دیکھو یہ بلی کتنے سکون سے سو رہی ہے کومل نے کہا

ہاں۔

یہی حال میرا ہے سیری۔

اس کے بعد اکثر وہ اُس کے لیے بلی کا نام استعمال کرتا تھا۔ لیکن ایسا ناممکن تھا کہ وہ مذاق میں بھی کسی دوسرے کو بلی کہے۔

وہ دوسروں سے وحشتوں کو قابو کرنے کے میدان میں آگے نکل رہا تھا اور لاڈ کے میدان میں بھی۔ اس کا لاڈ کومل کو حیرت میں ڈال دیتا تھا۔ قربت اور اپنائیت کے جتنے بھی مراحل ہوتے ہیں وہ سر کرتا جا رہا تھا۔ صرف کسی محبت کے درجے پر وہ نہیں رہنا چاہتا تھا وہ تو آگے جانا چاہتا تھا بہت آگے۔ کومل کی موجودگی میں اور غیر موجودگی میں بھی اس کو زندگی سے یہ شکایت تو نہ تھی کہ اس کی زندگی میں کوئی شامل نہیں ہوا۔ وہ دیر سے اس تعلق کے قائم ہونے پر فکر مند ضرور ہوتا تھا مگر اب یہ فکر مندی بھی آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی۔ ہاں دوسرے جو ظاہری طور پر اس سے آگے تھے جن کے کاروبار، شادی شدہ زندگی مناسب دولت کی موجودگی، ان چیزوں میں وہ دوسروں سے خود کو ابھی بھی بہت پیچھے محسوس کرتا تھا۔ اس کے اندر دوسروں سے جو الگ چیز جنم لے چکی تھی اس سے صرف کومل آگاہ تھی دوسروں سے پیچھے رہ جانے کی شکایت وہ اکثر کرتا تھا جس کا تسلی بخش جواب اسے کومل ہی دے سکتی تھی۔ انتہائی بھڑاس کے دنوں میں اس نے خود کو لفظوں کی صورت میں ڈھالنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن اس بات کا فیصلہ کون کرتا کہ وہ اچھا لکھ سکتا ہے۔ وہ تخلیق کے میدان میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اس بات کا یقین اس کو صرف کومل سے ہی ملتا تھا جب بھی دوسروں سے پیچھے رہ جانے کا ذکر کرتا تو وہ دکھی ہو جاتی۔ وہ بار بار تسلی چاہتا تھا کہ وہ کچھ ہے کہ نہیں۔

میں آگے نکلوں گا ناں؟

ہاں بہت آگے۔

لیکن قربانی کتنی دینی پڑی؟

اس کے بغیر کیا حاصل ہو سکتا ہے بھلا؟

مجھے صرف تمہاری تعریف ہی اچھی لگتی ہے

ہوں۔

تم میرے کام کی تعریف کرو تو لگتا ہے میں کچھ بنوں گا۔

بنوں گا؟

ہاں۔

کوئی حال نہیں۔

کیوں؟

بنوں گا مطلب، اب تم کچھ بھی نہیں ہو؟ وہ کہتی۔

وہ پھر اس کو منانے کی کوشش میں لگ جاتا اس کو یقین دلاتا کہ ہاں وہ کچھ ہے اور بہت کچھ ابھی کرے گا۔ اسے کسی نقاد کے تعریفی الفاظ کی ضرورت نہ تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اس کی تخلیقی سرگرمی سے مطمئن ہے تو سب ٹھیک ہے۔ ہر بار مایوسی میں وہ اس کی زبان سے ہی کچھ سن کر سکون پاتا تھا۔ جب اس نے لفظوں کی صورت میں اپنا اظہار شروع کیا تو اسے محسوس ہوتا تھا وہ کچھ کہنا چاہتا ہے مگر کیا کہے اس کا زیادہ بہتر اندازہ نہ تھا اسے۔ اسے لگتا تھا کہ اگر وہ ماسٹر ڈگری ہولڈر ہے تو اور بھی ہیں۔ یہ کوئی ایسی نمایاں بات نہیں تھی جو اسے تسلی دیتی۔ معاشرے میں پہلے ہی شرح تعلیم کتنی تھی اور کتنے لوگ ہیں جو ماسٹر ڈگری تک جاتے ہیں پر جب وہ اور پڑھے لکھے لوگوں کو اپنے اردگرد پاتا تو اسے لگتا کہ اس نے ایم۔ اے کر کے کون سا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ کبھی ایم اے کرنا اس کے لیے بڑی کشش رکھتا تھا۔ لیکن اب وہ اس سے بھی مطمئن نہیں تھا۔ پڑھے لکھوں میں کچھ الگ کر کے وہ خود اپنی ذات میں تسکین پانا چاہتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کا رجحان اپنی ذات کے اظہار کی طرف ہوا تھا۔ اسے لگتا تھا یہ چیز اُس کو اطمینان دے سکتی ہے۔ اس نے یہ کام شروع کر دیا مگر ایسے لگتا تھا جو بھی وہ کہتا ہے یا لکھتا ہے وہ خیالی باتیں ہیں کچھ ایسا چاہتا تھا وہ کہ جو بھی وہ لکھے وہ سچ ہو۔ لیکن وہ سچ کہاں تھا ابھی اس کی تلاش جاری تھی۔ کومل سے شناسائی تھی ان دنوں میں بھی جب اس کا دھیان لکھنے کی طرف ہوا مگر چونکہ صرف واقفیت تھی اس لیے کبھی اس کی ذات کے حوالے سے کوئی خیال اس کے لفظوں میں جگہ نہ پا سکا۔ لیکن بات شناسائی سے آگے گئی اور اک دن اُس نے کہا" میں کبھی شکایت تو نہیں کروں گی مگر کبھی میرے متعلق نہیں لکھا تم نے۔" گرمیوں کا موسم تھا اور وہ گھر میں اکیلا بیٹھا تھا۔ گھر والے کسی شادی پر گئے ہوئے تھے اس ایک جملے کا کتنا اثر ہوگا اس بات سے وہ بھی بے خبر تھی۔ اس کے بعد تو جو بھی کومل نے کہا، سوچا، اس کے ساتھ کہا، محسوس کیا، غرض ہر لفظ جیسے اُس کی ہی ترجمانی کرنے لگا۔ اسے لگا کہ جیسے اس کے خیالوں کو کوئی نئی پرواز مل گئی ہو اس نے ایسی چیزیں بھی لکھ ڈالیں جو وہ خود دیکھ کر حیرت زدہ رہتا۔

دوسروں سے آگے جانے میں اپنی ذات کا اظہار ایک ایسا عمل تھا جو اسے دوسروں سے الگ کر رہا تھا۔ جہاں تک روپے پیسے کی بات تھی وہ دولت کے کوئی انبار تو نہیں لگانا چاہتا تھا مگر اتنا کچھ ضرور چاہتا تھا کہ مسائل زندگی کے حل کے لیے کم از کم کسی کا مالی حوالے سے وہ شکر گزار نہ ہو۔ دوسروں سے پیچھے رہ جانے کے احساس نے اس میں خبر کیے بغیر کام کرنے کی کہیں زیادہ توانائی پیدا کر دی تھی خود کو احساس نہ تھا کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے وہ سب کچھ اتنی مضبوط بنیاد بن جائے گا کہ وہ دوسروں سے کہیں آگے نکلے گا۔ اس دن کے بعد سے اس کے خیالات کو ایک سمت مل گئی۔ اسی کو مرکز بنا کر وہ اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگا۔ جب بھی لگتا اس کے خیالات رکنے لگے ہیں وہ کوئی نہ کوئی ایسی بات کہہ دیتی کہ اس کے خیالات پھڑک

اٹھتے۔اس حوالے سے اس نے کومل سے کبھی اپنی فکر کا اظہار نہ کیا تھا۔ہاں اپنے خیالات کی کانٹ چھانٹ وہ اس سے ضرور کراتا رہتا تھا۔دونوں جب کبھی بیٹھتے تو وہ کہتی

یہ تو بہت زبردست خیال ہے تمہارا۔

سچی؟

ہاں پتہ نہیں کیسے بات سے بات نکالتے ہو؟

اس کی وجہ تم ہو۔

میں نہیں یہ تمہاری صلاحیت ہے۔الفاظ سے کھیلنے لگے ہو تم اب

سب تمہاری وجہ سے ہے۔

ہاں بیٹا ماں کا ڈھنڈورا پیٹے گا ناں۔

اگر میری ہی خوبی ہے تو تب میں ایسا کیوں نہیں لکھتا تھا جب تم میرے، بہت قریب نہیں تھی؟

میں تو صرف بات کرتی ہوں ناں اس کو رنگ بھرے الفاظ کا لباس تو تمہی پہناتے ہو ناں۔

مجھے یقین ہو چلا ہے کہ میں لکھنے کی میدان میں کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا

کچھ نہ کچھ نہیں۔بہت..................کچھ دیکھ لینا

میں اس چیز میں اطمینان پانا چاہتا تھا جو ہر کسی کے پاس نہیں ہوتی۔میں اپنے من کا اخراج چاہتا تھا جو اب ہو رہا ہے۔صرف پیسے یا ظاہری چیزوں کا حصول میرا مقصد نہ کبھی تھا نہ رہا ہے۔ہاں پیسہ اتنا ہونا چاہیے آپ کے پاس کہ آپ کسی بڑی مصیبت میں صرف پیسے کی کمی کی وجہ سے نہ پھنسے رہیں۔

تو سب ٹھیک ہو رہا ہے ناں۔

ہاں مگر رفتار خاصی سست ہے۔کتنے ہی کام ایسے ہیں جو پیسے نہ ہونے کی وجہ سے سالوں التوا کا شکار ہو گئے۔

آزمائش ہوتی ہے۔اس میں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔

مگر زیادہ ہوئی ناں بہت زیادہ؟

اچھا ناں، اب بس بھی کرو یونہی خود کو کھپاتے رہتے ہو، بس میں ہوں ناں۔

ہمیشہ؟

ہاں ہمیشہ۔

کومل کی انہیں سکون بھری باتوں نے اس کے اندر توانائی بھر دی تھی اور وہ برق رفتاری سے زندگی کی دوڑ میں شامل تھا۔اگر چہ بہت دیر

سے مگر نہایت برق رفتاری سے۔ ایم اے انگلش تو تھا ہی اب کافی سالوں بعد اس کا جی چاہا کہ وہ اگر ماسٹر ڈگری سے آگے نہیں پڑھ سکتا تو کم از کم ایک دو ماسٹر ڈگریز تو اور کرے۔ اس معاملے میں بھی وہ دوسرے سے آگے نکلنا چاہتا تھا۔ جب بھی بے پناہ مصروفیت سے وقت ملتا تو تاریخ کی کتاب لے کر بیٹھ جاتا۔ ایک بار پہلے بھی کئی سال پہلے اس نے ایم اے تاریخ کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر ایک آدھ دن پڑھ کر ہی ڈر گیا تھا۔ ایک دو پیپروں نے اسے ڈرا دیا تھا مگر اب پھر اس کو اکساہٹ ہوئی کہ وہ تاریخ میں کوشش کرے سنوں اور تاریخوں کے ڈر کو ذہن سے نکال کر اس نے آہستہ آہستہ پڑھنا شروع کر دیا آہستہ آہستہ اس کو دلچسپی بھی محسوس ہونے لگی تھی۔

ایک دن شام کو کھانا کھا کر دوست کے ساتھ وہ ذرا باہر نکلا ہی تھا کہ اسے معمول سے ہٹ کر کومل کا پیغام ملا۔ وہ کافی فکر مند تھی کسی وجہ سے۔

کیا بات ہے خیریت تو ہے ناں؟

میں اسے بہت مس کر رہی ہوں سیری۔

تو کیا کل رات بات نہیں ہوئی اس سے؟

دو تین دن ہو گئے ہیں اس سے بات کیے ہوئے۔

وقت نہیں ملا یا کوئی اور وجہ ہے؟

میں باتوں باتوں میں چند دن پہلے اسے کہہ بیٹھی تھی کہ میں اتنی کوشش کر رہی ہوں اسے پانے کی وہ بھی تو کچھ کرے ناں۔

تو پھر؟

ابھی چند منٹ پہلے اس کا میسج آیا تھا۔ تمہیں بھیجتی ہوں۔

تھوڑی دیر بعد ساحر میسج پڑھنے لگا۔ الفاظ سے مایوسی جھلکتی تھی ایک ایسے شخص کی جس نے خود کو کومل سے پیچھے سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ کومل تو تعلیم کے مراحل کامیابی سے طے کرتی جا رہی تھی اگر راستے میں وقتی رکاوٹ بھی آئی تو ذرا نہیں گھبرائی تھی۔ لیکن حذیفہ اس میدان میں زیادہ تیز ثابت نہیں ہوا تھا تعلیم کے میدان میں وہ ابتدائی درجوں میں ہی تعلیم چھوڑ چکا تھا۔ خاندانی کاروبار اچھا خاصا تھا۔ گارمنٹس کا کاروبار تھا اور معاشی حالت کافی بہتر تھی باقی بھائی تو کاروبار میں مصروف تھے لیکن وہ اپنی عدم دلچسپی کی وجہ سے باقی بھائیوں سے پیچھے رہ گیا تھا۔ مستقبل میں اگر دونوں کی شادی کا رتی بھر بھی امکان تھا تو وہ اس بات پر کہ وہ کاروبار میں اپنے آپ کو کسی مقام پر کھڑا کرے۔ ایک بار کومل کے گھر والے اس رشتے سے انکار کر چکے تھے اور خاندانی تعلقات کافی خراب تھے۔ کومل کی بڑی بہن کا رشتہ حذیفہ کے بڑے بھائی کے ساتھ شادی کیلئے مانگا گیا تو حذیفہ کے گھر سے انکار ہوا تھا۔ اس لیے جب حذیفہ کے لیے کومل کا رشتہ مانگا گیا تو فطری سی بات تھی کہ کومل کے گھر والے انکار کر دیتے۔

حذیفہ کومل کا پھوپھی زاد تھا۔ لیکن اس کا کومل سے موازنہ کیا جائے تو وہ اس کے ہم پلا نظر نہیں آتا تھا۔ کام وہ کوئی کرتا نہیں تھا۔ تعلیم کے میدان میں وہ کچھ نہیں کر سکا تھا۔ کاروبار میں بھی کچھ نہیں۔ تو کومل کے گھر والے کیسے رشتہ کر دیتے۔ لیکن پھر بھی جب حذیفہ کے گھر والوں نے قریبی رشتہ داری کے ناطے بات کی تو پچھلی بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کومل کے گھر والوں نے انکار کر دیا۔ لیکن دونوں کے درمیان ٹیلی فون پر رابطہ رہتا

تھا اور وہ اپنی حد درجہ کوشش میں مصروف تھی کہ کسی طرح دونوں کی شادی کی راہ نکل آئے ساحر کو ایک ہی راستہ نظر آتا تھا کہ ایک تو حالات کے درست ہونے کا انتظار کیا جائے دوسرا حذیفہ کاروبار میں دلچسپی لے اور خود کو کسی اہل ثابت کرے۔ اسی کے کہنے پر کومل نے انتظار کا راستہ چنا اور حذیفہ کو کاروبار میں دلچسپی لینے کو کہا۔ اسی بات سے حذیفہ کو احساس ہوا کہ وہ کومل کا اہل نہیں ہے اور مایوسی سے بھرا ہوا میسج کومل کو بھیجا۔

''ٹھیک ہے آئندہ کسی دن ملتے ہیں تو اس موضوع پر تفصیل سے بات کریں گے'' ساحر نے میسج پڑھ کر کہا۔

ملنا تو چند دنوں بعد ہے مگر میں اب کی پریشانی کا کیا کروں سیری؟ اُس نے کہا۔

میں ابھی تو باہر ہوں ناں، رات کھانا کھا کر بعد میں بات کروں گا۔

جلدی آؤ مجھے نہیں پتہ۔

ٹھیک ہے میں واپس آتا ہوں۔

کب تک فارغ ہو گے؟

بس جا کر کھانا کھاتا ہوں اور موقع ملتے ہی بات کرتا ہوں۔

موقع ملتے ہی؟

ہاں گھر میں کچھ مہمان آئے ہیں ذرا دیر ہو سکتی ہے۔

ٹھیک ہے جلدی کوشش کرنا۔

وہ جلدی گھر واپس آیا، مگر کھانا معمول سے ذرا لیٹ ہو گیا تھا۔ خالہ جان آئی ہوئی تھیں۔ اس وجہ سے باوجود کوشش کے اسے الگ فارغ کمرے میں بیٹھنے کا موقع نہ مل سکا۔ دیر اس کے خدشے سے زیادہ ہی ہو گئی آخر رات دس بجے کے بعد وہ فارغ ہوا تو اس سے بات کرنے لگا۔

دیکھو وہ ایسی مایوسی کی باتیں تو کرے گا۔

میرا اسے کہنا کہ وہ کچھ کرے۔ اس پر اُلٹا اثر کر گیا ناں؟

ایسا کبھی نہ کبھی تو ہونا ہی تھا۔ شادی ہو بھی جائے تو وہ بعد میں بھی ایسی مایوسی کا اظہار کر سکتا ہے۔

پر اب میں کیا کروں مجھے بتاؤ؟

اپنے رویے سے اس کے یقین کو بیدار کرو۔

کیسے؟

اپنی استقامت سے۔

کیا کہوں اسے؟

کچھ نہ کہو، بس سنو اس کو۔

کوئی بات کرے تو سنوں ناں۔

کیا بات نہیں ہوتی رات کو اس سے؟

چند دنوں سے کھچا کھچا سا ہے۔کبھی ہوئی بھی تو رسمی سلام دعا بس۔اور یہ جو میسیج تم نے پڑھا رات اچانک دے مارا اس نے؟

ہاں کچھ دنوں سے موڈ اچھا تھا اس کا۔رات کو اچانک یہ بھیج دیا۔

وہ ابھی مزید کچھ عرصہ ایسا کر سکتا ہے۔

مطلب؟

اسے اپنی کمی کا احساس ہونا شروع ہوا ہے فوراً، جب وہ تمہارے برابر آنا چاہے گا تو اسے جلد تو کامیابی نہیں ملے گی ناں۔وقت لگے گا اور ظاہر ہے وہ فرسٹریشن دکھائے گا اور اتنی دکھا سکتا ہے کہ تم چڑ کر اس کو رد کر دو۔

مجھے کیا کرنا ہوگا؟

حد درجہ ٹھنڈے مزاج سے کام لینا ہوگا۔اسے نہیں پتہ مگر وہ تم سے ہمدردی چاہتا ہے

میرا اتنا پیار جواب تک کیا میں نے وہ؟

وہ اپنی جگہ پر ہے۔اگر اب تک تعلق برقرار ہے تو اسی وجہ سے لیکن اب تھوڑا عرصہ باقی ہے اور تم دونوں کو بہت کام کرنا ہے ابھی۔اصل میں مجھے تمہارے اس تعلق کا دیر سے پتہ چلا ورنہ اس بارے میں بہت سالوں پہلے ہی کام شروع کر دیا جانا چاہیے تھا۔اس کو اب تک کم از کم اپنے پیروں پر کھڑا ہو جانا چاہیے تھا۔شاید اگر شروع میں ہی مجھے پتہ چل جاتا تو میں تب ہی تمہارا دھیان ادھر سے ہٹا دیتا کیونکہ ظاہری طور پر وہ تمہارے برابر ہے لیکن تعلیم، کاروبار جو زندگی میں ضروری چیزیں ہیں ان میں وہ پیچھے ہے تمہارے گھر والے ہاں کریں تو کیسے؟

تم شروع میں ہی میری زندگی میں آجاتے سیری تو کتنا اچھا ہوتا۔

میرا ہر کام ہی دیر سے ہوتا ہے میں کیا کروں؟

ہوں۔

میں کوشش کروں گا اب بھی کوئی راہ نکل آئے بہتری کی۔اگرچہ دیر ہو چکی ہے بہت اس معاملے میں۔

تم کبھی اس سے مل نہیں سکتے؟

کیسے؟

لاہور ہی ہوتا ہے کسی بہانے سے اس سے ملو ناں۔

مگر کیسے؟

کسی طرح سے بھی۔

ٹھیک ہے میں مل لوں گا کسی طرح سے بھی؟

ہوں، وہ جو کمی محسوس کرنے لگا ہے اس کا کیا بنے گا؟

اس کو سمجھانا پڑے گا کہ وہ اپنے کاروبار میں دلچسپی لے۔ اپنے گھر کا کاروبار ہے نام پیدا کرے۔ دولت مند آدمی اپنی دولت کی بنا پر ہی اتنا اعتماد حاصل کر لیتا ہے کہ وہ پڑھے لکھوں کے درمیان بھی اعتماد سے اٹھتا بیٹھتا ہے۔ دولت ہونا خود ایک خوبی ہے جو تعلیم کی طرح ہی خوبی بن جاتی ہے۔ ایک مضبوط کاروباری آدمی جو اپنی گاڑی یا دفتر میں بیٹھا ہوا کسی سرکاری ملازم سے زیادہ اعتماد کے ساتھ سماج میں زندگی گزارتا ہے۔ ان کے خاندان کا اپنا کاروبار ہے وہ جب دلچسپی لے گا تو اس کو اس کا مناسب حصہ بھی ملے گا۔ سب ٹھیک ہو سکتا ہے

اور دیکھو کبھی خود کہتا تھا کہ اسے میرے پڑھا لکھا ہونے پر مان ہے اب جلن محسوس کرنے لگا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟

تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ بس انتظار سے کام لینا پڑے گا۔ اور ضروری نہیں کہ انتظار کا نتیجہ بھی ہمارے حق میں نکلے۔

میں ایسا سننا نہیں چاہتی۔

اپنا آپشن ہمیشہ کھلا رکھتے ہیں کومل۔ کوشش کرتے ہیں اس سے ہی شادی ہو مگر متبادل چوائس کا راستہ ہمیشہ کھلا رکھتے ہیں۔ بعد میں صدمہ نہیں ہوتا

یہ ممکن نہیں میرے لیے۔

زندگی میں جو بھی ممکن ہے وہ اگر ہمارے ذہن میں ہو تو ہم پھر چونکتے نہیں اگر کبھی کچھ ہماری خواہشات کے برعکس ہو۔ اس لیے زندگی کے عملی حقائق کو سامنے رکھنا چاہیے ہمیشہ، تم نے اب تک جو کوشش کی ہے اسے پانے کی اس کی میں دل سے قدر کرتا ہوں۔

وہ بھی کرے ناں۔

کرتا ہے۔ زندگی ہر لحہ ایک جیسی نہیں ہوتی۔ مزاج میں اتار چڑھاؤ آنا اک فطری عمل ہے اک دن اگر اس نے مایوسی دکھا دی تو آئندہ امید بھی دکھا سکتا ہے۔ اک رات میں ہی ہر بات کا نتیجہ نکال لیں؟

یہ تو ہے۔

یہ ہے تو پھر خود کو سنبھالا بھی کرو ناں فوراً جذباتی ہو جاتی ہو۔ میری طرف دیکھو کیا میں ہر وقت تمہارے پاس بیٹھتا ہوں؟ لیکن پھر بھی مطمئن رہنے کی کوشش کرتا ہوں مجھے بھی تو تنہائی کاٹتی ہے لیکن صبر کر لیتا ہوں۔

تمہیں یہ آسانی ہے کہ تم جسے چاہتے ہو اس کے کاندھے پر سر رکھ کر رو لیتے ہو میں اس کے کاندھے پر سر رکھ کر ایسا کرنے سے قاصر ہوں۔

کیا تم مجھے نہیں چاہتیں؟

تمہارے ساتھ رشتہ چاہنے نہ چاہنے کی حدوں سے آگے ہے بدھو۔

ہوں۔

میں کیا ہوں؟ محبوب تو ہوں نہیں مجھے پتہ ہے۔

اک سایہ ہو جس میں میں آ کر پناہ لے لیتی ہوں۔اک گھنا درخت جو مجھے ہر مصیبت اور مشکل میں ڈھانپ لیتا ہے اور میں بے سدھ ہو جاتی ہوں

اور تم میرے لیے کیا ہو پتہ ہے ناں؟

پتہ ہے سونو۔

بھلا کیا؟

کچھ نہیں۔

کچھ نہیں؟

ہاں جو بھی ہے اس پر کچھ اور بہت جیسے لفظوں کا اطلاق نہیں ہوتا ناں

تمہارا جواب ہمیشہ لاجواب کر دیتا ہے۔

ہوں۔

ہمیشہ میری توقع سے بڑھ کر بات کرتی ہو۔

تو پھر بار بار کیوں پوچھتے ہو؟

بار بار سن کر سکون ملتا ہے۔تم ہر بار نئی شکل میں جواب دیتی ہوں ناں

سونا کب ہے؟

لیٹنا ہے، سلانا تو تم نے ہے۔

آ جاؤ پھر؟

آج جلدی، ابھی جی نہیں بھرا ناں۔

شاید اس سے پھر رات کو دیر سے بات ہو اس لیے سونا ہے، کئی دنوں سے صبح کی نماز بھی چھوٹ رہی ہے۔

ٹھیک ہے پھر بلاؤ مجھے۔

آ جاؤ۔

ایسے نہیں لاڈ سے۔

آ جاؤ اور مجھ سے لپٹ کر سو جاؤ۔

میں تمہارے پاس آ کر لیٹ گیا ہوں۔ماتھے پر بوسہ دینے کے بعد۔مجھے اپنے اندر چھپا لینا، گڈ نائٹ۔

میسج لکھنے کے بعد اس نے کومل کو بھیج دیا اور خود بستر پر آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔ روز ایسا کرنا اس کا معمول تھا۔ روز کومل کا سونے سے پہلے بلانا معمول تھا۔ آج اسے جب نیند کے جھونکے آ رہے تھے تو تب بھی اسے حذیفہ کی مایوسی والی بات یاد آ رہی تھی کہ کیسے وہ حذیفہ کی مایوسی کو دور کر سکتا ہے۔ وہ اُس سے ملاقات کا کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا۔ جو اسے عجیب نہ لگے۔ کومل کے کسی بھی کام کے لیے اس میں غیر معمولی توانائی بھر جاتی تھی۔ نیند کے جھونکوں میں اس کے اندر پھر توانائی انگڑائی لے رہی تھی اور اس کے ذہن میں حذیفہ سے ملاقات کا منصوبہ تشکیل پا رہا تھا۔



دوسروں سے بہت پیچھے رہ جانے کا احساس اور بہت آگے نکل جانے کی خواہش جس شخص میں ایک ہی وقت میں تلملاہٹ کی شکل میں ابھر آئیں اس سے بہتر شاید ہی کوئی اور شخص اس حقیقت سے آگاہ ہو کہ کشمکش کسے کہتے ہیں۔ ساحر نے ایسی کشمکش بہت دیکھی تھی۔ چین نام کی چیز جیسے اس میں تھی ہی نہیں، اسی بے چینی نے معاملات کو بہت گہرائی میں جا کر سمجھنے کا ہنر اس کو عطا کر دیا تھا جس سے وہ بذات خود زیادہ آگاہ نہ تھا۔ جب بھی کسی قریبی شخص کو کوئی مسئلہ گھیرتا تو وہ اسے فوا رد عمل ظاہر کرنے سے روکتا۔ کوئی مناسب حل تجویز ضرور کرتا جو اس کی اس خصوصیت کا زیاد اعتراف کرتا وہ کومل تھی۔ ظاہر طور پر اس کی دوڑ دوسروں سے جاری تھی اور وہ سالوں کا فاصلہ بہت تیزی سے ختم کر رہا تھا۔ اندر کی دنیا میں بھی اس کی دوڑ جاری تھی مقابلہ کس سے تھا وہ اس سے زیادہ باخبر نہ تھا۔ اپنی ہی ذات کی بے پناہ کھوج اور پھر انتہائی سخت تجزیہ کرنا اس کی عادت میں شامل ہو چکا تھا۔ اردگرد کے معاملات میں بھی وہ اب ایک گہرا مشاہدہ کرتا تھا۔ اس انداز سے یہ دونوں کام ہو رہے تھے کہ سارا ماحول ہی تقریباً اس سے بے خبر تھا۔ ظاہری طور پر وہ اپنے نجی کام میں اور سرکاری ملازمت میں بے حد مصروف تھا۔ تعلیم میں دوسرا ایم۔ اے کر رہا تھا لیکن اس کے علاوہ کیا کچھ ہو رہا تھا۔ اس بات سے بہت ہی کم لوگوں کو آگاہی تھی۔ اب اس کے ذمے ایک نیا کام آن پڑا تھا۔ حذیفہ کی مایوسی کو ختم کرنا اور کومل سے اس کے تعلق کو معمول کی سطح پر لانا اس سلسلہ میں کیسے اس سے رابطہ کیا جائے کہ وہ کسی شک میں مبتلا نہ ہو، فی الحال ساحر کے سامنے یہ مسئلہ تھا۔ اسی سلسلہ میں اسے لاہور جانے کا اتفاق ہوا اور ایک خیال اس کے ذہن میں آ گیا۔ واپسی پر ایک دن اس نے اس کے فون نمبر پر کال ملائی

ہیلو!

ہیلو جی کون؟

پہچانا نہیں؟

اور جناب ساحر صاحب کیا حال ہیں حذیفہ نے کہا

اس دن کے بعد سے کبھی آپ سے بات کا اتفاق ہی نہیں ہوا سو چا ذرا بات ہی کر لوں

ٹھیک ہے، ساحر صاحب آپ جب چاہیں بات کر سکتے ہیں

مصروفیت ہی حد درجہ ہے آج جی چاہا بات کرنے کو تو کال ملا لی، کیا ہو رہا ہے آج کل؟

کچھ نہیں بس ایسے ہی وقت گزر رہا ہے؟

اچھا ٹھیک ہے پھر کسی دن آپ سے بات کرنا چاہوں گا

جو حکم جناب میں حاضر ہوں۔

میں دراصل لاہور مارکیٹ گیا تھا۔ اتفاقاً آپ کی گارمنٹس شاپ پر جانے کا اتفاق ہوا میرا خیال تھا آپ وہاں ہوں گے۔ مگر پتہ چلا آپ وہاں نہیں ہوتے تو اب جی چاہا ہیلو کر لوں اچھا ٹھیک ہے پھر کسی دن بات ہو گی خدا حافظ۔

خدا حافظ جی۔

کومل، حذیفہ کی ٹیلی فون ملاقات کے بعد ساحر کی یہ حذیفہ سے پہلی گفتگو تھی ساحر کے خیال میں پہلی گفتگو کو مختصر رکھنا ضروری تھا۔ ورنہ مصروفیت کیسی بھی ہو کومل کے کسی بھی کام کے لیے تو اس کے پاس وقت ہی وقت تھا۔ رات کو جب کومل سے بات ہوئی تو اس نے بتایا کہ آج اس نے حذیفہ سے کچھ بات کی ہے۔

کیا بات ہوئی؟ کومل نے پوچھا

بس حال وال پوچھا۔

بس اتنا ہی؟

تو اور کیا، پہلی ہی گفتگو میں میں اسے کسی موضوع کی طرف دھکیلنے سے رہا۔ ہاں اس کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ کافی تیز ہے۔ تعلیم کی کمی اس کی گفتگو میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ لہجہ بہت پر اعتماد ہے

بہت گہری چیز ہے آسانی سے کسی کے ہاتھ تو آنے والا نہیں ہے۔

آئے گا وہ ہاتھ میں بس ذرا صبر سے کام لینا پڑے گا۔

اسے شک نہیں ہوگا کہ تم اس کے معاملے میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو؟

میرے ذہن میں سچ کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے کومل۔ میں ایک معاملے کو پورے خلوص سے سلجھانا چاہتا ہوں تو کیا شک ہوگا اسے اور میرے اندر کوئی چور تو نہیں ہے ناں کہ مجھے خود میں کوئی شرمندگی ہو۔

ہاں پتہ ہے سیری، بس ویسے ہی کہہ رہی تھی۔

دوبارہ پھر کسی دن رابطہ کروں گا اور اسے نقطے کی طرف لانے کی کوشش کروں گا کہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کاروبار میں دلچسپی لے تاکہ وہ خود کو اعتماد میں محسوس کرے۔

میرا اسے یہ کہنا کہ تم بھی کچھ کرو۔ اس کو مایوسی میں مبتلا کر گیا ناں؟

وہ مایوس ہوا، مگر کیا بیٹھے بٹھائے سب ہو جاتا ہے کبھی تو اسے اس طرف دھیان دینا تھا۔ متحرک ہوئے بغیر تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسے بیٹھے بٹھائے تم مل گئی ہو ناں آس پاس گھومنے والی، اسے کیا ضرورت تھی کچھ کرنے کی، مگر اب تو کرنا پڑے گا۔

میں اس کے گرد گھومتی ہوں؟

ہاں تو اور کیا، جس کو پلنگ پر بٹھا کر عزت ملتی ہو۔ خدمت گزار موجود ہو اس کو کیا ضرورت ہے اپنے پاؤں زمین پر رکھنے کی؟

اچھا جی۔

ہاں جی۔

مُنا جذباتی ہو رہا ہے؟

نہیں میں ویسے کہہ رہا ہوں۔ اسے چاہو حاصل کرنے کی کوشش کرو جس قدر ممکن ہے مگر آسمانی مخلوق نہ سمجھو۔

خود تو میرے پیر.......... پتہ نہیں کس قدر اعلیٰ مرتبہ دے چکے، ہووہ کیا ہے، کیا میں آسمان سے ٹپکی ہوں

میں میں..........

اب اپنا سر نہ پٹخنا دیوار پر، لاڈ سے کہا تھا۔

میری عقیدت کو کیوں بیچ میں لاتی ہو۔ اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو بس ٹھیک ہے وہ جو مرضی کرتا پھرے اسے سر پر بٹھائے پھرتی ہو

تم نے مجھے کہاں بٹھایا ہے، سر سے بھی اوپر،، پتہ نہیں خلا میں کہاں اک مقام دے رکھا ہے مجھے اور پھر ہر وقت نیچے بازو پھیلائے پھرتے رہتے ہو کہیں میں نیچے نہ گروں۔ مجھے چوٹ نہ لگ جائے۔ میں ڈر نہ جاؤں اس کا بھی پتہ ہے؟

ہاں پتہ ہے میں تو میں ہوں۔

میں تو بدھو کی ماں ہوں نا۔

اچھا؟

ایسے ہی دونوں کے درمیان کبھی کبھی اس بات پر ہلکی پھلکی بحث ہو جاتی تھی اور جب وہ ساحر کو کہتی کہ جس طرح تم نے خود کو میرے سامنے مطیع کر دیا ہے اسی طرح میں بھی کر چکی ہوں تو ساحر لاجواب ہو جاتا۔ بعض اوقات انسان جو معیار اپنے لیے مقرر کرتا ہے وہ اس معیار کو کسی اور کے پاس نہیں دیکھنا چاہتا۔ انسان ہمیشہ خود کو دوسروں سے الگ الگ منفرد دیکھنا چاہتا ہے یہی اُس کا مسئلہ بھی تھا۔ جس طرح اپنی انا، خودداری عزت نفس کو ساحر نے کومل کے آگے بے معنی کر دیا تھا اس سے کومل بخوبی آگاہ تھی اور جانتی بھی تھی کہ یہ تعلق اوروں سے الگ سا ہے جدا سا ہے منفرد ہے۔ بامعنی ہے اسی وجہ سے کبھی بھی انتہائی جذباتی کیفیت میں آج تک کومل نے ساحر کو کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے۔ حالانکہ انسان جب ایک سے زیادہ جگہوں پر کسی تعلق میں ہو تو ہر جگہ وہ محبت کے دعوے کرتا جاتا ہے۔ وہ سمجھتی تھی کہ ساحر کے ساتھ جو رشتہ استوار ہوا ہے وہ محبت جیسے لفظ کا محتاج قطعاً نہیں۔ خود ساحر بھی اب انتہائی جذباتی کیفیت میں بھی یہ لفظ استعمال نہیں کرتا تھا۔ وہ اپنی ساری جذباتیت کو عقیدت کا نام دیتا تھا اور ابھی اس پر بھی مطمئن نہیں تھا۔ اسے لفظ ڈھونڈنے میں جب مشکل ہوتی تو ماں کہہ دیتا۔

اُس کے دماغ میں بیک وقت کئی باتیں چل رہی تھیں۔ کومل کے ساتھ اپنے رشتے کا تحفظ حذیفہ کے ساتھ کومل کے تعلق کو اس سطح پر لانے کی کوشش جہاں سے دونوں کا مستقبل میں ایک دوسرے کو حاصل کرنے کا امکان پیدا ہو سکے۔ جہاں ایک طرف وہ کومل کو اپنے گھر میں دھیمے مزاج کا مشورہ دے رہا تھا وہاں اس بات کی طرف بھی متوجہ تھا کہ کس طرح حذیفہ کے ذہن سے اس فرق کو دور کرنا ہے جو حالیہ دنوں میں حذیفہ کے لیے مایوسی کا سبب بنا ہے۔ گھر سے باہر ساحر کو پہلی بار نئے رشتوں کا تجربہ ہو رہا تھا اور وہ اس خزانے کو کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا ایک ہی

طریقہ تھا اس کے پاس۔کومل کے ذرا سے اشارے پر بھی کچھ کرنے کے لیے متحرک ہو جانا اب پھر اُس کو کومل کی طرف سے اک اشارہ مل چکا تھا۔ بہت کچھ پاس ہو بھی تو انسان اور پانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔وہ کچھ بھی حاصل کر لینا چاہتا ہے جس کو استعمال کرنے کا بھی شاید اسے موقع نہ ملے۔جمع شدہ پونجی میں سے کثیر مقدار میں وہ ہوتی ہے جس کو ہم کبھی استعمال میں بھی نہیں لا سکتے۔خواہشات کا سلسلہ لامتناہی ہوتا ہے موت کے ساتھ ہی رک جاتا ہے مگر اس کی بھی کیا ضمانت؟ موت کے بعد کی زندگی میں کیا ہوتا ہے۔خواہشات کا سلسلہ حد سے بغیر ہوتا ہے۔مرد ایک خاتون سے لاڈ کر کے ذرا فارغ ہو اور کمرے کی کھڑکی ہوا کے لیے کھولے تو سامنے کھڑی کسی دوسری خاتون کو نظر میں ضرور رکھتا ہے۔تھکن کے کسی لمحے میں بھی وہ اس کو ضرور یاد رکھتا ہے۔طلب کی کوئی حد نہیں مال و دولت کیا جائداد کیا اور دل کا معاملہ تو سب پر بازی رکھتا ہے انہیں دنوں جب وہ خود اپنے ایم۔اے تاریخ سال اول کے امتحان کی تیاری میں لگا ہوا تھا باوجود اپنے کام کی تھکا دینے والی مصروفیت کے والدہ کی ایک رشتہ دار خاتون کی بیٹی چند ہفتوں کے لیے گھر آئی۔بی۔اے کے امتحان کی تیاری کر رہی تھی اور انگریزی میں مدد کی ضرورت تھی اسے، وہ اپنی کتابیں بھی اٹھا لائی۔ساحر کے متعلق زیادہ تر یہی رائے تھی کہ وہ کزن وغیرہ میں کم ہی بیٹھتا ہے اور یہ سچ بھی تھا اس نے کبھی بھی مجلس کو پسند نہیں کیا تھا اور بھرپور کوشش کرتا تھا کہ اسے مجلس میں نہ بیٹھنا پڑے۔مگر اب معاملہ گزرے سالوں کے برعکس تھا۔اپنے نجی کام کی وجہ سے اسے دوسروں سے واسطہ پڑتا تھا۔اس لیے وہ پرہیز کا دور گزر چکا تھا۔

پہلے چند دنوں میں تو وہ لڑکی کی طرف زیادہ دھیان نہ دے سکا۔لیکن اس خیال سے کہ اسے مدد کی ضرورت ہے وہ اسے دن میں ذرا سا وقت نکال کر مدد کر دیتا۔لڑکی عمر میں اس سے کہیں چھوٹی تھی۔لیکن وہ پھر بھی آنے والے دنوں میں اس سے مختلف موضوعات پر بات کر لیتا۔اس کا کام چیک کرتا تو اس کو اپنی لکھی ہوئی چیزیں بھی دکھا لیتا اور تبصرہ بھی کرواتا۔لڑکی کو بھی چند دنوں میں اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ شخص الگ کھوپڑی کا ہے ایسے ہی اک دن پاس بیٹھتے ہوئے لڑکی نے کہا،

آپ الگ ہیں۔

مطلب؟

کچھ ہے ایسا جو آپ کو دوسروں سے الگ ظاہر کرتا ہے۔آپ جو ہیں وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

تو کیا ہونا چاہیے تھا؟

میرے لیے سمجھانا مشکل ہے۔لیکن لگتا ہے آپ کا بہت نام ہونا چاہیے تھا بہت شہرت ہونی چاہیے تھی آپ کی۔

مجھے بہت شہرت کی خواہش نہیں ہے۔لیکن اپنی ذات کا اظہار کر کے اپنا غبار نکال رہا ہوں میں جو ہوں اور جو تھا مجھے اس سے زیادہ تسلی نہیں تھی۔کچھ کرنا چاہتا تھا ایسا جو مجھے عام نہ رہنے دے۔

آپ اپنے خیالات کا اظہار بڑے اچھے طریقے سے کرتے ہیں۔لڑکی نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

دونوں روزانہ ضرور کچھ وقت کام کے علاوہ باتوں میں گزارتے۔لڑکی اس کی بے پناہ مصروفیتوں پر حیران ہوتی کہ ساحر کس طرح سارا

دن خود کو مصروف رکھتا ہے۔لڑکی دیکھنے میں بھلی صورت کی تھی۔ بڑی سیانی سیانی باتیں کرتی تھی۔کبھی کبھی ساحر کو ایسے لگتا جیسے وہ چھوٹی سی دادی ہے جو بڑی بڑی باتیں کرتی ہے۔روانہ ساحر کو ایسے لگتا جیسے اس سے گفتگو کی اسے عادت ہو رہی ہے۔کوئی بھی چیز لکھتا تو اسے دکھاتا

دیکھیں یہ کیسا لکھا ہے میں نے؟

بہت.........اچھا لکھا ہے۔

کون سی چیز ہے جو آپ سے لکھواتی ہے؟

بس غبار بہت ہے جو آدمی کو اس طرف اکساتا ہے۔اپنے حوالے سے تو میرا یہ خیال ہے

غبار کیسے بنتا ہے؟

زندگی بناتی ہے یہ۔

کیوں بناتی ہے؟

ہم سب کے لیے ایک سکرپٹ لکھ دیا جاتا ہے۔جو ہمارے حصے میں آئے وہ بھگتنا پڑتا ہے

آپ دیکھنے میں تو پرسکون لگتے ہیں۔

دیکھنے میں؟

ہاں اور باتیں سن کر لگتا ہے کہ سنتے جاؤ بس۔

عام سی باتیں ہی کرتا ہوں میں بھی تو۔

نہیں آپ الگ طرح کی باتیں کرتے ہیں۔

آپ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں؟

میرا چند دن کا مشاہدہ کہتا ہے۔

اتنے دنوں میں کوئی کسی کا مشاہدہ کیسے کر سکتا ہے؟

ہو جاتا ہے۔آپ کی باتیں بھی منفرد ہیں آپ بھی۔

مجھے نہیں اندازہ۔

مجھے ہے،آپ بات مجھ سے کر رہے ہوتے ہیں۔دھیان دیوار کی طرف ہوتا ہے۔

یہ بڑی بات ہے؟

ہاں۔

ممکن ہے میں اداکاری کر رہا ہوں۔میں متاثر کرنے کی کوشش میں لگا ہوں

نہیں آپ کی باتوں سے پتہ چلتا ہے آپ اداکاری نہیں کرتے ،اُس نے کہا

ایسے ہی دونوں باتیں کرتے جب بھی موقع ملتا۔لڑکی پوچھتی رہتی کچھ نہ کچھ اور وہ بتاتا رہتا۔وہ جوں جوں باتیں کرتا لڑکی کے دل میں اترتی جاتیں۔ایسے ہی اک دن وہ اس کو کچھ سمجھا رہا تھا کہ کومل کا فون آیا

ہیلو السلام علیکم۔

ہاں کیا ہے؟

میں نے سلام کہا۔

ہاں ٹھیک ہے اس وقت دن کو؟ خیریت ہے ناں؟

میں نے کیا کہا؟

ہیلو کہا۔

میں نے سلام بھی کہا۔

ہاں تو ٹھیک ہے کہو ناں

کہوں تمہارا سر بُدھو جواب تو دو

دے تو رہا ہوں۔

وعلیکم اسلام کہو۔

وعلیکم اسلام۔

اور یہ سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟

تم بلاؤ تو ایسے ہی حال ہوتا ہے ناں میرا۔

ہوتا ہے مگر آج زیادہ نہیں کیا؟ مصروف تھے کیا؟

ہاں وہ دادی کے پاس تھا

تمہاری دادی فوت نہیں ہو چکیں۔

اک نئی سے پالا پڑا ہے بتایا تو تھا۔

وہ جو کچھ ہفتوں کے لیے آئی ہیں؟

ہاں، بہت سیانی باتیں کرتی ہے۔

وہ اگر آئی ہے تو پڑھائی میں مدد بھی کر دینا اس کی۔مصروفیت کو سر پر نہ چڑھائے پھرنا؟

ہاں کوشش کرتا ہوں۔

بات ہوئی تھی؟

ابے سے؟

ہاں۔

نہیں چند دن ٹھہر کر کروں گا میں نہیں چاہتا اسے ذرا سا بھی شک ہو یا میرا بات کرنا گراں گزرے۔

ہاں ٹھیک ہے پھر بات کروں گی۔

ذرا تو رکو۔

ٹف سراؤنڈنگ۔

اچھا ٹھیک ہے، ماتھا ادھر کرنا۔

کیا؟

عقیدت بھری کِس

اچھا پھر۔

ہاں پھر سہی۔

لڑکی سے باتیں کرنا اچھا لگ رہا تھا ساحر کو۔ مرد کی فطرت کا بھی اسے بخوبی احساس تھا۔لڑکی بھولے پن میں اس سے محوِ گفتگو رہتی۔ وہ جو کچھ لکھتا کبھی کبھی اسے دکھاتا اور وہ اس کو پڑھ کر تبصرہ بھی کر دیتی۔ حسب معمول وہ ساحر سے کچھ نہ کچھ پوچھتی بھی رہتی۔ ساحر کو خود سے ڈر بھی لگنے لگا کہ وہ اتنی دلچسپی سے اس سے یوں باتیں کیوں کرتا ہے۔

ایسے ہی ایک دن لڑکی نے پھر کہا۔

''آپ بہت اچھے ہیں''

اتنی جلدی کیسے رائے قائم ہو جاتی ہے؟

بس ہو جاتی ہے۔

آپ نے کون سی بہت دنیا دیکھی ہے یا اتنی عمر گزاری ہے کہ یوں ہی کسی کے بارے میں فیصلہ کر لیں۔ جب زندگی میں اور لوگوں سے واسطہ پڑے گا تو پھر اندازہ ہو گا کہ میں کیسا ہوں۔ آپ ابھی بچی سی ہیں آپ کو کیا پتا مرد کی فطرت کا۔

مطلب؟

مرد کی فطرت بہت لالچی ہوتی ہے۔ وہ اچھا بھی کرتا ہے تو کسی لالچ کی وجہ سے۔

کیا لالچ ؟

کسی پر فتح پانے کا، لڑکی سامنے ہو اور وہ بھی جوان تو مر جاتا ہے مرد۔ میں اچھا نظر بھی آؤں تو مجھے ناقدانہ طور پر دیکھا کرو۔ اچھا ہونا اداکاری بھی ہو سکتی ہے

میرے لیے آپ کی باتیں نئی ہیں۔

جو سچ ہے وہ کہتا ہوں۔ زندگی سے واسطہ پڑے گا تو بہت کچھ پتہ چلے گا۔ جو نظر آئے وہ نہیں ہوتا اکثر وہ ہوتا ہے جو نظر نہیں آتا

آپ گھما پھرا کے بھی بات کرتے ہیں تو مجھے کبھی پتہ نہیں چلتا

ابھی نکی ہیں آپ، بڑی ہوں گی تو سب پتہ چلے گا۔ کبھی کبھی تو یوں لگتا ہے جیسے ہر طرف پھسلن ہی پھسلن ہے اور بچنے کا موقع بہت ہی کم، میں اگر آپ کو نکی ہی کہوں جتنے دن آپ یہاں ہیں تو کیسا لگے گا؟

جو آپ کو اچھا لگے کہہ لیں۔

گھوڑے نے اپنے دائرے سے باہر نکلنا چاہا تھا مگر نہ جانے کس چیز نے روک لیا تھا۔ اسے نکی کہہ کر ساحر کو اک دلی اطمینان ہوا ایسے لگا جیسے کوئی اچھا کام اس سے سرزد ہوا ہو اسے یہ بات بڑی عجیب لگتی تھی کہ آپ کسی لڑکی سے چند دن بات کریں اور اس تعلق کو بعد میں دوستی کا نام دے دیں۔ وہ نکی کو کوئی الگ سی جگہ ہی دینا چاہتا تھا جو اس نے دے لی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ چند ہفتوں کے لیے جو لڑکی آئی ہے اس سے اس کی گفتگو کوئی بھی غلط رخ اختیار کر لے۔

دو انسانوں کے درمیان صرف دو انسانوں جیسا تعلق ہی کیوں نہیں ہو سکتا یہ سوال بھی اس کے ذہن میں اکثر گھومتا تھا۔ ضروری ہے کہ جو بھلا لگے اس کے ساتھ تنہائی میں ملاقات کے خواب آدمی دیکھنا شروع کر دے۔ کیا ہر وقت اندر سے حرص کا باہر نکلنا ضروری ہے۔ کیا جذبات ہر وقت اتنے ہی فتنہ پرور ہونے چاہئیں کہ جب چاہیں ہمیں بہا کر لے جائیں۔ کیا جذبات اتنی ہی سستی چیز ہیں کہ جب جہاں جی چاہے ان کو بہا دیا جائے۔ کیا کسی ایک سے عقیدت کا رشتہ اتنا پر اثر نہیں ہوتا کہ وہ انسان کو دوسری ہر جگہ منہ مارنے سے روک سکے۔ کومل کی الگاموں کا اثر اس بار بھی نظر آیا تھا۔ اس لڑکی کو بھلا سا نام دے کر وہ بہت مطمئن تھا۔ اس کے ساتھ باتیں کر کے اب اس کو خود سے کوئی ڈر محسوس نہیں ہوتا تھا اس کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے اکثر نکی کہتی

کوئی آپ کو دور سے دیکھ کر اندازہ نہیں کر سکتا کہ آپ اندر سے اتنے حساس ہیں

ہوں۔

آپ بہت حساس ہو چکے ہیں، بہت محسوس کرتے ہیں آپ چیزوں کو۔

ہوں۔

کچھ ہے جو آپ کو دوسروں سے الگ کرتا ہے کچھ ضرور ہے۔

ہوں۔

یہ آپ ہوں ہوں کیوں کرتے ہیں؟

منہ سے نکل جاتا ہے بس،

خود ہی نکل جاتا ہے کبھی تو آپ ایسا نہیں کرتے۔

موڈ کی بات ہے۔

یعنی یہ آپ کی عادت نہیں موڈ ہوا تو ہوں ہوں، نکی نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا

اک انسان کی عادت دوسرے پر اس طرح سے بھی اثر کرتی ہے

یہ آپ کسی کی وجہ سے کرتے ہیں؟

نہیں میں نے ویسے ہی کہہ دیا۔ کچھ دنوں بعد چلے جانا ہے تو جو باتیں میں نے سمجھائی ہیں وہ ضرور ذہن میں رکھنا

باتیں تو ذہن میں ہی مگر آپ نے مجھے کام سے بے فکر کر دیا ہے

دیکھ لینا رزلٹ اچھا آئے گا

آپ کی باتوں پر ہی بھروسہ ہے اب

ہاں دیکھ لینا،، جو بنیادی باتیں میں نے بتائی ہیں ان پر توجہ رہی تو سب ٹھیک ہوگا

آپ سوال کرنے والے کو گھما کر جواب کیوں دیتے ہیں؟

مطلب؟

آپ سے جب بھی اندر کی بات پوچھتی ہوں آپ مجھے اپنے جواب سے گھما دیتے ہیں۔ میں نے ابھی پوچھا کہ آپ کو ہوں ہوں کی عادت کس وجہ سے پڑی تو آپ نے کسی خوبصورتی سے مجھے میرے رزلٹ کی طرف دھکیل دیا۔

اس بارے میں پھر کبھی بات کریں گے

لیکن نکی کو پتہ تھا اس بارے میں کبھی بھی بات نہیں ہوگی۔ مزید ایک ہفتے تک اس نے چلے جانا تھا اور ان حالیہ دنوں میں نکی کو اندازہ ہو چکا تھا کہ اس شخص سے اندر سے کوئی بات باہر نکلوانا ناممکن سی بات ہے۔ لیکن نکی کو توجہ بہت زیادہ ملی تھی۔ جیسے کسی نے اس کو اٹھا کر بلندی پر بٹھا دیا تھا۔ بہت سی باتوں کا پتہ اسے یہاں آ کر ہی چلا تھا احتیاط اور محتاط ہونا کسے کہتے ہیں اس کا احساس اسے اب ہی ہوا تھا۔ گھوڑا بھاگ سکتا تھا مگر گھوڑے نے کومل کے ہاتھوں میں موجود رسی پر کوئی زیادہ زور نہ لگایا۔ ضرورت ہی نہ پڑی کہ کومل کو رسی کو کھینچ کر رکھنا پڑتا۔ وہ اپنے دائرے میں ہی رہا۔ تعلقات کو انسانی بنیادوں پر ہی ہونا چاہیے اس میں کسی کو شکار کرنے کا پہلو نہیں ہونا چاہیے اس نے نکی کو نکی کہہ کر خود کو سمجھایا تھا کہ وہ بڑے درجے پر ہے اس کی توجہ صرف ایسی ہی ہونی چاہیے جو اک بڑے کی کسی چھوٹے سے معصوم بچے پر ہوتی ہے۔ نکی مزید کچھ دن رہنے کے بعد گھر جا

چکی تھی آئندہ ایک ماہ بعد اس کا بھی تاریخ کا امتحان آنا تھا۔ کافی عرصے بعد اسے بھی امتحان میں بیٹھنا تھا۔ پہلے ایم۔ اے کے بعد کافی سالوں کا وقفہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیے۔ اپنی بے چینی کو ایک اور ڈگری میں تبدیل کر کے پتہ نہیں وہ کیا محسوس کرنا چاہتا تھا مگر اس میں اپنی تعلیمی قابلیت کو بڑھانے کا جب ایک بار خیال پیدا ہوا تو پھر بڑے شوق سے وہ اپنی بے پناہ مصروفیت سے وقت نکال کر تاریخ پڑھنے لگا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے بھی اس نے تاریخ پڑھنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ایک آدھ پیپر سے گھبرا گیا تھا کہ شاید اچھی طرح یاد نہ کر سکے وہ۔ لیکن اب اس کو ایسے لگا تھا کہ ایک ایم۔ اے کے بعد مزید کچھ نہ کرنا اس کی جنونی طبیعت سے میل نہیں کھاتا۔ پیچھے رہ جانے کا اک احساس جو اسے ہر دم ستا تا رہتا تھا اس کا اخراج بھی شاید وہ دوسری ڈگری کر کے کرنا چاہتا تھا۔ جیسے جیسے تھوڑا تھوڑا وقت چلتا گیا وہ پڑھتا رہا۔ ایک نئی کامیابی سے وہ اپنے اندر اطمینان محسوس کرنا چاہتا تھا بے پناہ مصروفیت کے باوجود اسے احساس ہوا تھا کہ کسی دن حذیفہ کو فون کرنا ہے۔ اسی خیال سے اس نے ایک دن حذیفہ کو فون کیا۔

ہیلو!

جی جناب کیا حال ہے؟

میرا جی چاہ رہا تھا آپ سے بات کرنے کو، مصروفیت نے ذرا وقت دیا تو سوچا حال چال پوچھ لوں۔

جی ضرور۔

اصل میں ہمارے ہاں آپ کی کومل سے بات ہوئی تھی ناں۔

جی مجھے اچھی طرح یاد ہے بھلا یہ بھی کوئی بھولنے والی بات ہے۔

کومل کی دوست کی زبانی مجھے آپ کے تھوڑے بہت معاملے کا پتہ ہے۔ وہ کہہ رہی تھی کہ کومل کافی ڈسٹرب رہتی ہے۔ کچھ کیا جانا چاہیے۔ کیا امکانات ہیں آپ دونوں کے حوالے سے؟

امکانات کوئی خاص نہیں ہیں جی، شاید آپ کو پتہ ہی ہو، دونوں خاندانوں کے درمیان تعلقات ہی اس سطح کے ہیں کہ امکان کم ہی نظر آتا ہے۔

پھر بھی کوئی تو راہ نکلتا ہے ناں آدمی؟

وہ تو ٹھیک ہے، ہم نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی۔ مگر ان کی طرف سے انکار ہو گیا

لیکن انکار کی کوئی وجہ تو ہو گی؟

انہیں میرے حوالے سے کچھ شکایات ہیں۔

تو آپ ان شکایات کو دور کیوں نہیں کر دیتے؟

میں دور کر بھی دوں تو چانس کم ہی لگتا ہے۔ ایک بار جس انداز سے انکار ہوا ہے اور دونوں خاندانوں کے درمیان جس قدر تعلقات خراب ہیں۔ میں کچھ بھی کرلوں اُس کے والدین نہیں چاہیں گے ہم تو ان سے پوچھ ہی سکتے تھے ناں۔

لیکن جن باتوں پر ان کو اعتراض ہے ان کو دور کرنے کی کوشش کرلیں تو حالات شاید آپ کے حق میں ہموار ہو جائیں۔

بہت گہرا مسئلہ ہے آپ شاید اندازہ نہ کرسکیں۔

ٹھیک ہے اب تو وقت کا مسئلہ ہے میں آئندہ کسی دن تفصیل سے بات کرنا چاہوں گا اسی موضوع پر اگر آپ آسانی سے بات کر پائیں تو؟

جی ضرور، مجھے آپ سے بات کر کے آج بھی خوشی ہوئی۔

ٹھیک ہے آئندہ تفصیل سے بات کریں گے تاکہ کوئی حل سوچا جاسکے،

بات تو اس موقع پر بھی تفصیل سے ہوسکتی تھی لیکن ساحر نے جان بوجھ کر ہی مختصر بات کو ترجیح دی لیکن اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ حذیفہ اس سے بلا جھجک بات کرسکتا ہے۔ اسے کومل کے ساتھ اپنے تعلق کی سچائی کا اندازہ تھا لیکن کوئی تیسرا شخص دو کے درمیان کے سچ کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ آہستہ آہستہ حذیفہ سے بھی ایک طرح کی اپنائیت محسوس کررہا تھا وہ۔ ''اگر ان دونوں کے ملنے کا امکان بن جائے تو کتنا سکون پاؤں گا میں! اکثر وہ سوچتا انسان جس سے پیار کرتا ہے اس کے ماحول سے بھی لگاؤ رکھتا ہے، اور اُس کو کومل سے پیار تو تھا ہی نہیں، عقیدت تھی۔ ایسے ہی وہ حذیفہ سے کتنی اپنائیت محسوس کرتا ہوگا اس کا اندازہ تو حذیفہ بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ احتیاط سے قدم آگے بڑھا رہا تھا۔ دونوں کو ملا کر وہ اپنے اندر نہ جانے کس طرح کی تسکین پانا چاہتا تھا۔ لیکن بہرحال یہ بات طے تھی کہ وہ دونوں کو اکٹھے دیکھنا چاہتا تھا۔

امتحان کے دن قریب آنے کی وجہ سے تھوڑی سی الجھن محسوس کرنے لگا تھا۔ لگتا تھا ایک بندش آہستہ آہستہ طاری ہورہی ہے۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں چوکر تیاری ہی ترک نہ کردے۔ اسی دباؤ کے سبب ایک دن کومل سے کہنے لگا

جوں جوں امتحان قریب آرہا ہے۔ ذرا الجھن ہونے لگی ہے۔

تم آسانی سے کرلو گے دیکھنا۔

کیسے؟

جتنا علم تمہارے پاس ہے وہ اپنا کام دکھائے گا۔

پھر بھی نصاب کا اپنا تقاضا ہوتا ہے۔

ہوتا ہے، ذہن جتنا بھرا ہے تمہارا، دیکھ لینا کتنے آرام سے کرو گے۔

واقعی اس نے بڑے آرام سے سال اول کے پرچے دے دیے تھے۔ ایک بار کافی سالوں بعد امتحان میں بیٹھنے کی وجہ سے خود کو کافی تر و تازہ محسوس کررہا تھا۔ امتحان سے فارغ ہوکر دو ہفتے بعد ہی سال دوم کی کتابیں منگوالیں۔ اور قدیم ہند کی تاریخ پڑھنا شروع کردی۔ بیک وقت کتنے ہی کام ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ حذیفہ سے بات کر کے اس کو درست راستے پالانا، سرکاری فرائض کی ادائیگی کے بعد اپنے نجی کام میں دلچسپی۔ ہر وقت کومل کے لیے کسی بھی کام کے کرنے پر تیار رہنا۔ پڑھائی سے اسے کبھی بھی بہت زیادہ رغبت نہیں رہی تھی۔ چونکہ خاندان پڑھا لکھا تھا اس لیے امتحانی مراحل کامیابی سے طے کرتا گیا۔ بہت زیادہ محنت جسے کہتے ہیں وہ زمانہ طالب علمی میں اسے کبھی نہ کی تھی۔ اب تاریخ کا امتحان دینے کے بعد اس کو لگا کہ جیسے واقعی کو اس کر پڑھ کر سکون محسوس ہوا ہے۔ اسے لگا پڑھائی سے لطف اندوز ہوا جاسکتا ہے۔

کوئی بھی چیز ہماری زندگی پر ایک ہی طرح اثر انداز نہیں ہوتی۔ مختلف افراد پر ایک ہی چیز کا اثر مختلف طرح سے ہوتا ہے۔ کچھ سالوں سے کیونکہ معاملات کو کریدنے کا خبط اس میں پیدا ہو چکا تھا۔ اس لیے تاریخ ہند کو بھی اس نے زیادہ رغبت سے پڑھنا چاہا۔ پرانی عمارتیں فلمیں اسے شروع سے ہی اپنی طرف کھینچتی تھیں۔ قبل مسیح کے واقعات نے اس کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ مہاتما بدھ کا ایک پر آسائش زندگی کو ترک کر کے گھر سے باہر چلے جانا، مہاویر کی سخت کوشی اس کے دماغ پر ایسے اثر انداز ہو رہی تھیں جس کے بارے میں اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

آخر کیا تھا کہ اتنی پر آسائش زندگی مہاتما بدھ نے چھوڑ دی؟

اتنی نامور ہستی زندگی سے خود کو دور کرنے پر کیسے آمادہ ہوگئی؟

مہاویر نے خود کو کتنی سخت کوشی میں ڈالا کہ خود کی خبر بھی نہ رہی

اک اچھی خاصی زندگی کے ہوتے ہوئے ترک کر دینے کا یہ انداز کیا معنی رکھتا ہے؟

بڑھاپے میں کوئی خود کو دنیاوی لذتوں سے دور کر لے تو سمجھ میں آتا ہے۔ اعصاب بھی جواب دے جاتے ہیں۔ موت بھی سامنے نظر آتی ہے۔ مگر جوانی میں ہی یوں زندگی کی لذتوں کو چھوڑنا کوئی معمولی بات تو نہیں۔ تاریخ کے ان ابتدائی مراحل پر ہی کچھ انسانوں نے اس حقیقت کو پا لیا تھا کہ زندگی کا سارا جھمیلا سب سراب ہے۔ اصل پناہ کہیں اور ہے، سکون کسی اور چیز کا نام ہے۔ تب تو انسانی زندگی اپنے معاشرتی ارتقاء کے ابتدائی مراحل پر تھی۔ کوئی یونیورسٹی نہ ریسرچ سینٹر نہ زندگی کے اسباق ہی ابھی اتنے زیادہ پڑھے گئے تھے۔ نہ انسانی دماغ کا اتنی گہرائی سے تجزیہ ہوا تھا، نہ شعور، لاشعور، تحت الشعور کی تقسیم سامنے آئی تھی۔ تحلیل نفسی کا تو تصور ہی کیا۔ انسان پہیوں سے چلنے والے ریڑھے بنا کر ہی شاداں تھا۔ زبان دانی کے اصول تک جب ناپید تھے یا اپنی ابتداء میں ہی تھے۔ کیا تھا تب؟ اتنی کم چیزوں کی موجودگی میں بھی کچھ لوگ تب زندگی کی حقیقت کو پا گئے تھے کہ سب یونہی ہے، بے کار ہے سب۔

”اعصاب کی تھکن ہمیشہ پناہ کی تلاش میں ہوتی ہے“

اُس کا جی چاہتا تھا کہ اسی ماضی میں کہیں جائے چھپ جائے۔ اک سکوت ہو نہ کوئی موجودہ دور کا شور شرابا اور نہ مسائل۔ ساری کتاب وہ بہت رغبت سے پڑھ رہا تھا۔ اردگرد سب پھیکا لگنے لگا تھا۔ ہر چیز لگتا تھا جیسے آنے والے دنوں میں اپنا مفہوم کھو دے گی۔ ماضی کے تصور میں ادب کے کردار بھی اب اُس کے لیے بامعنی ہو گئے تھے۔ گوتم کا تیر کر ندی پار کرنا، گھاٹ پر لڑکیوں کا ایک طرف بیٹھ کر باتیں کرنا، گوتم کا یہ سوچنا کہ لڑکیاں کتنی باتونی ہوتی ہیں، اُس کا اُنہیں نظر بھر کر دیکھنے کو جی چاہنا، خصوصاً اُس ساڑھی والی لڑکی کو جس نے بالوں میں چنپا کا پھول لگا تھا۔ اُس کے ساتھ نچلی سیڑھی پر جو لڑکی آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔ اس کے گھنگریالے بال، کتابی چہرہ، جڑی ہوئی بھنویں، اُس کا دونوں کے قریب جا کر لحظہ بھر کے لیے دیکھنا پھر نظریں جھکانا، گھاٹ کی آخری سیڑھی پر پہنچ کر تیزی سے چھلانگ لگانا، سب ساحر کو مسحور کر رہا تھا۔ گوتم کا یہ سوچنا ” آزادی نہیں ہے، آزادی نہیں ہے، کھلی فضاؤں میں سر ساگر کی لہروں میں ذہن کی وسعت میں آزادی کہیں نہیں ہے، میں بندھا ہوا ہوں، میں کچھ نہیں کر سکتا، میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔ یہاں تک کہ ایک روز تاریخ، ناموں کا تسلسل، زمان و مکان مجھے نگل جائیں گے“

شوالک، ویویکا، الکھ نندا، سریو، کبھ، وتستا، ورناوتی، ویاس، بھدرا، روپ نندا، سوما، وملا، ملکنا، سرجو، شاردا، درگاوتی، مندکینی، مدھومتی، گومتی، امباپالی، کنڈل کیشی، ملکہ کھیم، انوپم، صبارانی، نرملا، چمپک، اوما، گوری، لکشمی، آشہ، کماردیوی، پرباوتی، رتناوالی، وشنو گپتا، راجہ بوجھ، کالی داس، راجہ شیکھر، شدھرک، کارتک پورنیا کا تہوار، ارتھ شاستر، مالتی مادھو، یہ سارے دریا، ندیاں، لڑکیوں اور عورتوں کے نام مشہور لکھاری اور تہوار اُس کو اپنی دنیا میں کھینچ رہے تھے۔ وہ اس دنیا میں اک خاص کشش محسوس کرتا تھا۔

میگھ، سری، ہنڈول، توڑی، چھایا، للت، جیسے راگوں کے نام اُسے مسحور کرتے تھے۔ اداکار اور رقاص کا اپنی آنکھوں بازوؤں ہاتھوں اپنے پیروں سر اور پورے جسم کے ساتھ کائنات و زندگی کی کہانی سنانا، آنکھوں انگلیوں اور بازوؤں میں آہنگ قائم کرنا اُسے مسحور کیئے ہوئے تھا۔ آنکھوں کے تین طرح کے اشاروں کی پینتالیس قسمیں، گردن کے نو اشارے، ہاتھ کی مدراؤں کی چار قسمیں اور ہر قسم کی چوبیں علیحدہ علیحدہ شاخیں، ان گنت طرح کے لوچ اور جھکاؤ، جسم کی ایک سو آٹھ انداز کی حرکات، نٹ راج کے ایک سو آٹھ مختلف ناچ، یہ ساری چیزیں اُسے ایک نئی دنیا میں لے جا رہی تھیں جیسے کوئی امن کی سرزمین ہو۔ مگر جنگ تو ایسے ماحول میں بھی ہوئی جب چندر گپت نے سارے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ گوتم کو بھی لڑنا پڑا انگلیاں کٹوانے کے لیے۔ جنگ کے خیال سے اُس کا ذہن چلتا چلتا آریاؤں دراوڑوں کی کشمکش، مہابھارت، ٹرائے کی جنگ، واٹرلو، برصغیر پر انگریزوں کے قبضے اُس سے پہلے مغلیہ سلطنت کے زوال اور آپس میں لڑائی پہلی جنگ عظیم دوسری جنگ عظیم، سرد جنگ، کورین جنگ، جنگ کریمیہ، بلقان کی جنگ، برصغیر کی آزادی، پینسٹھ اکہتر کی جنگ، عراق کویت جنگ، نائن الیون اور موجودہ دنوں تک آ جاتا اور وہ سوچتا انتشار جو ہر دور میں ہوتا ہے اور اُس دور میں بھی تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ ماضی کے حقیقی اور ادبی کرداروں میں خود کو موجود پا کر اک سکون اور غنودگی میں تھا۔ ماضی کی طرح اب بھی جو موجود ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ اس خیال نے اُسے کافی مایوس کر رکھا تھا۔

اُس کا پریشان ہونا بجا تھا۔ ماضی کا اک دروازہ اُس کے سامنے کھل گیا تھا۔ خیالات کا سیلاب صرف اپنے خطے تک محدود نہیں رہا تھا دنیا کے دوسرے حصوں کی طرف بھی اُس کا دھیان چلا جاتا اور اپنے خطے کے تاریخی واقعات کا بھاؤ بھی سارے زمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔ دنیا میں کتنے واقعات ہوئے شاندار انقلاب، معرکہ بلین ہیم، معرکہ رامائی کی، معرکہ پلاکے، معرکہ شیرف میور، معرکہ فونت نوا، جنگ ہفت سالہ، جنگ امریکہ، معرکہ بالاکلاوا، معرکہ انکرمان، روس ترکی جنگ ان سے کوئی نتیجہ حاصل ہوا مستقبل کی کوئی جنگ روکی جاسکی؟

بھوپال کی جنگ، کرناٹک کی پہلی، دوسری اور تیسری لڑائی، پلاسی کی لڑائی، میسور کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی جنگ، مرہٹوں کی پہلی، دوسری اور تیسری جنگ، برما کی جنگ، سکھوں کی پہلی اور دوسری جنگ، جنگ بکسر کے نتائج آنے والی کسی جنگ کو روک سکے؟ ایٹمی اسلحہ کی تخفیف کا معاہدہ، میزائل کنٹرول معاہدہ، این۔ پی۔ ٹی، سی۔ ٹی۔ بی۔ ٹی، معاہدہ انٹارٹک، اوٹر سپیس معاہدہ، معاہدہ لوزان، معاہدہ عدم افزائش، سالٹ اوّل دوم اسلحے کے پھیلاؤ کو روک پائے؟

معاہدہ سیورے، صلح نامہ ویسٹ فیلیا، ویانا کانفرنس، معاہدہ ورسیلز، ڈربن کانفرنس، جنیوا کانفرنس، معاہدہ تاشقند، شملہ معاہدہ تناؤ میں کمی کر پائے؟

سچل سرمست، سلطان باہو، میاں محمد بخش، شاہ حسین، وارث شاہ، بلھے شاہ، گرو گورکھ ناتھ، گرو چرپٹ ناتھ، پورن بھگت، شاہ شمس

سبزواری، فریدالدین گنج شکر، گرونانک دیوجی، گرورام داس، گروارجن، شیخ فریدالدین ابراہیم ثانی، دمودرداس دمودر، بابا نوشہ گنج بخش، پیلو، مولوی عبداللہ لاہوری، نعمت خان جان، حکیم درویش، عبدالکریم جھنگوی، جلھن، محمد بخش نوروز، حافظ برخوردار، طیب شکوہی، نعت رام نعمتی، سکندر خان ،سائیں غلام دین ہزاروی، محمد دین مائیو، شیخ عبداللہ ملتانی، حافظ لاہوری، شاہ حبیب، شاہ ظریف، ستھرا شاہ، گروتیگ بہادر، گروگوبند سنگھ، بہاری لال بہاری، مولوی حبیب اللہ فقیر، شاہ مراد، عنائت درویش، شاہ شرف، احمد گوجر، سیّد علی حیدر ملتانی، مولوی غلام محی الدین، خواجہ فرد فقیر، چراغ اعوان، نجابت، صدیق لالی، شاہ جہان مقبل، غلام قادر شاہ بٹالوی، بہبل لاہوری، مولوی لطف علی، حمل خان لغاری، حامد شاہ عباسی، ہاشم شاہ، مولانا عبدالحکیم اچوی، حافظ جمال اللہ اعوان، منشی غلام حسن شہید، مولوی احمد یار مرالوی، حاجی امام بخش، حافظ محمد بارک اللہ، حافظ محمد، شاہ محمد، منشی غلام حسن گامن، شاہ چراغ چوہانوی، قادری یار، مولوی محمد علم، سیّد اکبر شاہ، میران شاہ بخاری، پیر محمد، حمل فقیر عبدی قیصر شاہی، مولوی عبدالستار، سیّد فضل شاہ، میاں ہدایت اللہ، سید میراں شاہ، مولوی غلام رسول، محمد بوٹا گجراتی، حکیم گاموں خاں۔ سر شہاب الدین، مولوی دل پذیر، مولا بخش کشتہ، اُستاد ہمدم، عبدالمجید سالک، پیر فضل گجراتی، بابا فیروزدین شرف جیسےلکھنے والے موجود تھے اُن کی کہی باتوں سے کتنوں نے اثر لیا؟

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، خواجہ قطب الدین، بختیار کاکی، مخدوم علی احمد صابر، شیخ نظام الدین اولیاء، نصیر الدین محمود، چراغ دہلوی، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز، شیخ بہاؤالدین ذکریا، شیخ صدرالدین عارف، شیخ رکن عالم، مخدوم جہانیاں، شیخ جلال الدین تبریزی، شیخ شرف الدین منیری، شیخ محمد غوث گیلانی قادری، حضرت بوعلی قلندر، لال شہباز قلندر، پیر منگھو جیسے صوفیا نے جو راست بازی کی تلقین کی اُس سے حکمرانوں کی خرابیوں کو کتنا اثر پڑا؟

تاریخ فیروز شاہی، طبقات ناصری، خزائن الفتوح، تاریخ مبارک شاہی، مخزن افغانی، تاریخ رشیدی، تذکرۃ الواقعات، ہمایوں نامہ، تزکِ بابری، اکبرنامہ، آئین اکبری، سوانح اکبری، تزک جہانگیری، اقبال نامہ جہانگیری، ماثر جہانگیری، تاریخ شاہ جہانی، عمل صالح، ظفرنامہ عالم گیری، عالم گیرنامہ، طباطبائی کا بادشاہ نامہ، سیر المتاخرین، عبرت نامہ، بادشاہ نامہ، تاریخ مظفری جیسی تاریخوں سے سلاطین اور مغلوں نے کیا سیکھا؟

تقسیم کے وقت اتنا خون خرابہ کہ امرتا پریتم کہہ اُٹھی ''اَج آکھاں وارث شاہ نوں......اور پھر اُدھر گولڈن ٹیمپل کا واقعہ خالصتان تحریک جالندھر امرتسر میں سرِشام سڑکوں اور بازاروں کا سنسان ہوجانا، ردِعمل میں دھلی میں ہزاروں سکھوں کا خون اور ادھر آئین کی پامالی فوج بیوروکریسی کا گٹھ جوڑ مارشل لاء نظریہ ضرورت افغان جنگ کے اثرات، ہیروئین کلاشنکوف کی آمد اور.......................

تاریخ نویسی شعراء، صوفیا، ادیبوں اُن کے تخلیق کیئے ہوئے کرداروں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ مگر انسان کی سرشت ویسی کی ویسی جیسے ہزاروں سال پہلے......

اس سارے سلسلے میں ہماری اپنی زندگی انتہائی محدود، صدیوں سے بنی ہوئی عمارتیں اور چیزیں ابھی تک موجود ہیں اور انہیں بنانے والے دماغ اور ڈھانچے جوان دماغوں کو لیے پھرتے تھے نہ جانے کب سے مٹی میں مل گئے۔ خیالات کی یلغار میں اُسے اپنا آپ انتہائی بے بس لگتا، سوچتا ایک دن وہ بھی وقت کے ریلے میں بیٹھ جائے گا۔

وہ کہاں ہوگا؟

وہ کہاں ہوگی؟

سارے دعووں، عقیدتوں، فکر، توجہ کا کیا مطلب؟

ایرانی تہذیب، عربی تہذیب، ہندو تہذیب، ہندی تہذیب، چینی تہذیب، منوئی تہذیب، سمیری تہذیب، خطی تہذیب، بابلی تہذیب، انڈی تہذیب، میکسیکی تہذیب، یوکاٹی تہذیب، مایائی تہذیب، مصری تہذیب، وقت نے کیسے رنگ دکھا دیئے تھے۔ اپنے وقت پر ہنستے کھیلتے وجود آنے والے زمانے میں بے نام ونشاں ہوگئے۔ ایسے ہی زندگی میں کبھی کبھی اُسے اپنا وجود بے معنی سا لگنے لگتا جیسے اُس کی مرضی کے کوئی معنی نہیں۔

بارہا گفتہ ام وبار دگر میگویم　　　　که من دل شدہ ایں راہ نخود می پوئم

کومل نے بھی اُن دِنوں ایک ادارے میں چند ماہ کے لیے داخلہ لے لیا تھا جہاں سلائی کڑھائی کا کام سکھایا جاتا تھا۔ ساحر کو ذرا سی حیرانگی بھی ہوئی کہ اُسے یہ بھی شوق ہے سیکھنے کا۔ امتحان کے بعد کومل فارغ تھی تو اس نے سوچا ایم۔ اے کے امتحان سے پہلے جو ذرا سا وقفہ ہے اس کو کسی ہنر کے سیکھنے میں استعمال کر لے۔ دونوں کے درمیان ملاقات ہو جاتی تھی مگر ذرا وقفے سے۔ ساحر کو ہمیشہ اچھا لگتا کہ جب بھی ملنے کا پروگرام ہو تو کومل اس سے کہے۔ اب کافی ہفتے ہو چکے تھے دونوں کے درمیان ملاقات ہوئے۔ باوجود اتنی زیادہ عقیدت کے ساحر اس اعتماد سے خالی تھا جو اس کے پاس ہونا چاہیے تھا۔ جب وہ اس کو ملنے کے لیے کہتی تو جیسے توانائی سے بھر جاتا۔ وہ نہ کہتی تو کڑھتا رہتا مگر اس کو اس اعتماد سے نہ بلاتا جو اُس میں ہونا چاہیے تھا۔ موبائل پر مہینوں کا رابطہ بدستور جاری تھا اور ہر رات سوائے کسی ایسے موقع کے جب کومل کسی وجہ سے حد درجہ مصروف ہو، وہ دونوں گھنٹوں رابطے میں رہتے۔ ماضی کے تصور میں کھوئے ہوئے ایک رات وہ ایسے ہی بیٹھا تھا کہ کومل نے کہا۔

ہائے سیری۔

ہاں؟

کافی دیر تک کومل انتظار کرتی رہی لیکن ساحر کی طرف سے مزید کچھ موصول نہ ہوا۔ وہ ہمیشہ توقع کرتی تھی کہ وہ بات شروع کرے اور کرتا ہی جائے

سیری؟

ہاں؟

کیا بات ہے، کچھ کہو ناں؟

تو اور کیا کر رہا ہوں؟

کسی نے کچھ کہا؟

نہیں تو۔

میری جان تمہیں یوں چپ دیکھ کر میری جان پر بن جاتی ہے۔ کچھ کہو۔

تمہیں اپنے کورس سے کب فارغ ہونا ہے؟

ایک آدھ ماہ تک، کیوں کیا ہوا؟

ویسے ہی پوچھا۔

بہت مصروف ہو گئی ہوں ناں، میں نے داخلہ لے کر ٹھیک کیا ناں؟

ہنر ہے۔ سیکھ لینا چاہیے، خواتین کے عمر بھر کام آتا ہے۔

تم اتنے چپ کیوں ہو؟

مجھے جھجک سی آنے لگی ہے کومل۔

کس سے؟

کوئی لاڈ والی بات کرنا بھی چاہوں تو رک جاتا ہوں۔

ہوں۔

لگتا ہے جیسے میں تمہیں ملنے کے لیے کہہ ہی نہیں سکتا۔

کیوں؟

شرم سی آجاتی ہے۔

اچھا تو اب مجھ سے شرم آئے گی؟

یہ بات نہیں۔

تو اور کیا بات ہے؟

یقین کی کمی سی لگنے لگتی ہے تم پاس بیٹھ جاؤ کبھی تو سب ٹھیک لگتا ہے، اگر پاس نہیں تو ہزاروں طرح کے خیالات اور وہم لگ جاتے ہیں مجھے، انتہائی پریشانی ہوتی ہے مجھے

مجھ پر یقین ہے ناں؟

ہاں، حد سے زیادہ۔

تو پھر؟

تم آنے کا کہو تو اعتماد لگتا ہے خود پر۔ وقفہ ہو جائے تو لگتا ہے جیسے طویل ہوتا جائے گا ایسے ہی ایک طرح کی یاسیت نے گھیرا ہوا ہے آج کل

ہاں وہ تو تمہاری باتوں سے لگ رہا ہے، اچھا اب موڈ ٹھیک کرو۔

ہاں کرتا ہوں۔

کرتا ہوں نہیں۔ کرو۔

کرلیا۔

اک پاری دو۔

ہاں دے دی۔

کہاں دی؟

تم نے کہا تو دے دی ناں۔

تمہارا دماغ ٹھکانے پر تو ہے ناں؟

کیا ہوا اب؟

مجھ سے یہ پوچھا کہ پاری کہاں دوں، ماتھے پر، ہونٹوں پر یا ناک پر؟

ہاں بتاؤ کہاں پر

اپنے سر پر کرلو اچھا۔

سنو تو۔

رہنے دو۔

پلیز سنو تو۔

پھر سہی خدا حافظ۔

اپنی مایوسی کی کیفیت میں کومل کا موڈ بھی اس نے خراب کر دیا تھا۔ کون سی باتیں اس کو یوں مایوسی میں دھکیل رہی تھیں وہ بتا ہی نہ سکا۔ اسی حالت میں وہ اُس کا موڈ خوشگوار کرنے کا طریقہ سوچنے لگا۔ اسی دوران فون کی گھنٹی بجی

ہیلو

ہیلو

جی کون؟

بھلا پہچانیں تو۔

ہاں نکی؟

شکر ہے آپ نے پہچان تو لیا۔

کیوں کیا ہوا؟

آپ نے پوچھا ہی نہیں کہ پیپر کیسے ہوئے۔

مجھے پتہ تھا بہتر ہوئے ہوں گے۔

میں انتظار ہی کرتی رہی۔

میں اک دن فون کرنے لگا تھا مگر پھر رہنے دیا۔

وجہ؟

مجھے لگا عجیب لگے گا۔

آپ واقعی عجیب ہیں۔ پہلے کسی کو آسمان پر بٹھاتے ہیں اور پھر۔

پھر؟

رہنے دیں۔

کیوں کیا ہوا بولو؟

آپ ایسے نظر انداز کرتے ہیں دوسرے کو کہ وہ تڑپتا جاتا ہے

میں نے جان بوجھ کر تو ایسا کچھ نہیں کیا۔ آپ چند ہفتے آئیں۔ آپ کی مدد کی۔ اب اگر میں بعد میں آپ کے گھر فون کرتا تو عجیب لگتا ناں ان کو۔

گھر والوں کو پتہ ہے آپ کس طرح کے انسان ہیں۔

پھر بھی مجھے لگا۔

اصل میں آپ سوچتے بہت زیادہ ہیں۔

تو کیا حرج ہے اس میں؟

حرج تو کوئی نہیں مگر کوئی حد ہوتی ہے۔

اچھا میں آئندہ خیال رکھوں گا۔

اب اس بات پہ بھی زیادہ غور شروع نہیں کر دینا کہ میں نے آپ کو یہ بات کہی بس جو دل میں آیا کہہ دیا۔

بس ٹھیک ہے۔

اُس نے کہہ تو دیا ٹھیک ہے۔ مگر اسے بعد میں ذرا بھی ٹھیک نہیں لگا۔ ہمیشہ کی طرح اس نے اپنی ذات کا سخت تجزیہ شروع کر

دیا۔ بظاہر اسے خود میں نکی کے حوالے سے کوئی خامی نظر نہیں آ رہی تھی شائد انسانی تقاضا تھا کہ اسے بعد میں بھی اس کا حال چال پوچھنا چاہیے تھا۔ لیکن اسے تو ہر کام میں جواز تلاش کرنے کی پرانی بیماری تھی۔ اسے لگا تھا کہ نکی کے جانے کے بعد اس کو فون وغیرہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ اسی لیے وہ ایسا نہیں کر سکا تھا۔ لیکن کسی کو بیٹھے بٹھائے یوں ناراض کر لینا بھی کوئی عقلمندی تو نہیں۔ حالانکہ اسے خیال آیا تھا کہ امتحان کے بعد کی کارکردگی کے بارے میں پوچھ لے۔ اب اسے یہ فکر تھی کہ آئندہ اگر کبھی وہ نکی کا حال پوچھ ہی لے تو نکی ضرور سمجھے گی کہ وہ اس کا دل رکھنے کی کوشش کر رہا ہے اور اگر خاموش رہے تو پھر اُس کی شکایت تو برقرار رہے گی۔ اگلا دن اسی کشمکش میں گزرا بے پناہ مصروفیت کے باوجود اس کا ذہن کسی نہ کسی بات پر اٹکا رہتا تھا۔ یہی حال اگلے دن بھی تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ خود کو مزید پریشان کرتا نکی کا فون آ گیا

ہیلو

ہیلو کیا حال ہے؟

میں ٹھیک ہوں۔

وہ مجھے رات خود پر بہت غصہ آیا۔

کیوں کیا ہوا؟

لگتا ہے میں کل کچھ زیادہ ہی بول گئی۔

ہو جاتا ہے۔

میں سوری کرنا چاہتی ہوں۔

ایسی کوئی بات نہیں۔

نہیں مجھے ذرا بھی اچھا نہیں لگا۔

جب میں نے شکایت کی ہی نہیں تو مطمئن رہیں ناں۔

آپ گریٹ ہیں، میں صرف یہی کہنا چاہتی تھی۔

اس میں گریٹ والی کیا بات ہے۔ مجھ پر غصہ آ گیا تو کیا ہوا، ممکن ہے مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہو۔

نہیں مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ آپ بہر حال بہت مصروف ہوتے ہیں میرے ذہن میں یہ بات تو ہونی چاہیے تھی ناں۔

ٹھیک ہے۔ اب اس کو زیادہ مسئلہ نہ بنائیں ناں۔

مجھے تو کافی فکر تھی۔ یہ بھی پتہ تھا آپ یہی کہیں گے کہ کوئی بات نہیں

کبھی آدمی کو غصہ آ ہی جاتا ہے آپ کو آ گیا تو کیا ہوا نکی؟

آپ ڈفرنٹ ہیں مجھے اور کچھ کہنا نہیں آتا۔

اچھا تو آج کل کیا ہو رہا ہے۔

فارغ ہوں بالکل، کبھی کبھی امی جان کا کام میں ہاتھ بٹا لیتی ہوں۔

اب تو رزلٹ کا انتظار ہے مجھے۔

ہاں مجھے بھی بہت ہے۔ آپ کی باتوں پر عمل کر کے امتحان دیا۔ زیادہ نہیں پڑھا۔ آپ کی تسلی کی وجہ سے۔ میرے رزلٹ کو کچھ ہوا ناں تو آپ ذمے دار ہوں گے

سب ٹھیک ہو گا

میں نے گھر واپس آ کر تو پھر سمجھیں کہ پڑھا ہی نہیں آپ نے اتنا بے خوف کر دیا تھا اور اب جوں جوں رزلٹ قریب آ رہا ہے ڈر لگ رہا ہے۔ بہت۔

سب ٹھیک ہو گا دیکھ لینا، دعا کرتے رہنا۔ ہم صرف کوشش کر سکتے ہیں۔ باقی معاملات تو کائنات کی اسکیم میں شامل ہیں جس کو ہمارے لیے سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ ہم صرف کوشش کر سکتے ہیں۔ نتیجہ طے نہیں کر سکتے یہی سچ ہے۔

آپ مصروف ہوں گے میں پھر کبھی بات کروں گی۔

اچھا ٹھیک ہے خدا حافظ۔

نکی سے بات ہو کر اس کو کچھ تسلی ہو گئی تھی۔ یہ نہیں کہ اُس نے سوری کہا۔ بلکہ اس بات سے تسلی ہوئی تھی کہ اس کو وجہ کا پتہ چل گیا کہ کس وجہ سے ساحر اس کے واپس جانے کے بعد اس سے بات نہ کر سکا۔ ساحر کو ہمیشہ یہ خیال رہتا تھا کہ اگر آپ میں سچ ہے۔ تو وہ اپنا آپ منوا لیتا ہے۔ بے شک کچھ دیر ہو جائے۔ اسے اندازہ تھا کہ نکی اس کے سچ کو ضرور جان جائے گی۔ وہ خوش تھا کہ اسے بھی اپنے رویے کے بارے میں ذرا وضاحت کرنے کا موقع مل گیا۔ اگر وہ اتفاقاً اگلے دن ہی فون نہ کرتی تو وہ خود کو کھوج کھوج کر اب تک ہلکان کر چکا ہوتا۔

فکر لگ جانا اس کی بڑی کمزوریوں میں سے ایک کمزوری تھی۔ ممکن حد تک اخلاص اس کا مطمع نظر تھا۔ زندگی میں کسی کے ساتھ کچھ وقت گفتگو کرنا کتنا اثر رکھتا ہے دوسرے پر، اس کا جیسے اس کو پہلی بار تجربہ ہو رہا تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ پہلے بھی اس کو اپنے حوالے سے بخوبی اندازہ تھا کہ حساس لوگوں کے لیے گفتگو ایک ذہنی خوراک ہوتی ہے۔ وہ جسم کے بغیر تو وقت شائد گزار لیں لیکن ذہنی خوراک کے بغیر مشکل ہو جاتا ہے۔

جانور بھی اکٹھے چرنا پسند کرتے ہیں، انسان تو پھر بھی سوچنے سمجھنے والا وجود ہے

خود کو شک کے پیمانے پر پرکھنا اس کی خامی تھی جس نے وہاں بھی اس کو تعلقات بنانے سے روکا تھا جہاں انسانی حوالے سے تعلقات بنانا کوئی حرج نہ تھا۔ لیکن کسی لڑکی سے گفتگو کر کے خود کو کوسنا کہ یہ سارا کسی مزے کے لیے کیا، اس کا مسئلہ تھا۔ اس سوال نے اسے اکثر الجھایا تھا کہ اگر ایک مرد کئی مردوں سے تعلق رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ایک سے زیادہ عورتوں سے اگر بات ہو جائے تو فکر کیوں لگ جاتی ہے۔ پھر اک سوالات و جوابات کا وسیع سلسلہ اس کے اندر بر سر پیکار ہو جاتا۔ اسی کشمکش کا نتیجہ اس کی حد درجہ احتیاط تھی۔ جس نے اس کو کچھ بھی نہیں دیا تھا سوائے

تعریف کے، جو اس کو سننے کو ملتی۔ اسی خیال سے اس نے نکی سے چلے جانے کے بعد پھر کبھی گفتگو یا رابطے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ لیکن اتنی وضاحت کسی سے کوئی کیسے کرے۔ دوسرا سننے والا بھی اتنا کچھ سن کر سٹپٹا جاتا ہے۔ اسی کشمکش سے جان چھڑانے کے لیے ایک بار اس نے کہا تھا

بچے، چائے بناؤ۔

اور نکی نے اس کو چائے بنا کر دی تھی۔ کسی اور کے نزدیک یہ ایک معمولی بات ہو سکتی تھی لیکن اس کے نزدیک اپنی حسوں پر یہ ایک فتح تھی۔ یہ کہہ کر وہ اس دن پر سکون ہو گیا تھا۔ خود کو اس نے یقین دلا دیا تھا کہ وہ بہت غلط ہو سکتا ہے مگر اتنا نہیں کہ ہر کسی پر جھپٹتا پھرے۔ مگر اتنا احتاط رہنے کے بعد اس نے کسی طرح حال چال پوچھنے پر بھی خود کو روکا تھا۔

اتنی الجھنوں میں رہنے والا شخص یقیناً دوسروں سے ذرا الگ ہوتا ہے۔ نکی نے ٹھیک کہا تھا۔ مگر اتنی پیچیدگی کے پیچھے کون سی وجوہات تھیں ان کا ذکر اس نے صرف کومل کے سامنے ہی کیا تھا وہ بھی سالوں کی تلاش کے بعد جو بھی اس نے کومل سے کہا تھا۔ وہ کچھ خاص تھا اس کے نزدیک جسے ہر جگہ کسی سے کہنا ممکن نہیں ہوتا۔ کسی بھی دوسرے کے بہت زیادہ قریب جانے سے اُس کو جو بات روکتی تھی وہ یہی بات تھی۔

ہمارے قریب وہی ہوتا ہے جو ہمیں اندر سے جانتا ہے۔ باہر سے تو کوئی بھی راہ چلتا کسی کو دیکھ لیتا ہے جو اندر جھانکتا ہے یا جھانکنے دیتا ہے وہی ہمارے قریب ہوتا ہے۔

جتنا وہ کومل کے قریب تھا اتنا کسی اور کے قریب ہونا اس لیے ممکن نہ تھا کہ وہ خود کسی دوسرے پر اس طرح ظاہر نہیں کر سکتا تھا جس طرح اس پر کیا تھا۔ اس کے نزدیک کسی کے قریب ہونے کا پیمانہ یہی ہے کہ آپ خود کو کسی پر کتنا ظاہر کرتے ہیں۔ کوئی آپ پر خود کو کتنا ظاہر کرتا ہے۔ اس نے خود کو کومل پر ظاہر کرنے پر کسی بھی طرح کی شرم کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اپنی ذات کا ادھورا پن کسی پر ظاہر کرنا بہت کٹھن ہوتا ہے۔ مرد اپنی ساری کارستانیاں عورت کو بتا سکتا ہے۔ دوسری عورتوں کو پھانسنے کا ریکارڈ بتا کے ہی مرد تسکین محسوس کرتا ہے۔ کسی عورت کو فتح کرنا، پھر اس کو دوسروں کے سامنے بیان کرنا اک نشہ ہے۔ تقریباً سب ہی اس نشے کو محسوس کرنے کے عمل سے گزرتے ہیں۔ اس بیوی کو بھی جس کے ساتھ شوہر کی کبھی بھی نہ بنی ہو اس کو بھی شوہر مرنے سے پہلے بتا ہی دیتا ہے۔

میرا فلاں فلاں سے.........

ایسا کہنا ایک تو غلطی کا اعتراف ہوتا ہے۔ دوسرا مرتے لمحوں میں اپنے کارناموں کو یاد کر کے تسکین لینا۔ ظاہر ہے تسکین دوسروں کے سامنے ذکر کر کے ہی آئے گی اور زیادہ تسکین دوسری عورت کے سامنے کر کے، بستر مرگ پر بیوی کے سوا اور کون سامنے ہو سکتا ہے۔

لیکن اپنی ذات کا ادھورا پن کوئی کبھی بیان نہیں کرتا۔ وہ تعلق مثالی ہو سکتا ہے اور عام درجوں سے کہیں اونچا جہاں مرد اپنا ادھورا پن کسی عورت سے بیان کر کے تعلق کی بنیاد کو سچ کی اینٹ سے استوار کرتا ہے۔ ساحر نے الگ راستہ چنا تھا کومل سے تعلق کو استوار کرنے میں، اپنا اندر یوں بیان کر دینا کہ ساری انا، عزت نفس بے معنی ہو جائے۔ اس نے ایسا کر دیا تھا اور من کا بوجھ اتار پھینکا تھا۔

ایسی بات محبوبہ سے نہیں کی جا سکتی۔ یہ اُس کا یقین تھا اور جس سے ایسی بات کی جائے اس سے محبت کا دعویٰ بے کار ہے۔ اس تعلق کو وہ

عام نام دے ہی نہیں سکتا تھا۔ایسی حالت کو ہر کسی کے سامنے کھول دینا ساحر کے لیے ناممکن ہو چکا تھا۔پیمانہ اونچا طے کر دیا تھا اُس نے۔اب اگر کسی سے کہہ بھی دیتا کہ پریشان ہوں یا تھکن ہے تو اس سے آگے بات کو لے جانا خود اس کے لیے کٹھن ہو جاتا۔کبھی ذہن اور طرف راغب ہو بھی جاتا تو اک مقام پر آ کر خود بخود رکاوٹ لگ جاتی۔ایسی ہی احتیاطیں تھیں جس کی موجودگی میں اس نے نکی کو ناراض کر دیا تھا۔لیکن چونکہ اس کو اپنے سچ کا یقین تھا اس لیے فوراً ہی بات نکی کی سمجھ میں آ گئی اُس کی بات پر اس نے نہ پہلے غصہ کیا تھا نہ اب تھا اس لیے اسے سوری سے بھی منع کر دیا تھا۔

اگلے سال سال دوم کا امتحان آنے سے پہلے ہی وہ چونکہ کتابوں کو ایک نظر دیکھ لینا چاہتا تھا اس لیے قدیم ہند کی تاریخ پڑھنا شروع کر دی تھی اور جب بھی وقت ملتا کافی زیادہ پڑھ رہا تھا۔حالانکہ سال پڑا تھا لیکن بات پھر وہی تھی کسی کمی کو دور کرنا۔جلد از جلد آگے نکلنے کی حسرت، بھڑاس جو چین نہیں لینے دیتی تھی۔کچھ پا لینے کی شدید کوشش جو عجیب وغریب حرکتیں کرواتی تھی۔

سکون کی کوشش میں بھی بے سکونی نکلتی ہے اکثر، یہی حال ساحر کا تھا۔کسی بہانے اپنا علم بڑھا کر تسکین لینا چاہتا تھا۔لیکن تسکین کیا ملتی، اک مایوسی تھی جو گھیرے ہوئے تھی۔نکی کے فون نے ایک دن کے لیے توجہ کو اس مایوسی سے ذرا ہٹایا تھا۔جیسے ہی نکی نے اصل حقیقت کو جان لیا ساحر مطمئن ہو گیا اور دوبارہ مایوسی کی کیفیت کے گھونٹ لینے لگا۔پھر خیالات کی وہی یلغار۔

اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی کوئی آدمی دنیا کو کیسے تیاگ دیتا ہے؟ جیسے کہ مہاتما بدھ۔

محل میں اتنی گہما گہمی تھی۔پھر بھی دل نہ لگ سکا،

کیا زندگی واقعی انسانوں کو سکون دینے سے قاصر تھی پہلے بھی اور آج بھی؟

اصل سکون پھر کہاں ہے؟

خدا کے آگے جھکنے میں، اگر ایسا ہے تو پھر ہم کوتاہی کیوں کرتے ہیں۔کیوں میں فجر کے وقت اٹھ کر خدا کے آگے نہیں جھکتا

فجر تو دور کی بات ہے، دن میں کون سا مجھے توفیق ہوتی ہے؟

کیا سخت کوشی واقعی سکون دیتی ہے؟

کیا سب کچھ چھوڑ دینے سے کچھ خاص حاصل ہو جاتا ہے؟

کیا میں اور کومل ایک دوسرے کے لیے دائمی سکون کا سبب بن سکتے ہیں؟

نہیں، ہم ایک دوسرے کا سکون ہیں تو سہی،

اور پھر چپ کیوں لگ جاتی ہے کبھی کبھی دونوں کو؟

ہمیشہ ملنے کی طلب کیوں ستاتی ہے؟

مل کے بھی بے قراری کیوں نہیں جاتی؟

حذیفہ سے کومل کا تعلق کتنے برس پرانا اور مضبوط ہے پھر بھی کومل کو چین ہے کوئی؟

ہم دونوں مل کر ایک دوسرے کو سکون دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن رونا دھونا پھر بھی ختم نہیں ہوتا کیوں؟

صدیوں پہلے بھی انسان کا یہی مسئلہ تھا اور آج بھی یہی ہے، سکون کی تلاش؟ جب یہ نہیں ملتا تو پھر لوگ محلوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ جنگلوں میں ڈیرے اسی لیے تو لگتے رہے ہیں اور آج بھی لگتے ہیں کیا سخت کوشی سکھ ملتا ہے؟

کیا صبر ہی سب کچھ ہے؟

سب کچھ ہے تو پھر بے قراری جان کیوں نہیں چھوڑتی؟

ہر طرف لوگ آگے پیچھے موجود ہوں پھر بھی تنہائی جان نہیں چھوڑتی۔ کون سی چیز ہے جو بے چین کرتی ہے لوگوں کو؟

ملے جلے خیالات کا ایک بہاؤ تھا جو اس پر حملہ آور تھا۔ صدیوں پہلے کے زمانے میں رہنا اسے اچھا بھی لگ رہا تھا۔ پرانی طرز کا ماحول، جدید دور کی تمام چیزوں کی غیر موجودگی، بجلی کی جگہ روشنی کے الاؤ قدرتی ماحول اپنی ابتدائی حالت میں، آج کے برعکس مختلف طرز کے لباس۔ ہر چیز نے اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا اسے۔ لیکن یہاں بھی اسے کچھ لوگ بے چین نظر آئے تھے۔ وہ بھی ریاستوں کے حکمران اور اتنے بے چین کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے گہری تپسیا میں لگ گئے۔ کیا ان کے پاس جیتے جاگتے وجودوں کی کمی تھی یہ سوال اسے بہت دلچسپ لگا اور بے چین بھی کر گیا۔ ساری باتوں کو اپنے آپ پر وہ چاہتے نہ چاہتے ہوئے لاگو کر رہا تھا۔ دن رات اپنی مصروفیت میں لیے ایسے ہی گزر رہے تھے۔ مگر ذرا سی الگ بے چینی کے ساتھ۔

کومل کا سلائی کڑھائی کا چند ماہ کا کورس جاری تھا۔ داخلہ لیتے وقت تو خیال تھا کہ وقت جو اگلے سال کے امتحان سے پہلے ہے وہ استعمال ہو جائے گا مگر بعد میں لگا کہ جیسے مصروفیت حد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ تھوڑا بہت خود پڑھنا گھر کا کام کاج اور اڑھائی بجے تک کورس میں مصروفیت اور رات کو دیر گئے حذیفہ سے بات کا امکان اور اس امکان میں نیند کی کمی بیشی۔ ساری صورت حال نے مل جل کر اس کی مت ماری ہوئی تھی۔ اس ساری صورت حال میں کوئی مسئلہ ہو تو فوراً کسی نہ کسی طرح سے ساحر سے رابطہ کرتی جو ساری مصروفیت کو چھوڑ کر چابی والے کھلونے کی طرح چلنا شروع ہو جاتا۔ کام ہو سکتا ہے یا نہیں یہ بعد کا سوال تھا۔ چونکہ کومل نے کہا ہے اس لیے ہاتھ ڈالنا اک فرض تھا دونوں نے جب چیخنا چلانا ہوتا تو ایک دوسرے کو طلب کرتے۔ حذیفہ سے کوئی شکایت ہوتی تو کومل اس سے نہ کہتی، ساحر سے کہتی، ساحر نے اپنے غبار کو نکالنا ہوتا تو کومل سے کہتا کئی بار ایسا ہوا کہ ساحر کسی بات پر بھرا ہوتا تو کومل کا رات گئے تک انتظار کرتا لیکن جوں ہی پتہ چلتا کومل دکھی ہے تو جھاگ کی طرح اس کا اپنا دکھ اڑ جاتا اور وہ اس کو تسلی دینے لگ جاتا۔ وہ کسی بات پر خوش ہوتی لیکن جیسے ہی اسے احساس ہوتا ساحر کی حالت خراب ہے تو سب کچھ بھول بھال کر اس کو سمجھانے میں لگ جاتی۔

آج بھی وہ کافی ڈسٹرب تھی۔ حذیفہ نے رات اس کو انتظار کا کہہ کر جگا کے رکھا بعد میں نہ خود کال کی اور نہ اس کی کال وصول کی۔ ایک بار کومل کو یوں لگا کہ دوسری طرف مصروف ہے۔ بس ایک خیال سے نہایت پریشان تھی کہ شائد حذیفہ کہیں اور دلچسپی لیتا ہے۔ سارا دن وہ انتظار کرتی رہی کہ کب رات ہو گی تو کمرے میں بیٹھ کر ساحر سے بات کرے گی۔ جب اسے رات کو موقع ملا کہ ساحر سے ہم کلام ہو تو سگنلز پرابلم ہو گئی۔ معمول سے ایک گھنٹہ زیادہ وقت ہو چکا تھا۔ کبھی جی کرتا کہ موبائل کو دیوار سے پٹخ دے۔ لیکن زندگی کے مشکل وقتوں میں اتنا ساتھ دینے والا موبائل وہ کیسے دیوار سے مارتی۔ آخر سگنلز بحال ہوئے تو نارمل لہجہ اپناتے ہوئے اس نے کہا

ہائے۔

ہاں میں موجود ہوں۔

سُست ہو سیری کیا ہوا؟

پتہ نہیں چین نہیں لگتا۔

ہوں۔

بہت کچھ ہے پھر بھی مایوسی

میں ہوں ناں؟

ہاں ہو تو۔

پھر بھی مایوسی؟

ہو جاتا ہوں کیا کروں؟

میری موجودگی کے باوجود۔

کیا کہوں میں؟

کچھ تو کہہ سکتے ہو ناں۔

بس چپ سی لگی ہے آج

کسی نے کچھ کہا تو نہیں؟

نہیں۔

ہوں۔میرے ہوتے ہوئے بھی چپ لگ جاتی ہے۔تمہیں پتہ ہے ناں میری جان پہ بن جاتی ہے جب تم کو چپ لگی ہو۔

ہاں۔مگر ہو جاتا ہے ایسا کوشش کرتا ہوں خوش رہنے کی مگر مایوسی موقع دیکھ کر حملہ آور ہو ہی جاتی ہے۔کوئی بات اچانک ہی پریشان کرنا شروع کر دیتی ہے

کون سی بات؟

جیسے بہت سے کام بہت دیر سے ہوئے۔

پھر وہی بات؟

اتنی دیر سے کہ رونا آ جاتا ہے۔دکھ اس بات کا ہوتا ہے کہ کتنی ہی باتیں تھیں معمولی نوعیت کی جن کو بہت شروع سے مجھے جان لینا چاہیے تھا اب تمہاری اس رٹ پر کیا کہوں میں؟ مجھ میں ہی کچھ ہوتا تو ایسا بار بار تو نہ کرتے تم۔میں ہی ناکام ہوں۔کیا فائدہ ہوا تمہیں میرا، میں تمہاری زندگی میں آئی اور کچھ بھی تبدیلی نہ لا سکی۔

ایسا تو نہیں، تبدیلی آئی تو۔

خاک آئی، تمہارا وہی رونا ہے۔ مجھے اپنے ناکام ہونے کا احساس کس طرح ڈستا ہے کاش تم اندازہ کر پاتے

اندازہ ہے میرے مایوس ہونے پر دکھ ہوتا ہے تمہیں، مگر زندگی میں اکثر بے کیفی سی لگتی ہے۔ آج کا دور دیکھ اور ہزاروں سال پہلے کا۔ انسان مایوس ہی رہا اکثر۔ اتنی لڑائیاں، جنگیں، اتنی کشمکش، مگر اس کے بعد بھی لوگوں کو چین کہاں ملا۔ اس زندگی نے بڑوں بڑوں کو تائب کر دیا تھا اور کر دیتی ہے کومل۔

تم بات کر گھما کر کدھر لے جا رہے ہو؟

جو کتاب شروع کی ہوئی ہے ناں اس نے عجیب یاسیت میں گھیر لیا ہے مجھے۔

تو اس کتاب کو بعد میں پڑھ لینا تھا ناں۔

مجھے نہیں پتا تھا یوں میں ماضی میں کھو جاؤں گا اور گزرے واقعات مجھے اس طرح اپنی گرفت میں لے لیں گے۔ اک کشش لگتی ہے۔

اور چپ لگ جاتی ہے؟

چپ تو پہلے بھی لگ جاتی تھی ناں اور اب ذرا موڈ زیادہ سنجیدہ ہو گیا۔

میں ناکام ہوں سیری، بات صرف اتنی ہے۔

نہیں ناں۔

ایسا ہی ہے، کومل نے سٹپٹاتے ہوئے کہا

میں ٹھیک ہو جاتا ہوں غصہ مت کرو، وعدہ!

کوئی وعدہ نہیں۔ میں ناکام ہوں بس۔

دیکھو پلیز غصے میں کچھ نہ کہنا۔

تم چیزوں کو اس سمت دیکھتے ہو جہاں سے مایوسی ملے۔ کسی جنگ کا حال پڑھ لیا تو بس اس میں ہونے والے قتل و غارت کے واقعات کو خود پر سوار کر لیا۔ دنیا میں کچھ لوگوں نے زندگی کو تیاگ کر جنگلوں کی راہ لی تو ساری زندگی یہی تو نہیں۔ ان لوگوں کی طرف دھیان نہیں جانا جنہوں نے لوگوں میں رہ کر زندگی کا سامنا کیا اور کارنامے سر انجام دیے۔ تم نے اپنے مطلب کے لیے مایوسی کو بیچ سے نکال ہی لیا۔ تم امتحان کی تیاری کر رہے ہو یا اس میں سے اپنے لیے دکھ کا ایندھن نکال رہے ہو؟

دکھ کا ایندھن؟

ہاں، تم کو کڑھنے میں مزہ آتا ہے۔ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ میں تمہاری زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکی۔ تم یہ کتاب نہ بھی پڑھتے تو تم کو دورہ پڑنے والا تھا۔ اتنے دنوں بعد تم کو عادت ہے بکنے کی۔

تم سے بات ہو رہی ہے تو دیکھو میں فریش ہونے لگا ہوں

کبھی تو مجھے یہ احساس ہو سیری کہ میری وجہ سے تمہاری زندگی میں کوئی تبدیلی آئی۔سکون کا کوئی لمحہ ملا تمہیں۔

ملا ناں۔

نہیں سیری۔

یقین کرو، بس ذرا فرسٹریشن تھی۔

یہ تمہاری روز کی ٹیں ٹیں نہ تمہیں چین سے رہنے دے گی نہ مجھے۔

میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

نہیں اب میں آئندہ دیکھوں گی کہ کتنا اثر ہوتا ہے میری باتوں کا تب یقین کروں گی۔کومل تلملاہٹ سے ہچکیاں لیتے ہوئے کہنے لگی۔

میں بدھو ہوں تو حرکتیں بھی ویسی ہی کروں گا ناں۔

کوروؤں اور پانڈوؤں کی جنگ میں کون جیتا۔جو ہار گئے انہوں نے بھی دنیا چھوڑ دی، جو جیت گئے وہ بھی اتنی جنگ وجدل سے بد دل ہو کر رتھ پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف پرواز کر گئے۔یہ زندگی سے مایوسی کی علامت ہے۔تھکاوٹ کا اظہار ہے۔لیکن یہ نہیں دیکھتے تب بھی لاکھوں باقی تھے جنہوں نے سماج میں رہ کر ہی زندگی گزارنی تھی، کیا سارے لوگ زندگی کو خیر باد کہہ گئے تھے۔کچھ لوگوں کا عمل تمہیں بڑا رومانوی سا لگتا ہے۔باقی لوگ تمہیں اپنی طرف کیوں نہیں کھینچتے سیری؟

میں معافی چاہتا ہوں کومل۔

ہمارے درمیان معافی کہاں سے آ گئی؟

تو کیا کروں پھر؟

مجھے کبھی تو احساس ہو میرا آنا تمہاری زندگی میں تبدیلی لانے کا باعث بنا۔تمہیں جب اس طرح دیکھتی ہوں تو خود کو اتنا نااہل محسوس کرتی ہوں پتہ ہے، کیا گزرتی ہے مجھ پر۔کتنا بے بس محسوس کرتی ہوں خود کو؟

جو لگا تم سے کہہ دیا۔جب تم میرے لیے ہچکیاں لیتی ہو تو پتہ نہیں کتنا سکون ملتا ہے مجھے لگتا ہے اندر سے شفقت کا سیلاب ہے جو تم بہا رہی ہو مجھ پر۔

مجھے رلا کر سکون لو میری جان، پر کبھی خوشی کی بات بھی کر لیا کرو ناں، کومل نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

وہ دن بھی آئے گا کومل دیکھنا۔

ہوں۔

مگر وہ دن ابھی کہیں دور دھندلکوں میں گم تھا۔اُس کو مسکراتے دیکھ کر وہ شک میں پڑ جاتا تھا کہ وہ اس کو بھول رہی ہے۔وہ کسی بھی قیمت پر نہیں چاہتا تھا کہ کومل کی نظروں سے اس کے من کا دکھ کبھی بھی دور ہو جو کہ بالکل نہیں تھا مگر اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر جان وارنے کو جی چاہتا تھا اس کا۔اس کا حال ان والدین کی طرح تھا جو اپنا بچہ کسی کو پورے یقین کے ساتھ گود دے دیتے ہیں، پھر بھی ان کو دھڑکا لگا رہتا ہے بچے کی حفاظت کا۔



اُس کو اپنے دکھ کے حوالے سے کچھ اس طرح کا ہی احساس رہتا تھا۔ مگر کومل تھی کہ مرنے پر آجاتی تھی اس کی ذراسی بھی مشکل پر۔ آج بھی وہ حذیفہ کے رویے کی وجہ سے سخت پریشان تھی اور ساحر سے بات کر کے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی تھی لیکن جیسے ہی ساحر کو اداس دیکھا تو اپنی فکر چھوڑ کر اس کا دردکم کرنے پر لگ گئی۔ کومل اور ساحر میں جو رشتہ تھا اس میں بستر پر ساحر کے لیے ہمیشہ ہی خشک اور آرام دہ جگہ رکھتی تھی کومل اور خود ہمیشہ گیلی جگہ پر سوتی تھی۔ ساحر کے ذرا سے رونے کی دیر ہوتی کہ رات کو اس کی آنکھ کھل جاتی اور وہ اسے چپ کرانے میں مصروف ہو جاتی دونوں کے درمیان رشتہ اس طرح کا تھا کہ کبھی کبھی خود ساحر حیرت میں پڑ جاتا اور سوچتا کہ کیا اس کو ساری عمر نبھا بھی پائے گا۔ وہ دن کب آتا تھا جب ساحر اس کو خوش باش ہنستا ہوا نظر آتا کومل کو لگتا کہ وہ تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہے۔ کبھی مسکرا بھی پڑتا تو بعد میں یوں صورت بناتا کہ جیسے کسی سخت غلطی کا ارتکاب کر بیٹھا ہو۔

دونوں وقت گزاری کے کسی وقتی ابال سے ہٹ کر ایک نئے رشتے کی تکمیل اور پختگی سے گزر رہے تھے اور ایک الگ سا تعلق جس کا ذکر بھی کسی دوسرے سے نہیں کیا جا سکتا۔

ایک اعلیٰ خیال بھی تمسخر کا نشانہ بن سکتا ہے۔ انتہا کا مقدس رتبہ بھی تحقیر کے نشانے سے نہیں بچ سکتا۔ کسی مقدس رشتے کو بھی ایسے چھپا کر رکھنا پڑ سکتا ہے جیسے کوئی چوری کا مال۔ اپنی ذات میں دونوں ایک دوسرے کو انتہا کا احترام دیتے تھے مگر ساحر کو اس کی حفاظت کی فکر ہمہ وقت رہتی تھی۔ دونوں کو جو پناہ مل رہی تھی وہ اور کہیں سے ملنا اب ممکن نہ تھی۔ آخری سہارا اگر تنکے کا بھی ہو تو بہت گنا جاتا ہے۔ سہارا اگر کسی انسانی وجود کا ہو تو پھر تو بات ہی اور ہے۔ ایک چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں سے گفتگو کر کے اپنی تنہائی دور کر لیتا ہے۔ ساحر اور کومل تو دو جیتے جاگتے وجود جو ایک ہوتے جا رہے تھے۔ ایک دوسرے کے سامنے بھڑاس نکالنا اور پھر آغوش میں چھپ جانا دونوں کا اک معمول تھا۔

شہر سے باہر سڑک کنارے حال ہی میں اک نیا کیفے ٹیریا کھلا تھا۔ ساحر نے ایک شام ادھر گزارنے کا پروگرام بنایا۔ اس کا موڈ تو قطعاً نہیں تھا کہ وہاں جایا جائے لیکن یہ جان کر کہ وہ ماحول اس طرح کا ہے کہ ذرا بھی اس کی سنجیدہ طبیعت کو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا اس نے ہاں کر دی۔ ویسے بھی فرخ نے اصرار بہت کیا تھا فرخ اس کا سابقہ کلاس فیلو تھا جو اس سے وہاں ملنا چاہتا تھا۔ بیرون ملک میں چند سال گزار کر وہ واپس آیا تھا اور اس نے شہر سے باہر سڑک کے کنارے ایک خوبصورت قسم کا کیفے ٹیریا کھولا تھا۔ باہر کمائی اس نے مناسب کی تھی لیکن وہاں کسی وجہ سے جب اپنا قیام طویل نہ کر سکا تو واپس آ گیا تھا۔ اُسے اپنا کام شروع کیے ہوئے چند ماہ ہو چکے تھے اور کئی بار اس نے وہاں آنے کو کہا تھا لیکن مصروفیت کو سبب قرار دے کر ساحر اسے انکار کر چکا تھا۔

کام سے چھٹی ہونے کی وجہ سے وہ ایک دن فارغ ہوا تھا تو شام سے پہلے وہاں چلا گیا تا کہ فرخ کا گلہ دور کر سکے

یہ تمہارا سلسلہ اگر شہر کے بیچ میں ہوتا تو شائد میں نہ آتا

ہاں مجھے پتہ ہے۔

کیا لوگے پینے کو؟

جو بھی لے آؤ، چائے ٹھیک رہے گی۔

میں شائد آنے پر بہت زیادہ اصرار نہ کرتا مگر۔

مگر؟

مگر کچھ باتیں کر کے دل ہلکا کرنا چاہتا تھا۔

نگینہ کی باتیں؟

تمہیں کیسے پتہ؟

جب انٹر میں تھے تم کافی تذکرہ کیا کرتے تھے اس کا۔انہیں سالوں میں شادی ہو گئی تھی نہ اس کی؟

ہاں۔

وہ جب بھی میکے آتی ہے تو ملنے کا بہت کہتی ہے۔ میں ہمیشہ سوچتا ہی رہتا ہوں بس۔

ملنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

رکاوٹ بھی ہے مگر خطرہ بھی۔ پاس ہی تو گھر ہے ذرا سی بھی بھول چوک کام خراب کر سکتی ہے جو میں نہیں چاہتا۔

دل کا حال مطلب، ویسا ہی ہے؟

بس بات کرنے کو جی چاہتا ہے اس سے۔

اس کے تو کافی بچے بھی ہیں اب۔

بڑی لڑکی اس کی میٹرک کر چکی ہے اب ایف اے میں ہے۔اس نے تو بہت کوشش کی تھی کہ شادی ہو جائے مگر رکاوٹیں بہت زیادہ تھیں۔

ہوں۔

ہمارے محلے میں ایک نیا خاندان آیا ہے ان کی ایک بوڑھی اماں ہیں۔ ان اماں جان سے نگینہ کی پرانی شناسائی ہے۔ وہ کہتی ہے میں تم دونوں کی ملاقات کروا دیتی ہوں۔ پر مجھے ڈر لگتا ہے۔

وہ اماں جان ملاقات کیوں کروانا چاہتی ہیں۔

پتہ نہیں شائد ان کو نگینہ سے ہمدردی ہو۔

ہوں۔

یہ ہوں کیا ہے بھئی، یہ نیا انداز کہاں سے لیا؟

نہیں بس یوں ہی تمہاری باتوں کا جواب دے رہا ہوں۔

مجھے وہ کبھی بھی خوبصورت نہیں لگی مگر پتہ نہیں کیوں کبھی کبھی اس کی یاد آجاتی ہے۔ میں تب بھی اپنے آپ کو کوسا کرتا تھا کہ خوبصورت تو ہے نہیں میں کیوں اس کو پسند کرتا ہوں

تب ہم تم سے تفصیل پوچھا کرتے تھے اور تم بتایا نہیں کرتے تھے۔

ہاں میں یہ چھپانا چاہتا تھا سب سے۔

اور آخر سب کو پتہ چل ہی گیا

ہاں، اس کی شادی سے پہلے مجھ سے قسم لی گئی کہ میں اس کو بہن کہوں

وجہ؟

میرے اور اس کے گھر والے یقین دہانی چاہتے تھے کہ ہمارا کوئی تعلق نہیں

اور تم نے کیا کیا تھا تب؟

میں نے قسم اُٹھائی تھی کہ وہ میری بہن کی طرح ہے

تم نے اس وقت بتایا ہی نہیں تھا ورنہ میں تمہیں بتاتا کیسے قسم سے بچنا ہے۔ لیکن تم ان ہی ہفتوں میں شہر سے باہر چلے گئے تھے۔

ہاں چند ماہ لاہور ماموں کے پاس رہا پھر وہاں سے باہر جانے کا موقع بن گیا۔

انٹر میں معاملہ شروع ہوا بی۔اے میں ختم؟

نہیں میٹرک سے پہلے شروع ہوا بی۔اے کے رزلٹ سے پہلے ہی لاہور چلا گیا تھا

اس کے ساتھ بعد میں کبھی بات ہوئی

ہاں، درمیان میں جب چند ماہ کے لیے واپس آیا گھر تو اس سے ملاقاتیں ہوئی تھیں

موقع بن گیا تھا؟

ہاں شام کے وقت اکثر لائٹ چلی جاتی تھی تو موقع بن گیا کئی بار۔

اور شادی سے پہلے اور بعد کی ملاقاتوں میں کیا فرق تھا؟

پہلے تو دیوار کے پاس کھڑے رات بھر بھی بات کر لیا کرتے تھے مگر۔

مگر؟

بعد میں۔

ہاں۔

رہنے دو۔

یہ کیا بات ہوئی۔

میں نے ایک بار فون پر بتایا تھا ناں۔

ہاں کہ شائد بعد میں تم نے پرہیز باقی نہیں رہنے دیا تھا کوئی؟

آج مجھے افسوس ہوتا ہے۔

کس بات کا۔

حد سے آگے بڑھ جانے کا۔

شادی کے بعد کیوں اتنا کھل گئے؟

پتہ نہیں، بس ضد کر بیٹھا تھا میں۔

کتنی بار حد سے آگے بڑھے تھے؟

چند بار میرا خیال ہے۔

آج کیسا محسوس کرتے ہو؟

محسوس۔ کیا مطلب؟

تعلق جو حدوں سے آگے چلا گیا۔ کیا وہ سکون کا باعث بنا؟ جب خیال آتا ہے تو کیا تسلی محسوس ہوتی ہے دل کو؟

نہیں بالکل نہیں مجھے لگتا ہے میں نے زبردستی کی جیسے۔ ہر بار اس نے روکنے کی کوشش کی مگر مجھے خود پر قابو نہیں تھا۔

دو افراد میں جو رشتہ ہوتا ہے وہ جتنا قریب ہوتے ہیں اتنا ہی حدو قیود ان پر ختم ہوتی جاتی ہیں تو پھر فکر کیسی؟

مجھے ندامت ہوتی ہے بہرحال۔

اور اب۔

ندامت کے باوجود اب بھی ذہن یہ سوچتا ہے کہ کبھی ملیں تو.........

پھر کوئی پابندی نہ ہو؟

ہاں۔

تو پھر ندامت کدھر گئی؟

پتہ نہیں جب بھی اس سے ملنے کا امکان ہو یا خیال آئے تو ذہن خود پر قابو نہیں رکھ پاتا خود پر؟

اپنے جسم پر قابو نہیں تم کو۔

نہیں۔

تمہارے نزدیک اس معاملے میں کوئی ضمانت نہیں؟

کسی بھی شخص کے معاملے میں کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

تو پھر انسان کس چیز کا نام ہے؟

عورت مرد کا تنہائی میں ملنا انہیں اس طرف راغب کر ہی دیتا ہے۔

کیا ذہن اور روحانی تعلق کوئی چیز نہیں؟

ہوگا،مگر کتنے فیصد لوگ ذہنی روحانی تعلق کو اولیت دیتے ہیں؟

کوئی مقدس رشتہ جنم لے لے تو پھر حفاظت تو کرنا پڑتی ہے اس کی۔

کیا تم اتنی سختی کی ضمانت دے سکتے ہو؟

میں دے سکتا ہوں یا نہیں لیکن یہ کہوں گا کہ اگر ایسا کچھ ہو بھی گیا تو خود کو ہر وقت سوچ کر تکلیف دینا درست بات نہیں۔ ہر دو افراد اپنے تعلق کی اپنی اخلاقیات کو جنم دیتے ہیں۔ وہ کتنی سچائی پر مبنی ہوتی ہے اصل یہ بات ہے

اخلاقیات تو اخلاقیات ہے اس میں اپنی ہونے کا کیا مطلب؟

میں تمہیں سمجھا نہیں سکتا تم نے پیسے کمانے پر زیادہ وقت صرف کیا ہے ان باتوں کو سمجھنے میں وقت ہو رہی ہے تمہیں

پیسے والا آدمی اخلاقیات سے ماورا تو نہیں ہوتا؟

نہیں ہوتا لیکن پیسے پر زیادہ دھیان زندگی کی زیادہ باریکیوں خصوصاً حساس معاملات پر توجہ دینے کے لیے فارغ نہیں چھوڑتا انسان کو۔ پیسے سے ہر وقت جب انسان اشیاء خریدنے کی عادت میں ہوتا ہے۔ جب کوئی نیا ماڈل آیا خرید لیا کوئی نئی چیز آئی خرید لی تو انسان جو کوئی قیمت نہیں رکھتا بعض اوقات وہ اس کی بھی قیمت لگانے لگتا ہے۔

پیسے تو تم بھی کما رہے ہو مناسب کما رہے ہو۔

کما رہا ہوں، جمع پاس کچھ نہیں۔ اتنا پاس رکھا ہی نہیں نہ دلچسپی ہے۔ ویسے بھی جب تک پیسہ میرے پاس جمع ہوگا تب تک انسانی رشتوں کی قدر و قیمت اور ان کی حفاظت کا سبق اور احساس میرے جسم و جاں میں اتار چکا ہوگا کہ انسان کو میں چیز سمجھوں گا ہی نہیں۔ جب انسان چیز نہ رہا تو پھر میرا سلوک اس سے انسان کی سطح پر ہوگا۔ جس انسان کا رشتہ مجھ سے جتنا قریبی ہوگا اتنا ہی اس کی حفاظت میرا سرمایہ۔

تم لفظ رشتہ بہت استعمال کر رہے ہو؟

بس ایسے ہی۔

ساحر چائے پی کے اور کچھ گپ شپ کر کے شہر واپس آ رہا تھا۔ وہ اسے اس رشتہ کے متعلق کیسے اشارہ بھی کرتا جس کو وہ اور کومل ہی سمجھ سکتے تھے۔ اک اطمینان کا احساس اس کے اندر تھا یہ سوچ کر کہ وہ اور کومل اک دوسرے کا تحفظ اور عزت ہیں کیا واقعی وہ الگ ہے دوسروں سے؟ جیسا کہ

کومل کہتی ہے۔ مگر کوئی عام انسان کیسے دوسروں سے الگ ہو جاتا ہے؟ مگر وہ جو کہتی ہے ٹھیک کہتی ہے۔ اسی قسم کے خیالات میں وہ گھرا ہوا تھا وہ صرف چائے کا ایک کپ پی کر نہیں آیا تھا۔ بیٹھے بٹھائے کچھ دیر میں ہی ایک شخص سے اس نے خود کو آگے محسوس کیا تھا۔ واقعی جسم ذہن سے مار کھا جاتا ہے۔ جذبات کی شدت کو دماغ کی لگام ڈالی ہو تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ لگام ہر کسی کو کیوں نہیں ملتی؟ لیکن اس میں میرا تو کمال نہیں ناں اصل بات تو یقین کی ہے جو وہ مجھ پر کرتی ہے۔ گھر کے تمام اردگرد کے افراد سے جو بات نہیں ہو سکتی مجھ سے ہوتی ہے۔ ذرا ذرا سا قدم اٹھانے سے پہلے مجھ سے پوچھا جاتا ہے۔ اپنی کسی کمزوری کا ذکر کر بھی دوں تو وہ ماننے سے انکار کر دیتی ہے کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

اتنا پختہ یقین کیسے آتا ہے؟

کیسے ہم کسی کو اپنا سب کچھ مان لیتے ہیں؟

کیا عقل سے یہ سب مان لیتے ہیں؟

کیا عقل سے یہ سب ممکن ہے؟

کیا وجدان یہ سب کچھ کرواتا ہے کہ ہم کسی کو اپنا سب کچھ مان لیتے ہیں؟

پھر دھوکہ کیوں ہوتا ہے؟

نقصان کیوں ہو جاتا ہے انسانی تعلقات میں؟

یہ ساری باتیں ہم پر کیوں لاگو نہیں ہوتیں؟

یہ ممکن ہے دو افراد بے سدھ پڑے تیسرے کی فکر کر رہے ہوں؟

اندھیرا گہرا ہو رہا تھا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے گھر کی طرف رواں دواں تھا۔ اس احساس میں خوش تھا کہ اک رشتہ کو اتنا سنبھال کر رکھا ہے ان دونوں نے کہ کسی سے ذکر کر بھی دیں تو بات کسی کے پلے نہ پڑے

اصل فتح ذہنوں کی ہوتی ہے جو وہ کر چکے تھے۔ جسم تو مٹی میں فنا ہو جاتا ہے جو چیز موت کے بعد رہتی ہے اس کو جیتنا کمال کی بات ہے۔ ان دونوں کے پاس یہ کمال تھا۔ کہتے ہیں کہ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔

تو پھر ان کا تعلق کیسے چھپا ہوا تھا؟

لیکن وہ نہ عشق کر رہے تھے نہ مشک ان کے پاس تھی۔ جب ان دونوں چیزوں سے واسطہ ہی نہ تھا پھر دونوں کیسے آتے لوگوں کی نظر میں؟ دونوں انسانوں کے درمیان اک تعلق استوار ہوا تھا جس کی سیڑھیوں پر سالوں تو ہچکچاتے ہوئے قدم ہی نہ رکھا۔ جب رکھا تو اتنی تیزی سے سب کو پھلانگ لیا کہ آخری سیڑھی بھی حیرانی سے اب دونوں کو تکتی تھی۔ آخری سیڑھی کے بعد ان کے پاؤں کہاں تھے جو وہ آگے ہی جاتے تھے اور گر نہیں رہے تھے۔

کشش ثقل سے جب کوئی چیز نکل جاتی ہے تو پھر وہ ایک مخصوص مدار میں چکر لگانا شروع کر دیتی ہے۔ زمین کی گرفت سے باہر چلی جاتی

ہے۔ وہ دونوں سیڑھیوں کی احتیاج سے ماورا ہو گئے تھے لیکن کسی مخصوص مدار میں ان کا چکر لگنا شروع نہیں ہوا تھا۔ ہر بار لگتا اب اس سے آگے کیا ہو سکتا ہے اور ہر بار سوچی ہوئی بات اگلی بار غلط ثابت ہوگی۔ کون سی چیز تھی جو ایک جگہ جا کر رک نہیں رہی تھی۔ ایک دوسرے کے لیے فکر جس کی کوئی حد نہ تھی۔ دونوں مل کر حذیفہ کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ دونوں کی خواہش تھی کہ کسی طرح اس کا حصول ہو جائے تا کہ کومل کی برسوں کی ریاضت ضائع نہ ہو۔ دونوں مل کر اس کے متعلق گفتگو کرتے رہتے اور نئی راہیں کھوجتے رہتے۔ راستے ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک دوسرے میں سانسیں لینے لگتے تھے لیکن حذیفہ کا خیال ایک لمحہ کے لیے بھی دونوں کے دماغ سے جدا نہ ہوتا تھا۔

''کوشش کامیابی کی نوید کی پیاسی ہوتی ہے''

کومل کو اپنی لمبی ریاضت کے ضائع ہو جانے کا ڈر رہتا تھا اور وہ سمجھاتا رہتا تھا۔

ہم کوشش کر رہے ہیں لیکن۔

لیکن؟

خدا نہ کرے کہ ناکامی ہو لیکن زندگی میں متبادل بھی ایک حقیقت ہے

میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی۔

میں نے کب کہا سوچو

پھر متبادل کا ذکر کرنے کا مطلب؟

زندگی کی اپنی کچھ احتیاجات ہوتی ہیں پوری کرنی پڑتی ہیں۔

مثلاً؟

ایک احتیاج ہے، اسے جینا۔

اور؟

دوسروں کے لیے جینا۔

اپنے جینے کا کوئی حق نہیں ہے اپنی مرضی سے؟

ہاں ہے۔ ساتھ دوسروں کے لیے بھی۔

دوسرے کون ہوتے ہیں؟

میں ہوتا ہوں۔

مجھے دکھی کر دیا تم نے۔

کیا ہوا؟

تم تو میں ہوں میری۔تم دوسروں میں کب سے ہو گئے؟

میرے کہنے کا مطلب تھا خود سے اوپر ہو کر دیکھنا پڑتا ہے اور جینا بھی یہی زندگی ہے

میرا خود تم ہو میری صرف تم۔

وہ تو ہوں پر؟

کوئی پر ور نہیں

اتنا کچھ میرے لیے، میری آنکھوں سے پانی چھلکنے لگا ہے۔

تمہارا لاڈ کوئی گلی میں پڑی ہوئی چیز نہیں، نایاب ہے سب۔

مجھے اتنا کچھ ملے گا کچھ سوچا بھی نہ تھا۔

میں نے کب سوچا تھا۔ برسوں پتہ ہی نہ چلا کوئی اتنا چاہنے والا پاس ہے

مجھے کب پتہ چلا اتنی شفقت برسانے والا اتنے پاس ہے۔

شکر کرتی ہوں جب بھی ملے خوب ملے۔

میں نے دیر کر دی ناں؟

کسر بھی نکال دی، تم نہ ہوتے تو بیڑہ غرق کر لیا ہوتا اپنا۔

ایسا نہ کہو۔

کیوں نہ کہوں۔تم میری زندگی کے سب سے قیمتی موتی ہو۔میرا خزانہ، میری جان، میرا سونو، میرا بدھو، میرا سیری۔

میں نے آتے ہوئے دیر کی ناں؟

مجھے اس فکر سے زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ اک گھنا درخت ہے میرے پاس جہاں میں کسی بھی وقت پناہ لے لیتی ہوں۔کوئی ہے جس سے دل کی بات کر لوں۔ورنہ اب تک کسی ہسپتال میں پڑی ہوتی۔

نہ کہو ناں۔

کہنے دو، جو سچ ہے وہ ہے۔تمہیں کیا پتہ کیا بلا ہو تم

بلا؟

ہاں بہت بڑی بلا، کسی کو کھا جانے والی نہیں یقین اور بھروسہ دینے والی۔

پھر بلا تو نہ ہوا ناں۔

مطلب سمجھا کرو بات کا۔

ہاں سمجھ رہا ہوں۔

میری زندگی میں نہ آتے تو بہت خراب ہو چکا ہوتا معاملہ۔

پر اب میں ہوں فکر نہ کیا کرو تم۔

تمہارے ہوتے فکر کیسی، بس اس کا خیال رہتا ہے۔ وہ زندگی میں کچھ بن جائے آگے بڑھے خاندان میں کچھ نام پیدا کرے تو اسے پانے کا موقع بنے۔

کوشش تو کر رہے ہیں ناں۔ اس سارے معاملے میں جو ہو سکا ہم کریں گے۔ انسان صرف کوشش کر سکتا ہے جو ہم کر رہے ہیں۔

رات کو وہ انتظار میں بیٹھا تھا۔ حسب معمول آج شام کی چائے اور بعد میں پیدا ہونے والے خیالات اس کے دماغ پر یلغار کیے ہوئے تھے۔ کومل گھر میں ذرارات کو مصروف تھی۔ دس کا وقت ہو چکا تھا لیکن کوئی موقع نہیں بن رہا تھا کہ کسی طرح سیری کو بتا سکے وہ مصروف ہے۔ ماموں کی بیٹیاں آئی ہوئی تھیں جو کافی دیر تک اس کے کمرے میں بیٹھی گپ شپ کرتی رہیں۔ دونوں سے نظریں بچا کر کمبل کے نیچے سے اس نے میسج کیا۔

بہت مصروفیت رہی آج۔ اب بھی کوئی پاس بیٹھا ہے۔ بڑی مشکل سے تمہیں بتا رہی ہوں فکر نہ کرنا۔

ٹھیک ہے جب تک کمرہ خالی نہیں ہو جاتا تم اب میسج نہ کرنا۔

دیر ہو جائے گی

کوئی بات نہیں تم اب نہ کرنا۔ جب تک ذرا بھی شک کا خطرہ ہے۔

رات گئے جب وہ آئی تو کافی وقت ہو چکا تھا اس لیے جلد ہی دونوں ایک دوسرے میں گم گہری سانسیں لینے لگے۔

اگلے دن شام کو رابطہ ہوا۔

کیا بات ہے اچانک اتنی جلدی؟

ذرا اپ سیٹ تھی ناں۔

ہوا کیا؟

صبح چار بجے اس سے بات ہوئی تھی تو لہجہ کافی اکھڑا اکھڑا تھا اس کا

وجہ؟

پتہ نہیں، نصف گھنٹہ موبائل آن رہا نہ میری طرف سے کوئی میسج ہوا نہ اُس کی طرف سے، اچھا رات کو بھی اتنا ہی وقت تھا۔

رات کو وہ بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔ جب کومل آئی تو وہی بات دوبارہ شروع ہو گئی۔

تم نے کچھ نہیں کہا؟

نہیں تو؟

پھر؟

بس اس نے یہی کہا کچھ بولنا ہے تو بولو اور پھر دونوں خاموش رہے

ایسا ہو جاتا ہے تم فکر نہ کرو

میں فکر نہ کروں؟

بعض اوقات سمجھ نہیں آتی کہ آدمی کیا کہے یا مایوسی گھیرا ڈال لے تو ایسا ہوتا ہے اس نے ایسا کچھ کہہ بھی دیا تو دل پہ مت لینا۔

تم کرو اس کی حمایت۔

میں تو۔

کیا میں تو؟

میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر کبھی وہ ایسا رویہ اختیار کرے تو رعائت کیا کرو اس کے ساتھ

اسے مایوسی ہو سکتی ہے تو کبھی میں بھی مایوس ہو سکتی ہوں میں کیوں نہیں کرتی ایسا سلوک؟

دونوں میں سے تم متحرک ہو۔

اسے نہیں ہونا چاہیے؟

ہونا چاہیے لیکن تم میں تحریک زیادہ ہے اسے پانے کی اس لیے اس کی طرف رجوع تم نے کیا تھا ناں۔

تو یہ غلطی ہے میری؟

کب کہا میں نے؟

چھوٹی عمر سے ہی اس نے دل میں پسندیدگی پیدا کر لی تھی تو کیا قصور ہے میرا؟

فطرت سارا کچھ کروا لیتی ہے مجھے دیکھو کبھی سوچا تھا کسی لڑکی کے اتنا قریب ہوں گا۔ ایسا مضبوط رشتہ جنم لے گا جس کا صرف سوچا ہی جا سکتا ہے۔ جو بھی ہوا بغیر سوچے ہوا۔ برسوں پاس پاس تھے کبھی اس انداز سے سوچا ہی نہ تھا اور اب ایک دوسرے میں سانس لیتے ہیں۔

ہوں۔

میں کسی اور کے متعلق کبھی اتنا فکر مند ہوں گا جتنا تمہارے یا حذیفہ کے متعلق، کبھی خیال تک نہیں آیا تھا۔

ہوں۔

کسی بچے کی طرح کسی کے اشاروں پر یوں حرکت کروں گا کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا میں نے

ہوں۔

اور اب تم ہو جس کے بغیر میں جینے کا سوچ بھی نہیں سکتا

ہوں، کافی رات ہوگئی ہے، آ جاؤ۔

ذرا رکو ناں۔

نہیں آؤ، جی چاہ رہا ہے میرا۔

ایسے نہیں آنا میں نے، لاڈ سے کہو۔

وہ بھی لاڈ سے کہا تھا اچھا'' آؤ مجھے ماتھے سے..........

ہاں، ساحر نے کہا

شام کا وقت تھا اور وہ شہر سے دور دریا سے ذرا فاصلے پر چہل قدمی میں مصروف تھا۔ بے پناہ مصروفیت سے مہینے میں ایک آدھ بار وقت نکل آتا تو شام کو ادھر آ جاتا۔ اسی دوران فون کی بیل بجی

ہیلو۔

ہاں، اس وقت؟

کیوں وقت کی پابندی ہے؟

نیور، ایور لیکن موقع کیسے بن گیا بات کرنے کا۔ کیا گھر میں اس وقت کوئی نہیں؟

نہیں بھائی گھر سے باہر گیا تو اپنا موبائل گھر ہی چھوڑ گیا۔ امی نے کہا کہ وہ گھر چھوڑ گیا ہے تو باقی دونوں بھائیوں سے بات کی کوشش کر رہی تھی کہ تیسرے کو بتا دیں کہ اس کا موبائل گھر پر رہ گیا ہے

تینوں بھائی اکٹھے ہی کام کرتے ہیں ناں

نہیں دو ابو کا کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں ایک تو تمہیں پتہ ہے میٹرک میں پڑھ رہا ہے

ہاں، کہو کچھ۔

نہیں ایک ہفتے یا کچھ عرصے بعد تمہیں ایک کام کہوں گی، کرو گے؟

ہاں کروں گا لیکن بتاؤ تو؟

ابھی نہیں۔

اگر ممکن ہوا تو انکار کا تصور بھی نہ کرنا۔

تم کر سکتے ہو۔

وہ سوچنے لگا کون سا ایسا کام ہے جو وہ اس سے کہنے لگی۔ ایک ہی ایسا کام تھا جو ابھی تک وہ نہیں کہتی تھی اس سے کہیں وہ تو نہیں۔

کہیں نماز کا تو نہیں کہو گی؟

دیکھا سیری ہوناں آخر بات تک پہنچ ہی گئے۔

تمہیں پتہ تو ہے میرے حالات کا۔

جو بھی ہے تمام حالات میں خدا کو یاد کرنا ضروری ہے

کیا میں خدا کے تصور کے بغیر ہوں، ایسا ناممکن ہے۔

پر تم نماز پڑھو گے، پڑھو گے کہ نہیں؟

ٹھیک ہے اچانک تو خود کو راغب کرنا آسان نہیں۔

نہیں آرام سے کچھ عرصہ تک پڑھنا شروع کر دینا۔ مجھے پتہ ہے تمہاری مصروفیت کا مگر کوئی تو ایک نماز دن میں پڑھ سکتے ہوناں؟

ہاں میں پڑھوں گا، آئندہ ایک ہفتہ تک شروع کر دوں گا۔

وہ سٹپٹا کر رہ گیا تھا اس کی اس خواہش پر۔ مگر اس کو انکار کی ہمت سے خالی تھا۔ اس کے پاس بہت طرح کے جواز تھے مذہب کے حوالے سے اپنی سُستی کے۔ لگتا تھا کبھی ضرور پورے شوق سے خدا سے رجوع کرے گا۔ اسے کبھی نہیں لگا تھا کہ اس کی زندگی ایسے ہی عبادات کے بغیر گزرے گی۔ کافی عرصہ تو زندگی میں یہ خیال رہا کہ اگر کچھ نامناسب عادتیں عزیز ہیں تو جب تک ان کو ختم نہ کر لیا جائے تب تک نماز روزہ دوغلا پن ہے۔ لیکن پچھلے چند برس سے اس کی سستی کی اور وجوہات تھیں۔

اسے شروع دن سے ہی لگتا تھا کہ کومل اسے کبھی بھی کہہ سکتی ہے کہ نماز پڑھو لیکن اس کی ذہنی حالت کو دیکھ کر رعائت برتے گی۔ یہ اندازہ نہیں تھا کہ اچانک کسی دن یوں کہا جائے گا۔ بذاتِ خود وہ ان معاملات کی بڑی پابند تھی۔ گھر میں مذہبی معاملات کا پوری طرح سے خیال رکھا جاتا تھا اور آئندہ والدین کا ارادہ بھی یہ تھا کہ زندگی میں جب اپنے فرائض سے سبکدوش ہوں تو حج ضرور کریں۔ سال میں جتنے بھی خاص مذہبی دن آتے ان سب میں خصوصاً اور عام معمول میں بھی وہ عبادت کے معاملے میں کبھی سست نہ ہوتی رات کو وہ اس بات کا ہمیشہ انتظار کرتا کہ کب نماز پڑھ کر وہ فارغ ہو تو اس سے بات کرے۔

اگلے دن رات کو جب بات شروع ہوئی تو اس نے کہا

آج میں نے نماز پڑھی۔

اوہ سیری تم تصور نہیں کر سکتے آج تم نے مجھے کس قدر خوشی دی۔

میں نے سوچا ہفتہ تو دور کی بات ہے۔ جلد ہی تمہیں خوشی دوں۔

میں بہت.......................خوش ہوں

تم اچانک جب کچھ کہہ دیتی ہو تو میں سٹپٹا جاتا ہوں مگر انکار کی گنجائش نہیں ہوتی۔ بس یہی تھا ذہن میں کہ کبھی سکون کا سانس ملے زندگی کی الجھنوں سے تو ادھر بھی توجہ دوں

جہاں باقی سارے کام ہو رہے ہیں یہ بھی کر لینا چاہیے

میں نماز نہیں پڑھتا تھا لیکن خدا کب میرے جسم و جاں میں نہیں تھا؟

تم خود ہی کہتے تھے ناں کہ ایک دو لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ملحدانہ خیالات رکھتے ہو

سچ کا تو تمہیں پتہ ہے ناں، لوگ ظاہری چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ جو مسجد میں ہمیں نظر نہیں آتا اس کے دل میں بھی رب ہوتا ہے۔ ہاں کچھ لوگ شور نہیں مچاتے۔ یہاں لوگ دودھ میں پانی بھی ملاتے جاتے ہیں او در باروں پر خلوص سے دودھ بھی بھیجتے ہیں۔ بجلی چوری کر لی اور گھر میں اسی بجلی سے چلنے والے گیزر کے پانی سے وضو کر کے خدا کے آگے بھی جھک گئے۔ میں ایسا کچھ کرنے سے رہا۔

میں جانتی ہوں۔

میں تو حیران ہوں کس طرح لوگ آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں آدمی خدا کو نہیں مانتا، زندگی میں خدا کے تصور کی غیر موجودگی کیسے ممکن ہے۔ ایک تصور ہمارے پاس ہے۔ اک یقین جو ہماری نجات کا ذریعہ ہے کون احمق اسے چھوڑے گا۔ خدا کے متبادل اگر کوئی فلاسفی یا نظریہ میرے پاس ہے ہی نہیں۔ تو میں کس خوش فہمی میں خدا کے وجود پر شک کروں۔ مجھ سے ایک بار کسی نے کہا تھا تم خدا کو کیوں مانتے ہو؟

اس مذہب پر یقین کیوں رکھتے ہو؟ تو میں نے کہا تھا

میں مارکیٹ میں وہی چیز خریدوں گا جو جدید ترین ہے

اس مذہب کو مانوں گا جو ورثے میں مجھے ملا

جو زیادہ مقبول، ہے اسے ہی ترجیح دوں گا

جو زیادہ تفصیلی ہے اس پر یقین کروں گا

اس سے بہتر کوئی سامنے نہیں تو پہلا کیوں چھوڑوں

پچھلے مذاہب کی تعلیمات جس میں ہیں اس کو ترجیح کیوں نہ دوں

میرا مذہب سب سے جدید ہے۔ پہلی تعلیمات اس میں شامل ہیں، معقول ہے، تفصیلی ہے۔ مجھے وراثت میں ملا ہے، یہ تھا میرا جواب۔

میں نے اپنے جواب کے لیے ذہنی دلیل سے کام لیا۔ کسی کتاب سے حوالہ نہ دیا۔

بہت اچھے۔

بھلا یہ ممکن ہے زندگی کا کوئی پل اس خیال کے بغیر گزرے کہ خدا ہے؟

دل خوش کر رہے ہو میرا؟

صرف اس لیے ظاہری عبادات سے دور ہوں کہ کافی سالوں سے مسائل بڑھے ہیں کم نہیں ہوئے۔ کہیں ایسا نہ ہو دعا کروں عبادت کے دوران، قبولیت میں دیر ہو تو اور مایوس ہو جاؤں۔ میں خدا پر اپنے یقین کو مایوسی کی کسی بھی گھڑی میں کم نہیں کرنا چاہتا تھا

بھروسہ رکھو سب ٹھیک ہوگا، وہ ہمیں آزماتا ہے۔ ہر مشکل آزمائش ہے۔ وہ ہے نہ ہر مایوسی کو دیکھنے والا۔ کبھی سب ٹھیک ہوگا دیکھ لینا۔

مجھے پتہ ہے تم بہت دعائیں کرتی ہو۔

یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے۔ میں دعا کروں اور تم اس میں شامل نہ ہو یہ ہو نہیں سکتا۔

میں اکثر سوچتا ہوں کبھی ایسا ہو تم نماز پڑھ کر دعا کر رہی ہو اور میں آ کر تمہاری گود میں سر رکھ دوں تم لاڈ سے پھونک مارو مجھے دعا کر کے۔

ہوں۔

کیا کیا سوچتا رہتا ہوں میں؟

اچھا سوچتے ہو بھروسہ رکھو، آج بہت خوشی دی تم نے بہت زیادہ۔

تمہیں شک تھا ذرا بھی کہ میں ٹال مٹول سے کام لوں گا۔

نہیں پورا بھروسہ تھا میرا کہنا ضرور مانو گے۔

ہمیشہ کوشش رہے گی تمہیں کبھی مایوس نہ کروں۔

مجھے پورا یقین ہے۔

ویسے مذہب بھی کیسا پہلو ہے ہماری زندگی کا؟

کیا مطلب؟

مطلب، زندگی میں اور موت کے بعد تک کے سارے تصورات کا احاطہ کر لیتا ہے۔ اس کے بغیر موت کے بعد کی زندگی کا ہلکا سا خاکہ بھی ذہن میں نہیں ابھر پاتا۔ موت کے بعد کا جو خاکہ ہے اس میں سارے رنگ تو مذہب بھرتا ہے۔

دیکھا اک نماز پڑھی تو کتنی پالی پالی باتیں کر رہے ہو!

یہ سب تو میری سوچوں کا حصہ ہے جب سے شعور ملا۔

مگر ایسی باتیں کرنے کا موقع کم آتا ہے میری، زندگی کے بکھیڑوں میں تو الجھ کر رہ گئے ہیں، دل کا روگ ہی جان نہیں چھوڑتا۔

اپنی زندگی بہت پڑی ہے جوں جوں آگے جاؤ گی نت نئی چیزیں سامنے آئیں گی ابھی تو دل کا روگ ہے جو ساری زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ شکر ہے ہماری زندگی میں عبادات کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ مشکل گھڑی میں جھک جاتے ہیں خدا کے سامنے، تمہاری سوچ کے دھارے درست ہو جاتے ہیں، امید بن جاتی ہے ورنہ مایوسی میں مایوسی ہی بڑھتی ہے۔ اچھا لگتا ہے تمہارا یہ سب کرنا۔

ہوں۔

میں جب بھی مایوسی کا اظہار کرتا ہوں تو کیسے ڈانٹ کر کہتی ہو۔ میری خدامت بنو تم کو کیا پتہ آنے والے وقت میں کیا ہونے والا ہے۔

کتنے یقین سے تم مایوسی سے نکالتی ہو۔ کبھی تو یوں بھی دل کرتا ہے کہ مایوسی کا دورہ پڑا رہے اور اپنی اتنی پرتاثیر باتوں سے مجھے باہر نکالتی رہو۔

ہے کوئی بات کرنے والی؟

گولی سکون کا مزہ تب ہی دیتی ہے جب سر درد ہو ورنہ کیا فائدہ؟

وہ گولی ہوتی ہے کوئی حال نہیں تمہارا، یقین تو ہر لمحہ کی ضرورت ہے۔ اسے ہمارے اندر ہونا چاہیے بس۔

مگر مایوسی نے جب گھیر اڈالا ہو تو تب یقین کتنا سکون دیتا ہے۔

وہ تو ٹھیک ہے، لیکن باقی چیزوں سے یقین کا موازنہ تو نہ کرو ناں۔

کچھ غلط کہہ دیا؟

غلط تو نہیں، بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ چیزوں کی ضرورت ہو اور مل جائیں تو سکون ہوتا ہے۔ لیکن یقین تو اندر ہوتا ہے ہر وقت۔

ہاں دوسرے خیال کرتے ہیں کہ شائد ہم غافل ہیں۔ ہر شخص اپنے بارے میں کتنی خوش فہمی کا شکار ہوتا ہے۔

یقین ہوتا ہے تو اس کا اظہار بھی ہونا چاہیے ناں۔

ٹھیک ہے مگر زندگی کی حد سے زیادہ سختی اکثر ہمارے لطیف احساسات کو ختم کر دیتی ہے ختم نہیں ہوتے دب جاتے ہیں۔

ہاں اور ان کو پھر ابھرنے میں وقت لگتا ہے۔ مذہب بھی انسانی زندگی کا کتنا لطیف پہلو ہے۔ کیسے انسان اپنی ساری انا، سختی بھول کر جھک جاتا ہے خدا کے سامنے۔ کیسا سکون ملتا ہے۔ مگر حالات کے ہاتھوں جب بندہ چڑ جائے تو یہ پہلو بھی نظر انداز ہونے لگتا ہے ورنہ اس کے بغیر زندگی ہے کیا۔ جب سے زندگی وجود میں آئی ہے یہ ساتھ ساتھ ہے۔ جب کوئی شعور بھی اتنی بلند سطح پر نہ تھا تب بھی لوگوں نے کوئی نہ کوئی معبود بنایا ہوا تھا۔ سورج کی پوجا کرتے تھے لوگ۔ کسی مافوق الفطرت ہستی کا تصور ہمیشہ سے ہی انسان کی ضرورت رہا ہے جس کے تصور میں وہ پناہ لے سکے۔

قبل مسیح دور میں بھی چلے جاؤ تو دیویوں دیوتاؤں کا کیسا وسیع نظام ہمیں ملتا ہے۔ مختلف ادوار میں مختلف دیوتاؤں کا تصور لوگوں کی زندگیوں میں تھا۔۔ وشنو دیوتا مقبول ہوا تو کبھی برہما، کئی اوتاروں کا تصور مقبول ہوا۔ آج تک ہے۔ رام کو لوگ ہندوستان میں اوتار مانتے تھے اور اب بھی جانتے ہیں۔ مہاویر، مہاتما بدھ ایک طویل سلسلہ ہے جو پوری زندگی کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

ہوں۔

سارے سلسلے میں بعض اوقات اتنی پیچیدگی نظر آتی ہے کہ دماغ گھوم جاتا ہے بھگوان کرشن، دیوتاؤں کی آپس میں جنگ، عبادات و رسومات کا اتنا وسیع سلسلہ کہ سمجھتے سمجھتے بھی بہت عرصہ لگ جائے۔ ماضی کو غور سے دیکھو اور سمجھو تو حیران ہو جاتا ہے آدمی

کومل کو لگا کہ اب وہ دوبارہ ماضی کی پراسراریت اور علم میں کھونے لگا ہے اس لیے اس کو راستے پر لانے کے لیے کہا

کافی دن ہوئے کبھی بیٹھ کے باتیں کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔

جس دن کہو گی ملنے کا موقع بنالیں گے۔

ہوں، آج تو کافی رات ہوگئی ہے چلو سوتے ہیں۔

بلاؤ۔

آجاؤ۔

ایک نماز پڑھ کر اسے لگا کہ ایک طویل سکوت کو توڑا ہے اس نے۔ وہ نہ کہتی تو شائد اور کتنے سال گزر جاتے پھر بھی جیسے بھی ہوا ایک اطمینان اس کے اندر تھا۔ ایک تسلی جیسے بے چینی کا دریا چلتے چلتے کچھ دیر کے لیے تھم گیا ہو۔ اب جب وہ پیچھے مڑ کر سالوں کا عرصہ دیکھ رہا تھا تو اسے حیرانگی ہو رہی تھی کہ گزرے سالوں کی طرح آئندہ بھی کتنے سال اس نے یوں ہی گزار دینے تھے۔

زندگی اتنی پیچیدہ اور نجات کا ذریعہ مذہب بظاہر کتنا آسان ساحل، لیکن ساری عمر بھی عبادت وریاضت میں گزار کر بھی یقین کسی کو نہیں کہ بخشا جائے گا۔ بس اک امید ہے وہ بھی خدا جس پر کرم کرے۔ ہر کوئی کہتا ہے کہ اسی کا مسلک اور عقیدہ ٹھیک ہے۔ سب ہی خود کو بہتر جانتے ہیں۔ سب دوسرے کو اپنے مذہب اور مسلک کی طرف بلاتے ہیں کہ "آجاؤ ہماری طرف ادھر ہی نجات ہے"

لیکن کسی کے لیے اپنے عقیدہ کو چھوڑ لینا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ بہت مشکل

سب کہتے ہیں ہم امن کے متلاشی ہیں۔ ہمارا مذہب امن چاہتا ہے تو لڑتے کیوں ہیں؟ اتنی لڑائی مارکٹائی؟

مگر یہ تو سخت گیر لوگوں کا رویہ ہوتا ہے۔ اس کے ذہن میں خیال آیا۔ کسی مذہب کی اچھی تعلیمات کا اس میں کیا قصور؟

کتنی آسانی سے ہم دوسرے کی عبادت کے طریقے کو دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ اس کا طریقہ ٹھیک نہیں ہمارا زیادہ بہتر ہے حالانکہ اک بت کو پوجنے والا بھی سکون پاتا ہے۔ اسے بھی تسلی ملتی ہے۔ اسے بھی نجات کا یقین ہوتا ہے۔ وہ بھی اچھائی برائی کے کچھ تصورات رکھتا ہے۔ برائی کو کون پسند کرتا ہے؟

ہاں ایک کے ہاں جو چیز درست ہے دوسرے کے ہاں برائی ہو سکتی ہے۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟

صرف مذہبی احکامات ہی اہم کردار ادا نہیں کرتے معاشرے میں۔ ہر علاقے کی اپنی ثقافت بھی اپنا اثر دکھاتی ہے اور انسانی جبلت بھی۔ غیر ممالک میں شراب بڑی آسانی سے مل جاتی ہے۔ ہمارے پابندی ہے مل یہاں بھی جاتی ہے مگر چوری چھپے۔ ہر علاقے میں بھٹی پر شراب بنانے کے ماہر بھی موجود ہیں جو بعض اوقات کچی شراب تیار کر کے لوگوں کو زندگی سے جلد نجات کی سہولت بھی فراہم کرتے ہیں، سب چلتا ہے، کہیں آزادی کے ماحول میں کہیں سخت قوانین کی چھتری تلے۔ بعض کہتے ہیں خدا نے کوئی خوبصورت شکل بنائی ہے تو دیکھنے میں کیا حرج ہے بعض اسی خیال پر کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔

ہر ایک نے کچھ نہ کچھ پکڑا ہوا ہے۔ اپنی اپنی تسلی اور نجات کے لیے؟

کوئی ایسا بھی ہے جس نے کچھ نہیں پکڑا؟

ہاں وہ جو کہتے ہیں کائنات شروع سے ایسے ہی ہے ایسے ہی رہے گی۔ یوں ہی چلتا رہے گا۔ جب پوچھا جائے کہ جب ہر چیز ختم ہو جاتی

ہے تو یہ زندگی کا سلسلہ کبھی تو اپنا اختتام رکھتا ہے تو آگے سے چپ۔

اس کا ذہن کیا تھا خیالات کا ایک الجھاؤ جدھر چل پڑا چل پڑا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی دن ایسا آئے گا جب وہ بھی مکمل طور پر خود کو روحانیت میں گم کر دے گا۔

مگر وہ دن کب آئے گا؟

کیوں جب ہڈیوں کا گودا خشک ہونے لگتا ہے ہمیں تصوف اور روحانیت یاد آتے ہیں

سب کھا پی کر کیوں خود کو دوسروں کو نصیحت کرنے پر لگا دیتے ہیں؟

کوئی بھی شرابی آخری عمر میں ضرور کہتا ہے

یار بُری چیز ہے بچنا اس سے۔

بندہ پوچھے جب خود پیتے تھے تمہیں بھی سمجھانے والے تھے تم کیوں نہ باز آئے؟

اتنا تضاد کیوں ہے؟

اس کا جواب تو میں اپنے حوالے سے بھی نہیں ڈھونڈ سکا، وہ سوچنے لگا

کیا مجھ میں تضاد ہے؟

کومل تو کہتی ہے ''تم میرا خزانہ ہو''

نہیں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اس کے حوالے سے تو بالکل بھی کوئی نہیں۔

تو کس کے حوالے سے ہے؟

وہ کہتی ہے تو پھر کوئی بھی نہیں اسے میری کوشش پر یقین ہے۔ جس قسم کے ماحول میں رہتا ہوں اس سے آگاہ ہے۔ ہر بات کی اسے خبر میرے حوالے سے ملے۔

ماحول کا اچھا بہانہ بناتے ہو تم۔

کوئی بہانہ نہیں'' کہتے ہیں کھلا دروازہ صوفی کو بھی پھسلاتا ہے'' میں کیا چیز ہوں پھر گوشت پوست کا بنا ہوا اک ترسا ہوا آدمی۔

اپنے جواب سے مطمئن ہو کر وہ اگلے دن اپنے کام میں مصروف تھا۔ مسلسل کام صبح و شام اور مسلسل سوچنا، کوئی اندازہ نہ کر سکتا تھا۔ بظاہر پر سکون شخص کے پیچھے کون سا آدمی چھپا ہے برداشت کی مسلسل مشق وہ کرتا تھا لیکن کبھی کبھار وہ کومل کی موجودگی میں گالیاں بھی دینے لگا تھا بالکل جیسے کوئی بچہ جب زبان سیکھتا ہے تو باوجود والدین کی اچھی اچھی باتیں سکھانے کے محلے اور دوستوں سے نت نئی نایاب گالیوں کا خزانہ پا ہی لیتا ہے۔

نہ بیٹا ایسے نہیں کہتے اللہ میاں ماریں گے۔

گالی سے زبان گندی ہو جاتی ہے۔

نہ میلا بیٹا لگی بات۔

جتنا مرضی تربیت کر لو بچہ جب گلی میں کھیلنے کودنے نکلتا ہے تو گالیوں کی مستند ڈکشنری جلد ہی ہضم کرنے لگتا ہے اور کبھی کبھی لاڈ میں والدین ہنستے بھی ہیں اور اکساتے بھی ہیں بچے کو کہ وہ اپنی توتلی سی زبان سے گالیاں دے۔

کیا کہہ رہا تھا میر مُنو؟

تمالی.........

ھاھاھاھاھاھا

ماموں کہتے ہیں مُنو گندا بچہ۔

ماموں کی.........

ھاھاھاھاھا

ایسے ہی وہ اس کی موجودگی میں جب کسی بات پر تلخ ہو جاتا تو جو منہ میں آجاتا۔ اس خیال سے کہ یہ وہ ہستی ہے۔ جہاں وہ پابندیوں سے انجان ہے

اپنے غبار کو کسی نہ کسی شکل میں اس کی جھولی میں ڈال دیتا تھا۔ جب غصے میں کبھی کوئی گالی نکالتا تو

اُف.........

کہہ کر وہ ہنس دیتی اور لاڈ سے منع کرتی۔

سیری.........

گالی کے متعلق وہ اسے کہتی تھی۔

گالی کو میں گالی نہیں سمجھتی اک سوچ اور خیال سمجھتی ہوں۔ جو گالی کی شکل میں سامنے آتا ہے صرف ظاہری معنوں میں اسے نہیں لیا جا سکتا۔ نکالنے والا کس کیفیت میں ہے۔ اس سے واقف ہونا چاہیے۔ ایسا ہو تو گالی بُری نہیں لگتی پھر۔

کام میں مصروف تھا کہ اسی دوران غیر متوقع طور پر حذیفہ کی کال آئی۔

کیسے ہیں جناب؟

ٹھیک ہوں آپ سنائیں کیا ہو رہا ہے؟

ذرا دکان پر فری تھا۔ مارکیٹ والوں نے کوئی احتجاج کرنا تھا تو بند کرنے والا تھا کہ سوچا آپ سے بات ہو جائے

اور کوئی نئی تازی؟

کوئی نہیں، امید ہے آپ کے شہر آئندہ کسی دن چکر لگے

جی خوش آمدید، آپ کی نوازش سمجھوں گا۔

بڑے بھائی کے دوست کی شادی تھی۔ وہ کام سے کراچی گئے ہیں مجھے کہا ہے میں جاؤں بارات کے ساتھ

کس دن بارات کی آمد ہے؟

آئندہ منگل کو۔

چھ دن باقی ہیں ابھی۔

امید ہے آنا ہو جائے گا۔

زیادہ بات نہیں ہوئی لیکن ایسے محسوس ہوا جیسے حذیفہ اس بات پر تیار تھا کہ کسی طرح کومل سے ملاقات کا بندوبست اگر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دونوں کے درمیان مشکل گھڑی میں وہ فون پر تو بات کرا چکا تھا۔ رات کو جب کومل سے بات ہوئی تو اس نے بتایا کہ اس طرح فون آیا تھا اور وہ ذہنی طور پر خواہش مند لگتا ہے ملنے کا۔ آنے کا بہانہ بھی معقول ہے بارات کے ساتھ تو کومل کہنے لگی

یہ بات تو چند ماہ پہلے میں نے تم سے کی تھی ناں جب میں نے کہا تھا کہ اسے ملنے کو حد درجہ بے تاب ہو جاؤں تو اپنے گھر اس سے ملوا سکتے ہو تو فوراً تم نے ہاں کر دی تھی۔ تب پہلے میں نے اس سے بات کر لی تھی اور وہ اس بات پر حیران ہوا تھا کہ کوئی اتنا بڑا قدم اٹھانے کے لیے کیسے تیار ہو سکتا ہے لیکن مجھے یقین تھا کہ میری ہاں کرے گا اور تم نے ہاں کر کے میرا مان رکھ لیا تھا۔

تم صرف حکم کیا کرو۔

ہاں مجھے پتہ ہے میرے لیے تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔

تو اب پھر موقع بن رہا ہے تو مل لو۔

موقع تو ہے اور تم میرا تحفظ کرو گے لیکن جس دن وہ بارات کا کہہ رہا ہے اسی دن گھر والوں نے کہیں جانا ہے میں اور چھوٹا بھائی گھر ہوں گے امی نے کہا بھی ہے کسی سہیلی سے ملنے نہ جانا گھر پر ہی رہنا تو ایسی صورت میں اگر گئی تو گھر خالی چھوڑ کا جانا کتنی خطرے والی بات ہوگی اور ابو اگر دوپہر کا کھانا کھانے گھر پر آئے اور مجھے نہ دیکھا تو ساری احتیاط اور ریاضت بے معنی ہو جائے گی۔ جس وقت بارات کا ادھر قیام ہے ابو اسی وقت گھر کا کھانا کھانے آتے ہیں اور ذرا آرام کر کے واپس جاتے ہیں۔ امی گھر پر ہوتیں تو مسئلہ ہی کوئی نہ تھا لیکن ان کا اسی دن جانے کا پروگرام طے ہے کوئی صورت ایسی نہیں ہے کہ ملا جائے۔ آئندہ کبھی جی چاہا تو ضرور بتاؤں گی اور شکریہ تو میں کہوں گی نہیں۔

کہنا بھی مت۔

پتہ ہے یہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے اب عجیب لگتا ہے۔

اتنی احتیاطوں کا کبھی نتیجہ نکلے گا انتظار ہمیشہ ناکام نہیں ہوتا۔

ہوتا تو ہے ناں۔

وقت بدلتے دیر نہیں لگتی۔

مجھے امی ابو کی طبیعت کا پتہ ہے کوئی بات منہ سے نکال لیں دس برس تک انہیں یاد رہتی ہے جب حذیفہ کے گھر والے آئے تھے رشتہ کی بات لے کر اور جب انکار ہو گیا تھا ہماری طرف سے تو گھر میں بھائیوں اور بڑی بہنوں کے سامنے قسم کھائی دونوں نے کہ اگر کبھی ان کی بات اس حوالے سے نہ مانی گئی اور کسی نے دوبارہ اس رشتہ کے لیے بات چلانے کی کوشش کی تو وہ گھر ہی چھوڑ جائیں گے

غصے میں آدمی بہت کچھ کہہ لیتا ہے جب وقت بدلے تو فیصلے بدلنے پڑ جاتے ہیں۔ کرخت سے کرخت آدمی بھی جب حالات بدلتے ہیں تو شکست کھا جاتا ہے نرم پڑ جاتا ہے نرم پڑ جاتا ہے۔ ہائپیرین پڑھی ہے؟

تم سے ہی کئی بار نام سنا ہے۔

چاروں شانے چت پڑا ہے شکست خوردگی کے عالم میں اور اپنی شکست کو تسلیم نہیں کر پاتا۔ وہ اس بات پر حیران ہوتا ہے کہ جب اس کی حکمرانی ہر لحاظ سے مضبوط تھی، کسی تبدیلی کا امکان تک نہ تھا تو پھر حکمرانی کیسے چھن گئی اس سے۔ اس کی ساری شان وشوکت ختم ہو چکی ہے۔

یہ ہے کون،

میں سیٹرن کی بات کر رہا ہوں اقتدار مکمل طور پر ہر طرح سے مضبوط ہے سارے معاملات پر اس کی گرفت مضبوط ہے۔ ذرا بھی امکان نہیں کہ اتنی مضبوط حکمرانی اس سے چھن سکتی ہے۔ وسیع فوج اس کے ساتھ موجود ہے۔ پھر بھی اس کو شکست ہو جاتی ہے۔

کیسے؟

وقت بدل گیا ہے وقت بدل جاتا ہے تو تبدیلی کا آنا فطری عمل ہے۔ وہ اس تبدیلی کے عمل کو اپنی پوری عقل اور تدبر کے بغیر سمجھ نہیں پایا۔ اس کا حریف اچانک کس طرح سامنے آئے گا وہ اس امر کی طرف سوچ ہی نہیں سکا۔ کہانی کے آغاز پر وہ زمین پر پڑا ہے اس کی بے چارگی دیکھنے لائق ہے۔

ہوں۔

ٹائٹنز کا سربراہ سیٹرن انتہائی افسردہ ہے۔ ہائپیرین کی بیوی تھیا اُس کے پاس آتی ہے اور اُسے تسلی دیتی ہے سیٹرن اپنا اقتدار کھو جانے پر افسردہ ہے اور کہتا ہے کہ اُس نے ہمیشہ اپنے اختیارات کا استعمال رعایا کے فائدے کے لیے کیا تاکہ وہ خوش رہے، تھیا اُسے غار میں لے جاتی ہے جہاں اُس کے باقی ساتھی مایوسی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں وہ اپنے ساتھی دیوتاؤں سے خطاب کرتا ہے اور اپنی شکست پر پریشانی کا اظہار کرتا ہے۔ تقریر کے خاتمے پر وہ اوشی اینسکی طرف مڑتا ہے اور موجودہ صورت حال میں اُس سے مدد اور رہنمائی مانگتا ہے۔ کیونکہ وہ اُس کے چہرے پر انتہائی اطمینان دیکھتا ہے۔ اور سوچتا ہے کہ وہ اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈال سکے گا جس نے اُسے پریشان کیا ہوا ہے۔ اوشی انیس کہتا ہے تبدیلی آکر رہتی ہے چاہے ارتقاء یا انقلاب کے ذریعے۔ وہ کچھ نمایاں یادگار قسم کی باتیں کرتا ہے۔ جس کا مقصد دیوتاؤں کو فاتحین کے خلاف بھڑکانا نہیں بلکہ یہ ممکن بنانا ہے کہ وہ حالات سے سمجھوتا کر لیں۔ وہ کہتا ہے کہ اُن سے اُن کا اقتدار چھین لیا گیا ہے۔ اور یہ قانون قدرت کا نتیجہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ٹائٹنز نے اک چھوٹی سی بات کو نظر انداز کر دیا ہے جسے کمتر درجے کا ذہن بھی سمجھ سکتا ہے۔ اُس نے عقل اور سچائی کی طرف جانے والا راستہ کھو دیا

ہے۔وہ اُسے کہتا ہے "اُسے محسوس کرنا چاہیے کہ جیسے وہ کائنات کا پہلا حکمران نہیں ایسے وہ آخری حکمران نہیں ہو سکتا" وہ ساری عمر کائنات کا حکمران نہیں رہ سکتا تھا (Thou art not the begining nor the end) وہ کہتا ہے کہ پہلے کائنات میں تاریکی اور بدنظمی تھی۔اُن میں سے روشنی نے جنم لیا بعد میں زمین اور آسمان نے جنم لیا۔سیٹرن زمین اور آسمان کے اشتراک کی پیداوار ہے۔اُس کے بعد ٹائٹنز اور جی ایئنٹس نے جنم لیا اور مختلف سلطنتوں کے شہنشاہ بنے۔وہ اپنے ساتھی دیوتاؤں کو کہتا ہے کہ انہیں حکمرانی چھن جانے پر مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ برتری کی انتہا اس صلاحیت میں ہوتی ہے کہ آدمی حقائق کو مکمل سکون کے ساتھ دیکھ سکے وہ کہتا ہے کہ ٹائٹنز خوبصورتی، موزونیت، قوت ارادی اور عمل کی آزادی میں اپنے والدین سے برتر تھے۔جس طرح انہوں نے خود کو والدین سے برتر ثابت کیا اسی طرح اگلی نسل نے جن کا سربراہ جوو ہے خود کو اُن سے برتر ثابت کیا۔وہ کہتا ہے کہ ٹائٹنز کے بعد اُسی نسل نے اقتدار سنبھالنا تھا جو خوبصورتی اور طاقت میں اُن سے برتر ہو۔بے شک اُس نے ٹائٹنز سے ہی جنم لیا ہو۔کیونکہ کائنات کا قانون ہے۔

"First in beauty should be first in might"

اسی قانون کے تحت اولمپینز اقتدار سے محروم ہو جائیں گے اور آنے والی نسل اُن سے زیادہ خوبصورت اور طاقتور ہوگی۔وہ کہتا ہے کہ سمندر کا نیا دیوتا اُس کی نسبت زیادہ شان رکھتا ہے اور اُس کی آنکھوں میں خوبصورتی کی ایسی چمک ہے کہ اُس نے خود ہی اپنی سلطنت اُس کو دے دی ہے اور اس غار میں اُس کے ساتھیوں سے ملنے آ گیا ہے۔وہ تقریر کا اختتام ان الفاظ پر کرتا ہے

" Recieve the truth and let it be your bam"

ہوں۔

حالات بدل جاتے ہیں بدلے ہوئے حالات کے مطابق ڈھلنا پڑتا ہے اس لئے ایک بات جو آدمی غصے میں منہ سے نکال لے وہ ہر حال میں پورا ہونا ضروری نہیں ہوتا انہوں نے غصے میں قسم اُٹھا بھی لی تو کل حالات ایسے ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنا فیصلہ بدل لیں۔انتظار کرنا پڑے گا۔خدا سے اتنا گہرا تعلق ہے تمہارا تو یقین بھی ہونا چاہیے وہ چاہے تو سخت دلوں کو جب چاہے تبدیل کر دے۔

مثالیں تو تم پر ختم ہیں۔

مثالیں ہمارا حوصلہ، امید بڑھاتی ہیں۔سابقہ تجربات میں اگر یہ موجود نہ ہوں تو جینے کی امید بھی ختم کر بیٹھیں ہم۔غصے میں کچھ سوچ لیں یا ٹھنڈے دماغ سے کوئی اسکیم بنا لیں وقت کی تبدیلی غیر محسوس انداز میں سب کچھ اپنے پروں تلے روند ڈالتی ہے۔انگریزوں، فرانسیسیوں، ولندیزیوں، پرتگالیوں نے کتنی دور سے آکر دنیا کے دوسرے علاقوں پر قبضہ کیا۔وہ قبضہ ان علاقوں کو چھوڑنے کے لیے تو نہیں کیا تھا۔لیکن وقت کی لہر نے ان کی اسکیم کو وقت سے پہلے ہی ختم کیا اور سب کچھ سمیٹ کر انہیں واپس جانا پڑا۔

وہ چاہتے تو اور وقت نہیں نکال سکتے تھے کیا؟

اپنا قبضہ وہ مزید عرصے کے لیے برقرار رکھ سکتے تھے کیوں کہ میدان جنگ میں ان کو مفتوح اقوام کے ہاتھوں شکست نہیں ہوتی تھی۔لیکن

وقت جدید افکار کی روشنی میں اتنا آگے جا چکا تھا کہ وہ خود اس سیلاب کے آگے بند نہیں باندھ سکتے تھے۔خود ان کے اپنے افکار ان کو ایسا کرنے سے روک رہے تھے۔چند مثالیں ایسی ہیں جب کسی نو آبادی نے لڑ کر آزادی حاصل کی مثلاً الجزائر کی مثال ہے اور بھی ایک آدھ ہے لیکن زیادہ تر کو بغیر کوئی جنگ لڑے ان علاقوں کو چھوڑنا پڑا۔

بات کدھر سے شروع ہوئی چلی کدھر گئی۔

یہ کہہ رہا ہوں کہ وقت میں جو بہت کچھ تبدیل کرنے کی طاقت ہے اس پر بھروسہ رکھو

ہوں،

حالات ہمارے حق میں بھی تبدیل ہو سکتے ہیں۔

بیٹھے بٹھائے تبدیل ہو سکتے ہیں؟

کوشش کرنا پڑتی ہے اور وہ کر رہی ہو تم۔

اتنا عرصہ اس کو میں نے اپنے آس پاس محسوس کیا ہے۔گھر والوں کو کون سمجھائے کہ اچانک اس کو چھوڑ کر زندگی میں کسی دوسرے کو کیسے اپنا سکتی ہوں؟

گھر والے سمجھتے ہیں شادی ہو گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا

کاش کبھی والدین سمجھیں کہ صرف جسمانی تسکین کے لیے ہی شادی نہیں ہوئی۔ذہنی ہم آہنگی بھی کوئی چیز ہوئی ہے۔اپنے دور میں سب اسی طرح کی کیفیات سے گزرتے ہیں۔جب خود بڑھاپے میں جاتے ہیں تو دوسروں کے احساسات کو کیسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔آسانی سے شادی ہو سکتی ہے۔یہاں حذیفہ کا کوئی بہت مناسب کام نہ ہونا یا میری طرح تعلیم نہ ہونا۔کوئی وجہ نہیں ہوئی تھی رکاوٹ کی،صرف انا آڑے آتی ہے کہ جب ہم نے رشتہ مانگا تھا تو تب کیوں انکار کیا گیا تھا۔انا ہے بس۔اتنی نمازیں اور اتنی عبادات کرتے ہیں اک ذرا سی انا کو نہیں مارتے۔

احساسات طاقتور ہو جاتے ہیں۔عبادات کو جب رسم کے طور پر ادا کیا جائے تو ان کا اثر ہمارے من پہ نہیں ہو جاتا۔حسد،بغض،انا پرستی جیسی چیزوں کو قابو نہیں کرتے ہم۔مرتے دم تک یہ ساتھ نہیں چھوڑتیں۔براؤننگ نے اپنی ایک نظم میں حسد کی بہت خوبصورت تصویر کشی کی ہے۔اک بشپ بستر مرگ پر ہے اور موت سے پہلے وصیت کر رہا ہے کہ اس کی قبر کو کیسے اعلیٰ قسم کا پتھر لگایا جائے کیسے اتنی شاندار بنایا جائے۔اور وجہ کیا ہے کہ ساتھ والی قبر میں جو شخص ہے وہ اس کی قبر کو دیکھ کر جلے۔کیونکہ یہ بشپ جس عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا اس کی شادی اس شخص سے ہو گئی تھی۔مذہبی راہنما ہے مگر ابھی تک وہ اس بات کو نہیں بھول پایا۔اور اپنی جلن سے بستر مرگ پر بھی چھٹکارا نہیں پا سکتا۔یہ چیزیں انسانی زندگی میں گہرا وجود رکھتی ہیں۔ان کو مارنے کے لیے بڑے جتن کرنا پڑتے ہیں جو ہر کوئی نہیں کر پاتا۔اس لیے زیادہ دل پر مت لگاؤ اس بات کو۔

کاش کوئی تبدیلی آجائے۔

آسکتی ہے کوشش تو کر رہے ہیں ناں۔ممکن ہے حالات بدل جائیں۔ہمارے ہاں اک دور ایسا بھی آیا تھا کہ ٹی۔وی پر پاکستانی فلم پر

پابندی لگ گئی تھی کافی سالوں تک، تماشہ یہ ہے انگریزی فلمیں مسلسل لگتی رہیں۔ پاکستانی فلموں پر پابندی قوم کو کسی تباہی سے بچانے کے لیے لگائی گئی کہ قوم پر بُرے اثرات مرتب نہ ہوں اور اس سے بھی بڑا تماشہ یہ ہے کہ اسی دور میں بیرون ملک سے بلیو فلمیں آنی شروع ہوئیں۔ وی سی آر کے ذریعے اختلاط کے پروگرام کس کس نے نہ دیکھے؟ گاؤں گاؤں تک یہ بلیو پروگرام دیکھے گئے۔ اپنے ہی فنکاروں کی فلمیں لوگ ٹی۔ وی پر دیکھنے سے قاصر تھے اور دوسری طرف سے فحاشی کا ایک سیلاب جاری تھا جس کو روکنے کی حکومت کو فرصت نہ تھی۔ بیرونی ممالک میں ایسے پروگراموں اور فلموں کو بغیر کسی ضابطے کے دیکھنا مشکل ہوتا ہے مگر ہمارے ہاں کسی ضابطے عمر کی حد کے بغیر یہ پروگرام دیکھے گئے ٹی۔ وی پر مذہبی پروگرام اور واعظوں اور نصیحتوں پر مبنی عبارتیں دکھا کر سمجھ لیا گیا کہ معاشرے کو پوتر کر لیا گیا ہے

حکومت نے ایسا کیوں کیا؟

لوگوں کا دھیان کسی طرف لگانا مقصود تھا۔ لوگ سابقہ حکومت کے کھلے پن سے تنگ تھے بعد والی نے اسی مذہبی رجحان کا فائدہ اٹھا کر ٹی۔ وی سے ہی لوگوں کو مطمئن کرنا شروع کر دیا۔ اور آج دیکھ لو وہ ساری کوششیں پانی کا بلبلہ ثابت ہوئیں۔ آج کتنے چینل اور پروگرام لوگوں کو میسر ہیں تو کون سی قیامت آ گئی ہے۔ کہاں گئی وہ سابقہ سخت گیر پالیسی۔ اب تو پاکستانی فلموں کے الگ پرائیویٹ چینل موجود ہیں۔ تبدیلی اپنا رنگ دکھا گئی ناں ایک سخت پسند ہونا وقت کے ہاتھوں شکست کھا جاتا ہے۔ چاہے انسان کا رویہ ہو یا حکومتوں کا۔

اک بات کر بیٹھوں اتنا.........لمبا لیکچر شروع۔

اور بعد والی حکومتیں بھی اس اثر سے آسانی سے نہ نکل پائیں۔ سالوں بعد جب پاکستانی فلمیں یا گانے دکھانے کا سلسلہ شروع ہوا تو ہیرو ہیروئن کے قریب آنے پر تصویر کو ساکت کر دیتے تھے لوگوں کے اخلاق کو بچانے کے لیے یا ہیرو ہیروئن جب قریب آتے تو ناظرین کو درخت دکھانے شروع کر دیتے کہ دیکھیے درخت ایسے ہوتے ہیں۔ شائد آپ نے درخت نہ دیکھے ہوں۔

بس کرو، کیا ہو گیا سیری؟

تب ہم ترسا کرتے تھے اپنے پسندیدہ اداکاروں کو ٹی۔ وی پر دیکھنے کے لیے مگر معاشرہ پوتر بنانے کا شوق تھا کچھ لوگوں کو۔ کہاں ایک فلم بھی نہیں دیکھی جا سکتی تھی ٹی وی پر اور آج چینلز کا اک سیلاب ہے۔ وقت سب کچھ بہا کے لے جاتا ہے۔

بات کو کہاں سے کہاں لے جا رہے ہو؟

صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حالات کبھی ایک سے نہیں رہتے۔ مضبوط ارادے بھی دم توڑ جاتے ہیں۔ وہی کامیاب ہوتا ہے جو بدلتے حالات سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ آدمی چوکنا رہے۔

کیسے؟

جیسے ایک شکاری سارا دن شکار کے انتظار میں رہتا ہے۔ جیسے ہی موقع بنے دبوچ لیتا ہے ذرا سی سستی بھی ناکام کر سکتی ہے۔

اگر شکار ہی نہ آئے؟

تو اگلے دن بیٹھ جائے انتظار میں۔ موقع تو ملتا ہوتا ہے۔ ساری دعائیں ریاضتیں، عبارتیں بے کار ہو جاتی ہیں اگر عمل کے میدان میں کچھ نہ ہو

تم ہو تو فکر کس چیز کی مجھے؟

جو کچھ بھی ہے تمہارے قدموں میں ہے۔

اپنی ناکامیوں سے جو کچھ سیکھا تم نے اپنی زندگی میں وہ سارا تجربہ میری جھولی میں ڈال دیا تم نے۔

ناکام ہونا بہت کٹھن مرحلہ ہوتا ہے اسے سہے جانا اس سے بھی مشکل اس سے بچ جانا اس سے بھی مشکل ایسے کسی ناکام شخص کو قبول کر لینا اس سے بھی بڑا کام جو تم نے کیا۔

اب تم کہاں ناکام ہو، سونا ہو تم۔

تمہارے وجود سے لگوں تو سونا، پرے کر دو تو سب بے کار۔

میں ایسا کروں گا؟

کبھی خیال تک نہیں ٹھٹکا میرے پاس۔

تمہارا اتنا یقین سکون دیتا ہے اب۔

پر یقین بھی تم نے دیا، ورنہ میں تو سوال کر کے مت مار دیتا تھا تمہاری۔

میری مت مارتے تھے؟

نہیں میرا مطلب تھا۔

پتہ ہے مطلب کا۔

تو سوال کیا کرتا تھا ناں میں حد سے زیادہ، ان کی بات کر رہا ہوں کہ اب نہیں کرتا اتنا یقین پختہ ہو چکا ہے۔

کتنا پختہ ہو چکا ہے؟

خود مجھے بھی اب اندازہ نہیں ہے۔

پھر بھی کچھ تو اندازہ ہو گا؟

اگر اندازہ ہو گیا تو پھر تو محدود ہو گیا ناں۔

واہ کیا بات ہے میری!

دیکھ لو، کرنا پڑتا ہے۔

پڑتا ہے، مجبوری ہے لگ گیا پتہ۔

اب بات کیوں پکڑ رہی ہو؟

تو بکتے ہی ایسے ہو کیا کروں؟

تو یقین کرنا پڑتا ہے تو ہے۔

یہ کہو، یقین ہے تو ہے، پڑتا ہے میں مجبوری ظاہر ہوتی ہے

مجھے یقین ہے ہے ہے ہے ہے ہے.................

اتنی بار دھرانا بھی ظاہر کرتا ہے کہ یقین نہیں ہے۔

اوہ میرے خدایا میں کیا کروں؟

یقین۔

تو کرتا تو ہوں۔

کیا کرو۔

تو ہے ناں پکا۔

تو پھر کتنا یقین ہے بتاؤ تو؟

مجھے پتہ نہیں۔

کس کو پتہ ہے؟

کومل کو۔

کومل کو؟

نہیں ماں کو۔

ہوں۔



کہتے ہیں انسان ایک سے زیادہ محبتیں کرتا ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں محبت ایک ہی سے ہوتی ہے۔یہ بھی ممکن ہوتا ہے انسان تعلقات کا ایک وسیع سلسلہ استوار کرلے۔راجہ اندر کا دربار سجالے جب زندگی محبت کی تلاش میں کافی گزار چکا ہوتو پیچھے مڑ کے دیکھنے سے اندازہ ہو اوہ میں تو کئی سال پہلے سچی محبت کر چکا ہوں۔ مجھے تو اس سے محبت تھی ایسا انکشاف بھی ہوتا ہے محبت ثابت کرنے کے لیے دوسروں سے اجتناب کا راستہ اختیار کرتے ہیں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو محبت کو پالینے کے بعد حیرت زدہ ہوکر خود سے پوچھتے ہیں

یہ تھی محبت جس کے لیے خود کو اتنے عذابوں سے گزارا؟

.کچھ کہتے ہیں سب عورتیں ایک طرح کی ہوتی ہیں۔

ایک محبت اور کتنے طرح طرح کے پہلو سامنے آتے ہیں۔بعض لوگ بیک وقت کئی محبتیں نبھارہے ہوتے ہیں۔ساحر کو کومل سے ایسا کچھ نہیں چاہیے تھا۔کچھ اور چاہیے تھا۔محبت مانگنا تو عام سی بات ہوتی اور حذیفہ سے جیسے زیادتی۔وہ زیادتی کرتا تو کیوں؟ کیسے؟ممکن نہیں تھا ایسا ہونا پھر بھی دونوں ایک دوسرے میں پیوست ہوتے جارہے تھے۔کبھی کبھی وہ جھجکنا بھی شروع کردیتا اور لگتا دونوں کے درمیان ایک تعطل آرہا ہے۔لیکن جب اس شرم کا انکشاف ہوتا تو وہ ساحر پر اور نچھاور ہو جاتی۔فکر اس درجے کی تھی دونوں کو ایک دوسرے کی جس کا صرف تصور ہی کیا جاسکے۔وہ صرف اتنا ہی کہہ دیتا کہ وہ بے چین ہے تو وہ تکلیف کے سیلاب میں خود کو لپٹا ہوا پاتی سر درد کا کہتا تو سونے سے پہلے اس کا سر دباتی۔زندگی کی بے پناہ تلخی جسے نگلتے ہوئے اسے صرف محبت اطمینان دے ہی نہیں سکتی تھی۔حذیفہ اس کی محبت کا حق دار تھا اور دونوں کو ملانے کے لیے اپنے دماغ کو لڑا رہا تھا۔دور نزدیک ہونے کی فکر اب اسے کم تھی اور ختم ہونے کے قریب تھی۔محبوب دور ہو تو تکلیف ہوتی ہے، ہجر چبھتا ہے۔ایسی کسی چبھن کا ڈراب ختم ہوکر رہ گیا تھا۔حق تلفی کا عنصر دونوں کے ذہنوں سے ختم ہو چکا تھا۔وہ دونوں محبت کرتے تو ان کو پریشانی بھی لاحق ہوتی۔

دن کو کافی موسم حبس زدہ رہا۔سہ پہر کو گھرے بادل آگئے اور ساتھ ہی تیز آندھی۔سارا منظر بھلا تھا۔لیکن گرد کی بوچھاڑ اس کا مزہ کرکرا کر رہی تھی۔آنکھوں، بالوں میں دھول پڑ جائے تو گھنے بادلوں کا آنا بھی لطف کم کر دیتا ہے اپنے آنے کا۔اک کونے میں بیٹھ کر وہ بارش کا انتظار کرنے لگا۔چند قطرے جب فرش پر پڑے تو باقی جو حصہ بھیگنے سے بچ گیا اس کے تر ہونے کا انتظار کرنے لگا۔تھوڑی ہی دیر بعد موسلا دھار بارش شروع ہو چکی تھی۔کمرے کی کھڑکیاں اس نے کھول، دیں تا کہ ہوا کا گزر ہو اور حبس ذرا کم ہو جائے۔ایگزاسٹ لگانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔بادلوں کی چمک آنے کی وجہ سے بجلی نے سمجھ لیا تھا کہ اب اس کا کیا کام لہٰذا ہمیشہ کی طرح بارش کے موسم میں وہ غائب ہوگئی۔

مجھے بادلوں کی کڑک بہت ڈراتی ہے؟ کومل کے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونجنے لگے۔کبھی وہ بھی اس سے بہت ڈرا کرتا تھا اور اب بھی ڈرتا تھا لیکن ذرا سا حوصلہ پیدا کر لیا تھا۔اب بھی وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتا تھا لیکن ڈر کی شدت اتنی نہیں رہی تھی جتنی کہ کبھی ہوا کرتی تھی۔

بجلی صرف آسمان سے نہیں گرتی۔زمین سے ہی ہماری زندگی کو برباد کردیتی ہے۔ہر بار اسے اوپر سے گرنے کی کیا ضرورت!

یہ وہ سبق تھا جو اس کے تجربے میں آیا تھا۔ ساری زندگی میں کبھی اس پر بجلی نہ گری۔ لیکن اپنا نقصان زندگی میں اتنا دیکھا کہ اوپر سے کسی بلا کے نازل ہونے کا ڈر ہی جاتا رہا۔ دیکھتے دیکھتے آنکھوں کے سامنے وہ کچھ ہوا کہ ہوش ٹھکانے آ گئے۔ زندگی کی معمولی سی باتوں کو سمجھنے میں اتنے قیمتی سال گزر گئے کہ جن کی تکلیف کسی آسمانی بجلی سے ملنے والے عذاب سے کم نہ تھی۔

باہر گلی سے بچوں بڑوں کے شور وغل کی آوازیں آ رہی تھیں۔ جی چاہا وہ بھی جا کر گلی میں نہائے لیکن طبیعت کی سنجیدگی نے روک لیا

کیا یہ پانی ٹھنڈک دے پائے گا مجھے؟

اس میں اس وجود کی ٹھنڈی چھاؤں سی ٹھنڈک ہے۔

ذرا خود کو بھگو کر کیا سکون حاصل کر پاؤں گا؟

کچھ دیر پانی میں خود کو بھگو کر پھر غسل کرنا پڑے گا۔ کپڑے بدلنا پڑیں گے۔ پھر چپ کر کے بیٹھ جاؤں گا۔

انہی سوچوں میں گم وہ پانی کی بوچھاڑ کو دیکھتا رہا۔ کس طرح ایک قطرہ گرتا ہے اور پھر لگاتار ایک ہجوم گرتا ہے آسماں سے اور دیکھتے ہی دیکھتے زمین پر جل تھل ہو جاتی ہے۔ پر ہر زمین پر ایسی بارش کہاں برستی ہے۔ ایسے بھی علاقے ہیں جو چند بوندوں کو ترستے ہیں۔ خوشی بھی ایسی ہی ہے۔ جس پر مہربان ہوا سے مسرتوں سے ادھ موا کر کے رکھ دیتی ہے۔ جس سے روٹھ جائے اسے ہنسی آئے اگر کبھی تو کسی انجانے سے ڈر سے روک لیتا ہے۔

انسان اپنی مرضی کا مالک ہے لیکن اس کی مرضی چلتی کہاں ہے۔ اک ذرا سی بارش میں وہ اپنے پسندیدہ کسی شخص کے ساتھ بھیگ بھی نہیں سکتا۔

سارے ماحول کو وہ بغور دیکھ رہا تھا۔ اچانک بادل گرجا اور اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے اس خیال سے کہ کومل کہیں گھر بیٹھے ڈر نہ جائے

کبھی ایسا ممکن ہے کہ بارش کا موسم ہو اور ہم دونوں اکیلے ہوں اور بادل گرجیں؟

روشن دن میں جب ساتھ ہونا ہر وقت ممکن نہیں تو بارش میں کس طرح ممکن ہے؟

اس دوران کمرے سے فون کی بیل سنائی دی

ہیلو۔

میں نکی ہوں۔

ہاں بھئی کیا حال ہے؟

بیٹھی ہوئی تھی سوچا آج آپ کو سلام کر لوں۔

ہاں ہاں کیوں نہیں۔ کیسا موسم ہے آپ کے ہاں؟

خوب بارش ہو رہی ہے، آپ کے ہاں؟

ہاں ادھر بھی ایسا ہی حال ہے۔

پھر تو فطری ماحول سے خوب لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا۔

نہیں اچھا لگا باقی گھر والوں کا کیا حال ہے؟

سب ٹھیک ہے آپ سنائیں موڈ کیسا ہے؟

ٹھیک ہے۔

گڈ بھی ہوا ہے کبھی؟

اوں.........ہاں کبھی ہو ہی جاتا ہے۔

وہ کبھی نظر کیوں نہیں آتا؟

اس لیے کہ آپ دور بیٹھی ہیں ناں۔

محسوس ہو جاتا ہے پر آپ کا مسئلہ یہ ہے کہ آپ سوچتے بہت زیادہ ہیں۔

سوچ آ جاتی ہے اختیار میں نہیں ہوتا اکثر، اور کیا ہو رہا ہے آج کل؟

میں گھر، کام، کھانا، پینا، سونا۔

آئندہ کے لیے کیا سوچا ہے؟

ابھی دیکھ رہی ہوں کیا ہوتا ہے۔ آپ سے مشورہ ضرور کروں گی۔

جی میں حاضر ہوں۔

آپ بہتر مشورہ دیں گے۔

یہ کیسے یقین ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص ہمیں بہتر مشورہ ہی دے گا؟

اندازہ ہو جاتا ہے۔

اندازہ غلط بھی تو ہوتا ہے۔

پھر بھی شخصیت سے پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی شخص کس فطرت کا مالک ہے۔

اپنی فطرت کا اندازہ تو بعض اوقات انسان خود نہیں کر پاتا نکی۔

ہاں مگر دوسرے کر لیتے ہیں۔

چند منٹ بعد دونوں میں گفتگو بند ہو گئی۔ نکی بھی وہی بات کر گئی تھی جو کومل پہلے ہی کہہ چکی تھی۔

میں تمہیں بہتر جانتی ہوں سیری۔

کیسے؟

میں کہہ رہی ہوں تو یقین کرلو وہ کہتی۔

کیا خاص ہے مجھ میں؟

کچھ ہے پر بتاؤں گی نہیں۔

یہ واحد بات تھی جس پر چڑ تا نہیں تھا۔ وہ خود بھی چاہتا تھا کہ اگر اس کی کوئی بات اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے تو وہ بے خبر ہی رہےتو اچھا ہے۔ یہ اعزاز اس کے پاس ہی رہے جس نے اس کو دریافت کیا ہے۔ کیوں کوئی دوسرا اس خصوصیت سے آگاہ ہو؟ انسان ہر اسرار کو جاننا چاہتا ہے حتیٰ کہ یہ بھی کہ خدا کی ہستی کا وجود کیسے ہوا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ جو بات اس کی کومل جانتی تھی دوسروں سے اسے ممتاز اور الگ تھلگ کرنے والی، وہ اس کو جاننے کی کوشش نہ کرے۔ جو ہمارے جتنا زیادہ قریب ہوتا ہے ہم اسے اتنا ہی اپنی ذات سے آشنا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی خاص بات تھی جو کومل اسے نہیں بتانا چاہتی تھی تو وہ تجسس میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ ہاں اسی کی کہی ہوئی باتوں کو اس نے اپنے ذہن میں دہرایا ضرور۔

تم مروت کے مارے ہوئے ہو سیری۔

تم سب کے ہی کام آنا چاہتے ہو یہ تمہاری فطرت ہے۔ ہاں میری طرح تمہیں مان سے کوئی نہیں کہتا۔

جس حالت میں تم اپنے مزاج پر قابو پالیتے ہو وہ ہر کسی کا کام نہیں

تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو نہ جانے کیا کچھ کر چکا ہوتا اپنی خواہشات کے ہاتھوں مجبور ہو کر، اس طرح کی کہی ہوئی ماضی کی باتیں اس کے ذہن میں آئیں اور اس نے غور سے ان پر دھیان بھی دیا کہ آیا ان میں چھپی ہوئی کوئی خصوصیت ایسی ہے جو کومل اب اس کو بتانا نہیں چاہتی مگر ذرا دیر خود کو کھپانے کے بعد اس نے مزید اپنے آپ کو پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا

یہ اعزاز اسی کا ہے تو ٹھیک ہے میں کیوں کھپ رہا ہوں پھر؟ خود کو دھیمے لہجے میں اس نے کہا۔

بارش ذرا مدھم ہو چکی تھی۔ ارد گرد کا سارا منظر دھل سا گیا تھا۔ دھلا ہوا منظر آنکھوں کو چونکانے لگا تھا۔ دیواروں کی سرخ اینٹیں نمایاں ہو کر نظر آنے لگی تھیں۔ پودوں کے پتے ایسے تھے جیسے ابھی انہیں سبز رنگ میں ڈبو کر باہر نکالا گیا ہو۔ آسمان پر کچھ جگہوں سے نیلے رنگ نے چھلکنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن سیاہ بادلوں کے کئی ٹکڑے ابھی بھی رواں دواں تھے اور رنگوں کی تبدیلی کے کھیل میں پوری طرح شامل تھے۔

اپنی سابقہ زندگی، موجود دن، کومل، حذیفہ، وہ خود، نکی، کومل کی کزن ...... کومل کا پارٹ سیکنڈ کا امتحان، نکی کا بی۔ اے کا رزلٹ، اپنے پارٹ سیکنڈ کی تیاری، اپنا ناکامی سے بھرا ماضی، بے یقینی میں گھرا مستقبل، کومل حذیفہ کی متوقع شادی، ساری رکاوٹیں کوششیں، ستاروں کی چالوں پر نظر، اپنے ذہن کی بھاگ دوڑ، زندگی کی سابقہ بے ترتیبی، ضبط کی زندگی، موج مستی کا امکان، کچھ کھلے دروازے، کچھ بند دروازوں کی کشش، سب ایسے ہی آپس میں مل گھل گئے تھے۔ جیسے نیلے افق پر سیاہ اور سفید بادلوں کے ٹکڑے۔ کوئی بھی یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا۔ اگلے چند گھنٹوں میں موسم کیا ہوگا؟

مستقبل کے متعلق بھی وہ کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر تھا کہ وہ کیسا ہوگا۔ کامیابی، ناکامی کی کشمکش اس کی ذہنی کشمکش کا دوسرا نام تھی، کومل حذیفہ کو قریب لا کر ہمیشہ کے لیے ایک کرنے کی کوشش اور پھر اس کوشش میں کامیابی کی مسرت۔ یہ خیال بھی دل کو تسکین دیتا تھا کہ کبھی ایسا ہوگا مگر کب، کیسے؟

یہ وہ سوال تھا جس کا جواب کسی کے پاس بھی نہ تھا۔

خودآ گاہی معاشرتی آ گاہی دیتی ہے

اپنے حال سے اگر ہم آ گاہ ہوں تو دوسروں کو جاننے میں بھی مدد ملتی ہے۔اپنی ذات کا عرفان اگر حاصل ہو جائے تو انسان کو جان جاتا ہے انسان۔اپنی روزمرہ کی حالت سے دوسرے کی روزمرہ کی حالت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔بارش کا ہونا صرف ایک یا چند گھروں کا منظر تبدیل نہیں کرتا۔بارش کی بوچھاڑ اپنے اندر بہت کچھ سمیٹ لیتی ہے۔اپنے گھر میں دیواروں سے لپٹی ہوئی چار مختلف طرح کی بیلوں کو وہ پانی سے لدے دیکھ رہا تھا اس کے گھر کا منظر اب کیسا ہوگا؟ وہ سوچنے لگا

دو بیلیں پیلے پھولوں والی تھیں اور ایک سرخ اور ایک نیلے پھولوں والی۔دونے جو بڑی دیواروں کو ڈھانپ رکھا تھا اور ایک تیسری اور ایک چوتھی دیوار پر تھی۔کومل کے گھر میں گھر کے چاروں طرف گملوں کی قطاریں تھیں اور ایک بڑی بیل تھی جس نے سامنے والی دیواروں کو چھپا رکھا تھا۔اب تک وہ چند مرتبہ ان کے گھر گیا تھا کسی بہانے سے جب کوئی بہت ہی ضروری کام ہوا تو کومل کی امی نے اسے گھر بلا لیا۔وہ جب بھی ٹھہرا صرف چند منٹ ہی تاکہ اس کی ذات کا کوئی چھپا ہوا کونہ آشکارہ نہ ہو جائے۔آخری بار وہ ان کے گھر اڑھائی سال پہلے گیا تھا۔تب گھر کا سرسبز منظر اسے بہت بھلا لگا تھا۔

سابقہ منظر اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔گھر کے چاروں طرف لگے ہوئے گملے پانی سے بھرے پڑے تھے اور کومل اس بات کے انتظار میں کھڑی تھی کہ کب آخری قطروں کا سلسلہ ختم ہو تو وہ گملوں میں جمع شدہ پانی نکالے۔دیوار کے ساتھ لگی بیل تو جیسے تاروں کو توڑ کر گرنے ہی والی تھی اس پر پانی جمع ہو چکا تھا؟

کہیں وہ اس وقت بیل کے پاس تو نہیں کھڑی؟ تشویش سے اس نے سوچا

میں نے کہا تو ہوا ہے اپنا دھیان رکھا کرے بہت زیادہ،خود کو تسلی دیتے ہوئے سوچنے لگا

بارش میں دیواروں میں نمی آجاتی ہے۔آج کپڑے استری کرتے وقت اس کو احتیاط کرنی چاہیے۔اس معاملے میں لاپرواہی کر جاتی ہے۔

یہ کیا کیا تم نے؟

اچانک چند ہفتے پہلے اس کے منہ سے نکلنے والا زوردار جملہ اس کی سماعتوں میں گونجا چند ہفتے پہلے جب ذرا دیر کے لیے آئی تو وہ ٹی۔وی دیکھ رہا تھا۔اس کے کپڑے استری ہونے والے تھے اس نے کہا

یہ قمیص استری کرو؟

ٹی۔وی سوئچ کو نکال کر اس نے استری کا شو بغیر سوئچ اوپر کیے پلگ میں لگا دیا تو وہ چیخ کر بولا تھا۔

اس سے کیا ہوتا ہے؟

پہلے سوئچ اوپر کر کے شو نکالنا تھا ٹی۔وی کا پھر استری کا شو لگانا تھا یہ مناسب طریقہ ہے۔کچھ ہو جاتا تو؟

اس سے کیا ہوتا ہے سیری،

دیکھا نہیں۔شو لگاتے وقت ہلکی سی چمک پیدا ہوئی تھی

اوہ...... مجھے آسمانی بجلی ڈراتی ہے تمہیں اتنی سی چمک؟

آئندہ ایسا نہ کرنا کبھی۔

نہیں ہوگا یقین رکھو ناں۔

جاتے وقت اس نے کہا،

تم نے بہت ڈر پال رکھے ہیں سیری، ان کو ختم کروں گی۔

کچھ وقت لگے گا۔

میں ہوں ناں تو فکر کاہے کی۔

آخری قطرے آسمان سے گر رہے تھے۔جیسے فضا میں اب انہیں تنہائی ڈرانے لگی ہے باقی سارے ساتھی کب کے مٹی میں مل چکے تھے۔ آخری گرتے ہوئے قطروں کو وہ زیادہ غور سے دیکھنے لگا۔اس کوشش میں مصروف تھا کہ کب آخری قطرہ گرے گا جس کے بعد کوئی اور قطرہ نہیں ہوگا۔ جب بھی اسے لگتا یہ آخری ایک دو قطرے ہیں ذرا دیر بعد چند اور آجاتے۔ذرا دیر بعد خود کو مصروف دیکھ کر اس نے ادھر سے توجہ ہٹالی۔

فطرت کے ارتقائی عمل کو اپنے مشاہدے میں کھلی آنکھ سے قید کرنا کٹھن عمل ہے سورج روز ایک سمت سے دوسری سمت جاتا ہے۔سب کو پتہ بھی ہے۔لیکن اشارے سے اس کے رینگنے کی طرف کوئی بھی یقین سے نہیں بتاتا کہ اب اس وقت یہ رینگ رہا ہے۔بارش کا پہلا قطرہ کہاں گرتا ہے آخری کہاں یہ بتانے سے ہر کوئی قاصر ہے۔یہی سوچ کر اس نے آخری قطرے کی تلاش ختم کی اور ذرا دیر بعد گلی میں نکل گیا۔

کیچڑ کی وجہ سے اینٹیں اپنی جگہ سے ہل گئی تھیں۔شلوار کو ٹخنوں سے اوپر کر کے وہ گلی سے گزرتا ہو ذرا شہر سے باہر کی طرف چلا گیا۔موسم بھی ہمارے کاروبارِ زندگی کو متاثر کرتا ہے۔بارش کی وجہ سے مصروفیت کم تھی لہٰذا بارش تھمنے پر باہر نکل آیا۔لیکن کچے راستے سے مزید آگے جانا ممکن نہیں تھا لہٰذا کبھی کبھی سامنے آنے والی کرنوں کی طرف دیکھنے لگا۔ایک چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا تھا جو ساری کم ہوتی دھوپ کو روکے کھڑا تھا۔

''اک ذرا سا واقعہ زندگی بدل کر رکھ دیتا ہے''

چھوٹے سے بادل کے ٹکڑے کی شرارت کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔

جتنی دیر تک سورج مزید نیچے سرکا تب تک غروب آفتاب کا وقت ہو چکا تھا۔ایسے لگا جیسے سورج اسی چھوٹے سے ٹکڑے سے کہہ رہا ہو۔

تم خوش رہو

واپسی پر لگا جیسے دماغ سے کوئی چھوٹی سی چیز چپک گئی ہو۔بظاہر بہت چھوٹی سی، معمولی سی لیکن تنگ کر رہی ہو جیسی۔

یہ تو کومل کو دے چکا ہوں، مجھے کیوں تنگ کر رہی ہے؟ اپنے ذہن سے اس کو جھٹکتے ہوئے اس نے سوچا۔

جب واپس گلی میں داخل ہوا تو کافی اندھیرا تھا۔ بارش کی آمد موسم کو کافی حد تک خوشگوار کر گئی تھی

''غم کو خوشی کی پھوار میں نہلا بھی دیں پھر سامنے ہوتا ہے''

اگر چہ کافی زیادہ بارش ہوئی تھی۔ سارے در و دیوار دھل گئے تھے۔ لیکن شام کے بعد موسم اپنی بنیادی صفت میں پھر ویسا ہی تھا۔ جیسے بارش سے پہلے۔ وقتی طور پر موسم کی تبدیلی نے طبیعت کو بھی جیسے تھوڑی دیر کے لئے بہلا دیا تھا لیکن ساتھ کون تھا؟

من میں جو حبس در آتی تھی اس کا مداوا کون تھا؟

رات ہوئی تو پھر وہی انتظار وہ آئے تو بات کرے اور کرتی جائے۔ بے شک وہ باتیں اس کی نہ ہوں حذیفہ کی ہوں۔ اس سے متعلقہ کسی بھی چیز کی باتوں سے وہ بہل جاتا تھا اک تاثیر تھی جو دل میں اتر جاتی تھی۔ اسی تاثیر کے انتظار میں وہ بیٹھ گیا۔

رات پھر سامنے موجود تھی۔ ٹھنڈے پانی سے ڈھلی ہوئی رات، ستاروں کی چمک۔ مگر کل کی نسبت زیادہ ٹھنڈی۔ در و دیوار نہیں جیسے ساری فضا دھلی ہوئی تھی۔ جیسے چمک بھی دھل گئی تھی ستاروں کی۔ اک چیز بارش میں کبھی نہیں دھلتی، غم۔ دکھ میں رچا آدمی بارش میں اور گھل کے روتا ہے کہ ساتھ منہ پھاڑ کر رونے والے بادل بھی شامل ہوتے ہیں۔ اکیلا آدمی روتے روتے اچھا نہیں لگتا۔ ہجوم ماتم کناں ہو تو شامل ہونے میں شرم نہیں آتی اور آسمان سے لاکھوں قطرے برستے ہوں تو آنسوؤں میں بھی حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے مگر وہ کیوں رونے کو تیار تھا؟

شائد کہ موسم اتنا اچھا اور اس کے ساتھ وہ دو منٹ بھی بات کرنے سے قاصر۔

آخر وہ لمحہ آ ہی گیا۔

ہائے سیری۔

ہوں؟

ہوں، آج موسم کیسا رہا؟

بہت اچھا مگر تم نہ تھیں۔

میں نہیں تھی، جب پھسلنے لگی تھی میں تو تم نے سنبھال لیا تھا بدھو۔ یاد نہیں؟

ہاں جانی ورنہ بہت چوٹ لگتی آج۔

آتے ہی اپنی شفقتوں میں کومل نے لپیٹ لیا اور رات دیر تک وہ باتوں میں بھیگتے رہے۔



شام کو وہ گھر میں اکیلا کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک موبائل پر ایک میسج آیا۔ جواباً اس نے کچھ دیر انتظار کیا۔ مزید ایک میسج آنے سے اسے اندازہ ہوا کہ کوئی لڑکی اپنی کسی کزن سے مصروف ہے مگر اس نے سوچا کہ اس کو بتا دیا جائے کہ میسج غلط جگہ پر جا رہا ہے۔ اس نے جواباً وہ میسج بھیج دیا۔

مجھے واپس کیوں بھیجا پاگل کی بچی

جی میں پاگل کی بچی نہیں ہوں

تو کون ہو تم، شہزادی ہو کیا؟

جی نہیں میں پاگل کا بچہ ہوں۔

اچھا چھوڑو اب سیریس ہو جاؤ۔

دیکھیں آپ جو بھی ہیں یا مجھے الو بنانے کی کوشش میں ہیں مجھے نہیں پتہ، دھیان سے دیکھیں آپ نے غلط نمبر پر میسج بھیجا ہے۔

ذرا دیر تک وہ پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا کہ اچانک پھر سکرین جگمگائی

اوہ سوری، غلطی سے آپ کا نمبر ٹائپ ہو گیا۔

ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔

کزن کے نمبر کے اختتام پر 6 آتا ہے میں نے 7 ٹائپ کر دیا

ٹھیک ہے بے فکر رہیں کوئی بات نہیں

پر آپ کو میری وجہ سے پریشانی ہوئی

کوئی پریشانی نہیں ہوئی آپ بے فکر رہیں۔

اس انجان شخص سے بات ختم ہو گئی۔ لیکن اس تمام عرصے میں وہ اسی ایک خیال میں غرق تھا جس نے اس کو لگتا تھا ہمیشہ کے لیے اپنے آپ میں لپیٹ لیا ہے۔ ایک غنودگی سی تھی جو اب اس کی ذات کا حصہ بن چکی تھی۔ بظاہر وہ چست نظر آتا تھا لیکن جس خمار میں وہ خود کو محسوس کرتا تھا اس سے وہی آشنا تھا یا وہ جو اس کو اپنی کل کائنات لگتی تھی زندگی میں اب تک کافی اتار چڑھاؤ دیکھے تھے اس نے۔ واقعات کس طرح جنم لیتے ہیں اور ہم کس طرح بے بسی سے ان کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ بات اس کو بہت دلچسپ لگتی تھی اور وہ سوچ میں پڑ کر سنجیدہ بھی ہو جاتا تھا۔ اس سنجیدگی کی کیفیت سے لگتا تھا وہ تسکین حاصل کرتا ہے۔

پھر ایک واقعہ جنم لینے والا ہے وہ اس سے بے خبر تھا۔ بلکہ واقعہ جنم لے چکا تھا اور وہ اس کا ایک اہم کردار بننے والا تھا اُس کو خبر نہ تھی۔

اگلا دن تھا شام کا وقت تھا۔ کام سے فارغ ہو کر وہ ذرا بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ چائے پیئے بہت زیادہ تناؤ والی زندگی میں چائے ہی ایک

چیز تھی جسے وہ پیتا تھا اور بھی امکانات اور مواقع موجود تھے مگر خود کو بچایا ہوا تھا۔ ابھی کافی گھنٹے تھے اور گذشتہ ایک دو دن سے کو ئل سے زیادہ بات نہیں ہو پائی تھی کہ اس دوران سکرین پھر جگمگائی۔ مگر اس نے دیکھا خالی میسج موجود تھا۔ دوبارہ پھر وہی ہوا

ہیلو میں ہوں

جی کون؟

نمبر تو دیکھیں، کل والی۔

مجھے کیا پتہ والا ہو کہ والی؟

آپ سمجھتے ہیں میں لڑکا ہوں؟

سب ممکن ہے۔

نہیں سچی ایسا نہیں ہے۔

آپ لڑکا یا لڑکی اب بتائیں مسئلہ کیا ہے؟

آج میں نے جان بوجھ کر رابطہ کیا ہے، بُرا لگا؟

وجہ؟

بس جی چاہا۔

آپ اسی شہر کے ہیں؟

میں اسی شہر کی ہوں۔

ثبوت؟

میں نے کہا

یہ تو کوئی بات نہیں۔

اچھا کال سنیں۔

کال بیل بجنے لگی، اس نے آن کیا

ہیلو۔

جی؟

ہاں تو میں لڑکی ہوں ناں؟

کیا پتہ لڑکی ہیں کہ عورت؟

لڑکا تو نہیں ناں۔

ہاں لگتا تو ہے۔

اب بھی شک؟

ہاں کرنا پڑتا ہے۔

وہ کیسے؟

آپ اس کی واقف ہوں جو ابھی مجھے میسج کر رہا تھا اور کال پر مجھے بے وقوف بنا رہی ہوں

آپ جیسا شکی دنیا میں نہیں ہوگا۔

ممکن ہے۔

سچ ہے۔

ٹھیک ہے سچ ہے۔

پر آپ چاہتی کیا ہیں؟

بس گھر میں اکیلی تھی جی نہیں لگ رہا تھا تو رابطہ کر لیا۔

آپ کرتی کیا ہیں؟

بی۔اے کر چکی ہوں آگے ایم۔اے کا ارادہ ہے ہوتا ہے یا نہیں کچھ پتہ نہیں۔

آپ کو ایک اجنبی سے وہ بھی مرد سے رابطہ کرتے عجیب نہیں لگا؟

یہ میرا پہلا رابطہ ہے کسی سے۔

آپ کی باتوں سے تو نہیں لگتا۔

تو آپ کا خیال ہے میں اسی کام میں مشغول رہتی ہوں؟

میں نے یہ تو نہیں کہا۔

جو بھی کہا سمجھ گئی، خدا حافظ۔

اس نے اچانک فون بند کیا اور چپ ہوگئی۔

اسے لگا کہ شائد اس کا انداز سخت تھا بات کرنے کا۔ مگر پھر انسان کیا کرے ہر جگہ تو دل کو قائل نہیں کیا جا سکتا سختی تو کرنا پڑتی ہے آخر۔

رات کو کول سے بات ہوئی۔ دونوں لاڈ کرتے رہے۔ اس کے ذہن میں اس اجنبی لڑکی سے فون والی بات دماغ میں گھومتی رہی۔ اس کا جی چاہا کہ اس سے بات کرے پھر سوچا کل سہی کر ہی لوں گا کون سا میں نے یہ بات چھپانی ہے۔ دوران گفتگو اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال آرہا تھا

کہ "میں اپنے دل میں کوئی چور تو نہیں رکھتا؟

نہیں ایسا ناممکن ہے۔

تو پھر کومل کو آج بتا کیوں نہیں رہے؟

کیا زندگی آج ہی ختم ہو جانی ہے؟

پھر بھی اسے بتا دیتے۔

تو کون سا میں نے چھپانا ہے؟

تو بتایا بھی تو نہیں۔

میرے دل میں کون سا کوئی چور چھپا بیٹھا ہے؟

اسی کشمکش میں وہ کومل سے باتیں کرتا رہا۔ دماغ میں سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ گفتگو بند ہوئی تو دونوں نیند میں گم ہو گئے۔

دن بھر وہ اپنی ملازمت اور پھر بعد میں نجی کاروبار میں مصروف رہا۔ شام کو پھر سکرین پر اسی کا میسج تھا۔

شک ختم ہوا کہ نہیں؟

آپ کا غصہ ختم ہوا کہ نہیں؟

سوری، مجھے بعد میں اندازہ ہوا کہ میں نے زیادہ غصہ دکھایا۔

کوئی بات نہیں۔

کوئی بات کریں۔

میرے بات کرنے سے کیا ہوگا؟

تنہائی دور ہوگی۔

وہ کیسے؟

آپ کی باتوں سے

آپ کے گھر میں ماں باپ بہن بھائی ہوں گے ان سے بات کریں ناں

ایک بھائی جاب کرتا ہے گھر کم آتا ہے چھوٹا پڑھتا ہے

والدین؟

والد کام میں مصروف۔

والدہ؟

وہ ٹیچنگ کرتی ہیں۔

بہنیں؟

سب کی شادی ہو چکی ہے۔

پھر بھی گھر ہے گھر والے ہیں تو تنہائی کیسی۔

میں پرائمری میں نہیں پڑھتی۔

تو؟

تو میرا سر۔

یہ کیا بات ہوئی؟

آپ زیادہ بھولے بنتے ہیں۔

اس میں ایسی کیا بات ہے۔ میں تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کس طرح سے تنہائی کا شکار ہیں۔

بس دل نہیں لگتا۔

اس عمر میں ایسا ہوتا ہے عمر کا تقاضا ہوتا ہے ساتھی کی کمی لگتی ہے۔ شادی میں دیر ہو جاتی ہے یا ہو سکتی ہے احساسات اپنا اخراج چاہتے ہیں۔

پر پھر بھی گھر کی موجودگی میں تنہائی دور ہو سکتی ہے

آپ بات نہیں کرنا چاہتے تو بتائیں

میں تو کہنے کی کوشش کر رہا تھا

پتہ ہے کیا کہنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اتنے سوال کہ اگلا پاگل ہو جائے۔

ظاہر ہے کوئی اچانک رابطہ کرتا ہے تو ذہن میں کئی طرح کے سوالات جنم لے سکتے ہیں اگر میں نے کوئی سوال کر دیا تو حرج والی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے

ٹھیک ہے آپ کر لیں سوال۔

نہیں پھر سہی، آپ تنہائی کا شکار ہیں تو اس حوالے سے کہہ رہا تھا بس، آپ مجھے جانتی ہیں؟

ہاں دیکھا ہے آپ کو کئی بار۔

میں کر سکتا ہوں آپ کے لیے کچھ؟

اتفاقاً نمبر نہ ملتا تو شائد کچھ نہ ہوتا۔ جب کل پتہ چلا کہ وہ نمبر آپ کا ہے تو آج چاہا کہ دانستہ بات کروں آپ سے کل واقعتاً اتفاق تھا۔

چلیں میرا خیال ہے کافی باتیں ہو گئی ہیں بس اتنا بتا دیں آپ کی تنہائی کا سبب پھر کون؟

میرا کزن۔

مسئلہ کیا ہوا؟

پھر کبھی سہی۔

چلیں اتنا تو بتا دیں شہر میں کس محلہ میں رہتی ہیں

سوچوں گی۔

یہ کہہ اس نے بات چیت بند کر دی۔ لیکن وہ جو معاملات کو کھوجنے کی عادت کا شکار ہو چکا تھا اس کے ذہن میں تجسس انگڑائیاں لینے لگا۔

کون ہے؟

کہاں رہتی ہے؟

محلہ کون سا ہے؟

شکل کیسی ہوگی؟

میں اس کے کس کام آ سکتا ہوں؟

کہیں کوئی بے وقوف تو نہیں بنا رہا؟

میں خود پر اتنی سختی کیوں نہیں کر لیتا کہ اس کی آئندہ کسی بات یا میسج کا جواب نہ دوں۔

اسے لگتا تھا ابھی کچھ ہوا ہی نہیں اس لیے کول سے بات نہ بھی کروں تو کوئی حرج نہیں یونہی فکر ہو گی اسے۔ وہ مجھے مضبوط مانتی ہے تو مانتی ہے تو فکر کیسی؟ خود پر شک کیوں کرنا؟

تیسرے دن جب اس کا میسج آیا تو وہ اس سے گفتگو میں مصروف ہو گیا۔ باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ اس کا کزن فارن ہوتا ہے۔ چند ماہ پہلے تک یہیں تھا اب باہر چلا گیا۔ شادی کے نام سے اس سے تعلق استوار کیا۔ عین موقع پر چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ جب سے گیا تھا کزن کا رویہ اس سے سرد مہری کا تھا اور لگ ایسے رہا تھا کہ وہ اسے بھول گیا ہے یا جان بوجھ کر نظر انداز کر رہا ہے۔ لڑکی معاملات میں کزن سے اتنا آگے جا چکی تھی کہ واپسی مشکل تھی۔ وہ باہر جا کر اسے کہہ رہا تھا کہ وہ اپنے لیے کوئی نیا انتخاب کر لے۔ باتوں باتوں سے اندازہ ہوا کہ وہ اسے ایک طرح سے استعمال کر کے پھینک گیا ہے۔ دوسری چوائس لینا مشکل ہے کہ کوئی اسے آسانی سے قبول نہیں کرے گا۔ ساری عمر کی طعنہ زنی سہنا پڑے گی۔ پھر جس سے برسوں تعلق رہا ہو اسے دل و دماغ سے اچانک غائب کر دینا کیسے آسان ہو سکتا ہے۔ لڑکی کو مایوسی کے اس وقت شائد کوئی مصروفیت چاہیے تھی۔ اسی لیے وہ اس سے باتیں کرنا چاہتی تھی لیکن اس کو اصل تجسس یہ تھا کہ وہ واقعی اس شہر کی ہے بھی یا نہیں لیکن باتوں باتوں میں اسے یقین ہو گیا کہ وہ اسی شہر کی ہے

آپ کس گلی یا علاقے میں رہتی ہیں؟ ایک دن اس نے پوچھا

چند دن میں طوفانی گفت و شنید ہو چکی تھی کچھ ڈر لڑکی کا بھی کم ہو گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ شہر کے پرانے علاقے میں وہ رہتی ہے

علاقہ تو خاصا بڑا ہے ذرا مزید بتلایئے پلیز۔

درمیان میں جو ایک طویل گلی ہے اس کے دائیں جانب ایک چھوٹی گلی ہے۔

میرا تو خیال تھا وہ چند ایک گھر ہی ہیں۔

نہیں جو چھوٹی گلی ہے وہ اندر کی طرف مڑتی ہے پھر آگے کافی کھلی گلی ہے۔ کافی زیادہ گھر ہیں اور آگے جا کر بند ہے۔ سیدھا باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

یعنی بڑی گلی کے دائیں جانب پچھلی طرف ایک متوازی گلی بھی ہے جسے ایک چھوٹا سا موڑ بڑی گلی سے ملاتا ہے

بظاہر تو اس لڑکی نے اپنے گھر کا پتہ بتلایا تھا لیکن خوابوں کی دنیا کا ایک دروازہ اچانک ساحر کے دماغ میں کھل گیا تھا۔

بچپن سے لے کر اب تک وہ جو پچیس تیس سالوں سے خواب دیکھتا آیا تھا یہ تو وہی گلی اور علاقہ تھا جہاں وہ اپنے خوابوں میں گھومتا تھا اتنے سالوں میں سینکڑوں مرتبہ اسے ایک ہی خواب آتا تھا۔ جب بھی چند ہفتے گزر جاتے ہمیشہ اپنے آپ کو اس بڑی گلی میں یا اس سے ملحقہ علاقے میں یا بازار میں پاتا، ہمیشہ وہ اس علاقے سے شہر کے نئے علاقے کی جانب جہاں اس کا گھر تھا جانے کی کوشش میں سرگرداں ہوتا۔ گلی اور بازار خاموش ہوتے اگر کوئی آدمی نظر آتا تو اپنی دھن میں مگن، دوکاندار اپنے کام میں مصروف۔ مگر اسے یہی فکر ہوتی کہ کس طرح اس علاقے سے نکل کر دوسرے نئے علاقے میں جائے لیکن اس کو کبھی بھی آج تک اس بات میں کامیابی نہیں ہوئی تھی کہ وہ کبھی اپنے گھر کی سمت جا سکا ہو۔ کبھی آنکھ کھل جاتی اور خواب نامکمل رہ جاتا کبھی کسی اور وجہ سے خواب پورا نہ ہو پاتا۔

اپنے اس خواب کے تسلسل کا اسے حالیہ سالوں میں ہی اندازہ ہوا تھا عموماً اتنے سالوں میں جب بھی اسے خواب دکھائی دیتے وہ پچھلے کو نظرانداز کر چکا ہوتا۔ لیکن چند سالوں سے اس کا مشاہدہ تھا کہ یہ خواب تو اس کی زندگی کا ایک حصہ ہے مگر اسے فکر یہ تھی

میں گلی میں پھنسا کیوں ہوتا ہوں؟

کبھی بھی شہر کے اس علاقے میں کیوں نہیں جا سکتا؟ جہاں میرا گھر ہوتا ہے۔ جب گلی میں اپنے گھر کی جانب جانے کی کوشش میں پریشان ہوتا ہوں تو خوف ناک قسم کا سکوت کیوں ہوتا ہے؟

یا تو رونق ہوتی نہیں اگر ہو تو ہر کوئی اپنے کام میں مگن سب مجھ سے میں سب سے بے نیاز کیوں؟

کیوں مجھے آج تک اس علاقے سے باہر آنے میں کامیابی نہیں ہوئی؟

ایسا ہونا میری کس ناکامی کی طرف اشارہ ہے؟

کیا کوئی بڑی مشکل آنے والی ہے زندگی میں۔ اگر ہے تو وہ کس طرح کی ہوگی مجھے اس سے بچنے کے لیے کیا کرنا ہوگا؟

کیا ابھی کوئی بڑی مصیبت باقی ہے زندگی میں؟ جس کو میں سمجھنے سے قاصر ہوں اور جو اچانک مجھ پر آپڑے گی۔

اس طرح کے سوالات چند سالوں سے اسے پریشان کر رہے تھے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کومل سے اس نے کبھی اس خواب کا ذکر نہیں کیا

تھا۔ دونوں کے درمیان تعلق ان چند سالوں میں ہی استوار ہوا تھا جب دونوں زندگی سے اکتائے اور تھکے ہوئے تھے او اپنے اپنے اندر اک خلا لیے پھرتے تھے۔ دونوں نے چند سالوں میں اتنی باتیں کی تھیں کہ خواب جیسی کسی بات کا ذکر درمیان میں آ ہی نہ سکا

چند ایک بار ایسا بھی ہوا تھا کہ خواب میں وہ گلی کے ایک مکان کی چھت پر موجود تھا اور کسی طرح شہر کے دوسرے حصے میں چھتوں کو پھلانگ کر جانا چاہ رہا تھا۔ لیکن جس چھت پر وہ کھڑا تھا وہاں ایک ہیبت ناک خاموشی موجود ہوتی تھی۔ بالکل تنہا خالی چھت۔ پرانے زمانے کی اینٹوں سے بنی ہوئی چھتیں اور اردگرد کے مکانات کی ملحقہ دیواریں ایسی پُر ہیبت تصویر پیش کرتی تھیں کہ وہ ڈر جاتا اور ایک بار بھی وہ ان چھتوں کو پھلانگ نہ سکا اور وہاں سے نکلنے کی خواہش ایک حسرت ہی رہی۔

کسی اور راستے سے بھی اگر اس گلی یا علاقے سے باہر نکلنے کی کوشش اس نے کی تو ناکامی سے دوچار ہوا اور خواب ختم ہو گیا

شہر کے دو بڑے رہائشی علاقوں کے درمیان اک چھوٹا سا کھیل کا میدان تھا اور چند ایک دوکانوں کا سلسلہ جو دونوں علاقوں کو جوڑتا تھا۔ ایک پرانی وضع قطع کا اور دوسرا ذرا نیا علاقہ۔

لڑکی کے گھر کے پتے نے اس کے برسوں کے خوابوں کے ایک سلسلہ کو اس کے سامنے لا کھڑا کیا۔

کیا مجھے اس گلی میں لڑکی کے گھر تک جانا تھا کبھی اس لیے خواب آتے تھے؟

اتفاقاً اس گلی کے ساتھ ہی اس کا گھر کیوں ہے؟

جس چھت پر میں اپنے آپ کو ہیبت زدہ پاتا تھا وہاں اُسی لڑکی کا گھر کیوں موجود ہے؟ جہاں میں بے چارگی میں اپنے آپ کو ہیبت زدہ پاتا تھا۔

اس کا فون پر اچانک رابطہ کرنا خوابوں کے سلسلے کی تکمیل تو نہیں؟

کیا میں کوئی جواز تلاش کر رہا ہوں؟

نہیں خواب اتنے سال آئے ہیں یہ سچ ہے

بالکل اس گلی میں برسوں بھٹکا ہوں یہ کوئی بہانہ نہیں۔

کیا کسی مشکل میں تو نہیں پھنسنے والا؟

مجھے خود پر قابو کرنا چاہیے؟

میں قابو کر سکتا ہوں مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

لیکن شائد میں اس کے کسی کام آ سکوں؟

بے شمار سوالوں نے اسے گھیرا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان بات چیت بھی چل رہی تھی اس کی ذہنی کشمکش بھی بدستور بڑھتی جا رہی تھی۔

آفس میں وہ معمول کے کام سے ذرا فارغ تھا تو باتوں باتوں میں لڑکی نے اشارہ کیا کہ آپ آ جائیں ہمارے گھر۔

کیا؟

ہاں۔

کیا یہ ممکن ہے؟

ہاں کہہ دیا ناں۔

مگر کیسے؟

میں نے بتایا ناں ماما جاب پر چلی جاتی ہیں۔ایک بھائی کالج اور دوسرا جاب پر۔ والد اپنے کاروبار میں۔ میں گھر میں دو بجے تک اکیلی ہوتی ہوں آپ آسکتے ہیں

کس طرح؟

بڑی گلی کا تو آپ کو پتہ ہے۔ایک طرف درمیان میں ایک چھوٹی سی گلی ہے جو آگے مڑ کر ایک اور بڑی گلی سے مل جاتی ہے۔ چھوٹی گلی جہاں سے مڑتی ہے وہاں سامنے ایک کمپیوٹر شاپ ہے۔ وہاں سے مڑ کر آئیں تو درمیان میں ہمارا گھر ہے آپ آسانی سے آسکتے ہیں۔

واقعی؟

ہاں۔

اچانک گھوڑا ہنہنانے لگا۔مگر آس پاس کسی کو آواز سنائی نہ دی۔دس منٹ کا فاصلہ کہیں زیادہ کم وقت میں پھلانگ کر طے کر گیا۔ بتائے ہوئے راستوں سے لوگوں کی نظروں کے بیچ میں سے وہ بڑی گلی میں داخل ہوا۔ چند ایک دوکانیں جو محلے میں موجود تھیں کھلی تھیں اکا دکا لوگ بھی آ جا رہے تھے مگر اس کے سموں کی آواز کسی کو سنائی نہ دی۔ کسی کو وہ نظر تو آیا ہوگا۔مگر بڑی گلی سے چھوٹی کی طرف جس برق رفتاری سے وہ مڑا دیکھنے لائق تھی۔ چند قدموں کے فاصلے سے پھر مڑنا تھا وہ بھی مڑ گیا۔مگر وہ گھر کہاں ہے۔ گھر کی جو نشانی اسے بتائی گئی تھی وہاں جا کر وہ ہانپنے لگا۔گلی سنسان پڑی تھی آگے سے بند نظر آ رہی تھی کوئی دیکھ نہ لے۔ اسی ڈر میں تھا کہ دائیں طرف والا دروازہ کھلا۔ وہ دروازے پر کھڑی تھی۔ بال بکھرے تھے۔ سفید سارنگ۔ عجیب منظر لگا اسے،فوراً گھر کے اندر داخل ہو گیا۔

ڈیوڑھی میں سے گزر کر وہ پچھلے کمرے میں گئے۔ گھر کی خاموشی فرحت بخش تھی۔اوپر سے گھر تعمیر شدہ تھا صحن میں براہ راست دھوپ صرف اس جنگلے سے آسکتی تھی جو اوپر چھت کے درمیان بنا ہوا تھا۔

ادھر بیٹھ جائیں۔

ہاں بیٹھتا ہوں، یقین نہیں ہو رہا۔

دیکھ لیں پھر۔

مجھے عجیب سا لگ رہا ہے گھر میں آ کر، کوئی خطرہ تو نہیں؟

نہیں۔

اگر ہوا؟

تو میں سنبھال لوں گی آپ بے فکر ہو کر بیٹھیں۔

وہ صوفے پر بیٹھ کر کمرے کا جائزہ لینے لگا ایک کونے میں بیڈ لگا ہوا تھا۔ساتھ کمپیوٹر میز پر پڑا ہوا تھا۔سامنے دیوار میں ایک پرانی وضع کی الماری، دوسری دیور میں ایک بک شیلف۔

کیا دیکھ رہے ہیں؟

ان ساری چیزوں کو غور سے دیکھ رہا ہوں

کچھ خاص ہے ان میں؟

ہاں۔

کیا؟

ابھی دیکھ تو لوں۔

ساری چیزوں کو وہ غور سے دیکھ رہا تھا۔لیکن مسلسل خوف کی کیفیت بھی طاری تھی۔کسی تنہا خاموش گھر میں۔اجنبی گلی میں یوں کسی لڑکی کے ساتھ موجود ہونا

اگر اچانک کوئی باہر سے آ گیا تو؟

گلی سے باہر کسی نے نکلتے دیکھ لیا تو؟

ساری احتیاط پسندی بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ساری چیزوں کو وہ بغور دیکھ رہا تھا خوف کے گھونٹ بھی پی رہا تھا

آپ بیٹھیں ناں اٹھ کیوں گئے؟

مجھ سے بیٹھا نہیں جاتا۔چل کر لطف اندوز ہونا چاہتا ہوں

آپ آرام سے بیٹھ بھی سکتے ہیں، کچھ لیں گے؟

نہیں وقت کم ہے کبھی پھر سہی

اس سارے عرصے میں لڑکی کی موجودگی اس پر نشہ کیے جا رہی تھی۔ڈر بھی ساتھ اس میں شامل تھا۔اچانک اس نے گھڑی کی طرف دیکھا اور کہا کہ چلتا ہوں

کچھ دیر اور رکیں ناں

اس وقت ڈیوٹی پر ہوں ذرا سا وقت نکال کر آیا ہوں پھر سہی

آپ آئیں گے ناں؟

ہاں۔

دونوں چلتے چلتے ڈیوڑھی میں آ گئے۔ لڑکی نے دروازے کے سوراخ سے باہر دیکھا کہ کوئی ہے یا نہیں۔ مگر اس نے مزید تسلی کے لیے کہا کہ دروازہ کھول کر دیکھیں کہ گلی خالی ہے یا نہیں؟

گلی خالی ہے آپ جا سکتے ہیں۔

جلدی سے اس نے باہر قدم رکھا اور ذرا دیر بعد مڑ کر بڑی گلی میں داخل ہو گیا اب کسی طرح کا ڈر نہیں تھا۔ ایک غیر معمولی بات ہوئی تھی آج یوں اس طرح کسی گلی میں پہلی بار جا کر کسی سے مل آنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ ذرا دیر بعد وہ وہاں سے واپس آ چکا تھا۔ گھوڑا کس طرح بھرے ہجوم سے گزرا کسی کو پتہ ہی نہ چلا۔ سموں کی آواز کسی نے نہ سنی۔ مگر اس سارے وقت میں اس نے ہنہنانے کی کوشش نہ کی دوسروں کو بے وقوف سمجھنا اس کے لیے مشکل تھا۔ بھرے بازار اور گلی میں موجود لوگوں کی آنکھوں میں جس طرح دھول جھونک کر وہ اک خاموش گھر میں کسی لڑکی سے مل آیا تھا یہ انتہائی خطرناک بات تھی اور حد درجہ تیزی مگر وہ اس تیزی کو محسوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔



شام بارش میں بھیگی ہوئی تھی۔کہیں اندر من میں چھپا چور اسے پریشان کر رہا تھا۔میں اس بات کا ذکر کومل سے کروں یا نہیں؟

نہیں والی کیا بات ہے بتانا تو ہے اِتنے ہی سچے ہو تو بتاتے کیوں نہیں آج ہی؟

پر میں تو ایک انسان کو مایوسی سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

مایوسی سے بچانے کی یا اپنے شکار پر جھپٹنے کی کوشش کر رہے ہو؟

مگر ایسا ہم نے کیا کیا جو میں اتنا پریشان ہوتا پھروں؟

ہاں کچھ نہیں کیا۔ایک لڑکی سے گھر میں مل کر وہ بھی جس محلے میں کبھی آنا جانا بھی نہیں ہوا۔معمولی بات ہے کیا؟

لوگ کیا کچھ نہیں کرتے؟

تو پھر لوگوں اور تم میں کیا فرق ہے؟

لوگ شکار پر جھپٹتے ہیں میں ضبط میں رہا۔

اس مشق کی اتنی ضرورت ہی کیا تھی؟

طرح طرح کے سوالات بارش کے قطروں کی طرح اس کے خیالوں کی زمین پر برس رہے تھے زمین مسلسل گیلی ہو رہی تھی۔قطرے کیا تھے سوئیاں تھیں۔کوئی اذیت تھی جو اسے پریشان کرنا چاہتی تھی کہ اچانک لڑکی نے پھر رابطہ کیا

ہیلو کیسے ہیں؟

ٹھیک ہوں،کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟

نہیں تو۔

اس طرح میرا آنا عجیب نہیں لگتا؟

ہو سکتا ہے۔

ذرا بھی ڈر نہیں لگا آپ کو؟

مجھے اچھا نہیں لگتا لڑکوں سے یا مردوں سے اس طرح رابطہ کرنا۔

تو پھر؟

پتہ نہیں کیسے ہو گیا؟

لیکن میں تو آپ کے گھر تک آ گیا۔

ہاں اچانک ہو گیا ہے سب۔

جب آپ کو کسی غیر سے تعلق رکھنا اچھا نہیں لگتا تو پھر مجھے گھر آنے کا موقع کیسے دے دیا؟

بس ہو گیا میں کزن کے رویئے کے بعد سخت پریشان تھی جب اتفاقاً آپ کا نمبر ملا تو آپ کی باتوں سے لگا کہ آپ سے بات ہو سکتی ہے۔

اچھا امی آ گئی ہیں پھر سہی۔

بات چیت بند ہو گئی مگر وہ اس سوچ میں پڑ گیا کہ کس طرح اسے اندازہ ہو گیا کہ مجھ پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟ کیا میں نے دانستہ لہجہ اس طرح رکھا کہ اس کو یقین کرنا پڑا؟ اسے اپنی ذات کے اندر قصور نظر آ رہا تھا۔ کسی اور کے لیے تو یہ بہت کامیابی ہوتی لیکن کومل کی موجودگی میں کسی لڑکی سے اس طرح بات چیت اسے دل پر بوجھ لگ رہی تھی۔

ساری پریشانی کے باوجود اس گھر میں جانے کی سنسنی خیزی اس کے دماغ پر حاوی تھی کومل سے رات کو بات ہوئی تو جی چاہا کہ بات کرے اس حوالے سے لیکن کسی وجہ سے چپ رہا۔ شائد دل میں کوئی چور تھا جو اس کو چپ رہنے پر مجبور کر رہا تھا یا کوئی مصلحت تھی جو اس کو چپ رکھے ہوئے تھی۔ جو بھی تھا وہ اک مستقل کشمکش تھی جو دماغ میں چل رہی تھی۔ لڑکی کھلے بالوں کے ساتھ دروازے پر کھڑی ہوئی۔ اس کو لے کر اندر جانا سب کچھ من کو بہت بھاہ بھی رہا تھا

چند دن بعد پھر اس نے کہا آؤں؟ لڑکی نے کہا ہاں آ جائیں۔

پھر گھوڑا بھاگنا شروع ہوا۔ منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ لیکن گلی اور ملحقہ بازار میں رہنے والے اس بات سے بے خبر تھے کہ گھوڑا کدھر بھاگتا جا رہا ہے۔ اچانک برق رفتاری سے وہ گلی میں داخل ہوا اور گھر میں داخل ہو گیا

آپ کا اس طرح آنا بچوں جیسی حرکت لگی ہے

مطلب؟

آپ بچے سے لگتے ہیں۔

دونوں اندر موجود تھے۔ وہ الماری کھول کر اُس سے کچھ چیزیں نکالنے لگی۔

یہ ساری چیزیں اس نے دی تھیں اس نے کہا

وہ ان چیزوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ کچھ ڈائریاں تھیں جن میں دل کی حالت بیان کی گئی تھی اسے طرح طرح کے ناموں سے پکارا گیا تھا۔

کچھ زیورات تھے۔ دونوں کی کچھ مشترکہ تصویریں تھیں۔

آپ ان کو یہاں رکھتی ہیں کوئی دیکھ نہیں لیتا؟

امی کبھی بھی میری الماری کی چیزیں نہیں دیکھتی۔

پھر بھی؟

نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر دل میں ہول اٹھتا ہے۔ کتنے دعوے کرتا تھا وہ

اچانک کیا ہو گیا اسے؟

جب سے باہر گیا رابطہ نہیں کرتا کہتا ہے مصروف ہوں روزگار کی تلاش میں ہوں

تو یہ ممکن ہے ناں۔

نہیں وہ مجھے کہہ چکا ہے کہ اپنے لیے کوئی لڑکا دیکھ لوں۔اس حالت میں میں کیسے کسی اور کو اپناؤں۔سارے معاملے کا خاندان میں پتہ ہے کون اپنائے گا مجھے؟

سب ٹھیک ہو گا آپ اطمینان رکھیں۔

کچھ نہیں ہو گا سب برباد ہو گیا۔

آپ انتظار کر لیں امید ہے وہ آپ سے رجوع کرے گا۔

اتنا تو ہو سکتا ہے ناں کہ اک میسج ہی کر دیا کرے۔

وہاں سیٹ ہونے میں مسئلہ ہو گا اس کو۔انسان الجھن میں ہو تو رویہ بھی بدل جاتا ہے۔لیکن حالات بدلتے ہی اپنے اصل رویے کی طرف بھی لوٹ آتا ہے۔آپ جلدی میں نتیجہ نہ نکالیں۔

یہاں تھا تو بھی کڑی نگرانی کرتا تھا میری،اب وہاں جا کر بھی میرا پتہ کرواتا رہتا ہے میں کہاں گئی کس رشتے دار کے پاس ٹھہری۔اس سب کے لیے وقت ہوتا ہے اس کے پاس

کس طرف سے وہ آپ کا کزن ہے؟

چچا کا بیٹا ہے۔

اتنا قریبی رشتہ ہے آپ یقین رکھیں ابھی کچھ نہیں بگڑا۔ایک دن میں آنے والے تمام دنوں کا نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔

میں آپ کو پریشان کر رہی ہوں؟

نہیں کوئی بات نہیں۔

آپ بیٹھیں،چائے پئیں گے؟

نہیں پھر سہی،وقت کم ہے مجھے جانا ہے۔

پچھلی بار بھی زیادہ نہیں ٹھہرے تھے آپ اور آج بھی۔

اگلی بار زیادہ رکوں گا اور چائے بھی پیوں گا۔

وعدہ؟

ہاں کہہ دیا تو کہہ دیا۔

گلی میں باہر چند خواتین کی آواز آرہی تھی وہ باہر والے دروازے کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔اس نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا باہر نکلنے کی جلدی بھی تھی اور ہاتھ بھی نہیں چھوڑنا چاہ رہا تھا وہ۔خود کو وہ کوئی معالج سمجھ رہا تھا جو اس خاموش گھر میں کسی تنہا لڑکی کی تنہائی کا مداوہ کرنے آیا ہے۔

ابھی تک باہر گلی سے آوازیں آرہی تھیں۔شائد کوئی چیزیں بیچنے والا تھا جس سے خواتین خریداری میں مصروف تھیں

وہ حیران ہو رہا تھا باہر گلی میں آوازیں سن کر، خاموش گلی میں آوازیں اسے حیران کر رہی تھیں انسان جس چیز سے بے خبر ہو لگتا ہے جیسے وہ چیز کسی کو بھی معلوم نہیں۔ جو چیز ہمیں نظر نہ آئے اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ ہے ہی نہیں۔ وہ زندگی میں اس گلی سے اب واقف ہوا تھا اس لیے وہاں ذرا سی بھی رونق اسے حیران کر رہی تھی۔

کتنی دیر لگے گی؟

ابھی چلی جائیں گی لڑکی نے کہا

کوئی مسئلہ تو نہیں ہوگا۔اگر اس دوران آپ کی امی جان آگئیں؟

حد کرتے ہیں آپ بھی ابھی ان کو آنے میں دو گھنٹے ہوں گے

فرض کریں وہ آجاتی ہیں؟

وہ آبھی جائیں تو یہ جو ساتھ بیٹھک ہے آپ اس میں بیٹھ جائیں گے۔

پھر؟

وہ سیدھی پچھلے کمرے میں چلی جائیں گی آپ تو یونہی ڈر رہے ہیں۔

ذرا دیر بعد گلی خالی ہوئی تو وہ فوراً دروازے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھانے لگا کہ اچانک سامنے موڑ سے اک لڑکی برآمد ہوئی سیاہ برقعے میں ملبوس، وہ تیزی سے پاس سے گزرا اور بڑی گلی میں داخل ہو کر باہر کی طرف نکل گیا۔اتنی احتیاط کے باوجود وہ کسی کی نظر میں آ ہی گیا تھا۔ذرا دیر بعد اس نے فون کیا

میں جب باہر نکلا تو اک لڑکی آرہی تھی سامنے سے۔

وہ میری کزن تھی۔

اسی گلی میں رہتی ہے؟

ہاں ذرا آگے ہمارے ساتھ ہی گھر ہے۔

مسئلہ تو ہو گیا ناں؟

نہیں وہ خبر نہیں رکھتی ایسے معاملات کی۔

کیسے پتہ؟

کزن ہے میری وہ اپنے معاملات سے ہی دلچسپی رکھتی ہے

پھر بھی؟

کچھ نہیں ہوگا آپ بے فکر رہیں۔

ساحر کی صرف یہی فکر نہیں تھی کہ وہ کسی کو راستے میں نظر آ گیا۔ فکر تو یہ تھی کہ وہ ابھی تک بات کو چھپائے ہوئے تھا اور وہ بھی کس سے؟

رات کومل سے بات ہوئی تو اسے اندازہ ہو گیا ساحر کچھ سُست ہے۔ کیا ہوا؟ اس نے پوچھا۔

بس من میں بے چینی سی ہے۔

کیوں کیا ہوا؟

کچھ نہیں، اسے لگا یہ کہہ کر بھی وہ اس کی توہین کر رہا ہے۔

کچھ تو ہے ناں سیری؟

اپنا آپ برا لگ رہا ہے۔

آخر ہوا کیا میری جان۔ پتہ ہے تمہیں چپ دیکھ کر میری جان پر بن جاتی ہے۔

اپنا آپ اچھا نہیں لگ رہا۔

ہوا کیا؟ کچھ بکو گے بھی یا نہیں؟

میں بُرا ہوں۔

میری جان جلاؤ بکواس کر کے، تم کبھی بھی میرا ایک دن چین سے نہیں گزرنے دیتے اور ٹینشن شروع۔

اچھا بتاؤ حذیفہ سے بات ہوئی؟

مجھے ٹرخاتے ہو سیری مجھے؟

اچھا میں ٹھیک ہونے کی کوشش کرتا ہوں

مجھے نہیں بولنا تم سے تم نے میرے سیری کو برا کہا۔

مجھے سزا دو۔

کوئی سزا نہیں آرام سے کان پکڑ لو گے۔ تم نے سدھرنا نہیں بس۔

بے چینی ہوئی تو کہا ناں تم سے۔

اسے کہنا کہتے ہیں؟

دونوں ذرا دیر خاموش رہے۔ اسے پتہ تھا اس کا یوں خاموش رہنا بھی کومل کو تکلیف دے رہا ہے مگر وہ بات کرے تو کیا۔ اگر کوئی اور بات

شروع کرے گا تو وہ سمجھ جائے گی کہ موضوع تبدیل کر رہا ہے۔

کسی چھوٹے سے بچے کو ماں جب کپڑے اتار کر نہلانے لگتی ہے تو وہ بڑی معصومیت سے اپنا ننگا پن چھپانے کی کوشش بھی کرتا ہے کبھی ہاتھ آگے رکھتا ہے کبھی پیچھے۔ کومل کے سامنے کسی بات کو چھپانا بھی ایسے ہی تھا۔ ایسی حالت میں ماں صرف مسکراتی ہے اور اس کی ممتا اُمڈ کر باہر آ جاتی ہے۔ اسے اس کی حرکت پر ہنسی بھی آ رہی تھی اور ساتھ ساتھ فکر مند بھی تھی فکر مندی یہ کہ وہ اپنے آپ میں کسی بات پر کڑھ رہا ہوگا۔

کچھ کہو ناں۔

تم کچھ نہ بتاؤ سیری مجھے سب پتہ ہے۔

سب پتہ ہے، یوں لگا جیسے اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی ہو۔

ہاں سب پتہ ہے۔ جنم دینے والی ماں اپنے بچے کے جسم، پسند ناپسند خیالات سے جتنی واقف ہوتی ہے اتنا جنم لینے والا بھی نہیں

مطلب؟

بُدھو میں تمہیں جانتی ہوں۔ تم برے نہیں

تو کیا؟

پالے شے بُدھو۔

میں فکر نہ کروں ناں؟

نہیں میری جان میں جو ہوں۔

کچھ ہو گیا تو مجھے ڈانٹو گی تو نہیں؟

وہ تو بعد کی بات ہے۔

دیکھا تم نے مجھے بعد میں ڈانٹنا ہے کچھ برا ہو گیا تو

سیری کچھ برا کر ہی نہیں سکتا

اتنا یقین؟

خود سے زیادہ یقین بُدھو پر

دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر سو گئے۔

اپنی آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو روک لیا تھا اس نے۔ رات کی تاریکی میں اپنی شکل کو بھیگی چادر میں لپیٹ لیا۔ پانی کی تپش اور ٹھنڈک کا احساس بیک وقت عجیب تاثر دے رہا تھا۔ کوئی چیز اندر سے چبھ رہی تھی

تم مان کیوں نہیں لیتے کہ تمہیں وہ تم سے بہتر جانتی ہے، اسے خیال آیا۔

مگر؟

مگر کا مطلب ہے کومل کی بات کو جھٹلانا۔

لیکن؟

لیکن کا مطلب بھی توہین ہے اس کی۔

پر آخر میں.........

یہ توہین سے بھی بدتر۔

سچ تو سچ ہے ناں۔

ہاں جو کومل کہے۔

مطلب میں خاموش رہوں؟

رہ سکتے ہو؟

نہ بول سکتا ہوں نہ خاموش رہ سکتا ہوں، کیا کروں؟

وہ جو کہے مان لو؟

وہ کیا کہتی ہے؟

تمہارا سر کہتی ہے۔

میں.........

بس۔

ہوں۔

وہ خاموش ہو گیا اور اس سے لپٹ کر سو یا رہا، اپنی ذات کے سچ کے ساتھ۔ جو اس کی زندگی کے کسی جھوٹ کو سچ میں بدلنے کی اہلیت رکھتا تھا۔ اک غار تھی وہ جس کی خاموشی میں وہ دنیا و مافیا کی ساری تیز آوازوں اور شور شرابوں سے بے گانہ ہو جاتا تھا۔ سکوت کا اک سمندر جس کی تیز و تند لہریں بھی خاموشی بکھیرتی تھیں اک آسودگی تھی۔ جو ہر طرح کی تکلیف دیتی سرسراہٹوں میں اس میں رچ بس جاتی تھی۔ اک تسکین جو اسے مشکل کے ہر لمحہ میں اپنی بانہوں میں سمیٹ لیتی تھی۔ اک سکوں جو اسے محسوس ہونے والی بے سکونی کو چاروں شانے چت کر دیتا تھا۔ نت نئے رنگوں سے سجا اک میلہ جو کسی کو اپنے اندر گم کر لیتا ہے۔ توانائی جو بجلی کی طرح اس کے تھکے وجود میں دوڑنے لگتی تھی۔

ذرا دیر بعد ہی وہ کومل کے وجود میں اونگھنے لگا۔ صبح اٹھا تو گزری شب کی باتیں یاد آنے لگیں لیکن اس انداز سے وہ بے چین نہیں تھا جس طرح رات کو تھا۔ معمول کے مطابق وہ اپنی ڈیوٹی پر تھا اور اپنے فرائض کی ادائیگی سے تقریباً فارغ ہوا ہی چاہتا تھا کہ علیسے کہا

میں کچھ دیر کے لیے باہر جا رہا ہوں کوئی مسئلہ ہو تو بعد میں سنبھال لینا۔

کہاں؟

یہیں بازار تک۔

واپسی کب تک ہو گی؟

بس بیس پچیس منٹ تک آ جاؤں گا۔

گھوڑے کو پھر آج کسی طرف سے صحت مند گھاس کی بو آئی تھی۔ گلیاں پھلانگتا ہوا ذرا دیر بعد وہ پھر وہیں تھا۔

آج آپ چائے ضرور پئیں گے، وہ بولی

ہاں آج پیوں گا کل میں نے کہا تھا۔

ذرا دیر بعد وہ چائے بنانے لگی۔ گھر میں دونوں اکیلے، مکمل خاموشی، باورچی خانے میں یوں موجود ہونا اسے فرحت دے رہا تھا۔ اک اک چیز کو وہ غور سے دیکھ رہا تھا۔ برتن کیسے ہیں۔ باورچی خانے کا سائز کتنا ہے۔ بیسن کہاں موجود ہے۔ چائے کے لوازمات کہاں پر رکھے ہوئے ہیں۔ چولہا کہاں موجود ہے۔ فرش کیسا ہے۔ وہ چائے بناتے ہوئے کیسی لگ رہی ہے۔ نیم تاریکی اور وہ دونوں

کیا ایسا ممکن ہے جو ہو رہا ہے؟

ہو تو رہا ہے اس نے خود سے کہا

ایسی باتیں سننے اور پڑھنے میں ملتی ہیں۔ مگر سچ میں میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے سب ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں اس نے سوچا

کیا میں یہ سب اس لیے کر رہا ہوں کہ پتہ چل سکے کہ زندگی میں ایسا ہوتا ہے۔ کیا صرف تجربے کی خاطر ایسا کر رہا ہوں؟

کیا اس کی تنہائی دور کرنا چاہتا ہوں؟

خوابوں کا لمبا سلسلہ مجھے وہاں لے آیا ہے جہاں اکثر مشکل میں گھرا ہوتا تھا؟

مجھے اپنی خواہشات پر قابو نہیں کیا؟

یہ دیکھنا چاہتا ہوں بہت مرتی ہیں مجھ پر؟

اپنا ضبط دکھا کر تعریف حاصل کرنا چاہتا ہوں؟

کس لیے میں کھڑا ہوں یہاں؟

انہیں سوالات میں وہ الجھا تھا کہ آواز آئی

چائے تیار ہے۔

ہاں ٹھیک ہے۔

دونوں آمنے سامنے بیٹھ کر چائے پینے لگے۔نظریں ابھی بھی کمرے کا چاروں طرف سے جائزہ لے رہی تھیں۔

کیا دیکھ رہے ہیں؟

بس یونہی۔

کچھ تو ہے جو آپ اتنے متجسس نظر آتے ہیں

وہ جو صحن میں سیڑھی ہے وہ اوپر کی طرف جاتی ہے؟

ہاں،چلیں گے؟

وقت کا مسئلہ ہے۔

چلیں ناں۔

چائے تو پی لوں۔

جلدی کریں۔

چائے پی کر وہ دونوں اوپر کی طرف گئے۔اوپر کا حصہ چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا ایک اور چھت بھی اوپر تھی سب سے، جہاں سے سارا شہر دیکھا جا سکتا تھا۔مگر پھر نظر آنے کا سو فیصد امکان تھا۔وہ دونوں پہلی منزل پر ہی کھڑے رہے جس کمرے میں انہوں نے چائے پی تھی اس کے اوپر بنے کمرے میں وہ موجود تھے۔ جہاں سے ایک کھڑکی باہر دیکھنے کے لیے موجود تھی۔وہ تجسس سے باہر دیکھنے لگا۔یہی وہ جگہ تھی جہاں اس نے ایک سے زیادہ بار اپنے آپ کو ہیبت ناک خاموشی میں پایا تھا جب اس نے ایک دو خوابوں میں چھتیں پھلانگ کر شہر کے اس حصے کی طرف جانے کی کوشش کی تھی۔ مگر پرانی عمارتوں کی چھتوں اور آس پاس کے گھروں کی اونچی دیوارں کی خاموشی نے خواب میں اس کو ڈرا دیا تھا۔صرف وہ اکیلا تھا اور کوئی آواز تک پاس نہ تھی۔اب وہ لگ بھگ اسی جگہ موجود تھا اور وہ خوفناک فضا ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔خاموشی تو ویسی ہی تھی مگر ہیبت ناکی موجود نہ تھی،

کیا دیکھ رہے ہیں؟

میری ایک بات پر یقین کریں گی؟

کیا؟

اس گلی میں میرا آنا اتفاق نہیں ہے۔

تو کیا طے شدہ پروگرام ہے؟

کہہ بھی سکتے ہیں کیونکہ وقت طے کر کے ہی مل رہے ہیں۔

میرا یہ مطلب نہیں تھا۔

تو پھر؟

برسوں تک اس علاقے میں پھرا ہوں میں، اپنے خوابوں میں۔

یہ شہر کا ایسا علاقہ تو نہیں جسے جاگتے دن میں دیکھا نہ جا سکے۔ کوئی بھی کسی وقت یہاں آ سکتا ہے جا سکتا ہے اس کے لیے خواب کی کیا ضرورت؟

یہ پرانا علاقہ ہے۔ اپیل کرتا ہے میں نے خود کو ان گلیوں خصوصاً ساتھ والی بڑی گلی میں ہمیشہ پریشان پایا۔ کبھی بھی اس گلی سے نکل کر اپنے گھر نہ جا سکا۔ مجھے نہیں پتہ تھا۔ پچیس تیس سال سے جو خواب مسلسل دیکھ رہا ہوں وہ یہاں تک لے آئے گا مجھے۔ شائد میرے اس طرح بتانے پر آپ کو یقین نہ ہو رہا ہو؟

آپ کہتے ہیں تو مان لیتی ہوں۔

یہ گھر اور آس پاس کا ماحول مجھے کھینچتا ہے اپنی طرف۔ چلتے چلتے آخر حقیقت میں اس جگہ موجود ہوں۔ جہاں اتنے برس خوابوں میں تھا۔

کبھی دن کے وقت نہیں گزرے یہاں سے

گزرا مگر ساتھ اندر کی طرف بھی کوئی گلی ہے مجھے پتہ نہ تھا۔ جس دن آپ کے گھر آیا اس ساتھ والی گلی کو زندگی میں پہلی بار دیکھا۔

آپ کہتے ہیں تو آپ کی بات مان لیتی ہوں

شائد مجھے یہاں کبھی یوں آنا تھا اس لیے خواب آتا تھا۔

شائد ایسا ہی ہو۔

دونوں باتیں کرتے کرتے سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئے۔ اوپر جا کر بھی آج ساحر نے وہ

جگہ دیکھ لی تھی جو خوابوں میں اتنی پراسرار لگتی رہی تھی۔

حسب معمول اس دن بھی وہ احتیاط سے باہر نکلا اور گلی میں کوئی نہیں تھا۔ راز داری سے ایک اور ملاقات ہو گئی تھی۔ اگرچہ خوابوں والی بات سو فیصد سچ تھی۔ پھر بھی اسے احساس ہو رہا تھ کہ اس نے لڑکی کے سامنے وہاں آنے کا جواز ڈھونڈا یا اپنی ذات کو تسلی دی۔ وہاں سے سیدھا اپنے کام پر پہنچا۔ علی نے ذرا تجسس سے دیکھا اسے چند دنوں سے اس کا یوں چلے جانا عجیب محسوس ہو رہا تھا

آپ آ گئے؟

ہاں۔

سب خیریت ہے؟

گئے کہاں تھے؟

میں بتاؤں گا فکر نہ کریں۔

پھر بھی مجھے اندازہ ہو کہ کہاں جاتے ہیں تو تسلی رہے گی۔

کچھ عرصے بعد میں سب بتا دوں گا یقین رکھیں۔

علی کو پتہ تھا معاملات میں ساحر جو طے کر لیتا ہے اس پر قائم رہنے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا وہ چپ رہا۔

شام کو موسم ذرا دھندلا تھا۔ من کی اداسی اور بے چین کیے جا رہی تھی۔ وہ انتظار میں تھا کہ جلد رات ہو تو کومل سے بات ہو۔ جب دس کے بعد اس سے بات چیت شروع ہوئی تو اس نے اشاروں میں اپنی حالیہ سرگرمی سے اسے آگاہ کرنا چاہا

اپنی طرف سے اس نے چند اشاروں میں اسے بتانا چاہا کہ وہ کسی الجھن میں پھنسا ہوا ہے۔ سیدھی طرح سے وہ بات کرنے سے ڈر رہا تھا مگر بات سے آگاہ بھی کرنا چاہ رہا تھا۔ وہ شخص جس کو ہم اپنا سب کچھ مانتے ہوں اس سے توقع کرتے ہیں کہ بن سنے ہماری حالت جان بھی لے اور خطا معاف بھی کر دے۔ زندگی میں جو شخص ہمارا محور ہو اس سے سارے لاڈ کی توقع ہم کرتے ہیں جتنا اونچا درجہ ہوتا ہے اتنی ہی فکر اس کے ذمہ لگاتے ہیں۔ والدین کا جو بچہ سب سے لاڈلا ہو تنگ بھی وہ زیادہ کرتا ہے۔ کہیں اس کے دماغ میں یہ بات پنہاں ہوتی ہے کہ جو بھی کر لوں کہاں جائیں گے؟ میں تو میں ہوں۔

یہی حال ساحر کا بھی تھا کہیں ذہن میں یہ بات ہوتی تھی کہ معافی مل جاتی ہے ورنہ یوں اتنا خطرہ لے کر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا مخصوص معاشرتی ماحول میں ایک غیر معمولی بات تھی۔ اپنی زندگی کے محور کو وہ اپنی الجھن سے آگاہ بھی کرنا چاہتا تھا۔ وہ اشاروں میں اسے اپنی حالت سے آگاہ کر رہا تھا کہ کومل نے کہا

کچھ سمجھ نہیں آ رہا کیا کہہ رہے ہو سیری؟

میں اتنی دیر سے میسج بھیج رہا ہوں

میں تم کو سارے میسج واپس بھیجتی ہوں۔ ان کو پڑھ کر بتاؤ کیا سمجھوں ان سے، وہ جھلاتے ہوئے کہنے لگی۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

ایک گلی ہے وہاں میں جاتا ہوں۔

گھر میں کوئی نہیں

کزن چھوڑ گیا ناں

باہر ہوتا ہے

وہ لڑکی جس نے..................

نمبر کا پتہ چل گیا

امی گھر نہیں ہوتیں

میں بیٹھا رہا

دیواروں کو دیکھتا رہا

بازار سے ادھر کی طرف

باورچی خانے میں چائے بنی

دروازہ کھلتے ہی سیڑھیاں سے اوپر کی طرف

سوچا بتا دوں

مجھے جانتی ہو تو کہہ رہا ہوں

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

مجھے تسلی دو ناں!

سارے بے ترتیب میسج اس کے سامنے پڑے تھے وہ غور سے انہیں دیکھ رہا تھا کہ کومل بولی

بتاؤ ان کو پڑھ کر کوئی بات پلے پڑتی ہے؟

شائد میں بتا نہیں سکتا۔

اچھا بس کرو۔

ہاں پھر سہی۔

پھر میرا ماتھا پھوڑنا ہے۔اس بات کو چھوڑو گے بھی کہ نہیں؟

میں اصل میں ایک گلی جو شہر کے دوسرے حصے میں ہے وہاں کسی کو تنہائی میں مل کر آیا ہوں اور چند بار پہلے بھی۔

پھر؟

ٹھیک نہیں ناں اچھا نہیں کہے گا کوئی بھی۔

کس لیے گئے تھے؟

وہ تھوڑی سی تفصیل سے آگاہ کرنے لگا جب بتا چکا تو وہ بولی

تو اس سے کیا ہوا؟

کیا تمہیں حیرانگی نہیں ہوئی؟

کسی کے کام چلے گئے تو کیا ہوا۔اتنی سی بات سے پریشان تھی میری بدھو جان؟

اب کیا کہوں میں؟

کچھ نہ کہو چپ رہو۔

کافی دیر تک دونوں طرف سے بات نہ ہوئی۔ آخر اس نے پوچھا

کچھ بولتے کیوں نہیں؟

خود ہی تو کہا تھا چپ رہو۔

صدقے!

کیا ہوا؟

اتنی فرماں برداری؟ میں نے کہا تھا اس موضوع کو چھوڑ دو یونہی ہلکان ہو رہے ہو

ٹھیک ہے آئندہ کوشش کروں گا کہ اس بات کا تذکرہ نہ ہو

جب وہ اس سے لپٹا ہوا سو رہا تھا تو ایک طرح کا اطمینان اس کے اندر تھا۔ اس بات کی تسلی تھی کہ جس بھی سرگرمی میں وہ ملوث تھا اس سے مبہم انداز ہی میں سہی اس نے اس کو باخبر تو کیا۔ کچھ تو سچ بولا ناں اس نے۔ جو باقی رہ گیا وہ بھی بتا دے گا

کافی دنوں بعد آج وہ کسی کام سے لاہور گیا تو کسی بہانے سے مارکیٹ جا کر حذیفہ سے بھی ملاقات کر لی ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں اور اس نے پہلے سے ذرا زیادہ اپنائیت دکھاتے ہوئے حذیفہ سے باتیں کیں۔

باتوں کے درمیان اسے یہ بھی احساس ہو رہا تھا کہ وہ اپنی ذات میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر ایک طرف اس لڑکی سے مل رہا ہے تو کومل کا بھی اسے کتنا خیال ہے اسی وجہ سے وہ حذیفہ سے ملنے آیا ہے تا کہ خود پر ظاہر کر سکے جو بھی ہے کومل کومل ہے۔ ذہن پھر اسی ڈگر پر تھا۔

خود کو تسلی دے رہے ہو تم توازن پیدا کر کے!

سب توازن پیدا کرتے ہیں۔ گیا گزرا شخص بھی عید والے دن نماز پڑھنے چلا جاتا ہے۔ سال میں ایک بار بھرے میدان میں لوگوں کو نظر آ کر حاضری لگوا لی۔ اک چور بھی کسی فقیر کے ہاتھ پر چند سکے رکھ کر تسلی پاتا ہے کہ اس نے نیک کام کیا۔ میں تو اُن جیسا نہیں ہوں مجھے کسی توازن کی کیا ضرورت؟

تو پھر یہ کیا ہے؟

سچائی جو میرے وجود سے باہر نہیں نکلی۔ اندر ہے میرے، ساتھ ہے میرے۔ دکھاوے کے لیے انسان ایک حد تک ہی کام کر سکتا ہے۔ مستقل مزاجی اپنا اثر دکھا کر بڑھتی ہے اس کا اعتراف کومل بھی کرتی ہے کہ میں برا نہیں ہو سکتا۔ میں ایسا کچھ سوچ کر اس کی ہتک نہیں کر سکتا۔ میں غلط، میرا خیال غلط، میں خود سے نا آشنا، خود سے بے خبر۔ مجھے میرا کیا پتہ اسے پتہ ہے جس نے جنم دیا مجھ جیسے کو، مجھے اعتماد بخشا، میں اتنی ہی چیز تھا تو کوئی کارنامہ کر چکا ہوتا اس کے زندگی میں آنے سے پہلے

ہاں کارنامہ تو کر رہے لوگوں کی نظروں میں دھول جھونک کر

میں نے کسی کا نقصان نہیں کیا، کیا بگاڑا کسی کا؟

کسی گھر میں جا کر واپس آ جانا معمولی بات نہیں۔

ہاں غیر معمولی بات ہے، اطمینان ہے مجھے۔

خود کو یوں خطرے میں ڈال کر؟

ہاں، میں الگ ہوں تو حرکتیں الگ ہی کروں گا۔

وہ حذیفہ سے گفتگو کر رہا تھا اور اندر بھی گفتگو جاری تھی اسے اطمینان تھا آج وہ اس شخص کے اور قریب ہوا جو کومل کے من کی مراد تھا۔ قربانیوں کا حاصل تھا۔ چلے میں کاٹی ہوئی راتوں کا مرکز، موم بتیاں جلا کر رات بھر دعائیں پڑھنے کا ثمر، تعویزوں کو دوسروں کی نظروں سے چھپا چھپا کر رکھنے کی مشقت کا نتیجہ، جو مل جائے تو سب مل جائے۔ ساری حدتوں کی ٹھنڈک مل جائے۔ سکوت کا گزر ہو اس کے دھڑکتے دل میں سے۔ اس کے برسوں میں کاٹے جانے والے چلوں کی ریاضت۔ وہ جس کے لیے راتوں کی نیند کو برسوں تیاگ دیا، خود تک کو نہ دیکھا میں کیا چیز ہوں۔ وہ جس کا انتخاب کر کے خود کو بے قیمت کر ڈالا، اپنی خوبیوں سے آگاہ ہی نہ ہو پائی۔ جس کی ایک ہنسی کے لیے آنکھوں کو آنسوؤں سے بھگو کے رکھا۔ طعنے سنے، طعنے سُننے دیئے خود کو، جس کی خاطر ساحر کو دلیلوں سے سرد کر دیا۔ ساحر کی پر مغز باتوں کو ساحر کی ہی زبان پر منجمد کر دیا، اس قدر کہ وہ بھی حذیفہ کو اپنا جاننے لگا۔ دل سے پیار کرنے لگا اسے احترام سے وہ نام دیا جو کسی کو کوئی نہیں دیتا۔ وہ شخص جو جھوٹ سے بھی کہے میں کچھ کر لوں گا اور کومل کو پتہ بھی ہو کہ نہیں کرے گا تب بھی بے قرار رات کو بستر پر کروٹیں بدلے اور ساحر کو کہے

سیری نہیں سونا۔

اور سیری مؤدب ہو کر ہاتھ باندھ کر کہے، ہاں جیسا چاہو۔

اس شخص سے باتیں کر رہا تھا وہ۔ اپنی ذہن کی اتنی الجھنوں کے باوجود اسے یاد تھا کہ آیا ہے تو اس سے مل کر جائے شائد دونوں کے ملنے کی کوئی راہ نکال سکے وہ اس کے بس میں ہوتا تو دونوں کو ملا دیتا اور کسی گھر میں بٹھا کہ کہتا میں باہر دروازے پر ہوں فکر نہ کرنا اور اس ساری کوشش کا جواب وہ کیا دیکھنا چاہتا؟

کومل کے چہرے پر اطمینان کی جھلک۔

اس ایک مقصد کے لیے ایک شخص سے وہ محو گفتگو تھا۔ جس کو اب سے پہلے وہ جانتا ہی نہ تھا۔ پر یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کی ساری سختی پابندیوں کو بھول جاتا تھا۔ وہ کہتی تھی

مجھ پر آ کر تمہارے سارے اصول اور ضابطے ختم ہو جاتے ہیں سیری۔

حذیفہ سے گفتگو کر کے وہ واپسی کے لیے روانہ ہوئے اور یہی سوچ رہا تھا کہ میری سختی اس گلی میں کیوں دم توڑ جاتی ہے۔ مگر ساتھ ہی جواب مل جاتا کہ جب وہاں جا کر میں کسی کا برا نہیں کر رہا تو میری سختی قائم ہے اسے پتہ نہیں تھا کہ اگلے دن کیا ہونے والا ہے۔ چند دن دونوں کے درمیان فون پر مسلسل رابطہ ہوتا رہا۔ گیارہ بجنے میں ابھی کافی وقت تھا کہ اس نے بتایا وہ گھر پر اکیلی ہے اور امی جان اپنی ڈیوٹی پر جا چکی ہیں

میں آؤں؟

ہاں آجائیں پر۔

پر؟

آپ فاصلے پر بیٹھیں گے۔

ٹھیک ہے۔

سوچ لیں؟

ساحر کو لگا کہ اُس کی آزمائش کا وقت آیا ہے۔ دیکھوں تو سہی کومل کا سیری کتنے پانی میں ہے۔ گھوڑے کو رسی ڈال کر تو دائرے میں چکر لگایا جا سکتا ہے۔ اگر شرط یہ ہو کہ رسی کے بغیر ایک ہی دائرے میں گھومنا ہے اور ادھر ادھر نہیں دیکھنا بے شک آس پاس کے ہرے بھرے میدان یا کھیت ہوں تو یہ معمولی کام نہیں۔ گھوڑا اس تجربے کے لیے تیار تھا فوراً ہاں میں جواب دیتے ہوئے ہنہنایا۔ نتھنوں سے زور زور سے سانسیں نکلنے لگیں۔ بے لگام بھاگتا ہوا اس گھر کے سامنے تھا۔ اس انداز سے کہ آس پاس سے گزرنے والوں کو اس کے بھاگنے کی آواز ہی سنائی نہ دی۔ اگر کسی کو دی بھی تو آنکھیں ملنے کے بعد جب دیکھا تو منظر خالی تھا۔

دونوں پچھلے کمرے میں تھے وہ نیچرل کلر کی لپ اسٹک لگائے بھورے رنگ کی جرسی پہنے کرسی پر کمپیوٹر کے سامنے گیت لگا کر بیٹھ گئی

یہ گیت کیسا ہے؟

ٹھیک ہے۔

اور یہ؟

یہ بہتر ہے ذرا۔

اور یہ؟

اس کی دھیمی سی دھن اچھی لگ رہی ہے اسے لگا رہنے دیں

آپ یہ کیا کہتے رہتے ہیں آپ، لگا رہنے دیں، آپ ایسی ہیں۔ میں کوئی بری چیز ہوں کیا؟ مجھے تم کہہ لیا کریں۔

یہ گیت اچھا لگ رہا ہے پلنگ پر درمیان میں لیٹے ٹانگیں کمپیوٹر کی طرف پھیلائے اس نے کہا

وہ مسلسل کرسی پر دائیں بائیں گھوم رہی تھی۔ کافی دیر تک وہ باتیں کرتے رہے وہ اس کو کمپیوٹر میں موجود مختلف دور کی اپنی اور گھر والوں کی تصویریں دکھاتی رہی۔ بڑی رغبت سے وہ ان میں دلچسپی ظاہر کرتا رہا دونوں کے درمیان جو فاصلہ تھا وہ تا حال موجود تھا۔ باتیں کرتے کرتے اس نے اپنا ہاتھ ساحر کے سینے پر رکھ دیا۔ بہت قریب ہو کے لیٹ گئی۔ وہ ویسے کا ویسا ہی بے سدھ ہو کر پڑا ہوا تھا۔ اگر اس مرحلے پر اپنی جگہ سے ہل گیا تو ثابت ہو جائے گا ماں کا مشاہدہ کمزور ہے سیری کے بارے میں۔ مگر وہ غلط ہو نہیں سکتی۔ وہ تو ایک سچ ہے اس کی زندگی کا۔ اک دلاسہ جو اس کو اچھا

بننے کی کوشش میں مگن رکھتا ہے جو اس کی دعاؤں میں نمازوں میں اُس کی خاص عبادتوں میں، اس کی گریہ زاری میں موجود ہوتا تھا۔ اس ہستی کی بات اگر آج سچ ثابت نہ ہوئی تو اپنی ہی نظروں سے تو گروں گا ہی اسے کیا منہ دکھاؤں گا جتنا ہم کسی چیز سے بچتے ہیں وہ اتنی ہی پرکشش بھی لگتی ہے اکثر، لیکن سچ تو یہ تھا کہ بھورے رنگ کی جرسی اور خاص قسم کی لپٹ سے اپنے سفید رنگ کے ساتھ وہ واقعی غضب ڈھا رہی تھی۔ وہ مزید اس کے ساتھ ہو کر لیٹ گئی اور شائد انتظار میں تھی کہ کب وہ بھڑک اُٹھتا ہے۔ مگر وہ تو سن ہو چکا تھا۔ آزمائش پر پورا نہ اترا تو یہاں آنے کا مقصد صرف موج مستی کے علاوہ کچھ نہ ہوتا۔ اس کے دونوں ہاتھ پلنگ پر پڑے ہوئے تھے۔ جسم میں کوئی ذرا سی بھی جنبش نہ تھی۔ وہ لڑکی کبھی اس کے چہرے پر ہاتھ لگاتی اور زیادہ جوش سے پاس ہونے کی کوشش کرتی مگر ہوا وہی جو کومل کہتی تھی

دنیا میں کوئی دوسرا اسیری نہیں صرف ایک ہے میرا اسیری صرف میرا، کافی دیر ہو چکی تھی وہ دور جا کر پلنگ کی سرہانے والی سمت پہ جا کے لیٹ گئی وہ اٹھ کر اپنے آپ کو درست کر کے بالوں کو سنوار کر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ جانے سے پہلے اس نے لڑکی کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے سنجیدگی چھلک رہی تھی۔

میں آپ کے اتنا قریب ہوئی آپ ذرا بھی نہیں۔

آپ نے خود کہا تھا۔

اسے لگا اگر چہ لڑکی نے شرط لگائی تھی پھر بھی وہ چپک جاتا تو وہ کوئی اعتراض نہ کرتی مگر آزمائش میں تو ناکام ہو جاتا ناں!

دونوں باہر والے دروازے کے پاس کھڑے تھے اور گلی کے خالی ہونے کا انتظار کر رہے تھے روانگی کے وقت سنجیدگی تھی۔ وہ ایک کامیابی کے نشے میں تھا۔ آج ایک اور کامیابی اس کے ہاتھ میں آئی تھی۔ یہاں آنے کے خطرناک فیصلے کو جیسے اپنی دانست میں درست کر رہا تھا کہ صرف موج مستی اس کی زندگی کا حصہ نہیں۔ اصل بات ہے زبان سے کچھ نکال کر اس پر ممکن حد تک قائم رہنے کی کوشش کرنا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دروازے سے باہر تھا۔ اک سکون کا احساس تھا کہ وہ اتنی ہمت کا مالک بننے میں کامیاب ہو رہا ہے کہ مواقع کی موجودگی میں بھی خود کو روک سکے اور یہ صرف اس وجود کی وجہ سے تھا جو ہر کڑی دھوپ میں چھاؤں جیسا، ہر چبھن میں گلاب آغوش، ہر سختی میں لمس، ہر پیاس میں بارش، ہر شکستگی میں حوصلہ، بے سکونی میں چین، خاموشی میں سرسراہٹ، رنج میں راحت، چھپنے کے وقت اک گود تھا۔ جو کسی بھی گھڑی میں ہمیشہ اس کے ساتھ تھا۔ اسی سکون کے ساتھ وہ واپس آ گیا۔ ایک فتح کا نشہ اس کے ساتھ تھا۔ کسی نے ایک ہدف سامنے رکھا اور وہ ہدف وہ پورا کر گزرا۔

اگر ایک مرتبہ وہ ہدف پورا کر چکا تھا تو کیا دوسری دفعہ اسی صورت حال سے گزرنا ضروری تھا۔ دونوں کو پتہ تھا ان ملاقاتوں کا اچانک اختتام ہونا ہے۔ وہ خود ان کو ختم کر کے یہ تاثر نہیں دینا چاہتا تھا کہ وہ اس کی تنہائی دور کرنے کی کوشش سے دستبردار ہو گیا وہ یہ چاہتا تھا کہ اتنی طاقت پیدا کر دے کہ وہ کزن کے بغیر یا اس کو پانے کی موہوم سی امید میں ہمت سے زندگی گزار سکے۔

یہ دیکھیں کیسا پیغام بھیجا ہے اس نے، اس نے کزن کا میسج اس کو بھیجتے ہوئے کہا

میں کیا جواب دوں اس کا؟

میں جواب دیتا ہوں اس کا ساحر نے کہا

غور سے پڑھنے کے بعد اس نے لڑکی کی طرف سے اس کا جواب لکھا۔ یہ پہلا جواب تھا جس کی کزن کو شائد توقع بھی نہ ہوگی۔ اس کے بعد ایک سخت قسم کا میسج پھر آیا اس کا جواب بھی ساحر نے لکھ کر بھیجا۔ کزن دور بیٹھے بھی مفت کے اعتراضات کرتا تھا جس کا مناسب جواب آج اسے ملا تھا۔

یہ ہمیشہ ایسے ہی کرتا ہے؟

ہاں اکثر و بیشتر رویہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

کبھی آپ کی تعریف کی ہو؟

مثلاً کیسے؟

یعنی کہ تم کتنی خوبصورت ہو!

میری خوبصورتی پر تو آج تک اس نے کچھ نہیں کہا۔

تیز اور چالاک لوگ جتنا حق ہو اتنی بھی تعریف نہیں کرتے کہ لڑکی کو اپنی کسی خوبی کا پتہ نہ چل جائے۔ کزن نے اہمیت اپنی بڑھائی تم کو پیچھے ہی رکھا۔

وہ چھوٹی عمر میں ہی میری زندگی میں آ گیا تھا۔ مجھے لگتا تھا وہی ایک شخص ہے میری زندگی میں۔

جس جیسا کوئی اور پیدا ہی نہیں ہوا؟

ہاں۔

اور اب نتیجہ سامنے ہے ناں اب اسی سے تنگ پڑ گئی ہیں۔ اپنی شکل کبھی آئینے میں غیر جانبدارانہ ہو کر دیکھ لیا کریں۔ اپنی اہمیت کا احساس ہوگا آپ کو۔

کیا میں اس قابل ہوں۔ اتنی خوبصورت ہوں؟

بہت سوں سے رنگ آپ کا سفید ہے، قد ہے، تعلیم ہے، گفتگو کا اچھا انداز ہے کیا کچھ نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ خود کو بھی کزن کی نظر سے ہٹ کر بھی دیکھیں

وہ کیسے؟

دوسروں سے اپنا موازنہ کیا کریں۔

آپ پہلے شخص ہیں جس کی زبانی میں نے سنا کہ میں خوبصورت ہوں

جو ہے وہ میں نے کہا، جھوٹ بول کر مجھے کیا ملے گا؟

جو ہونا تھا ہو گیا ناں۔

اب بھی بہتری کی امید رکھیں، ٹینشن نہ لیں اپنے کزن کی۔

تو کیا کروں؟

ذرا وقفہ آ جائے تو آنے دیں۔ اسے موقع دیں کہ وہ کبھی مصروفیت سے وقت نکال کر آپ کے بارے میں سوچ سکے۔

اس نے ایسا نہ کیا تو؟

سارا نتیجہ خود ہی نہ نکالیں۔ اس کے آگے پیچھے گھومیں گی تو اس کو قدر نہ ہوگی

اگر وہ لاپرواہ ہو گیا اور کسی کو اپنا لیا تو؟

اگر ایسا ہونا ہے تو ہو جائے گا، پھر بھی امید رکھیں ذرا خود اعتمادی دکھائیں اس کی منت سماجت نہ کریں۔ عمر پڑی ہے ابھی، حالات بدل سکتے ہیں کبھی بھی۔ میری بات یاد رکھیں۔

چند مہینوں تک جب اُس نے سرد مہری دکھائی اور اپنانے سے انکار کیا تو مایوسی میں میں نے سوچ لیا تھا کہ جو ہونا ہے وہ تو ہو گیا ہے میں بھی موج مستی کرتی ہوں جتنی ہو سکے۔ انہی دنوں میں بہت مایوس تھی اور کوئی بھی غلط راہ اختیار کرنے کی سوچ رہی تھی کہ مایوسی دور کر سکوں کہ آپ کا نمبر مل گیا ورنہ اب تک بہت کچھ کر چکی ہوتی جو نہیں کرنا چاہیے کزن کے بعد آپ واحد ہیں جن سے رابطہ ہوا۔ اگر کبھی اُس نے رابطہ کر لیا تو آپ سے میں تعلق نہیں رکھ پاؤں گی۔

ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

بالکل بھی نہیں؟

قطعاً نہیں؟

کیوں؟

وہ آپ کی زندگی میں لوٹ آئے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

میرے اچانک بات چیت ختم کر دینے پر آپ کو افسوس نہ ہوگا؟

افسوس سے زیادہ اپنے مقصد میں کامیابی پر اطمینان ہوگا۔

آپ عجیب سے اور الگ سے ہیں۔

آپ کی زندگی میں سکون ہو جائے صرف یہی مقصد ہے میرا۔

آپ کی زندگی میں میرے علاوہ کوئی ہے؟

مصروفیت اتنی ہے کہ ایسا ہونا مشکل ہے۔ ساحر نے کومل کے تقدس کو محفوظ رکھتے ہوئے کہا۔

پھر بھی آج کے دور میں رابطہ ہونا آسان بات ہے۔ ماحول ماضی سے کافی مختلف ہے

جتنا بھی مختلف ہو۔ بازار تو نہیں کھول سکتا آدمی؟

آپ کیوں آگئے میرے کہنے پر ہمارے گھر؟

بس ہو جاتا ہے کبھی کبھی ایسا۔

آپ کی گفتگو سے لگتا ہے آپ میں کافی پیاس ہے۔

وہ تو ممکن ہے۔

آپ ادھر کیسے اچانک آنے پر راضی ہو گئے؟

سب افراتفری میں ہوا بس۔

اُس کو اندازہ تھا کہ یہ سلسلہ اچانک کبھی بھی ختم ہو سکتا ہے لیکن اچھا یہ ہو کہ وہ اس میں جینے کی امید پیدا کر چکا ہو۔ چند ماہ تک گرمیوں کی چھٹیوں میں اس نے اپنے بھائی اور بہن کے پاس جانا تھا اور دوسرے شہر میں بی۔اے کے بعد ماسٹرز کلاس میں داخلہ لینا تھا۔ چھٹیوں سے پہلے آخری ملاقات کب ہونا تھی اس بات کا اسے اندازہ نہیں تھا پھر بھی اس کا خیال تھا کہ شائد مئی کا مہینہ ہو گا جب دونوں کی ملاقات شائد آخری ملاقات ہو۔ پھر کبھی لمبے عرصے بعد ہی ممکن ہو گا کہ وہ ملیں۔ لیکن ملنے کی تب وجہ کیا ہو گی۔ ممکن ہے اس کا کزن بدل گیا ہو اور اس کو آ کر اپنا لے یا اس سے چھٹکارا پا کر وہ کسی اور جگہ شادی کا سوچ لے ایک ملاقات میں اس نے اس بات کا ذکر بھی کیا تھا۔

بڑی بہن کے آفس میں لاہور میں ایک لڑکا کام کرتا ہے جو مجھ میں دلچسپی ظاہر کرتا ہے

پھر؟

بس ذکر کیا۔

کیا اس کو کزن کے معاملے کا پتہ ہے؟

نہیں، اس سے کبھی ایسی بات نہیں ہوئی

اگر کزن اپنا رویہ نہیں بدلتا تو کوئی چوائس تو لینی ہے ناں دیکھ لیجئے گا۔

اچھا خاصا پڑھا ہے مگر دل نہیں مانتا۔ کبھی موقع ہوا کسی طرح سے تو آپ کو دکھاؤں گی

وہ کیسے؟

کوئی اتفاق ہو ہی سکتا ہے ناں کوئی تصویر وغیرہ۔

اس سے گپ شپ ہے؟

نہیں، بس ایک دو مرتبہ باجی کے آفس گئی تو وہ وہاں کام کرتا ہے ناں تو اس لیے اس کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ وہ دلچسپی رکھتا ہے

اسے بس یہی خواہش تھی کہ یہ ڈسٹرب لڑکی مناسب حد تک پہلے تو انتظار کرے اور اگر بات نہ بنے تو کوئی اور انتخاب ضرور کرے۔ وہ

اپنے کزن کے علاوہ کسی اور کا نام بھی لینا پسند نہیں کرتی تھی لیکن چند ملاقاتوں کے بعد وہ اسے اس بات پر قائل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ ایک تو اس کا کزن رجوع کرے لگا اس بات کا امکان ہے۔ مناسب انتظار کرنا چاہیے اس کا۔ اگر بات نہ بن سکے تو پھر انتخاب تو کرنا پڑے گا۔ اس کا باجی کے آفس میں کام کرنے والے لڑکے کا ذکر کرنا ساحر کے لیے تسلی کا باعث تھا۔

چند ماہ میں ہونے والی ملاقاتوں کی تیزی نے اچانک کس طرح ختم ہونا تھا اس کا کچھ اندازہ تو تھا ساحر کو مگر اب کی ملاقات آخری ہو گی اس بات کا اندازہ اس کو نہیں تھا۔

ایک دن آفس میں تھا اور ذرا وقت تھا اس کے پاس کہ جی چاہا کہ ملا جائے مگر وہ اس انتظار میں تھا کہ اسے بلایا جائے نہ کہ وہ کہے۔ دونوں کے درمیان فون پر بات ہو رہی تھی دونوں شش و پنج میں تھے کہ آخر ساڑھے دس کے قریب وہ دوبارہ اس کے پاس تھا گیارہ بجے واپس آ گیا دونوں کے درمیان یہ آخری ملاقات تھی۔ حسبِ معمول اس نے مکان کی خاموشی، نیم تاریکی، پراسراریت کو بغور دیکھا۔ سیڑھیوں اوپر کی چھت تمام کمروں کا ماحول خود میں جذب کیا۔ ہر ملاقات میں اس نے یہ کام ضرور کیا تھا۔ آج بھی وہ دیواروں کو دیکھتا آدھے گھنٹے بعد اس سے رخصت ہو کر آ گیا۔

اس کے بعد ایک دن اسے پتہ چلا کہ اس کے گھر والے متبادل رشتوں پر بات کر رہے ہیں تا کہ کزن چھوڑ دے تو کوئی بندوبست ہو سکے۔ کسی لڑکے کی ماں اس کو آ کر دیکھ بھی گئی تھی اس نے ساحر کو لڑکے کا حلیہ بھی بتایا اور رائے بھی لی۔ حسب معمول اس نے پوری سچائی سے اس کو مشورہ دیا۔ دن گزرتے جا رہے تھے دونوں فون پر باتیں بھی کرتے تھے روز کی طرح لیکن ملاقات کا ذکر نہیں ہو رہا تھا

کیا بات ہے، ہم کافی دنوں سے مل نہیں رہے؟ ساحر نے پوچھا

کیوں کہ گھر والے رشتے کی بات چلا رہے ہیں اس لیے میں خود کو ایک طرف ہٹانا چاہتی ہوں۔

بس یہ وجہ ہے۔

اُس کو اشارہ مل گیا کہ وہ خود پیچھے ہٹ رہی ہے لہذا اس پر الزام نہیں آئے گا کہ وہ اسے چھوڑ گیا اپنے اندر جتنی سختی تھی اس نے اس کو خود پر مزید وارد کرنے کی مشق شروع کر دی کہ کم از کم ملاقات کے لیے نہیں کہے گا۔ مئی کا مہینہ بھی قریب آ رہا تھا مگر دونوں کی ملاقات کا امکان ختم ہو گیا تھا وہ کچھ سنبھل کر زندگی کے بارے میں مثبت رویہ اپنا رہی تھی اور ساحر کو لگ رہا تھا اس کا کردار ختم ہونے جا رہا ہے

میں آپ کو ہمیشہ یاد رکھوں گی ایک دن وہ کہنے لگی

ٹھیک ہے۔

آپ کو پتہ ہے ہماری ملاقاتوں کے دوران ایک دن ہمارے گھر میں گم نام کال آئی تھی

کیا؟

کہ آپ کی لڑکی فلاں سے ملتی ہے

پھر؟

وہ کال ماما کے سیل پر آئی تھی

واقعی؟

ہاں۔

پھر کیا ہوا؟

کچھ نہیں، ماما نے کال ریسیو کی تو فوراً مجھے دے دیا سیل اور باقی کال میں نے سنی۔

ماما کو شک تو نہیں ہوا؟

ان کو پتہ ہے میرا کزن سے کتنا گہرا تعلق ہے میں کسی اور سمت دیکھ ہی نہیں سکتی۔

تو پہلے مجھے کیوں نہیں بتایا تھا۔

اس لیے کہ پتہ تھا کچھ نہیں ہوگا۔

ٹھیک ہے پھر سہی۔

ہاں ٹھیک ہے۔

جب رات کو وہ کومل سے بات کرتا تو سچا روحانی سکون محسوس کرتا۔ لگتا پچھلے کئی ہفتوں سے جو من میں چھپا چور اُس کو تنگ کرتا تھا وہ بھاگ گیا ہے کہیں، ایسے لگتا وہ ہے اور صرف کومل، باقی سب بے معنی۔ اِس سارے عرصے میں کومل سے تقریباً روزانہ بات بھی ہوتی تھی۔ ہر رات لپٹ کر سوتا بھی تھا، ذہن وجسم کا رشتہ مضبوطی کی نجانے اِسی دوران کتنی منزلیں پھلانگ چکا تھا، کس طرح کی شفقت اور لاڈ دونوں نے اک دوسرے کو دی تھی کہ حیران ہوتے تھے دونوں، اُس خاموش گھر میں بھی جب وہ جاتا تب بھی کون سا لمحہ تھا جب کومل ساتھ نہ تھی۔ اُسے ایسے لگتا جیسے سب زیرِ زمین ہو گیا ہو کیونکہ کومل اور وہ اتنا آگے جا چکے تھے ایک دوسرے کی فکر میں کہ جس کی مثال آسانی سے ڈھونڈنا مشکل تھا، ایسے لگتا تھا جیسے خوابوں کی گلی خواب میں ہی اُسے اُس گھر لے گئی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ صرف ایک ہی سچ ہے اور وہ سچ ہے کومل، ساحر اور دونوں کو حذیفہ کی ہر لمحہ فکر۔

میری!

ہوں۔

میری!

ہوں کہو ناں کچھ؟

تم کہو۔

تم کیوں نہیں بولتیں کچھ؟

تم اور میں کوئی دو ہیں؟

نہیں میری جا!!!!!!ان۔

بہت لاڈ آ رہا ہے آج سڑی مرچ کو؟

نہیں میٹھی مرچ۔

مرچ میٹھی نہیں ہوتی بدھو۔

اگر میری باتیں اُس میں رچی ہوں پھر بھی نہیں؟

آج اتنا رس کیسے ٹپک رہا ہے؟ زباں سے اتنے...... دِنوں بعد؟

بات تو احساسات کی ہے ناں کومل۔

پر آج بہت فریش لگ رہے ہو۔

تم ہو ناں مجھے فریش کرنے کے لیے۔

ہاں سوئو، آداب۔

ابھی نہیں ناں

چپ شائد وہ جلدی آئے۔

وہ کیسے؟

بس امید ہے ناں ویسے بھی رات ہوگئی ہے، بہت۔

ہاں میں آ گیا۔

نہ آؤ۔

وہ کیوں؟

یہ کوئی طریقہ ہے آنے کا!

میں نے ماتھے کو پیروں کو چوم کر خود کو تم میں چھپا لیا۔

میں نے پالے شے بے بی کو گُم کر لیا خود میں۔

کتنا؟

اِتنا!!!!!!!!!زیادہ۔

میں کیا ہوں بھلا؟

بیرم خاں۔

ہیں؟

ہاں تو اور کیا؟

وہ کیسے؟

اک چبوترے پر بٹھا کر اکبر کیا دشاہت کا اعلان کر دیا تھا جب اُس کے پاس بادشاہت نہیں تھی اور پھر اکبر کی کامیابی میں نہائت اہم کردار کیا اُس نے

کس نے؟

بیرم خاں نے، خود ہی تو بتایا تھا۔ اِس لیے مُجھے اِس حیثیت تک تم نے ہی تو پہنچایا ہے اپنی نظروں کے سامنے اک تخت پر بٹھایا جب میں خود کو کچھ بھی نہ سمجھتی تھی۔ اب چُپ کر کے گم سم ہو جاؤ۔

آج بات ہوئی، پچھلے کئی دنوں کی طرح اور ملاقات کا کوئی ذکر نہ ہوا، ساحر مطمئن تھا کہ کسی طرح وہ بھی اُلجھن سے نکل جائے گا اور وہ بھی ذرا سنبھل گئی ہے اور مثبت انداز سے سوچ رہی ہے زندگی کے بارے میں۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہ اس معاملے میں ملوث ہو کر کس حد تک درست تھا۔ اس سوال نے ابھی آنے والے دنوں میں اسے تنگ کرنا تھا۔ تسلی کی بات یہ تھی کہ اگر وہ اصرار کرتا تو ملنے کے راستے ابھی تھے اور مواقع بھی، دوسرے شہر بھی اس کو جا کر ملا جا سکتا تھا اور ڈر بھی کم ہوتا۔ لیکن اس حد تک خود کو قابو میں رکھنے کے حوالے سے اسے اطمینان تھا۔ وہ جو اپنی راہ کو درست کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس سلسلہ میں اس کی مدد ایسے ہی جا سکتی تھی کہ اس گلی میں جانے کا سلسلہ ختم کر دیا جائے جو خود بخود ہو گیا تھا۔ باقی دنوں میں گھوڑے نے اچھلنا چاہا مگر ضبط کا اک مادہ اسے روک لیتا۔ کسی سرگرمی کو اچانک روک لینا بھی مشکل ہوا کرتا ہے۔ بھاگتے ہوئے کو وقت سے پہلے ہی اچانک رکنا پڑے تو لڑکھڑا جاتا ہے گاڑی کو اچانک بریکیں لگانی پڑیں تو پہیے لوہے کی لائن پر جب گھستے ہیں تو آگ نکلتی ہے جس سے لائن بھی جلتی ہے اور پہیہ بھی۔ لالچ کا ماحول بنا لینا اور پھر اس میں سے باہر نکل جانا اتنا آسان کب ہوتا ہے۔ باقی دن پہلے کی طرح روٹین میں گزرنے لگے۔ ملاقات کی بات تو ماضی ہو چکی تھی پیغامات کا سلسلہ ویسے ہی جاری تھا صبح وشام نیک خواہشات کا اظہار۔

آخری دن کون سا تھا جب صبح نیک خواہشات کا اظہار نہ کیا آخری رات کون سی تھی جب شب بخیر کہا۔ چند ہفتوں میں ہی وہ اس سے انجان ہو چکا تھا۔ ہاں وہ نمبر ابھی تک سیل میں فیڈ تھا لیکن چلتے چلتے ذہن یہاں تک پختہ ہو گیا کہ خود بھی میسج میں پہل نہیں کرنی ہاں اگر آ گیا تو جواب دے سکتا ہوں۔

لیکن وہاں جا کر کیا مطلوبہ مقاصد حاصل ہو گئے تھے؟ لڑکی کی زندگی میں کزن کی واپسی کے امکانات یا اس کی مایوسی، تنہائی کا خاتمہ؟ خوابوں کی گلی کا اسرار؟ کیا آئندہ وہ خواب نظر آنا بند ہو جانا تھا؟ کیا وہ خود ضبطی کی آخری مشق کر چکا تھا؟ کیا ایسی کسی سرگرمی کا مستقبل میں امکان تھا؟ زندگی کے بارے میں کیا سیکھا اس نے؟ لڑکی کی زندگی کے خفیہ گوشوں کو کرید کر انسانی فطرت کے بارے میں کیا سیکھا؟

بہت سارے نکات تھے جو اس کے ذہن میں تھے۔ جو اس کو آئندہ پریشان بھی کر سکتے تھے لیکن اسے یہ تسلی تھی کہ وہ دوبارہ کومل کی مکمل گرفت میں ہے۔

......☆......

کومل!

نی کوملاں!

نی کوملتا....................ن!

کیا بکے جا رہے ہو؟

ورب کی سیکنڈ اور تھرڈ ہوتی ہے ناں باجی۔ تو آپ کے نام کی بھی دو فارمز بنا لیں۔

ورب کی چوتھی فارم بھی ہوتی ہے۔ زمانہ جاری ingوالی، اب سناؤ

کوملتنگ۔

بچو رکو ذرا، امی کو بتاتی ہوں۔

آگے آگے دوڑنے لگا۔ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں، وہ پیچھے پیچھے بھاگی جا رہی تھی کہ جیسے اگر وہ قابو آ گیا تو نہ جانے اس کا کیا حشر کرے۔ لیکن اندر احساس تھا کہ میں نے اسے کیا کہنا ہے اسے تو امی کچھ کہیں تو ان کی شامت آ جاتی ہے میرے ہاتھوں۔ اسے حالیہ برسوں میں یہ احساس کچھ زیادہ ہی شدت کے ساتھ ہوا تھا کہ اگر اس کا یہ چھوٹا بھائی نہ ہوتا تو گھر میں کتنا خلا ہوتا۔ کتنی تنہائی ہوتی۔ بڑے بھائی والد کے ساتھ کام میں شامل رہتے اور عموماً گھر سے باہر ہوتے۔ عموماً پچھلے چند سال میں گھر میں اس کے حق میں فضا زیادہ ہموار نہیں رہی تھی۔ حذیفہ کا نام منظر عام پر آنا اور ساری بہنوں کا مخالفت کرنا۔ والدین کا قسم اُٹھا کر کہنا کہ وہاں رشتہ نہیں کریں گے، ان سارے حالات میں گھر میں سب کچھ ہونے کے باوجود ماحول تلخ ہو گیا تھا

اس ساری تلخی میں ایک فرد گھر میں ایسا تھا جو چھوٹی عمر کے باوجود اس کی فکر میں فکرمند رہتا تھا کبھی کبھی پڑھائی میں مدد لے لیتا، کچھ چھوٹے موٹے کام کر دیتا اور باقی وقت تنگ کر کے اسے زندگی کے ہاتھوں تنگ آنے سے بچاتا۔ حذیفہ والے معاملے سے وہ باخبر نہیں تھا۔ اس کے دل بہلانے کا سامان تھا گھر میں۔ دونوں میں نوک جھونک جاری رہتی۔ جب بھی کچھ منگوانا ہوتا تھا اُسے کہتی حالانکہ گھر میں ملازمہ تھی۔ سہ پہر کا وقت تھا چائے کے ساتھ بسکٹ کا جی چاہا تو اسے بلایا

جی میری باجو؟

جاؤ بسکٹ لے کے آؤ دوکان سے۔

دوکان پہ مفت ملتے ہیں؟۔ واہ مزا۔

بکو مت، یہ لو پیسے۔

یہ تو ہو گئے ناں بسکٹ پیکٹ کے۔

تو؟

میری مخلصانہ سروس کے؟

یہ لو پانچ روپے۔

یہ تو ہوئے جانے کے، آنے کے؟

یعنی پانچ بعد میں۔

ہاں ظاہر ہے یہ تو میری آنے جانے کی تھکاوٹ کا ہلکا سا نذرانہ ہے۔ باقی دل میں جو خلوص ہے وہ تو آپ کو پتہ ہے باجو اس کی تو کوئی قیمت نہیں ناں۔

ہروقت جو ٹی وی ڈراموں اور ناولوں سے چپٹے رہتے ہو یہ ساری ڈائیلاگ بازی اسی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ جتنی ذہانت ہے پتہ ہے مجھے اس کا۔

اک پروگرام میں ایک ماہر کہہ رہا تھا اک دن کہ انسانی دماغ کی مکمل اسٹڈی ابھی تک نہیں ہو سکی، اور آپ کو میری ذہانت کا اندازہ ہے کمال ہے۔

اچھا اب جاؤ بھی۔

باورچی خانے میں وہ چائے بنا رہی تھی کہ کسی کام کے بہانے باہر آئی۔ رات ساحر سے حذیفہ کے حوالے سے جو بات ہوئی وہ اس پر ہی غور کر رہی تھی۔ اس دوران ذرا دیر کے لیے باورچی خانہ بے یارو مددگار تھا۔

چائے تیار تھی۔ دو کپوں میں چائے ڈال کر آواز دینے لگی

آ جاؤ ناں۔

آیا باجو۔

پیاری سی چائے جناب کے لیے۔

آدھے بسکٹس بھی۔

اب مزید نہیں مانگنا۔

اگر جی چاہے تو؟

اک بسکٹ کومل نے خود اس کے منہ میں ڈال دیا۔ اسی دوران ارمان اٹھ کر امی کے پاس چلا گیا جب وہ اندر گیا تو اسی دوران بھابھی کو کومل نے امی کے کمرے سے نکلتے دیکھا۔ اسے نہیں پتہ تھا کب سے وہ امی جان کے پاس بیٹھی ہیں۔ ذرا دیر بعد ارمان جب پھر آیا تو اس کو باتوں باتوں میں کریدنے سے اسے اندازہ ہوا کہ کسی رشتے کی بات ہو رہی ہے۔ آج اس کا موڈ صبح سے ہی خوشگوار تھا۔ اچانک چپ ہو گیا۔ اگلے دن ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد بھابھی کہنے لگیں

کومل اک لڑکا ہے اچھا خاصا پڑھا لکھا تنخواہ بھی اچھی ہے امی جان کہہ رہی تھیں کہ
تجھ سے پوچھیں۔

ہاں۔

پر ابھی میری پڑھائی جاری ہے۔

وہ تو منگنی کے بعد بھی ہوتی رہے گی۔

دھیان بٹ جاتا ہے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مجھے پڑھائی مکمل کر لینے دیں پھر جو مرضی کریں۔

اس کے بعد بھابھی نے مزید بات کرنا مناسب نہ سمجھا اور ذرا دیر بعد اٹھ کر چلی گئیں۔

پڑھائی مکمل کرنے کی بات بھی اک طریقہ تھا۔ کسی طرح وقت حاصل کرنے کا کہ شائد اس دوران حالات بدلیں تو حذیفہ تک جانے کی راہ ہموار ہو جائے۔ یہ سب ساحر سے مشورہ کے بعد ہو رہا تھا۔ اس کے بعد چند دن تک گھر میں فضا ذرا خاموش سی تھی۔ کسی انجانے خدشے سے اس نے اپنی الماری کھولی اور اک لفافے میں کچھ چیزیں رکھ کر ساحر کو دینے کے لیے محفوظ کر لیں

یہ کیا ہے؟

کچھ تعویز اور لوح ہے جو میری کزن نے بنوا کر بھیجی تھیں

کس لیے؟

حذیفہ کو پانے کے لیے

کبھی ان کا ذکر نہیں ہوا؟

تین سال پہلے کی ہیں۔ تب تم سے بات ہوئی تھی۔ اتنی گہری اپنائیت نہ تھی۔

آج کیوں نکالا ان کو؟

ان کو استعمال کر کے دیکھ لیا کبھی لگا اثر ہو رہا ہے کبھی لگا کچھ بھی نہیں۔

ان کو کسی دن کوئی مناسب موقع جان کر دور کہیں پانی میں بہا دینا

ٹھیک میں انہیں سنبھال کر رکھ لیتا ہوں۔

گھر میں جو بات چل رہی ہے مجھے اس کی فکر ہو رہی ہے۔

کچھ کر لیتے ہیں کچھ نہیں ہوگا۔

کچھ نہیں ہوگا ناں؟

ہاں۔

پکا؟

پکا۔

گھر میں اگر دوبارہ بات ہو تو کیا کروں؟

پہلے تو انتظار کرو کہ بات کب ہوتی ہے۔ اگر امی جان یا ابو بات کریں تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے پڑھائی مکمل کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے تو پھر اب پڑھائی کے دوران بات چھیڑنا کوئی وجہ نہیں بنتی۔ بس ان کو ان کا سابقہ وعدہ یاد دلانا۔ جیسے میں کہتا ہوں گھر میں ویسا ور یہ اختیار کرنا۔ جب یہ بات ہو تو زیادہ مشتعل نہ ہو جانا۔ اپنی بات کو دھیمے انداز سے پیش کرنا۔ کہنا پڑھائی ہو جائے تو جہاں چاہیں اپنی مرضی سے کر دیں شادی۔

پڑھائی مکمل ہونے کے بعد تو وہ پھر اپنی مرضی کر دیں گے ناں؟

تب تک ہمارے پاس کافی مناسب وقت ہے۔ بہت سی تدبیریں اختیار کی جا سکتی ہیں۔

ہاں اک تو حذیفہ سے خوب رابطہ رکھا ہے ناں تم نے!

میری اس سے ملاقات ہوئی تھی لاہور مارکیٹ میں۔ وہ کام میں دلچسپی لے رہا ہے۔ کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا

میں کزن سے بات کروں وہ تعویز بنوا کر بھجوا دے بابا جی سے اس رشتے کی بات کو روکنے کے لیے

اس بات کو دور بیٹھے ہی میں روک سکتا ہوں۔ دماغ بھی کوئی چیز ہے۔ جب مکمل بے بسی ہو جائے گی تو کسی نامی گرامی عامل سے میں خود رابطہ کرلوں گا ابھی کافی وقت ہے ففٹی پرسنٹ تو چانسز ہر بات میں یہ ہوتے ہیں کہ نہ ہو ممکن ہے تمہارے گھر والوں کو ہی رشتہ پسند نہ آئے۔ ہر رشتہ کی بات پوری تو نہیں ہوتی۔ جو نہ ہونے کا چانس ہے پہلے وہ تو دیکھ لیں گے تب تک کسی تعویز کی ضرورت نہیں۔

لڑکا پسند آ گیا تو

تم خود انکار کر دینا۔ پڑھائی پوری کرنے والا وعدہ یاد دلا کے، گھر والے اپنے وعدے کی پاس داری کریں گے کوئی تعویز اپنی کزن سے نہ منگوانا

جو حکم سرکار۔

ہوا وہی چند ہفتوں بعد ہی معاملہ ختم ہو گیا۔ والدہ نے خود ہی رشتہ ناپسند کر دیا۔ کومل بہت خوش تھی جی چاہتا تھا امی کے ساتھ لگ کر خوب پیار کرے۔ ایک رکاوٹ بنتے بنتے خود ہی ختم ہو گئی تھی۔

شام کا وقت تھا ارمان باہر کھیلنے گیا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی اس ایک ذرا سے کام کے لیے وہ تعویز بنوانے جا رہی تھی۔ اسے یقین ہو چلا تھا کہ دماغ بھی ایک طاقت ہے جس سے کام لیا جا سکتا ہے۔ کتنے ہی مواقع ایسے آئے تھے گھر میں جب اس نے صرف ساحر کی باتوں پر ہی عمل کر کے حالات کو اپنے حق میں رکھا تھا۔ اپنی زندگی میں ناکامیوں اور مشاہدے سے جو اس نے سیکھا تھا اس سب سے کومل کو آگاہ کیا تھا اس نے۔ وہ صرف اس بات پر حیران ہوتی تھی کہ کیسے کسی بھی مشکل حالت میں وہ فوراً جواب سوچ لیتا ہے۔ کون سی ایسی دلیل تھی جو اس کے پاس نہیں تھی۔ بال کی کھال

ادھیڑنا ختم تھا۔مگر وہ تو کہتا تھا سب کچھ اسے کومل سے ملا ہے۔تو پھر وہ کیوں کسی مشکل گھڑی میں بہتر فیصلہ نہیں کر پاتی۔سوچتے سوچتے ساحر پر لاڈ امڈنے لگا تھا اس کا

تم میرا قیمتی خزانہ ہو

تم نہ ہوتے تو بیڑا غرق کر لیا ہوتا اپنا

اوو.............ما

لاڈ میں اس کو چومنے لگی۔اچانک امی پاس آئیں تو وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔

یہ حشر دیکھا شرٹ کا، ہے کوئی حال اس لڑکے کا!

تو کیا ہوا پہنی ہے تو خراب ہو ہی جاتی ہے۔

ابھی پچھلے ہفتے خریدی یہ حال کیا ہے اس کا۔

تو اور لے آؤں گی امی۔

ہاں ساری مارکیٹ اٹھا لانا اس کے لیے۔

اسی دوران فون کی بیل بجی، بڑی باجی بول رہی تھیں

ہیلو باجی آپ ہیں؟

ہاں، آج آرہے ہیں ہم، گھر سے تو وقت پر نکلے تھے۔لیکن راستے میں ٹریفک کی وجہ سے ذرا دیر ہو جائے گی۔

وہ بھول ہی گئی تھی آج باجی نے آنا ہے اور رات کو وہ بتا بھی نہیں سکی تھی کہ باجی کے آنے کی وجہ سے بات نہیں ہو سکے گی۔کیونکہ ایسے مواقع پر اس کا کمرہ مصروف ہو جاتا تھا اور کسی طرح رابطہ کرنا خطرے سے خالی نہیں ہوتا تھا۔شام کو جب باجی اور بھانجے بھانجیاں آگئے تو خوب رونق رہی۔کوئی اس سارے منظر میں اسے دیکھتا تو یقین سے کہتا کہ وہ بہت خوش ہے۔وہ خوش تھی بھی لیکن اپنے رشتے والی بات سے ابھی ابھی ہی تو سنبھلی تھی۔خود پر قابو کر کے جیئے جانے کا حوصلہ اسے ساحر سے ملا تھا۔اسی حوصلے سے وہ گھر میں خود کو مسلسل قابو میں رکھنے کی کوشش میں لگی تھی۔

رات کھانے کے بعد جب بڑی باجی اور امی ایک کونے میں آہستہ آہستہ گفتگو میں مشغول تھیں تو اسے ایسا لگا جیسے اسی کے متعلق بات ہو رہی ہے۔گھر میں ابھی تک اس بات پر اتفاق پایا جاتا تھا کہ حذیفہ سے تو کسی صورت بات طے نہیں ہو سکتی۔اسی وجہ سے چپ چاپ ادھر ادھر امکانات پر نظر رکھی جاتی تھی کہ کوئی مناسب موقع ہاتھ آئے تو اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔لیکن پڑھائی مکمل کرنے کے حوالے سے جو وعدہ اس نے ساحر کے مشورے سے گھر والوں سے لیا تھا۔وہ حالیہ دنوں میں ایک مضبوط ڈھال ثابت ہو رہا تھا۔

یہ سارے میرے ذہن سے کیوں نہیں سوچتے اپنے ہی ذہن سے میرے حوالے سے کیوں سوچتے ہیں زندگی تو میں نے گزارنی ہے انہوں نے تو نہیں۔یہ خیال اکثر اس کے ذہن میں تھا۔اسی حوالے سے اس نے کئی بار ساحر سے بھی بات کی تھی جس کا ہر بار ایک ہی جواب تھا

وہ ایسا سوچنا اور کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں، ذمہ داری سمجھتے ہیں وہ

تو میرا خیال، پسند کوئی اہمیت نہیں رکھتے؟ وہ پوچھتی

رکھتے ہیں لیکن یہ تو سوچو ہم کس معاشرے میں رہتے ہیں؟

جب بھی عورت کی بات آتی ہے تو معاشرہ کیوں درمیان میں آجاتا ہے؟

مرد کے معاملات میں بھی معاشرہ آڑے آتا ہے ہاں عورت کو زیادہ مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

صرف ہمیں ہی کیوں؟

ہمارا معاشرہ جمہوری بنیادوں کا حامل نہیں۔ لمبا سفر ابھی باقی ہے۔ یہاں دھونس چلتی ہے۔ ایک عام آدمی اپنے حقوق کے حصول کی منزل پر نہیں پہنچا ابھی۔ ابھی تو صرف حقوق کا ذکر ہوتا ہے۔ عمل ابھی ہمارے بس میں نہیں۔ ایک مرد بھی مردوں کے اس معاشرے میں انصاف کے لیے ترستا ہے۔ جو بھی بے انصافی کے جبڑے کے نیچے آجائے اسے پتہ چلتا ہے انصاف کا حصول کتنا کٹھن ہے۔

اتنی بڑی بڑی عمارات کس لیے کھڑی کرلی ہیں پھر؟

عمارت تو بے جان چیز ہے۔ اینٹ پتھروں سے بن جاتی ہے۔ دماغ سے خالی ہوتی ہے۔ تبدیلی تو دماغ میں تبدیلی سے آتی ہے۔ سوچ کو یک لخت بدل دینا کہاں آسان ہوتا ہے۔ عمارت میں کام کرنے والا جو ہے اصل مسئلہ تو اس کا ہے۔ یہاں کثیر تعداد اپنے دستخط بھی نہیں کرسکتی۔ ایسے میں کوئی کسی کی آواز کو دھیان سے سنے وہ بھی عورت کی، کیسے ممکن ہے؟

ہوں۔

ابھی یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ آج مغربی سماج آزاد ہے، جمہوری قدروں کا امین ہے۔ مگر آغاز کب ہوا؟ سینکڑوں سال پہلے میگنا کارٹا سے۔

ہمارے ہاں کب آئے گا یہ میگنا کارٹا؟

ہمارے ہاں کہتے ہیں دنیا کے سب سے بہترین اصول ہمارے پاس ہیں۔ ہر اچھی بات کے بارے میں کہتے ہیں یہ تو ہمارے مذہب کا حصہ ہے۔ لیکن جب کرپشن کی بات ہوتی ہے تو ہم ان میں شامل ہوتے ہیں جو سب سے اوپر ہیں۔ جہاں بیٹھ کے ملک کے حصول کا فیصلہ ہوا وہاں سے لوگ چھلانگ لگا کر خودکشی کرنے لگیں تو پھر جان لینا چاہیے ہمارے ہاں نعرہ زیادہ ہے۔ بہت زیادہ۔ یہاں تمہاری اور میری بات کون سنے گا

میری بات تو سنی جاتی ہے

کون سنتا ہے؟

سیری

یہ تو دل کا معاملہ ہے ناں، معاشرہ تو مجموعی طور پر اس خصوصیت سے عاری ہے۔ پھر بھی گھر ہے، والدین حیات ہیں، بہن بھائی ہیں، ہر

نعمت میسر ہے گھر میں اس کو غنیمت جانا کرو وہ بھی تو ہیں جن کے پاس یہ نہیں۔ تمہیں بس سٹاپ پر کھڑے ہو کر دھوپ میں گاڑی کا گھنٹوں انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ سر درد ہو تو دوپٹہ باندھ کر ٹیسوں کو دفن کرنا نہیں پڑتا

مجھے کب انکار ہے سیری

کتنا خوبصورت ہے تمہارا گھر۔ اگرچہ تم کو پہلے بھی اس کا احساس ہو گا مگر میں چاہوں گا کہ میرے کہنے پر اب اپنے گھر کو غور سے دیکھا کرو۔ عام گھروں سے کتنا مختلف ہے۔ ہر وقت صاف ستھرا سا اور خوبصورت سبز پودوں کا سماں، جی خوش ہو جاتا ہے۔ میرے کہنے پر اب اپنے گھر کو بنظر غور دیکھا کرو۔

جی جناب۔

رہا یہ مسئلہ کہ گھر میں ہماری بات سنی جائے تو ابھی اس طرح کی فضا سے بہت دور ہیں ہمارے گھر۔

انسان کے لئے روٹی، ایک محفوظ گھر بہت کم ہے مگر ذہنی خوراک کی بھی ضرورت تو ہوتی ہے ناں؟

ہاں ٹھیک کہتی ہو تم۔

میں گھر میں کافی نچلے نمبر پر ہوں۔ بہن بھائیوں میں۔ مجھے تو زیادہ پیار ملنا چاہیے تھا ناں؟

ہاں کیوں نہیں۔

مجھے کیوں لگے کہ جیسے مجھے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

اتنے بچوں میں پیار بھی بٹ جاتا ہے کومل، یہ تو نہیں نہ ہو سکتا کہ گھر والوں کو تم سے پیار نہیں ہے۔

میری بات کو اہمیت تو ملے ناں۔

اہمیت تو وہ ان کو بھی دیں گے جو تم سے پہلے پیدا ہوئے۔ وہ سب بچوں والے ہیں ان کے تجربے کو اہمیت دی جاتی رہے گی۔ اس حوالے سے فکر مند نہ ہوا کرو۔ تمہارے گھر میں ارمان ہے ناں۔ اس سے پیار کر کے اپنی ساری کسر نکال تو لیتی ہو ناں

شکر ہے خدا نے میرے بعد اور بھی ایک نمونہ پیدا کر دیا ورنہ......

ورنہ گھٹ کے مر جاتی لیکن۔

لیکن کیا؟

وہ زندگی کی پیچیدہ باتوں کو تو نہیں سمجھتا ناں۔ ابھی بچہ ہے وہ۔ میں اس سے من کا دکھ تو شیئر نہیں کر سکتی ناں!

ہم کسی پھول کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں، وہ کب ہم سے باتیں کرتا ہے!

ہوں۔

ڈھلتا ہوا سورج عجیب تسکین دیتا ہے باتیں وہ بھی نہیں کرتا۔

ٹھیک کہا۔

اندھیری رات میں چاند کا مکھڑا کتنا بھلا لگتا ہے۔کب بولتا ہے بے چارہ بے زبان

کب انکار ہے مجھے؟

اور جو تمہارے پاس گھر میں ہے وہ باتیں بھی کرتا ہے۔رہ گئی الجھی باتیں تو اس کے لیے میں ہوں ناں!

ہاں میرا بدھو۔

بات ختم ہوگئی اور وہ سوچنے لگتی کہ کیسے بات سے بات نکال کر وہ اس کی تسکین کا سامان کرتا ہے، تسکین ہر انسان کا حق ہے۔مگر کوئی کسی دوسرے کو مدنظر رکھے اور خود اپنا آپ بھلا دے ایسا ہوتا ہے بھلا کہیں۔وہ اسی کے متعلق ہی سوچ رہی تھی۔بڑی باجی نے ابھی چند دن رہنا تھا۔باجی زیادہ باتوں میں امی کی ہاں میں ہی ہاں ملاتی تھیں لیکن ان کے بچوں سے اسے دلی پیار تھا۔باجی سے موڈ کے مطابق ہو جاتی، کبھی گپ شپ ہوگئی کبھی تُو تُو، لیکن بچوں سے اس کا پیار مثالی تھا۔دونوں کی دلجوئی میں لگی رہتی وہ۔اگرچہ رات کو ذرا بات کرنا مشکل ہو رہا تھا لیکن پھر بھی رونق اس کو دن بھر مصروف کیے رکھتی۔کچھ دن تو باجی نے رہنا ہی تھا ایک دن بازار جانے کا پروگرام بنا۔موڈ تو نہیں تھا پھر بھی بچوں کی وجہ سے اسے ساتھ ہونا پڑا۔احتیاطاً کچھ پیسے ساتھ لے لیے۔

بازار جاتے جاتے تقریباً شام ہوگئی۔مگر ابھی دوکانیں کافی دیر تک کھلی رہتی تھیں۔ باجی اپنے بچوں کے لیے خریداری میں مصروف تھیں۔اپنے لیے اسے ہلکے نیلے رنگ کا اک سوٹ بہت پسند آیا۔شام کی چادر میں لپٹا بازار اندر سے بہت جگمگا رہا تھا انسان بھی کئی بار ایسے شام کی طرح باہر سے چپ ہوتا ہے اور من میں جلتی روشنی سے جگمگا رہا ہوتا ہے۔لیکن بازار اور من کی روشنی میں کتنا فرق ہوتا ہے۔اک طرف کی روشنی چپ لیے، دوسری طرف کی روشنی رونق لیے

لوگوں کی چہل پہل کی طرف بھی اس کی نظر تھی۔زیادہ تر لوگ خوش باش نظر آ رہے تھے۔گھر سے نکلتے وقت اسے خیال نہیں تھا کہ باہر آ کر یوں طبیعت کو خوشگواریت محسوس ہوگی

سیری کو کہوں گی کبھی نکلا کرو اس طرف بھی، وہ سوچنے لگی

کاسمیٹکس کی دوکان میں جب باجی خریداری میں مصروف تھیں۔تو اسے یوں لگا جیسے ایک طرف سیری کھڑا ہو۔

سرخ کلر کی زبردست سی لپ اسٹک ہے تو دکھائیں

مختلف اقسام کی لپ اسٹکس سیلز مین نے اس کے سامنے رکھ دیں۔

سرخ کلر کا وہ والا شیڈ سیری پسند کرے گا، وہ سوچنے لگی

کچھ پرفیومز دکھایئے پلیز۔

کئی طرح کی پرفیومز اس کے سامنے رکھ دی گئیں

مجھے پتہ ہے تم Havoc خریدو گے، سیری، وہ من ہی من میں مسکرا سوچنے لگی

اور کچھ؟ آہستہ سے اس نے سیلز مین سے کہا

بہت سنجیدگی سے وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کبھی اس پر نظر کبھی اس پر نظر

مجھے پتہ ہے تم کو شرم آ رہی ہے سیری، وہ بہت لاڈ سے انتہائی سنجیدہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی

کومل!

جی باجی اس نے چونک کر کہا

یہ دیکھو تو قندیل کے لیے کیسا رہے گا؟

کافی اچھا ہے اس سے بھی تو پوچھ لیں ناں۔

میں اس سے پوچھوں گی۔ یہ تمہاری طرف دیکھے گی، کیوں نہ تم سے ہی پوچھ لوں

کیوں دِیل یہ اچھا ہے ناں؟

ہاں آپ کو اچھا لگ رہا ہے تو۔

وہ بذات خود کچھ خریدنا چاہ رہی تھی۔ پھر ذرا دیر سوچنے کے بعد شیونگ کریم اور برش خریدا اور ایک خوبصورت سا ریزر۔

باجی حیرانگی سے دیکھ رہی تھیں کہ یہ سب وہ کس واسطے خرید رہی ہے۔ لیکن یہ سوچ کر وہ ہمیشہ کی طرح کوئی جواب دے کر لاجواب کر دے گی انہوں نے کوئی سوال کر کے لاجواب ہونا مناسب نہ سمجھا

ابھی کچھ شاپنگ باقی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ گارمنٹس سٹور میں موجود تھیں۔

سوچا اُن کے لیے کچھ نیکس شرٹس خریدتی چلوں۔ بار بار کہاں موقع ملتا ہے

باجی نے شوق اور تھکن کے ملے جلے احساسات سے کہا

جینز کے مختلف سائز اور کلرز وہ دیکھ رہی تھیں۔ باجی نے شرجیل کے لیے براؤن کلر کی جینز پسند کی۔

کچھ لینا ہے یہاں سے بھی تم نے کومل؟

ہاں باجی ماں کے لیے جینز خریدنی ہے

یہ پیک کر دیجئے گا، ایک ہلکے نیلے کلر کی جین کی طرف اشارہ کر کے وہ کہنے لگی

خود اپنے لیے اس نے دو بلیک کلر کے ہیر بینڈ خریدے تھے ارمان کے لیے اس نے ایک بلیک بیلٹ بھی پسند کی۔ اپنے لیے ایک ہلکے سرخ رنگ کا اسکارف وہ خرید چکی تھی۔ آخر پر اس نے ہلکے کلر میں ایک سرخ کیپ ارمان کے لیے خریدی

رات ہونے لگی تھی اور ایسے لگ رہا تھا جیسے خریداری کرنے واقعی اسے آنا چاہیے تھا۔ کافی کچھ اس نے خود بھی خرید لیا ان پیسوں سے

جو اپنے جیب خرچ سے بچا کر اس نے رکھے تھے باجی جب خریداری کر کے روانگی کا سوچ رہی تھیں تو اسے لگا جیسے کچھ رہ گیا ہو مگر کیا؟

ایسے لگا یہاں کچھ وہ بھول رہی ہے جو اسے لے کر جانا تھا

مگر کیا؟

کچھ ٹی شرٹس اور جینز، اپنے سیری کے لیے۔

لیکن ارمان کے لیے تو وہ خرید چکی تھی اب کس بہانے سے یہ سب لیتی اور سیری کو پہنچاتی کیسے۔ ارمان سے بڑے ماپ کی چیزیں وہ کس بہانے سے خریدتی، واقعی روسو نے ٹھیک کہا ہے

''انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے

اگر آج کے دور میں ہوتا تو روسو کہتا

''انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے

اور سب سے زیادہ عورت''

اس شاپ میں آنے والا ہر فرد آزاد ہے۔ مگر میں زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہوں ٹی شرٹس کی الماریوں، جینز کو وہ بے بسی کے عالم میں دیکھنے لگی۔ اتنی بے بسی اتنی بے چارگی اپنی پسند سے کچھ خرید بھی نہیں سکتی۔

بظاہر کوئی دیکھے تو لوگوں کی اس بھیڑ میں خریدار ہوں، خریدار جو کچھ نہیں خرید رہا اور شاپنگ بیگ بھرا ہوا بھی ہے۔

یہ سلیٹی کلر کی جینز تم پر کتنی جچتی ہے، وہ سوچنے لگی

اچھا خاصا موڈ خوشگوار ہوا تھا مگر اندر سے کوئی اداسی حملہ آور ہونے لگی تھی۔ سجی ہوئی دکان سامنے تھی۔ جیب میں پیسے بھی مناسب تھے۔ خریدنے کی چاہ بھی تھی۔ خلوص، وارفتگی کیا کچھ نہیں تھا۔ لیکن کچھ لینے سے وہ قاصر تھی چند منٹوں میں کتنی ہی اسکیمیں ذہن میں آئیں کہ کچھ خرید لے اس کے لیے اور پھر اس طرح سے اس تک پہنچا بھی دے یا خود چل کر دے آئے۔ مگر کہیں نہ کہیں کسی خیال نے اسے روک لیا

اس کشمکش میں بوجھل قدموں سے دوکان سے باہر آ گئی۔ آخری بار شیشے کے شوکیس کی طرف دیکھا اور ایک نازک سا شیشہ، جس کے پیچھے سلیٹی کلر کی جینز لٹکی ہوئی تھی۔

''آئینہ ہمیں سارے خدوخال دکھا دیتا ہے مگر من کو دکھانے سے قاصر ہوتا ہے''

لیکن اس شیشہ نے اس کو اس کا من بھی دکھا دیا تھا۔ بے بس خدشات سے گھرا ہوا، لیکن اس نے یہ سوچ کر من کو تسلی دے لی کہ پھر کبھی سہی۔

فوراً کسی بات پر حتمی نتیجہ نہ نکالا کرو، کسی بھی کام کے حتمی مرحلہ تک پہنچنے سے پہلے کئی مراحل ہوتے ہیں۔ ہر مرحلہ بہتر سوچ بچار کا موقع دیتا ہے کومل

یہ بات اکثر اس کو وہ کہا کرتا تھا۔ اسی بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ دوکان سے باہر آ گئی کہ کبھی اس کے خریداری کرنے کا موقع ضرور

ملے گا

واپسی پر شیشے سے باہر وہ مسلسل دیکھ رہی تھی۔ گاڑی کے باہر سڑک پر روشنیوں کی قطار تھی جو بڑا رومانوی خاموشی سا ماحول بناتے ہوئے تھی۔ زندگی بھی اسے گاڑی کی طرح لگ رہی تھی۔ اپنی مرضی سے اپنی رفتار سے چلتی ہوئی جس میں ہمیں بٹھا دیا گیا ہو اور سٹیرنگ کسی اور کے پاس ہو۔ منزل کا ہمیں پتہ نہ ہو اور درمیان میں جتنا فاصلہ ہے اس کی صعوبتیں ہمیں برداشت کرنے کے لیے کہا گیا ہو۔ جب تیل ختم زندگی کا سفر ختم۔ زندگی اس لحاظ سے گاڑی سے مختلف تھی کہ گاڑی میں بار بار تیل بھرا جا سکتا تھا۔ لیکن زندگی کی سانس جب اکھڑ جائے تو پھر دوبارہ بھرنا ناممکن۔

گاڑی کو بار بار چمکایا جا سکتا تھا۔ مرضی کا رنگ کرایا جا سکتا تھا۔ زندگی کو جتنی جلدی جھریاں پڑتی ہیں اتنی جلدی گاڑی کو نہیں۔ گھر تک آنے کا سفر زیادہ طویل نہ تھا پھر بھی جی چاہ رہا تھا اس کا کہ سفر کچھ دیر اسی طرح چلتا رہے۔ کوئی پتہ نہیں تھا گھر جا کر پھر کوئی ذرا سی بات بھی جینا دوبھر کر دے۔

بازار میں دو کانوں پر کتنا رش تھا۔ وہ سوچنے لگی۔ حذیفہ بھی گارمنٹس کے کام میں دلچسپی تو لے تو کتنا اچھا ہو صاف ستھرا کام سلجھے پڑھے لکھے لوگوں سے واسطہ۔ مگر اسے سمجھائے کون؟

سیری، صرف سیری اسے سمجھا سکتا ہے۔ لیکن سیری کی اسے اتنی گپ شپ ہی کہاں تھی۔ وہ کس طرح اس پر دباؤ ڈال سکتا تھا۔ اشاروں کنایوں سے ہی سمجھا سکتا تھا ناں اسے وہ بھی ایک حد تک

میرا جادو کا چراغ۔ ہر وقت حاضر رہتا ہے۔ اتنا کھپاتی رہتی ہوں اسے۔ مجال ہے جو ذرا بھی اُف کیا ہو اس نے!

سیری تم میری زندگی میں پہلے آجاتے تو کتنا اچھا ہوتا

میں غلط سوچتی ہوں۔ خدا کا شکر ہے وہ اس وقت میری زندگی میں ہے۔ میرا اتنا خیال رکھنے والا۔ گھنٹوں باتیں کرے پھر بھی نہیں تھکتا۔ کتنا غبار میرے اندر سے نکالا اس نے۔ کس طرح مجھے ذہن استعمال کرنے کا ہنر دیا۔ اپنا سب کچھ میری جھولی میں رکھ دیا۔ اپنی انا کو فنا کر دیا میرے لیے۔ کبھی سوچتا ہی نہیں میرے لیے کیا کیا اس نے۔ ایسا سوچنا وہ میری توہین سمجھتا ہے کہتا ہے اس کے اندر جتنا لاڈ ہے اسے کوئی نہیں جانتا۔

بدھو، بھلا مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔ دنیا میں صرف ایک سیری ہے میرا سیری۔

گاڑی آہستہ آہستہ گلی میں داخل ہوئی۔ رات ہو گئی تھی۔ سب خوش تھے۔ خصوصاً بچے خوش تھے کہ ان کی خریداری ہو گئی۔ آنٹی کومل ساتھ تھی اس بات نے بھانجے بھانجیوں کی خوشی کو دوبالا کر دیا تھا۔ اندر داخل ہوئے تو ارمان ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا

ماموں بڑا مزہ آیا آج قندیل بولی

مجھے بہت مزہ آیا فلم کا۔

کتنا کہا تھا ساتھ چلو مگر ٹی وی جو رہ جانا تھا پیچھے، کومل بولی

میری باجو گئی تھی ناں تو مجھے کیا فکر تھی اپنے بارے میں کچھ خریدنے کی۔

پہلے کھانے کا کرو کچھ، امی جان بولیں

تھوڑی دیر بعد سب کھانے کی میز پر تھے۔ وہ اپنا کھانا لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

بہت زیادہ تنہائی میں کمرے میں کھانا بھی اسے اپنا ساتھی لگ رہا تھا۔ لیکن ایسا ساتھی جو مزید تھوڑے وقت کے لیے تھا۔ مادی چیزوں کا یہی مسئلہ ہوتا ہے ہمارا ساتھ نبھاتی ہیں پھر بھی اندر سے ہماری پیاس نہیں جاتی۔ چیزیں زبان نہیں رکھتیں۔ باتیں نہیں کر پاتیں۔ ہمارا غبار نہیں نکلتا ان کے ساتھ سے۔ یہی چیزیں تب زیادہ اچھی لگتی ہیں جب دل میں بسنے والا بھی ساتھ ہو۔ جو دل میں سمایا ہوتا ہے وہ ہمیں اطمینان نہیں دے پاتا کیا؟ جو ہم اس کی آنکھوں کے سامنے موجودگی کی طلب کرتے ہیں؟

کائنات میں کیا کچھ نہیں تھا پھر بھی زمین پر انسانوں کی تخلیق ضروری قرار پائی۔

ہم تو انسان ہیں ناں، آنکھوں کے سامنے کا منظر خالی ہو تو ہمیں چین کہاں آتا ہے۔ پھر بھی دل میں بسنے والے کی طرف رجوع کر کے اپنی تنہائی کا ازالہ کر لیتے ہیں۔

کھانا کھانے میں مشغول تھی کہ وہ آدھمکا۔

میرے لیے کچھ لیا؟

ہاں۔

کیا کچھ؟

ابھی تو سونے کا وقت ہو رہا ہے ناں صبح آرام سے

مطلب سسپنس؟

ہاں۔

تو مجھے رات کو چین سے نیند کیسے آئے گی باجو؟

سسپنس پیدا کس نے کیا؟

آپ نے

تو پھر نیند کیوں خراب ہو گی بھلا؟

اچھا ہے ناں۔

کبھی برا ہو سکتا ہے کچھ تمہارے لیے۔

ٹھیک ہے میں جاتا ہوں اور رات بھر سسپنس سسپنس کھیلتا ہوں۔

ہوں۔

وہ گیا قندیل اور منا آ گئے۔

ہم نے آج بھی ادھر سونا ہے۔

ہاں کیوں نہیں، وہ بولی

آنٹی کے ساتھ میں نے، قندیل بولی

نہیں میں نے۔

جی............نہیں میں نے۔

اچھا بھئی دونوں آجانا ادھر ٹھیک ہے، وہ ان کو گلے سے لگا کر کہنے لگی

باجی ابھی کمرے میں نہیں تھیں ورنہ وہ اس کے چہرے پر امڈا ہوا لاڈ دیکھ کر اپنی رائے ضرور بدلتیں۔ ان کو ہمیشہ یہ گلہ تھا کہ اس کی وجہ سے اس کی بچے بگڑ رہے ہیں۔ کبھی اتنا خیال ان کو نہیں آتا تھا کہ سال میں دو تین دفعہ مل لینے سے کوئی بچہ کیسے بگڑ سکتا ہے خصوصاً جب رشتہ اتنا قریبی ہو۔

وہ اپنی امی کے پاس واپس گئیں تو اسے موقع مل گیا اور اس نے ساحر کو میسج کیا

آج پھر ذرا لیٹ، فکر نہ کرنا۔

رات وہ اس وقت کا انتظار کرنے لگی جب سب سو جاتے تو وہ ذرا بات کر لیتی اس سے تب تک وہ باجی سے اور بچوں سے بات چیت میں مصروف رہی۔

رات جب سونے کا موقع آیا تو باوجود کوشش کے پہلے ہی آنکھ لگ گئی اک خواب آیا جو پہلے کبھی دکھائی نہیں دیا تھا۔

وہ اور ساحر مسلسل کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی طرح حذیفہ کو حاصل کر لیں۔ لیکن ہر بار کوئی رکاوٹ دونوں کے راستے میں آجاتی ہے۔ ایسی رکاوٹ جس کے بعد کسی کے ملنے کا امکان بھی نہ رہے۔ لیکن دونوں اس رکاوٹ کو عبور کر جاتے ہیں۔ کبھی خدشات سے بنی ہوئی اونچی دیوار آجاتی جس کو دیکھ کر وہ سہم جاتی لیکن ساحر کہتا

تم عبور کر لوگی۔

دیکھ لینا؟

ہاں ناں، چڑھو اوپر ہاں ٹھیک ہے ایسے ہی۔

میرے پیچھے رہنا، مجھے گرنا نہیں دینا۔

ممکن ہے بھلا؟

ہاں اب تم آؤ۔

ایک کے بعد ایک رکاوٹ عبور کرتے جا رہے تھے وہ دونوں دور کہیں دھند لکے میں حذیفہ موجود تھا۔ بھاگتے بھاگتے دونوں کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔ ساحر کے بال ماتھے پر چپکے ہوئے تھے۔ اگلی مشکل کو عبور کرنے کے لیے وہ دونوں تیز تیز بھاگ رہے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ساحر

کے ماتھے پر گرے بال اس کی راہ میں مشکل پیدا کر رہے ہیں۔

اگر کہیں سیری کو ٹھوکر لگ گئی تو؟

نہیں میرا کیا ہوگا پھر؟

سیری......سیری......سانس پھولے ہوئے وہ کہنے لگی

رکو

ہاں......کیا ہوا؟

رکو پلیز۔

ہانپتے ہانپتے وہ رک گیا

بتاؤ تو سہی کیا ہوا؟

ٹھہر جاؤ میری جان ذرا رک جاؤ۔

اپنی سانسوں پر قابو پائے وہ اس کے ساتھ رکا ہوا تھا۔ اپنے دوپٹے سے وہ اس کا چہرہ صاف کرنے لگی۔ اس کے بالوں کو پکڑ پیچھے کی طرف کیا مگر بال پھر آگے آ کر آنکھوں کے سامنے آگئے اپنے بالوں سے ایک پن لگا کر اس کے بالوں کی لٹ کر اس کے چہرے سے پرے پیچھے ایک جگہ پر کر دیا

کتنا اچھا لگ رہا ہے سیری

ابھی آگے بھی جانا ہے اور تم............

آگے جاتے اگر تم گر پڑو تو میرا ہونا کیا مطلب رکھتا ہے پھر؟

میں نہ گرتا تم نے کیوں روکا؟

تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟

اتنا خیال میرا؟

اس سے بھی زیادہ، ماتھے پر چومتے ہوئے وہ کہنے لگی

اب تک ہم نے یہ رکاوٹ بھی عبور کر جانی تھی

تم ہو تو سب آسان ہے میرے لیے، تمہاری ضرورت ہے۔

ایک بار اور

کیا؟

یہ، ماتھے سے دوبارہ چومتے ہوئے اس نے کہا

جب ایسے ماتھے پہ چومتی ہو تو جی چاہتا ہے مر جاؤں خوشی سے

ایسے الفاظ مت کہا کرو

برا لگتا ہے؟

برا نہیں لگتا، پھر بھی اپنے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہ کیا کرو ناں

میں آئندہ خیال رکھوں گا۔

تھوڑا ستا لینے کے بعد وہ دوبارہ آگے بڑھنے لگے کہ اس کی آنکھ کھل گئی صبح کا وقت ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ نماز کا وقت تھا ابھی۔ خود کو سنبھالنے کے بعد وہ وضو کرنے لگی اور نماز میں گم ہو گئی۔

اسی دوران امی جان آئیں اور کمرے کے پاس کھڑے ہو کر اندازہ کیا کہ سو رہی ہے یا نماز پڑھ رہی ہے کچھ عرصہ پہلے انہیں شکایت تھی کہ وہ نمازیں چھوڑ دیتی ہے۔ اب دوبارہ اس کی باقاعدگی دیکھ کر وہ خوش ہو رہی تھیں۔ انہیں یہ شکایت رہتی تھی کہ وہ ان کے ساتھ بدتمیزی پر اتر آتی ہے پر اس بات سے بے خبر تھیں کہ کتنا جی چاہتا ہے اس کا ان کی گود میں سر رکھ کر ذرا سکون لینے کو۔

زندگی کی نت نئی شکلیں ہیں۔ جس سے واسطہ پڑے وہ ہمیں ویسا کر دیتی ہے۔ امی جان کے پاس ہر نعمت تھی۔ دولت اولاد، دو کے علاوہ سب کی شادیاں کر چکی تھیں۔ عمرہ کر چکی تھیں حج کا پروگرام تھا۔ گھر میں نوکر چاکر سب کچھ ہی تھا۔ پھر ان کا رویہ اس سے کیوں نرم نہیں ہوتا تھا اسے یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی۔ بہنوں میں چھوٹی ہونے کی وجہ سے اس کو زیادہ پیار ملنا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں تھا۔ بڑی بہنوں کی بات زیادہ سنی جاتی تھی۔ ہاں چھوٹے بھائی کے ساتھ امی جان کا پیار مثالی تھا۔ بہت زیادہ فکر رہتی تھی ان کو اس کی۔ چھوٹے سے لاڈ دیکھ کر اسے بہت اچھا لگتا اور خوشی سے ہی سوچتی جتنا پیار اسے کرنا ہے کر لیں پر میرے جتنا کہاں

امی جان اس بات سے بے خبر تھیں کہ چھوٹے پر واری جانے کا مقابلہ گھر میں جاری ہے اور ارمان کی پانچوں گھی میں ہیں۔

امی نے اگر اسے دس روپے دیے تو وہ کسی نہ کسی بہانے بیس ضرور دیتی۔ امی نے اگر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا چند سیکنڈ تو کومل نے زیادہ وقت کسی بہانے سے سر پر ہاتھ ضرور لگانا ہے امی نے کسی دن اگر اس کے کپڑے استری کر دیئے تو وہ سامنے بیٹھ کر جوں ہی موقع ملتا سارے مہینے کے کپڑے استری کر کے رکھ دیتی۔ امی نے ایک آواز دی اسے وہ دن میں دس بار زور زور سے آوازیں دیتی جیسے وہ کسی تہہ خانے میں بیٹھا ہو۔ گھر میں اک مقابلہ جاری رہتا تھا لیکن مقابلے سے ہٹ کر بھی وہ اسی طرح جان چھڑکتی تھی اپنے کمرے میں، گھر والوں کے سامنے تو صرف آگے نکلنے کی فکر تھی۔ جب امی یا باقی گھر والے اپنے کاموں میں مصروف ہوتے تب بھی اس کی فکر اور پیار باہر نکلتا رہتا۔ امی جان ان تمام باتوں سے بے خبر تھیں

اس کے کمرے کے پاس سے ہو کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ وہ نماز پڑھ کر اپنے بستر پر بیٹھی اور سوچ رہی تھی

اتنی زیادہ رکاوٹیں کیوں ہیں حذیفہ تک جانے میں؟

کتنا کھپتا ہے سیری میرے ساتھ؟

جانے کس مٹی کا بنا ہے گھومتا ہے میرے اشاروں پر؟

میری زبان سے اک تعریف کے لیے کیا کچھ کر جاتا ہے وہ؟

سارے اصول ضابطے مجھ پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں؟

ذرا سا بھی ہاتھ زور سے پکڑ لے تو کتنی پریشانی اس کے چہرے پر پھیل جاتی ہے

اتنے لاڈ کا کیا جواب دوں اسے؟

اپنا دماغ لگا رکھا ہے صرف اس بات پر کہ حذیفہ کو کیسے حاصل کریں

اپنی تمام خواہشیں میری ایک خواہش پہ ختم کر دی ہیں۔

کیا دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے؟

تم تم ہو سیری صرف تم۔

میری جان ہو، وہ آہستہ سے کہنے لگی۔

خواب کی ایک ہی بات اچھی تھی کہ اب اس میں ساحر شامل تھا۔ پہلے بھی کبھی آیا اکثر حذیفہ ہوتا تھا اب کوئی ساتھ شامل تھا اس کے جو اس کی منزل تک پہنچانے کا تہیہ کیے ہوئے تھا۔ جو اسے تھکنے نہیں دے رہا تھا۔ اس کا حوصلہ تھا، امید تھی، جنون تھا، پاگل پن تھا، توانائی تھی، یقین تھا، سکون تھا۔ وہ کچھ بھی تھا اُس کے لیے اس کے پاس مناسب الفاظ بھی نہیں تھے۔ نماز کے بعد اب اس نے حسبِ معمول ذرا نیند لینی تھی۔ دوبارہ بستر پر لیٹ گئی۔ خیالات ادھر ہی تھے۔ وہ دونوں مشکلات اور مصیبتوں کی رکاوٹوں کو کیسے عبور کیے جا رہے تھے۔

صبح دیر سے اُٹھی باقی ناشتہ کر چکے تھے وہ بھی اپنا دوپہر کا ناشتہ کرنے میں مشغول تھی ارمان کمرے میں آیا تو اس کی چیزیں اسے دیں

میرا خیال ہے گزارہ ہو جائے گا، ارمان کہنے لگا

تعریف تو تم کبھی کرو گے نہیں کرو نہ آج؟

آج کیا جی؟

ایک اور چیز دیتی تمھیں۔ تمہارا درجہ بلند ہو جاتا اک رتبہ مل جاتا تمھیں جو تم نے ابھی سوچا ہی نہیں تھا اک سٹیٹس جو تم کو کیا سے کیا بنا دیتا۔ اگر؟

اگر، کیا؟

ہمگر؟

میں ہاتھ جوڑتا ہوں کہ میرا رتبہ بلند کیا جائے میں بہت زیادہ تعریف کروں گا آپ کی

ایک شرط!

جی؟

ڈن؟

ڈن!

ایک کرسی اور میز لے کر آؤ، میز چھوٹی لانا

جی۔

ہاں یاد آیا کرسیاں دو۔

جو میں کروں تم مجھے روکو گے نہیں؟

نہیں۔

ٹوکو گے نہیں؟

نہیں۔

چونکو گے نہیں

نہیں۔

بولو گے نہیں؟

نہیں۔

اٹھو گے نہیں؟

نہیں۔

اٹھ کر ہلو گے نہیں۔

خدا کے واسطے میں ہاتھ جوڑتا ہوں بس کریں۔ میرے کانوں سے دھواں نکلنے لگا ہے۔ میں کچھ نہیں کروں گا۔

شاباش!

وہ مؤدب سا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے کپ میں پانی ڈالا اور تھوڑا سا اس کی ٹھوڑی اور گالوں پر برش گیلا کر کے لگایا

باجی یہ کیا؟

تم روکو گے نہیں۔

جی

تھوڑی سی شیونگ کریم لگا کر اس پر وہ برش پھیرنے لگی

میں روکوں گا نہیں مگر باجی یہ کیا ہو رہا ہے؟

تمہاری پہلی شیو

ہاں تو مجھے آئے نہیں تو پھر؟

تمہارے چہرے پر چھ بال نمایاں ہیں۔ لہٰذا شیو ہو گی۔ کئی ہفتے پہلے تک ایک دو بال تھے جب چھ ہو گئے تو اسے لگا اب اتنے ہیں کہ شیو کا سامان ہو جائے۔ تین بال ایک گال پر تھے دو ایک پر۔ ایک بال ٹھوڑی پر براجمان تھا اور اس ریاست کا اکیلا حکمران تھا اور اپنی رعایا کے پیدا ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ دائیں اور بائیں ریاستوں کو وہ خوشحال دیکھ کر پریشان بھی ہوتا تھا لیکن اللہ کے گھر سے اسے امید تھی کہ اس کی دلی مراد بھی پوری ہو گی۔

''شیر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی اور جانور ہی نہ ہو تو بادشاہت کا مطلب؟''

وہ آہستہ آہستہ جھاگ بنا رہی تھی آدھے سے زیادہ منہ اس جھاگ کی نذر ہو چکا تھا۔ گالوں سے جھاگ آنکھوں کے نیچے تک جا چکی تھی۔ دونوں آنکھیں گھوم گھوم کر اس سفید منظر کا نظارہ کر رہی تھیں جو انہیں زندگی میں پہلی بار نصیب ہوا تھا۔ ناک سانسیں لیتے ہوئے ڈر رہی تھی کہ کہیں یہ سفید آئس کریم نتھنوں سے حلق تک ہی نہ پہنچ جائے۔ اس وجہ سے وہ سانس منہ سے زیادہ لے رہا تھا۔

باقی گھر والے آہستہ آہستہ اکٹھے ہو گئے تھے۔ لیکن اُس کی استقامت پر حیران تھے کہ وہ اٹھ کر بھاگا کیوں نہیں۔ محبت کا حصار جادو ہوتا ہے۔ محبت وہ بھی اگر کومل جیسی باجی کی طرف سے ملے۔ اپنی ساری جھجک کو اس نے کومل کے شوق پر قربان کر دیا تھا۔ اس نے ریزر نکالا اور ایک طرف سے شیو شروع کی

شیو کافی کھردری ہے کومل ایک دو اور ریزر کا بندوبست کر لینا تھا۔ بڑے بھائی خلافِ طبع محظوظ ہو کر کہنے لگے

اور ہاں کوئی آفٹر شیو یا پھٹکری بھی پاس رکھ لینی تھی مزید ہدایات دیتے ہوئے وہ فرمانے لگے۔

چند بار ریزر منہ پر پھیرنے کے بعد جب پانی والے کپ میں اسے صاف کرنے کے لیے رکھا تو چھ صدمے کے مارے بال جھاگ میں گم ہو گئے۔ لگتا ہی نہیں تھا کوئی بھی اترا ہے۔ صرف جھاگ ہی جھاگ تھی۔ ریزر صاف کر کے جب باہر نکالا تو اس کا چمکدار بلیڈ لگتا تھا کہہ رہا ہو میں مرنا نہیں چاہتا مجھے اسی داڑھی پر ہی ہمیشہ استعمال کیا جائے

اس کے بعد آفٹر شیو لگایا گیا اور گھر میں ارمان کے رتبے میں باجی کے ہاتھوں اضافہ ہو گیا۔

اک ذرا سا واقعہ کتنا سکون دیتا ہے اس کا احساس کومل کو ہو رہا تھا۔ عجیب سی محبت کا احساس، لاڈ کا انوکھا سا انداز۔ ایسا لاڈ جو سچائیوں کی سر زمین سے ہی جنم لیتا ہے سارے واقعے سے نہ جانے کب تک اس نے محظوظ ہونا تھا۔ جب سارے اپنے اپنے کاموں میں دوبارہ مصروف ہو گئے تو اچانک اسے انگلی پر ٹیس سی محسوس ہوئی دیکھا تو دوسری انگلی کے کونے سے خون بہہ رہا تھا۔ شیو کرتے ہوئے بلیڈ لگ گیا تھا۔ لیکن سارے ہلے گلے میں کسی کا دھیان خون کی طرف نہیں گیا تھا۔

دُکھن ہمیشہ بے چین کرتی ہے لیکن کبھی کبھی سکون بھی دیتی ہے۔ وہ نہیں چاہ رہی تھی کہ ٹیس کم ہو کافی دیر تک وہ خون کو دیکھتی رہی جو آہستہ

آہستہ جمنا شروع ہو گیا تھا۔اسی دوران وہ بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا

آپ کو یہ سعادت میں نے دی اور میرا انعام؟

اچھا تو یہ ابھی باقی تھا وہ اپنا ہاتھ چھپاتے ہوئے کہنے لگی

جی ہاں۔

یہ لو،سو کا نوٹ دیتے ہوئے وہ کہنے لگی

کل جانے کا پروگرام بن رہا تھا باجی کا،امی جان سے گفتگو کر رہی تھیں کہ کل جانا ہے۔مل لیا اتنا ہی کافی ہے۔پیچھے گھر کی دیکھ بھال کا مسئلہ ہو جاتا ہے۔

یہ سن کر کومل کو بہت تسکین ہوئی ساتھ وہی تھوڑی سی پریشانی بھی کہ وہ باجی کے جانے پر خوش کیوں ہوئی۔

کیا انسان اتنا خود غرض ہو جاتا ہے؟

کیا میں خود غرض ہوں؟

باجی کا جانے کا پروگرام بنا تو مجھے اطمینان کیوں ہوا؟

مگر ایسے سوالات اب اسے زیادہ پریشان نہیں کر سکتے تھے وہ جانتی تھی۔انسان زندگی میں ایک گھر میں مختلف لوگوں سے متعلق ہوتا ہے۔اس کی ذات کی تقسیم ہو جاتی ہے اس تقسیم میں جب عدم توازن ہو تو پھر جو نظر انداز ہو۔وہ زیادہ یاد آنے لگتا ہے کافی دنوں سے حذیفہ سے بات نہیں ہوئی تھی۔ساحر کو چند میسج ہی بھیج پائی تھی۔اس لیے ان کا بھی حق تھا کہ ان کو سنا جائے۔حال احوال پوچھا جائے۔لہٰذا اپنے اس خیال پر اسے ذرا بھی پریشانی نہ ہوئی۔آرام سے اس نے اس کو اپنے ذہن سے نکال دیا۔

اگلی صبح باجی اور بچوں کی روانگی تھی۔روانگی کے وقت باجی نے چھٹیوں میں آنے کا کہا۔بچوں کے خیال سے کومل نے ہاں کر دی کہ ضرور آئے گی۔زندگی بھی سیاست جیسی ہے۔ایک آدمی کو بعض وجوہات کی بنا پر ہم زیادہ پسند نہیں کرتے کہ اس کی وجہ سے ہمیں ذہنی کوفت سے گزرنا پڑتا ہے لیکن ہم اس سے مسکرا کر باتیں کرتے ہیں۔باجی حذیفہ کی سخت مخالف تھیں باقی گھر والوں کے ساتھ،لیکن روانگی کے وقت وہ ان سے مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھی۔

یہ طریقہ وہ آہستہ آہستہ سیکھ رہی تھی ساحر سے۔جب بھی کوئی مشکل پڑتی وہ پوچھتی کیا کروں میں؟

انتظار کرو مناسب وقت تک،وہ کہتا

اور اس دوران کیا کروں؟اپنا غصہ کیسے قابو کروں؟

ڈپلومیسی۔

یعنی اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ؟

ہاں، وہ کہتا

تو یہ منافقت نہیں؟

جب کسی کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں خود کو بچانا مقصد ہے تو پھر ڈپلومیسی میں برائی نہیں بلکہ زندگی میں وہ زیادہ کامیاب ہے جو بہتر ڈپلومیٹ ہے بہت مشکل کام ہے۔

ہاں بہت مشکل، کبھی ٹی۔ وی یا اخبار پر دو ایسے ممالک کے حکومت کے سربراہوں یا سفارت کاروں کو دیکھنا جو کسی اہم مسئلے کے سلسلے میں ملے ہوں، میٹنگ کے بعد جب میڈیا کے سامنے آتے ہیں تو مسکرا رہے ہوتے ہیں بے شک اپنے اپنے موقف پر سختی سے قائم ہوں۔ اسی لیے اعلیٰ سیاستدان یا سفارت کار وہی ہے جو مثالی ڈپلومیٹ ہو۔ اہم ترین مواقعوں پر خود پر ضبط رکھ سکتا ہو، فرسٹریشن میں کوئی فیصلہ نہ کرے

ہاں وقت لگے گا۔

تم نہ ہوتے تو میرا کیا ہوتا سیری؟

میں نے ہونا تھا، کیا والی کیا بات ہے؟

اگر کبھی لگے خود پر قابو نہیں ہو رہا غلط بات منہ سے نکل جائے گی تو پھر؟

پھر سوچو کہ یہی وہ لمحہ ہے جس میں خود کو قابو کرنا ہے

پھر بھی لگے کہ منہ سے غصے میں کچھ نکل سکتا ہے تو؟

تو اتنی بات کرو کہ واپسی کا راستہ باقی رہے

ہوں

جنگ میں سارے ہتھیار کبھی استعمال نہیں کیے جاتے۔ جتنا جدید اسلحہ دنیا میں کئی عشروں سے موجود ہے وہ اس کی بڑی مثال ہے۔ تمام تر جنگی تیاری کے باوجود بات چیت کا راستہ ریاستیں ہمیشہ کھلا رکھتی ہیں۔ درستگی کا راستہ اور امکان ہمیشہ موجود ہوتا ہے

ہوں میں کوشش کروں گی، وہ کہتی

باجی کی روانگی کے وقت اس کے چہرے پر ذرا بھی کسی خفگی کے آثار نہ تھے۔ جس سے پتہ چلتا کہ ان چند دنوں میں اگر اس سے انہوں نے کوئی تلخ بات کی بھی ہے تو اس کا اثر اس کے چہرے پر ہے وہ آہستہ آہستہ سیکھ رہی تھی یہی وجہ ہے بظاہر معمولی سے واقعہ پر وہ ساحر سے ضرور رائے لیتی، اگرچہ ساحر حیران ہوتا تھا کہ میرے خیالات کو جلا بخشنے والی ہستی مجھ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی مشورہ لیتی ہے اور من و عن ان پر عمل بھی کرتی ہے۔

باجی کو گئے کافی گھنٹے ہو چکے تھے۔ گھر میں اپنے حصے کا کام وہ کر چکی تھی۔ لیکن آج کل مزید کام بھی کرنا پڑتا تھا کیونکہ چھوٹی بھابھی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا اس لیے وہ معمول کے کام ابھی کرنے سے قاصر تھیں۔ اس وجہ سے وہ ان کاموں کو بھی سرانجام دیتی ہو عام دنوں میں اسے نہیں کرنے پڑتے تھے۔

اس سارے کام کے علاوہ خود اپنی پڑھائی کرنا اور پھر امی ابو کے لیے ہر وقت حاضر رہنا بھی اس کے معمولات میں شامل تھا۔ ساتھ ساتھ کسی طرح حذیفہ کو حاصل کرنے کی خواہش کر کے تسلی لینا۔ روزمرہ کا سفر حالیہ سالوں میں ایسے ہی جاری تھا۔

رات جب اپنے کاموں اور نماز سے فارغ ہوئی تو موبائل آن کیا۔

انتظار کرنا ابھی آتا ہوں، ساحر کا میسج تھا

آدھا گھنٹہ انتظار کے بعد وہ آیا۔

کہاں تھے سیری؟

وہ بڑے بہنوئی آئے تھے ان کے پاس بیٹھا تھا ذرا۔ گھر والے ابھی گپ شپ کر رہے ہیں پر میں حاضری لگوا کے آ گیا ہوں۔

ہوں

کافی دنوں سے زیادہ بات نہیں ہو پائی، فکر مند تھا میں۔

باجی آئیں تھیں ناں، بتایا تو تھا۔

ہاں پتہ تو تھا پر فکر تو فکر ہے لگ جاتی ہے۔

آج گئیں ہیں وہ تو آ گئی ہوں ناں۔

جواب ذرا دیر سے آ رہا ہے۔ خیریت تو ہے ناں؟

بائیں ہاتھ سے ٹائپ کر رہی ہوں۔

کیوں کیا ہوا؟

کچھ نہیں۔

کچھ تو ہے۔

اچھا ناں۔

کیا اچھا ناں، بتاؤ۔

ڈانٹنا نہیں۔

نیور۔

وہ ماں کی شیو کی تھی تو بلیڈ لگ گیا دائیں ہاتھ کی دوسری انگلی کو

پھر؟

خون نکلا ذرا، ابھی ٹیس ہے

انگلی ادھر کرو۔

ہوں۔

میں نے منہ میں ڈالی ہے، کچھ ٹیس کم ہوئی۔

ہاں، باتوں سے ہو گئی تھی۔

ابھی ہاتھ تو کھینچا نہیں۔

ہوں۔

میں کاٹ کر سکتا ہوں؟

ناممکن۔

دانت ہیں میرے پاس۔

دانت نکال کر تو مجھے تم دکھے ہو سیری۔

تمہارے یقین کا جواب میرے پاس کبھی بھی نہیں ہوا

تمہارے اور میرے یقین میں کوئی مقابلہ ہے؟

نہیں، ہمارا یقین!

بہت ساری باتیں تھیں ان دنوں میں جو تم سے کرنی ہیں۔

ہاں تو کرو ناں۔

کزن کا فون آیا تھا پرسوں گھر تو باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ......

ہاں کیا؟

حذیفہ اچھے لوگوں کی کمپنی میں نہیں بیٹھ رہا آج کل۔

کیا کیا اس نے؟

کسی شادی میں اپنے دوستوں کے ساتھ شامل تھا۔ وہاں ناچ گانے کا بھی پروگرام تھا رات کو کوئی مسئلہ ہو گیا وہاں جس میں اس کا نام بھی آیا ناچنے والی کے ساتھ اس کے دوستوں نے بدتمیزی کی۔ کافی ہنگامہ ہوا۔ انہوں نے پی رکھی تھی

ایسے مواقع پر ایسا ہو جاتا ہے۔ ہم قوانین بنانے میں بہت تیز ہیں۔ جب موقع آتا ہے تو پینے کے لیے باآسانی مل جاتی ہے

خاندان میں یہی بات ہو رہی ہے کہ اس نے بھی پی رکھی تھی

جب گروپ ایسا ہو تو الزام لگ جاتا ہے۔ تم فکر نہ کرو وہ ٹھیک ہے تو کیا مسئلہ۔ اگر ایک آدھ موقع پر کچھ ہو بھی گیا تو نظر انداز کر دو۔

پر اس کو ایسی کمپنی سے پرہیز کرنا چاہیے ناں ۔

ہاں کرنا تو چاہیے۔ پر کبھی کبھی ہو جاتا ہے ایسا۔

تم اس کی طرف داری کیوں کر رہے ہو؟

طرف داری نہیں کر رہا۔ یہ کہہ رہا ہوں کہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں۔ اس سے بات کر لینا کہ آئندہ پرہیز کرے ایسے دوستوں سے۔

کہوں گی تو چڑے گا۔

پھر یا تو اس بار چپ رہو۔ آئندہ کبھی ایسا ہو تو پھر بات کر لینا۔

پہلے بھی ایسی باتیں سنی ہیں۔ نظر انداز کر دیتی ہوں۔

تم برداشت کا مظاہرہ کرتی ہو۔ اس وجہ سے وہ ایسی عادتوں کو قابو نہیں کر پاتا ہوگا۔ پھر بھی اسے کہہ دیا کرو کیا اچھا ہے کیا بُرا۔

آج بات ہو تو ذکر کروں؟

فوراً ہی اتنے دنوں بعد اسی بات سے آغاز کرو گی تو سمجھے گا کہ اس کی جاسوسی کرتی ہو۔ مجموعی طور پر اگر ٹھیک رہتا ہے تو چھوٹی موٹی باتیں نظر انداز کر دیا کرو۔

سن کر پھر بھی افسوس ہوا مجھے۔

ہو گا اسے پیر مانا ہے تو اس کی ہر بات کر ماننا تو پڑے گا

پیر؟

ہاں تم میں اُس کی چاہ زیادہ ہے۔ اسے تمہاری توجہ بن محنت کے ملتی ہے۔ وہ اس قدر اہمیت نہیں دے پا رہا جس قدر دینی چاہیے

تو اس میں اس کا کیا قصور اگر میں نے چاہا اسے؟

جب اس نے تمہاری طرف توجہ کی تو کچھ ذمے داری بھی بنتی ہے۔ تم پڑھی لکھی ہو اس میدان میں بھی پیچھے ہے وہ۔ کل کو تم اگر ضرورت پڑے تو اچھی جاب کر سکتی ہو۔ کل تمہارا نام ہوگا۔ وہ تمہارے ساتھ تبھی اچھا لگے گا جب اپنی حیثیت کو نمایاں کرے۔ اب اس طرح کے دوستوں میں اٹھنے بیٹھنے سے تو کچھ بننے سے رہا۔ اسے ذمہ دار ہونا چاہیے یہ ذمہ داری ہے اس کی۔

اگر زیادہ زور دوں کچھ کرو تو اکتا کر کہتا ہے میں تمہارے قابل نہیں ۔

قابل نہیں تو پھر تعلق کیوں رکھا ہے۔ بیٹھے بٹھائے چاہتا ہے سب مل جائے۔

پھر کیا کروں میں؟

کوشش کر تو رہی ہو اپنی طرف سے اسے حاصل کرنے کی۔ تم ہی کر رہی ہو کوشش وہ کرتا تو مزہ آتا۔

اس نے کوشش کی تو سہی گھر والوں کو ہمارے ہاں بھیج کر رشتہ مانگنے کی۔

یہ کوشش ہے؟ اتنے سالوں سے اس نے کیا کیا؟ نہ پڑھائی مکمل کی نہ کاروبار میں دلچسپی لی یہ کام برسوں پہلے ہو جاتا تو آج یہ مسائل نہ ہوتے۔ کہیں خود سے بہتر اگر کوئی مل جائے تو ضروری ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو اس کے اہل ثابت کرنے کے لیے کوشش کریں۔ وہ گاؤ تکیہ لگا کے بیٹھا ہے تم خدمت کرتی جاؤ بس۔

میں نے شروع دن سے تمہیں اختیار دیا تھا سیری تم کہتے تو چھوڑ دیتی اسے۔

اتنے سال کا تعلق ہے میں کس طرح کہتا کہ وہ تمہارے قابل نہیں چھوڑ دو اسے۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ دونوں میں فرق زیادہ ہے اگر مجھے شروع میں پتہ چلتا تو روک لیتا تمہیں برسوں بعد کسی کو اچانک چھوڑنے کے لیے کہنا مشکل کام ہے۔ میں نے تب بھی کہا تھا۔ یہ فرق ہے تم دونوں میں یہ مسئلے ہو سکتے ہیں اگر ان کو سنبھال لوگی تو کوشش کرلو اسے پانے کی۔ لیکن سارے راستے بند مت کرو۔ زندگی میں کوئی متبادل انتخاب کرنا پڑ سکتا ہے۔

میرے سامنے متبادل کا ذکر مت کیا کرو۔ مجھے سمجھایا مت کرو۔ یہ بتاؤ وہ کیسے ملے گا؟

ایک انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر حالات میں تبدیلی نظر آئے تو اپنی چال چلنا پڑے گی

کتنا انتظار؟

یہی آنے والے چند سال، ان کے درمیان وہ خود کو بہتر ثابت کرے۔ سرگرمیاں اچھی اختیار کرے تو گھر والے اپنی سوچ بدل سکتے ہیں۔ نہ ایسا ہو تو باقی راستوں کی جانب دیکھنا ہوگا یہ زندگی کا سچ بھی ہے اور تقاضا بھی ہے۔

تم میری بجائے کسی کا انتخاب کر سکتے ہو؟

تم تم ہو کومل ایسی بات نہ کرو۔

جب اپنی باری آئی تو دیکھا تیوری چڑھالی۔

تم کیا ہو میرے لیے، اب میں بتاؤں تم کو؟

اچھا ناں۔

میں اور تم جیسا کوئی ہے؟

نہیں میری جان۔

جب مجھے لاجواب کرنا ہو میری مثال سامنے لے آتی ہو۔ بات صرف اتنی ہے کہ اس نے اتنی کوشش نہیں کی جتنی اسے کرنی چاہیے تھی صرف اتنا کافی نہیں ہوتا کہ ہم کسی کو چاہتے ہیں یا کسی کو ہاں کردیں۔

مجھے مل جائے گا ناں؟

انتظار اور اس وقت کا درست استعمال جو ہمارے سامنے آئے۔

ضروری ہے وہ وقت آئے؟

ہمارے ہاں سالوں تک، رشتے دار ناراض رہتے ہیں۔ جب لڑکے لڑکیوں کی شادی کی بات سامنے آتی ہے تو دِنوں میں ناراضگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

ہوں۔

آخر میں تو تم کو ہی فیصلہ کرنا ہوگا اور گھر والے فیصلہ چاہیں گے۔ تب اپنی بات پر اصرار کیا جا سکتا ہے۔ والدین جوں جوں بوڑھے ہوں اولاد کی بات ماننے پر زیادہ مجبور ہوتے جاتے ہیں۔ وہ آخر اپنا فرض پورا کرنا چاہیں گے

اس کے برعکس بھی تو ہو سکتا ہے ناں؟

پھر بھی ابھی چند سال ہیں اور وقت کے ساتھ حالات کو اپنی طرف موڑا جا سکتا ہے ایک حد تک۔ اگر وہ بھی اپنی طرف سے کوشش کرے۔ کاروبار میں نمایاں ہو۔ اچھی رائے پیدا کرے اپنے بارے میں۔

اصل میں میں نے اسے اپنی طرف راغب کیا اس نے نہیں۔

ہاں تو وہ اب اس کو انجوائے کر رہا ہے ناں۔

کیسے؟

تمام توجہ تمہاری طرف سے ہے۔ ویسے بھی ہم جس سماج میں رہتے ہیں اس کی بنیاد ہی کچھ ایسی ہے۔ شوہر کی خدمت، وفاداری۔ عورت کا خاوند کے ساتھ ستی ہو جانا۔ عورت پر لازم ہونا کہ وہ عزت کی حفاظت کرے۔ خاوند گھر سے باہر جتنی مرضی گھاس چرتا پھرے۔ مرد جو ہوا۔

اب تم شروع ہونے والے ہو

ہاں تو اور کیا جو سچ ہے وہ ہے۔ لڑکا سسرال جائے تو خدمت کی توقع کرتا ہے۔ کوئی بہو سسرال میں ذرا سی خواہش کر لے کسی چیز کی تو طوفان مچ جاتا ہے۔ لڑکے کو کہا جاتا ہے نیچے نہ لگنا جیسے بیوی نہ ہوئی دشمن ہوئی، لڑکی کو کہا جاتا ہے روکھی سوکھی کھا کر گزارا کرنا۔

اچھا اب بس کرو۔ اپنا دماغ درست رکھو پھر شروع ہو گئے

بات کر رہا تھا کہ زیادہ تر توقعات عورتوں سے ہی رکھی جاتی ہیں۔ مرد محور ہے ہماری گھریلو مشینری کا۔ جو آگے پیچھے گھومے، وہ بہت اچھی۔ ایسا ہی صلہ دل کے معاملے میں بھی ہے۔ ہیر رانجھا کا قصہ دیکھ لو۔ رانجھا بانسری بجاتا ہے اور ہیر نہ جانے کتنی مصیبتوں سے گھر والوں سے نظریں بچا کر اس کے لیے چوری تیار کرتی ہے

ہوں۔

سسی پنوں کے لیے صحرا میں بھٹکتی مرجاتی ہے جان دیتی ہے اپنی۔

مردوں کی قربانی کی بھی مثالیں ہیں ناں۔

ہاں ہیں، میں یہ تو کہہ رہا تھا کہ ہماری معاشرتی زندگی کا محور مرد ہے۔ عورت ابھی اتنی متحرک نہیں ہے۔ تمہارے جو حذیفہ صاحب ہیں وہ

محور ہیں تم اردگرد گھومتی ہو۔تھکن تمہیں ہو سکتی ہے۔مایوسی تمہیں گھیر سکتی ہے جب اتنا گھومنے کے بعد بھی توجہ میں کمی ہو۔وہ تو اپنی جگہ بیٹھا ہے مرکز بن کر۔

اچھا اب بس کرو ناں۔اتنے دنوں بعد بات کر رہے ہیں۔مت کھپو میری جان

جو حکم، آج اس سے بات ہوگی؟

ہاں اس دوران دو میسج آ چکے ہیں۔

مجھے بتایا کیوں نہیں۔

اپنے پالے شے بھی باتیں کرنی تھیں ناں!

تم اس سے باتیں کرلو کافی دن ہو گئے ہیں اور مجھے بلاؤ۔

آؤ میری جان آ کر لپٹ جاؤ مجھ سے

آ گیا۔

ذرا دیر بعد وہ اس میں چھپا ہوا اونگھ رہا ہے۔کومل اور حذیفہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔جی چاہا کومل کا کہ فوراً بات کرے اس سے شادی کی تقریب والی مگر خود کو روک لیا اور جو اتنے دن درمیان میں زیادہ بات نہ ہو سکی اس پر ہی بات کرتی رہی۔اس سے کاروبار کے متعلق پوچھا۔ہمیشہ کی طرح چڑ گیا وہ اور دونوں طرف خاموشی چھا گئی۔یہ سوچ کر کہ ساحر کہتا ہے۔خود کو غصے میں آنے سے بچایا کرو اور چھوٹی موٹی بات نظر انداز کر دیا کرو اس نے خود ہی دوبارہ بات شروع کی

کچھ کہو بھی۔

کیا کہوں، سوائے کاروبار، اپنے آپ کو نمایاں کرو یہ کرو وہ کرو اس کے علاوہ کوئی بات آتی ہے تمہیں؟

تو غلط کہتی ہوں میں؟ ذرا غصے میں آتے ہوئے وہ بولی

ہمارا کچھ نہیں بنے گا میں جو چاہے کرلوں۔

تم کچھ کرنا ہی نہیں چاہتے۔

ہاں تم جو کر رہی ہو، پڑھ رہی ہو میرے لیے قربانی دے رہی ہو۔

میں نے کبھی ایسا کہا؟۔

مجھے پتہ ہے سب۔میں جتنا کر رہا ہوں اتنا ہی میرے بس میں ہے۔

کیا کر رہے ہو تم؟ سب بھائیوں کی مشترکہ ٹیکسٹائل مل ہے والد کے کنٹرول میں اور بڑے بھائیوں کے ہاتھ میں سارا کاروبار ہے پچیس سال کے تم ہو چکے ہو تمہارے پاس ابھی تک کیا ہے۔کبھی کبھی مارکیٹ میں دوکان پر چلے گئے بس۔مل کے معاملات میں شامل کون کرتا ہے تمہیں۔

بڑے بھائی نے کامرس تعلیم حاصل کی اور معاملات کو اچھی طرح سنبھال لیا۔تمہیں اس قابل بھی نہیں سمجھا جاتا کہ مل آفس میں چند گھنٹے بیٹھ ہی سکو

اب تم مجھے بتاؤ گی میں کیا کروں؟

جب تک نہیں کہا کیا کرلیا تم نے، مارکیٹ میں بھی سیلز مین کی حیثیت ہے تمہاری

ہاں میں سیلز مین ہوں اسی قابل ہوں میں،شکریہ میری جان۔ مجھے یہ احساس دلایا۔

میں یہ کہتی ہوں کہ بنو کچھ، وقت ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

میں والد کو، تمہارے گھر بھیج سکتا تھا بھیج دیا۔تمہارے گھر والے نہیں مانے تو کیا کروں؟

ان کے پاس یہ نکتہ ہے کہ تم کرتے کچھ نہیں۔صرف والد کو بھیج دینے سے کیا ہوتا ہے

یہ تم نہیں بول رہی، تم بدل رہی ہو۔

میں نے مشورہ دیا تو بدل گئی میں؟

خوش رہو۔

اس کے بعد اس نے کوئی بات نہ کی۔وہ کافی دیر تک انتظار کرتی رہی کہ وہ میسج کرے یا کال کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے اس نے سوچا کہ وہ خود ہی پہل کرتی ہے۔ویسے بھی ساحر نے کہا ہے بات بات پر مایوس مت ہوا کرو۔لیکن اس کا موبائل آف تھا۔مزید کچھ انتظار کرتے کرتے اسے نیند آگئی۔



صبح کافی دیر گئے آنکھ کھلی۔ نماز کا وقت کب نکل گیا پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ شدید ذہنی کوفت میں مبتلا تھی۔ اگر اس کو کچھ کرنے کو کہے تو وہ بہت محسوس کرتا ہے اس بات کو۔ اگر نہ کہے تو دونوں کے قریب آنے کا امکان مزید کم ہو جاتا ہے۔ شدید ذہنی کرب میں ایک ہی بات ذہن میں سوار تھی کہ وہ کیا کرے۔ آج سیری سے بات کروں گی اس نے سوچا۔ مگر وہ بہت پریشان ہو گا۔ یہ خیال آیا تو سوچنے لگی آج رات حذیفہ کا رویہ دیکھ لے اگر نہ بدلا تو ضرور بات کرے گی۔ ابھی انہی فکروں میں تھی کہ گھر والوں نے اطلاع دی۔ ساحر کے والد فوت ہو گئے ہیں۔ اچانک اسے یہ سن کر شدید صدمہ ہوا۔ اسے لگا جیسے انہونی سی بات ہوئی ہے۔ جب بھی دیکھا ساحر کے والد کو اپنے کسی کام میں مصروف ہی دیکھا۔ ساحر کو اپنے والد سے بہت کم گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تھا اس نے۔ موقع ایسا تھا کہ وہ رات کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے پی۔ ٹی۔ سی۔ ایل سے کال کی

ہیلو سیری۔

ہاں۔

مجھے سمجھ نہیں آ رہا افسوس کیسے کروں؟

فکر نہ کرو بس سب کچھ اچانک ہو گیا۔

مجھے تو دیکھ کر لگتا تھا لمبی عمر گزاریں گے ابھی۔

ٹھیک تھے بس آج دوپہر کو ابھی اچانک طبیعت خراب ہوئی۔ ڈاکٹر کو بلایا مگر وہی ہوا جو ہونا تھا۔

رشتہ داروں کو اطلاع کر دی

ہاں کر دی ہے، کچھ کے فون نمبر نہیں مل رہے تھے۔ باقی گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے

میں آؤں امی جان کے ساتھ؟

ہاں دیکھ لو آسانی سے آ سکتی ہو تو آ جاؤ۔

جا کر دیکھا تو زیادہ لوگ ابھی اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔ ابھی لوگوں کو پتہ چل ہی رہا تھا اور آہستہ آہستہ لوگ آ رہے تھے۔ ہمیشہ کی طرح وہ پر سکون سا نظر آ رہا تھا۔ اسے اس موقع پر بھی اسے پر سکون دیکھ کر حیرانگی ہوئی

نہ جانے کس چیز کا بنا ہے، وہ سوچنے لگی۔ بڑے سے بڑے حوصلے والا بھی ایسے موقع پر پسیج جاتا ہے مگر ایسے دکھائی دے رہا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو

اپنی مرضی کے پکے ہو لیکن کسی کونے میں بیٹھ کر زار و ضرور لینا

ہاں،

ہر موقع پر ضبط کرتے ہو اپنی حالت پر۔ کبھی کھلا بھی چھوڑ دیا کرو اپنے آپ کو

ہاں ٹھیک ہے۔

امی ساتھ آئی ہیں۔خواتین میں بیٹھ گئی ہیں۔جب تک تمہاری بہنیں باقی گھر والے نہیں آجاتے وہ خواتین میں رہیں گی۔

ٹھیک کیا۔

انہیں عجیب تو نہیں لگا؟

خدا کے واسطے ایسی باتیں مت کرو۔یہ تو دیکھو کیسا موقع ہے۔اور تمہیں کتنی عزت دیتی ہیں دل سے اس کا اندازہ بھی نہیں تمہیں۔

شام تک تقریباً سارے رشتہ دار اکٹھے ہو چکے تھے۔اندھیرا ہونے سے ذرا پہلے وہ امی جان کے ساتھ واپس آ گئی۔رات حذیفہ والی بات ذہن سے نکل گئی تھی۔موت کا تصور ذہن پر چھایا ہوا تھا۔

ایک دن ہم سب نے یوں ہی چلے جانا ہے۔

میں بھی سیری بھی حذیفہ بھی،سب نے۔

مایوسی کی کیفیت دیکھ کر اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔سیری کتنے دنوں تک ذہنی طور پر ٹھیک ہو جائے گا اسی پر غور کرنے لگی۔اس کے اندر تو دکھ ہو گا مگر ظاہر نہیں کر رہا تھا۔خود پر سختی کا تجربہ کر کے کندن بنا لیا ہے اس شخص نے اپنے آپ کو اور ساری تعریف میری جھولی میں ڈال دی ہے۔برسوں تک انتظار کرتا رہا کسی کا جو اس کے دکھ کو سنبھالے اور وہ میں خوش قسمت تھی۔جسے اس نے زندگی کی انتہائی پیچیدہ باتوں سے آگاہ کیا۔کئی بار اس نے پوچھا تھا

کبھی تمہیں والد صاحب سے زیادہ باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا

مصروفیت اتنی ہے کہ لاپرواہی ہو جاتی ہے۔ویسے رات کو جب موقع ملے دباتا ہوں ان کو

دن میں ان سے بات کیا کروناں۔

وہ اپنی مصروفیات میں رہتے ہیں۔بڑے بھائی کے بچوں میں خوش رہتے ہیں۔مجھے بھی اچھا لگتا ہے کہ ان کی زندگی اچھی طرح گزر رہی ہے۔ورنہ امی جان کی پندرہ سال پہلے جب وفات ہوئی تو خاصی پریشانی ہوئی تھی مجھے لیکن آہستہ آہستہ سنبھل گئے ہیں۔

ہاں ظاہری طور پر لگتا ہے۔لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔سچ کا تو تمہیں پتہ ہے۔ظاہری طور پر لاپرواہ ہو سکتا ہوں حقیقی طور پر نہیں۔دوسرا مصروفیت بھی پتہ نہیں چلنے دیتی

جب بھی والد کے حوالے سے بات ہوئی تھی وہ اسی طرح کی باتیں کرتا تھا۔شائد اپنی تنہائی پسند طبیعت کے ہاتھوں مجبور تھا۔پھر بھی اسے یہ سن کر اچھا لگتا تھا کہ رات کو وہ سونے سے پہلے ان کو دباتا ہے۔اپنی طرف سے مطمئن رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

رات کو آج اس سے بات ہونے کا امکان کم تھا۔ایسے مواقع پر مصروفیت حد سے زیادہ ہو جاتی ہے پھر بھی رات کو جب اس نے رابطہ کیا تو اس کے پاس وقت تھا کہ جواب دیتا

خود کو گھٹن میں نہ رکھنا سیری، ذرا رولینا

ہاں

ہاں کیا، غبار کو دبانے سے الٹا نقصان ہوتا ہے۔

تم باتیں کر رہی ہو ناں میں سنبھل جاؤں گا آہستہ آہستہ۔

اب تم مہمانوں کو اٹینڈ کرو پھر سہی۔

میرے پاس وقت ہے۔

مجھ سے مصروف رہو گے تو دوسروں کو باتیں بنانے کا موقع ملے گا کہ رات کو موبائل پکڑے بیٹھا ہے کسی کی طرف دھیان نہیں۔

نہیں، سب ٹھیک ہے۔

پھر بھی تمہارے متعلق کوئی منفی رائے قائم کرے مجھے گوارا نہیں۔

پھر وقت ہے ناں۔

پھر بھی تم مہمانوں کو اٹینڈ کرو کل سہی۔

جیسا کہو۔

جب فارغ ہو جاؤ تو آ کے ساتھ سو جانا۔

ہاں۔

رات کا ایک پہر گزر چکا تھا جب اسے نیند آئی تھی صبح چار بجے کے لگ بھگ آنکھ کھلی تو حذیفہ کا کوئی اتہ پتہ نہ تھا۔ اس نے موبائل آف کیا اور نماز کا ارادہ کیا۔ گھر کے دوسرے افراد کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ والدہ، والد، بھابھی باقاعدہ کوشش کرتے تھے کہ نماز نہ چھوٹے۔

اگلے چند دن معمول کی سرگرمیوں میں ہی گزرے۔ وہ انتظار کرتی رہی کہ کب حذیفہ اس سے رابطہ کرے لیکن وہ اپنی طرف سے مسلسل خاموش تھا۔ پہلے ایک دو دن تلخی تھی وہ ختم ہو چکی تھی اب وہ حذیفہ کی طرف سے کوئی پیاری سی بات سننے کی امید کر رہی تھی جو اس کی روح کو خوش کر دے تازگی بھر دے۔

ہر انسان اپنی کمزوری کے ہاتھوں مار کھاتا ہے۔ انسان کیا جانور بھی۔ بندر اگر بندروں جیسی حرکتیں نہ کرے تو اسے بندر کون کہے۔

دل کے ہاتھوں جو مجبور ہو وہ ویسی ہی حرکت کرتا ہے جیسی ہم اس سے توقع کرتے ہیں بظاہر کتنا بھی ہم تلخ ہو جائیں اپنی کمزوری کے ہاتھوں مار کھاتے ہیں۔ حذیفہ اس کی کمزوری تھا۔ آخر اس نے اس کے گرد ہی گھومنا تھا۔ اس لیے انتظار میں تھی کہ کب اس کا برہم مزاج نرم پڑے اور وہ اس سے باتیں کرے۔ مسلسل کچھ دن گزرے پر وہ کافی اپ سیٹ تھی اور سوچ رہی تھی کہ ابھی تو اس نے شادی پارٹی والی بات نہیں کی اس سے۔ اگر وہ بھی کر دیتی تو پتہ نہیں کیا طوفان مچاتا۔ اس کا جادو کا چراغ ذرا غم زدہ تھا اور تعویز وہ اس کو ہی دے چکی تھی۔ لیکن آج رات ہمت کر کے اس

نے کہہ ہی دیا

پتہ ہے کتنے دنوں سے وہ بات نہیں کر رہا؟

اسی دن کی وجہ سے؟

ہوں۔

پر کوئی ایسی بڑی بات تو نہ تھی۔

اس نے بڑی بات سمجھ لیا اسے اور کہا کہ میں بدل گئی ہوں۔

ہر وقت ہاں میں ہاں تو نہیں ملائی جا سکتی ناں۔ آخر کچھ فیصلے کرنے پڑیں گے

میں اسی چیز سے ڈرتی تھی۔

اس کی ناراضگی سے؟

ہاں۔

کچھ نہیں ہوتا۔ بیٹھے بٹھائے تو کچھ ہونے سے رہا۔ یا تو دو خاندانوں کے تعلقات بہت اچھے ہوتے جو کہ ہیں نہیں۔ اب رہ گئی ہماری کوشش تو وہ صرف اسی صورت کامیاب ہو سکتی ہے جب وہ بھی کوشش کرے کچھ بننے کی۔ اس سے شادی کے واقعہ والی بات تو نہیں کی ناں؟

نہیں احتیاط کی میں نے۔

اچھا کیا۔

ابھی تم انکل کی وفات کے صدمے سے سنبھلے نہیں اور میں نے پھر کھپانا شروع کر دیا تمہیں سیری۔

مجھے کیا ناں تو میں کس کا ہوں؟

کبھی کبھی مجھے تمہاری برداشت پر حیرت ہوتی ہے۔ کتنی پر سکون سی شکل بنا کر سب میں کھڑے تھے۔ انکل کی وفات والے دن حالانکہ جو تمہارے اندر بیت رہی تھی اس کی خبر تھی مجھے۔ میں بھی ایسا ہی بننا چاہتی ہوں مجھے خود پر قابو پانا سکھا دو سیری

جو کچھ بھی ہے تمہارا ہے۔ خود کو تمہارے وجود کے اندر محسوس کرتا ہوں۔ جو مجھ میں نظر آتا ہے تمہیں وہ تمہاری ذات کی صفت بن جائے گی۔ پتہ ہے ناں میں کتنا محسوس کرتا ہوں تمہیں؟

یہ بات تو اب میری ہڈیوں کے گودے میں اتر چکی ہے کہ سیری میرا ہے بس۔

تمہارے مان اور یقین پر رونے کو جی چاہتا ہے اکثر۔

بری بات ایسا نہیں کہتے۔

تم اتنے یقین سے مجھے کوئی بھی بات کہہ دیتی ہو کہ میرے لیے اس بات پر پورا اترنا فرض بن جاتا ہے۔

تمہاری طبیعت ہی ایسی ہے۔

مطلب مجھے کوئی بھی کچھ کہے میں کرنے پر راضی ہو جاؤں گا۔

ہاں۔ یہ تمہاری پیدائشی خوبی ہے مگر جتنے مان سے میں تمہیں کچھ بھی کہہ دیتی ہوں اور کوئی کہہ ہی نہیں سکتا۔

پر ایک بات یاد رکھنا میں کسی کو بھی کبھی بھی کسی بات کا انکار کر سکتا ہوں۔ تمہیں کبھی بھی نہیں۔

مجھے انکار کر کے کان نہیں کھنچواؤ گے تم مجھے اتنا پتہ ہے۔ اچھا اب آؤ سونا ہے

آ گیا۔

رات والی بات ابھی بھی اس کے ذہن میں تھی۔ کہ اس کی فطرت ہی ایسی ہے کہ وہ کسی کے لیے کچھ بھی کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ کومل کی اس بات سے وہ کچھ پریشان ہو گیا تھا۔ اگر وہ کسی کے لیے بھی کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے تو پھر کومل اور باقی لوگوں میں کیا فرق ہوا؟

ہم جسے دل و جان سے عزیز رکھتے ہیں اس کو دوسروں سے ممتاز بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ منفرد اور الگ تھلگ سا۔ اپنے ماضی کے واقعات پر وہ غور کرنے لگا کہاں کہاں اس نے کس کس کی مدد کی بغیر کوئی لالچ ذہن میں رکھے۔ بے شمار ایسے واقعات اس کی نظروں کے سامنے گھومنے لگے جہاں اسے کسی جاننے والے نے کچھ کہا تو وہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ اوروں کے لیے بھی ویسا ہے جیسا کومل کے لیے وہ سوچنے لگا

نہیں ایسا نہیں ہے۔ مانا کہ کسی کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتا مگر کوئی بھی کومل جیسا نہیں

ابھی انہی سوچوں میں گم تھا کہ بیل سنائی دی

ہیلو!

جی میں صاعقہ بول رہی ہوں۔

ہاں کیا حال ہیں؟

ہم دونوں کی صلح ہو چکی ہے۔

اچھی بات ہے، مگر معاف کیجیے گا مجھے یاد نہیں آ رہا کن کی کی صلح؟

آپ کی یادداشت ایسی نہیں کہ آپ کو کچھ یاد نہ ہو۔ میری اور ان کی۔

اچھا وہ جو آپ کے کزن تھے۔

ابھی بھی کزن ہیں۔ اگر ان دنوں آپ اس کے دماغ کا علاج نہ کرتے تو وہ کبھی بھی ٹھیک نہ ہوتا۔ آپ نے میری بہن کے کہنے پر میری مدد کی میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں تھی

آپ کی بہن میری بہن کی واقف کار تھیں ان کو لگا ہو گا کہ میں ان کے کام آ سکتا ہوں تو آ گیا

میں چاہتی ہوں کہ آپ ہمارے گھر آئیں

ٹھیک ہے مگر کس سلسلے میں؟

آپ کا شکریہ ادا کرنے کا ایک طریقہ ہے بس۔

میں وعدہ نہیں کرتا لیکن کوشش کروں گا۔

آپ کوشش ضرور کرنا۔

جی آپ بے فکر رہیں۔

فون کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ یوں ہی کہہ بیٹھا کہ وہ کوشش کرے گا آج تک کبھی اتنی جلدی تو کسی کے ہاں گیا نہیں۔ کسی کے گھر جا کر ایڈجسٹ ہونا اس کے لیے ہمیشہ مشکل ہوتا تھا اسی لیے وہ عموماً دعوت کبھی بھی قبول نہیں کرتا تھا۔ اگلی صبح اسے لاہور جانا تھا اس لیے رات کو جلد ہی لیٹ گیا تاکہ صبح وقت پر اٹھ سکے۔

لاہور کسی دوست سے ملنا بھی تھا۔ کچھ خریداری بھی کرنی تھی کتابوں کی اور پھر ہسپتال بھی جانا تھا۔ آج کل اسے لگ رہا تھا کہ پڑھتے یا ٹی۔وی دیکھتے زیادہ واضح دکھائی نہیں دیتا اس لیے مستقبل کے کسی انجانے خوف سے اپنی آنکھوں کا چیک اپ کرانے ہسپتال بھی آیا۔

ہسپتال کی دنیا بھی الگ تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے سارے نکھرے نکھرے چہرے یہیں پر اکٹھے ہو گئے ہوں۔ ظاہری طور پر وہاں بیمار کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ شائد سارے مریض اپنے اپنے وارڈز میں بستروں پر تھے اور ان سے ملنے ملانے والے اور ہسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹرز، نرسز وہاں ایک سمت سے دوسری سمت آ جا رہی تھیں۔ شائد ہی کوئی لیڈی ڈاکٹر ایسی تھی جسے عام شکل کی کہا جا سکتا ہو

خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم بھی ہو تو شخصیت کتنی مکمل ہوتی ہے

اپنی باری آنے سے پہلے وہ سیٹ پر بیٹھا اس منظر کو دیکھ رہا تھا

کیا اس طرح دیکھنا مناسب ہے اخلاقی لحاظ سے؟

نظر پڑ جاتی ہے میں کون سا جان بوجھ کر دیکھ رہا ہوں۔

دیکھ تو رہے ہو؟

میں گھر سے اس لیے تو نہیں نکلا کہ ان کو یہاں آ کر دیکھوں

ہم ایک ہی دائرے میں کیسے سالہا سال زندگی گزارتے رہتے ہیں، وہ سوچنے لگا۔

گھر سے باہر آ کر اسے ایک تبدیلی کا احساس ہو رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے ایک ہی دائرے میں رہ کر بہت سی باتوں کو اس نے کھو دیا ہو۔ لوگوں کے لباس کی تراش خراش کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اگر کوئی خوبصورت خاتون ہے تو ساتھ میں اس کا خاوند کیسا ہے۔ کیا وہ اس سے میچ بھی کرتا ہے۔ کیا اس کو خوبصورت بیوی مفت میں تو نہیں مل گئی۔ اگر کوئی بچوں کے ساتھ نظر آتا تو جی چاہتا ان بچوں کے زیادہ قریب ہو۔ سب بھلا بھلا سا تھا۔

مکران میں کومل نہیں تھی

اگر تم یہاں آجاؤ تو سب سفید اجلے چہروں کو چھوڑ کر صرف تمہیں ہی دیکھوں کومل، اپنے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے وہ کہنے لگا

اسی دوران اس کی باری آئی اور وہ اندر ڈاکٹر کے سامنے موجود تھا۔ ساتھ کچھ میڈیکل اسٹوڈنٹس بھی تھیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی نظریں ان کو غور سے دیکھنے لگی تھیں۔

یہ ڈاکٹر لوگ کتنے ذہین ہوتے ہیں۔ کتنا مشکل نصاب پڑھتے ہیں۔ پتہ نہیں اتنی محنت کیسے کر لیتے ہیں۔ پورے انسانی جسم کی کتنی باریک بینی سے اسٹڈی کرتے ہیں یہ۔ مگر دماغ، دماغ ابھی ان کے بس میں نہیں آیا۔ دل کے محسوسات کو مکمل طور پر یہ بھی سمجھنے سے قاصر ہیں نظر کمزور ہو تو آرام سے معائنہ کر کے نمبر تجویز کر دیں گے۔ سر درد کے لیے چھوٹی سی گولی ہی کافی ہے۔ بڑے سے بڑے درد کے لیے ایک انجکشن ہی کافی ہے۔ مگر جو درد کسی کو صرف ایک نظر سے دیکھ لینے سے ہی دور ہو جاتا ہے اس کے لیے کوئی گولی، انجکشن نہیں ان کے پاس۔ جس دوران ڈاکٹر اس کی آنکھوں کا معائنہ کر رہا تھا اس کا دماغ اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔

معائنے کے بعد ڈاکٹر نے کہا کہ عینک لگوا لیں تو مزید نظر خراب ہونے سے بچ جائے گی ابھی تک کچھ نہیں بگڑا ہے۔ زیادہ کام کی وجہ سے جب پڑھائی کریں یا ٹی وی وغیرہ دیکھیں تو عینک استعمال کریں۔ ہسپتال سے باہر نکلا تو ویگن سے باہر سڑک کے ایک طرف مناظر کو غور سے دیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ کنارے پر مختلف ریڑھیوں پر چیزیں بیچنے والے، آتے جاتے ہوئے طالب علم، پیدل مسافر، خوبصورت بنے ہوئے گھر اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ سب کچھ تھا مگر وہ ساتھ نہیں تھا۔ دھیان اسی طرف تھا کہ جا کر اسے کسی طرح بتائے کہ وہ آ گیا ہے۔

اسٹیشن سے ذرا فاصلے پر ایک معروف سینما نظر آیا جو کافی ماہ سے بند پڑا تھا۔

کہیں اسے بھی گرا کر پٹرول پمپ میں نہ بدل دیا جائے، اداس سا ہو کر وہ سوچنے لگا

وقت کتنا بدل گیا ہے کبھی یہاں لمبی لمبی قطاریں ہوتی تھیں اور ٹکٹ لینا بھی مشکل ہوتا تھا۔ اب کچھ بھی نہیں، متبادل ذرائع لوگوں کو میسر آ گئے ہیں۔

متبادل ذرائع تو بیرونی ممالک بھی ہیں وہاں کی فلم انڈسٹری کو کوئی فرق نہیں پڑا۔ اس میں ان سینما والوں کا بھی قصور ہے۔ جب فلم لگتی تھی بلیک میں لاکھوں کمانا چاہتے تھے لوگ ذلیل بھی ہوتے تھے۔ اب بھی اگر لوگوں کا ہجوم یہاں پر جمع ہو جائے تو بلیک ضرور کریں گے یہ۔ لوگوں کے شوق کا استحصال، سینما بند کر لینا گوارہ ہے مگر ناجائز جیبیں بھرنے کا لالچ ان سے قابو نہیں ہوتا۔ کسی بھی چیز کو زوال آنے میں کئی باتوں کا عمل ہوتا ہے۔ اگر آج بھی یہ لوگوں کو مناسب ماحول فراہم کریں تو کیا لوگ سینما گھروں میں نہ آئیں صرف کمانا ہی جب مقصد بن جائے تو یہی ہوتا ہے جواب ہو رہا ہے۔

اسٹیشن پر آ کر ٹکٹ لے کر جلدی جلدی پلیٹ فارم پر پہنچا گاڑی کی روانگی میں ابھی دس منٹ باقی تھے۔ لیکن حسب معمول دس منٹ گزرنے کے باوجود گاڑی کے چلنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ پتہ چلا کہ ابھی گاڑی کے ساتھ انجن ہی نہیں لگا ہے۔ جب بھی دوسری لائن پر سے کوئی انجن گزرتا تو لوگ حسرت بھری نظروں سے دیکھتے کہ شائد ہماری گاڑی کو ہی آ کر لگے گا۔ کافی دیر تک یہی تماشہ جاری رہا۔ آخر ایک گھنٹے بعد انجن

نصیب ہوا اور امید بنی کہ گاڑی روانہ ہو گی

ایک گھنٹہ سے زیادہ لیٹ اور حد سے زیادہ رش، مسافروں میں اتنی قربت کہ دوسرے کی سانسوں سے آسانی سے مستفید ہوا جا سکتا تھا۔ مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ڈبے میں ٹھونسی ہوئی تھیں۔ کسی کو ایک طرف سے دوسری طرف جانا ہوتا تو سارے مسافروں کو گزرنے کے لیے اپنی جگہ سے تھوڑا سرکنا پڑتا۔ ترسے ہوئے لوگوں کے پاس سہانا موقع تھا کسی نوجوان خاتون سے جی بھر کے گھس کر گزریں کہ ایسا حسین موقع ہمارے ہاں ریلوے ٹرینوں میں بخوبی میسر آتا ہے۔ اور اس سہولت سے مستفید ہونے والے ہو بھی رہے تھے

وہ غور سے سارا تماشہ دیکھ رہا تھا اور خود کسی خاتون سے غیر متوقع پڑنے والی جھاڑ سے بچنے کے لیے اک کونے میں کھڑا تھا ذرا سا جھک کر اندر اور کبھی باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

انسانی حقوق، مساوات، انصاف، عوام کے دکھ درد کے احساس کو عملی شکل میں اگر دیکھنا ہو تو کوئی اس ڈبے میں آ جائے، پھر جب مسکراتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا۔

ترتیب ہی اصل فن ہے۔ اتنی زوردار آواز سے گاڑی کے وزنی پہیوں کا پٹری پر ٹھک ٹھک کرنا بھی موسیقی بن جاتا ہے جب اس کھٹ کھٹ میں ایک خاص مختصر وقفے کے بعد وقفہ آتا ہے۔ اور سماعتیں بھی خود کو اس سے ایڈجسٹ کر لیتی ہیں جیسے اس ٹھک ٹھک سے وہ بھی فاصلہ ماپ رہی ہوں جیسے جیسے نظریں باہر تیزی سے بھاگتے مناظر کو دیکھ کر منزل کے قریب آنے کا انتظار کرتی ہیں۔ گاڑی مناسب رفتار سے جا رہی تھی کہ راستے میں ایک اسٹیشن پر کراس ہوا، دوسری گاڑی تو جلدی ہی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئی مگر یہ اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہیں لے رہی تھی کیا ہو گیا ہے اسے یہ کیوں نہیں چلتی؟ اک کھڑے مسافر نے باہر جھانکنے والے دوسرے مسافر سے پوچھا

گارڈ ریڑھی کے پاس کھڑا پکوڑے کھا رہا ہے، دوسرے نے اُسے بہن کی گالی دے کر کہا اس نے دیکھا تو واقعی اک جگہ ریڑھی کے پاس کھڑا گارڈ پکوڑے اندر پھینکنے میں مصروف تھا۔ انجن ڈرائیور سیٹی بجا کر روانگی کی اجازت مانگ رہا تھا لیکن گارڈ کو بخوبی احساس تھا کہ اقتدار اس کے ہاتھ میں ہے۔ جس سے کوئی بے ہوش ہو بھی جائے تو کیا گاڑی تب ہی چلے گی جب اس کا بڑا پیٹ پکوڑوں کو مناسب پناہ دے لے گا اور اس کے ہاتھ سے ہلتی جھنڈی ڈرائیور کو دکھائی دے گی اختیار کا مزہ ہر کوئی اٹھاتا ہے اور جو جتنا با اختیار ہوتا ہے اتنا ہی ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ ٹھیک ہی کہا ہے لارڈ ایکٹن نے Absolute power corrupts absolutely گاڑی دوبارہ کافی دیر کے بعد روانہ ہوئی تو صاعقہ کا میسج موصول ہوا

آپ کہاں ہیں؟

جی میں دوران سفر گاڑی میں ہوں۔

میں نے پہلے بھی میسج کیا۔

مجھے شور شرابے میں آواز سنائی نہیں دی ہو گی۔

ہاں تو یاد ہے ناں آپ نے ہمارے گھر آنا ہے کسی دن۔

کس دن کا پروگرام ہے؟

آئندہ ایک ہفتہ تک بتاوں گی۔

ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا۔

جی نہیں، آپ نے آنا ہے بس۔

ٹھیک ہے وہ دن تو آنے دیں، سب ٹھیک ہوگا، بے فکر رہیں۔

اچھا۔آپ گاڑی میں ہیں آپ کو میسج میں شائد مشکل پیش رہی ہو پھر سہی۔

جی، ٹھیک ہے۔

آخر کسی طرح سے گاڑی اپنی منزل پر پہنچ ہی گئی۔واپس آکر کھانا، چائے وغیرہ سب سے فارغ ہوا تھا کہ فون پہ کسی دور کے جاننے والے نے والد کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا۔تھکن پہلے ہی تھی۔طبیعت مزید افسردہ سی ہوگئی۔

ہمارے پاس پتھر کی اک دیوار بھی اگر برسوں موجود رہی ہو۔اگر اچانک نگاہوں سے وہ غائب ہو جائے تو اس کی کمی شدت سے موجود ہوتی ہے۔بے شک اس کا سہارا ہم نے کبھی نہ لیا ہو کمی ہم محسوس کرتے ہیں

جیتا جاگتا وجود زیادہ شدت سے یاد آتا ہے۔روزمرہ کے معمولات بڑے سے بڑے دکھ پر بھی غلبہ پا لیتے ہیں لیکن جب بھی کوئی اس دکھ کا تذکرہ کرتا ہے تو وہ پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ محسوس ہوتا ہے۔تھوڑی دیر تک وہ چپ بیٹھا رہا پھر بعد میں بے چینی سے گھبرا کر بستر پر لیٹ گیا۔خلاف معمول اسے نیند آگئی حالانکہ یہ ناممکن تھا کہ وہ رات کو سونے سے پہلے کومل کو اس کے پاس آکر لیٹنے کی خبر نہ دے۔رات نو بجے کے بعد کا وقت تھا اچانک اس کی آنکھ کھلی۔ہڑبڑا کر وہ اٹھ بیٹھا جیسے اگر وہ ذرا بھی مزید لیٹا رہا تو کوئی متاع اس سے چھن جائے گی۔صحن میں ابھی تک بچوں کے کھیلنے کی آواز آرہی تھی جس وجہ سے اس کی آنکھ کھل گئی۔بڑے بھائی کی بڑی بیٹی جو تیسری کلاس میں پڑھتی تھی اپنے دو چھوٹے بھائیوں کے ساتھ کھیل میں ابھی مصروف تھی۔کیونکہ بڑے بھائی ابھی دفتر سے واپس نہیں لوٹے تھے کسی کام کی وجہ سے لیٹ ہوگئے تھے۔بھابھی جان ان کا انتظار کر رہی تھیں اور بچے بھی ساتھ ہی وقت گزارنے میں مشغول تھے۔

ابھی تک کوئی میسج موصول نہیں ہوا تھا۔سستی کی حالت میں کافی دیر تک وہ بستر پر پڑا رہا۔پھر صحن میں نکل کر بچوں کی شرارتوں سے محفوظ ہونے لگا۔

میں جھولا لوں گی، تانیہ کہنے لگی

تم اب بڑی ہوگئی ہو، تیسری کلاس میں پڑھتی ہو میں تمہیں تو جھولا نہیں دے سکتا ناں مجھے دو جھولا، چھوٹا خرم آہستہ سے بولا

مجھے بھی یُو لا، خرم سے چھوٹا بولا

باری باری ان کو اٹھا کر وہ صحن میں آہستہ آہستہ گھومنے لگا۔بچوں کے ساتھ کھیلنے کا عموماً اسے کم موقع ملتا تھا۔ایسے ہی جب کبھی وقت میسر آ

جاتا وہ کھیل کود میں مصروف ہو جاتا۔ایسی حالت میں اگر کوئی اسے دیکھ لیتا تو وہ کبھی یقین نہ کرتا کہ ساحر ہے۔اس کی سنجیدہ طبیعت نے اس کے گرد جو حصار قائم کر رکھا تھا وقت کے ساتھ ساتھ وہ اور پختہ ہو رہا تھا کبھی لبوں پر مسکراہٹ آ بھی جاتی تو ایسے لگتا اس کو جیسے کوئی غلطی ہو گئی ہو اس لیے جلد ہی اپنی مسکراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرتا۔کچھ دیر بعد بچوں سے کھیلنے کے بعد دوبارہ اپنے کمرے میں آ کر بیٹھ گیا۔اس کا خیال تھا کہ کومل کے میسج کے انتظار کو زیادہ آسانی سے گزارا جا سکتا ہے اس لیے بچوں میں کھیلنے چلا گیا۔

میں بچوں سے لاڈ کر رہا تھا یا اپنا وقت گزار رہا تھا؟

ان کا دل بہل گیا میرا وقت گزر گیا۔اس میں مسئلہ کیا ہے۔خود کو سمجھاتے ہوئے وہ سوچنے لگا۔

وہ بھی اسے کہتی تھی کہ وہ سوچتا بہت زیادہ ہے۔کچھ باتوں کو جوں کا توں چھوڑ دینا چاہیے ہر بات کے بخیے اُدھیڑنا ذہنی کوفت ہی دے سکتا ہے جو کہ بہرحال اپنے آپ کو پریشان کرنے والی بات ہے۔اب بھی ایسی ہی کیفیت ہونے والی تھی اسی وجہ سے انتظار میں تھا کہ اس سے بات شروع ہو۔میسج بھیج کر پوچھ لیتا تھا کہ کب تک آئے گی۔آگے سے صرف جواب کا انتظار کرتا۔بیل دے کر نہیں دیکھتا تھا کہ موبائل آن ہے یا نہیں۔کیونکہ اتنا یقین تھا کہ جب بھی وہ کام کاج سے فارغ ہو گی اسے بتائے گی

آج کا دن کیسا رہا سیری، آخر اس نے پوچھا

ٹھیک گزر گیا بس۔

کیا کہا ڈاکٹر نے؟

یہی کہ نظر ذرا کمزور ہے احتیاطاً عینک کا استعمال کرنا چاہیے۔خصوصاً جب کچھ پڑھنا ہو یا کوئی پروگرام وغیرہ دیکھنا ہو یا ٹی۔وی پر

ہائے......تم کو عینک کتنی سجے گی ناں۔

عجیب لگتا ہے مجھے کہ اچانک ہی ایک دن دوسروں کے سامنے عینک لگا کر آ جاؤں۔

کبھی کبھی لگانی ہے ناں، عادت ہو جائے گی۔

دیکھتا ہوں۔

لگانی ہے، فریم میں پسند کروں گی نہیں، عینک ہی میں تیار کرواؤں گی تم نمبر بتانا مجھ کو بس۔

اچھا جو کرنا ہوگا کر لینا۔

دیکھنا کتنا ڈیسنٹ سا فریم ہوگا، بہت............کیوٹ لگو گے

عمر بھی زیادہ لگے گی۔

سو نو جی نہیں لگتی۔

سچ مچ ہے، زیادہ عمر کی فکر تو رہتی ہے۔

اتنے سالوں سے فکر کر رہے ہو کچھ بنا، تم سمارٹ ہو تو ہو، اٹ از فیکٹ !

کب تک؟

جب تک ممکن ہے۔

آخر تو اک دن.........

آخر تو اک دن مر بھی جانا ہے، چار پائی پہ لیٹ جائیں اور کریں انتظار

آخری دن کا، اچھا خاصا موڈ خراب کر دیا۔

اچھا ٹھیک ہے۔

خاک ٹھیک ہے۔

بات کی ناں صرف۔

بات کر کے دماغ خراب کر دیتے ہو۔

اچھا سزا دو۔

اووووووووووما.........

سزا.........

بات دماغ کی ہوتی ہے میری ایک بار پہلے بھی کہا تھا شائد۔ خدوخال تو بدلتے رہتے ہیں۔ اصل بات دماغ ہے جو ہمیں جیتتا ہے۔

تمہیں غصہ دلایا۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔

ہو جاتا ہے کبھی کبھی اب اس کو سر پر سوار مت کر لینا۔

نہیں، کہہ دیا ناں۔

ہوں گڈ بے بی۔

صرف تمہارا۔

ہوں۔

صرف تمہی کوئی بھی بات کر سکتی ہو مجھے کچھ بھی کہہ سکتی ہو ۔

ہاں ناں۔

پتہ صاعقہ کا فون آیا تھا۔

صاعقہ کون؟

وہ ایک بار بتایا تھاناں کہ بڑی باجی کی ایک کلاس فیلو ہیں ان کی بہن ہے صاعقہ اس کی اپنے منگیتر کے ساتھ ان بن ہوگئی تھی تو اس نے مشورہ کیا تھا اس بات پر مجھ سے اب صلح ہوگئی ہے تو اس نے کسی دن گھر چائے آنے کے لیے کہا ہے۔

ہاں، اچھا۔

مگر میں چائے پر نہیں جاؤں گا۔

کیوں؟

مجھے کوئی بھی کچھ کہے اور میں کرنے پر تیار ہو جاؤں تو پھر تم اور دوسروں میں فرق ختم ہو جاتا ہے۔ تم تم ہو بس۔

میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تمہاری فطرت ایسی ہے کہ تم کسی کے بھی کام آنے کی کوشش کرو گے اور یہ کوئی غلط نہیں ہے۔

پر میں خود کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھ میں کسی کو بھی انکار کرنے کی ہمت ہے۔ خود کو بنا کر یقین کرنا چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں تم بس ایک ہو بس۔

یہ بات میرے رگ و پے میں اتر چکی ہے جو کہتے ہو مان لیا ہے ناں۔

کم از کم اس بار تو ان کے گھر نہیں جاؤں گا۔

اس طرح انکار کرنا اچھا نہیں لگے گا سیری۔

کبھی آئندہ کسی موقع پر چلا جاؤں گا، مگر اس بار انکار کر کے اپنے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجھ پر تم سا اثر کسی اور کا نہیں۔

اب کیا کہوں میں؟

کچھ نہ کہو، بس اسے بھی لاڈ کا ایک انداز سمجھ لینا۔

ہوں، اچھا اب آؤ شائد اس کا فون آجائے۔

ایسے نہیں،

میری جان آؤ۔

میں تم کو ماتھے اور اور پیروں سے چوم کر تم سے لپٹ گیا ہوں۔

میسج بھیج کر وہ بستر پر لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کر کے اس کو ماتھے سے چوما اور لپٹ گیا۔

اگلے دن علی نے کہا کہ آج کچھ دیر کے لیے سہ پہر کو ذرا بیٹھتے ہیں۔ گپ شپ ہو جائے گی اور اہم مسئلہ بھی ہے ایک جس پر مشورہ درکار ہے۔ لیکن اس نے کہا کہ بہتر ہے اتوار کے دن دوپہر کو مل لیں تاکہ اگر بات طویل بھی ہو جائے تو اپنے کام کا حرج نہ ہو۔ لہٰذا دونوں نے اتوار کے دن کچھ وقت گزارنے کا پروگرام بنا لیا۔

اتوار کو دوپہر کے بعد دونوں علی کی رہائش گاہ میں بیٹھے تھے۔ پہلے پروگرام بنا کہ دفتر میں بیٹھ جائیں گے۔ لیکن جب پتہ چلا کہ گھر والے چند گھنٹوں کے لیے کسی رشتہ دار کی طرف جائیں گے تو گھر پہ ہی ملنے کا پروگرام بنا لیا۔

بارہ بجے کے بعد وہ گھر سے نکل کر علی کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ مکان نیا نیا بنا تھا اور ابھی تیاری کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ گزراوقات کے لیے چند کمرے اور چار دیواری بہتر شکل میں کر لی گئی تھی ایک سمت بائیں طرف سے ابھی خالی تھی جسے مستقبل کے اچھے دنوں میں بنانے کی آس پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ شہر کی نئی نئی بسنے والی بستی میں بنایا گیا تھا ایک طرف تو مکانوں کا سلسلہ تھا جبکہ مشرق کی طرف کا حصہ ابھی خالی تھا۔ ابھی کھیت آباد تھے جن کو بیچنے کے لیے زمین کا مالک ایسے دنوں کا انتظار کر رہا تھا۔ جب قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہوں اور جگہ خریدنے والے کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔ اندر داخل ہوتے ہی کہنے لگا

ویسے تو تمہارے پرائیویٹ آفس میں بیٹھیں تو اچھا لگتا ہے لیکن لگتا ہے یہاں بھی کافی مزہ آئے گا ویسے بھی کافی مہینوں بعد اس طرح ملنے کا وقت نکلا ہے۔

ہاں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔

کچھ کھانے پینے کا بندوبست نہ تھا۔ دونوں اس قسم کے تکلفات سے پرہیز کرتے تھے البتہ سگریٹس کا بندوبست کبھی کبھی کر لیتے اور یہ بھی بہت نایاب سی بات خیال کی جاتی۔ چند منٹ تک تو روٹین کی بات ہوئی پھر آخر کار ساحر نے پوچھا

تو وہ مسئلہ کیا ہے؟

وہ بتایا تھا ناں کہ والد صاحب کے ایک دوست کی بیٹی ہیں جو ہمارے ادارے میں پڑھنے آئی تھیں

ہاں یاد آیا، کیا نام تھا بھلا اس کا؟

عشرت۔

تو کیا ہوا پھر،

گریجوایشن تو وہ کر چکی ہیں۔ اور اس دوران بھی کافی تنگ کیا اس نے۔ صرف اس وجہ سے کہ اس کا والد میرے والد کا دوست ہے اس نے کافی مسائل کھڑے کیے ہمارے ادارے میں۔

اب کیا مسئلہ ہے؟

اس نے لاہور میں ماسٹرز میں داخلہ لیا تھا۔ پہلے سال چونکہ ایک پیپر رہ گیا اب دوسرے سال میں ہے۔ ان کے والد چاہتے ہیں کہ وہ داخل تو کالج میں ہی رہے مگر یہاں ہمارے ہاں سے پڑھائی میں مدد لے۔

لیکن وہ تو شائد پارٹ ون میں بھی آئیں تھیں؟

چند ہفتے، تب میں نے بہانہ بنا لیا تھا کہ آپ ریگولر سٹوڈنٹ ہیں آپ کو کیا ضرورت، مگر تب وہاں پہلا سال تھا زیادہ چھٹی نہیں کر سکتی تھیں۔ اب وہاں دیکھ لیا ہے کہ وہ یہاں ہمارے ہاں زیادہ وقت لگا سکتی ہیں تو والد صاحب کو بھیجا تھا پچھلے ہفتے کہ ہمارے یہاں باقاعدہ پڑھے کالج سے چھٹی لے کر۔

ڈر کس بات کا ہے؟

وہی جس سے ابھی ابھی بچایا خود کو۔

ڈسپلن کی خرابی؟

ہاں اور اپنی ہر بات بلیک میلنگ سے منوانا۔ والد صاحب سے میں کہہ نہیں سکتا کہ وہ اعصاب پر سوار ہو جاتی ہے اسے پتہ ہے اس کے والد میرے والد کے دوست ہیں۔ کسی حد میں کوئی ہو تو پھر بھی ہے۔ میں نے بتایا تھا ناں۔

کیا؟

کہ پچھلے سال ہمارے گھر سے کسی طرح چابی لے لی اور میری غیر موجودگی میں اپنی ایک سہیلی کی اس کے دوست سے ملاقات کا بندوبست کیا۔ اگر کسی کو پتہ چلے تو وہ تو یہی خیال کرے گا کہ سب کچھ میرے ایما پر ہو رہا ہے۔ تب غصے میں آ کر جو میں کر سکتا تھا میں نے کیا اور بات پھر بھی یہاں تک نہ رہی۔

وہ دھمکی والی بات ہاں؟

دھمکی دی کہ وہ گولیاں کھالے گی ورنہ اس کو من مانی کرنے دی جائے

شروع میں ہی اس رویے پر قابو پایا جاتا تو بہتر تھا۔

ہاں وہ تو آخری سال جس مشکل میں میں نے گزارا مجھے ہی پتہ ہے۔ میں تو تب بھی اس کے والد سے شکایت کرنے لگا تھا مگر تمہارے کہنے پر رک گیا کہ اس کے والد اس کا الٹا مطلب ہی نہ نکالیں گے لیکن آخری چھ ماہ جس اذیت میں میں نے گزارے مجھے پتہ ہے۔

اور اب پھر ڈر ہے کہ وہ ویسا ہی کرے گی؟

ہاں، پارٹ ون کا امتحان دے کر جب واپسی ہوئی کسی نہ کسی بہانے سے آتی رہی تھی اپنی دوستوں کو ملنے، ہر روز کسی نہ کسی بہانے سے آ جانا اور من مانی کرنا

اب پھر کیا سوچا ہے؟

اسی لیے تو بلایا ہے کہ مشورہ دو اب میں کیا کروں؟

انکار کی کوئی صورت ہے؟

اس خاندان کو انکار کرنا ناممکن بات ہے۔

والد کے دوست ہونے کی وجہ سے۔

والد کو تو شائد قائل کر ہی لو، لیکن وہ اتنے چکر لگائیں گے ان کے اور میرے پاس کہ مجبوراً ہاں کرنی پڑے گی

تو پارٹ ون میں بھی تو چند ہفتے وقت دیا تھا

ہاں دیا تھا تب بھی جو ہنگامہ مچایا کیا بتاؤں۔ آفس میں جا کر میری غیر موجودگی میں لمبی لمبی کالیں کرتی تھی۔ باقی اسٹوڈنٹس خیال کرتی تھیں کہ شائد میری ڈھیل کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے حالانکہ میری غیر موجودگی میں ہوا وہ۔

کوئی کمزوری تو ہاتھ نہیں اس کے؟

کمزوری، بتایا تو ہے والد صاحب کے تعلقات ہیں اس کے والد سے، اب میں تو اپنے والد کو انکار کرنے سے رہا

اب ممکن ہے وہ دوبارہ آئے تو اس کا رویہ پہلے جیسا نہ ہو، پہلے سال کی ناکامی سے ممکن ہے کچھ اثر لیا ہو؟

ناکامی تو ایک پرچے کی ہے ناں۔ وہ اگلے سال کلیر ہو جائے گا۔ اس کا اس پر کوئی اثر پڑنے سے رہا۔ پچھلے سال میں کلاس میں بیٹھا پڑھا رہا تھا کہ وہ آ کر ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ ظاہر ہے میں تو کہوں گا کہ اس سے کلاس ورک ڈسٹرب ہوا۔ اس بات کا ردعمل اگلے دن یہ دکھایا کہ ساتھ کوئی گولیاں لے آئی اور دھمکی دی کہ اگر آئندہ اسے کسی بات سے منع کیا گیا تو وہ ان کو نگل سکتی ہے۔

اسے اس بات کا ڈر محسوس نہیں ہوتا کہ ایسی حرکت سے وہ گھر والوں کی تنقید کا نشانہ بنے گی

اسے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ حرف مجھ پر آئے گا کہ میں نے کچھ ایسا کیا کہ وہ گولیاں لینے پر مجبور ہوئی۔

ذہنی طور پر کافی تیز؟

ہاں بہت زیادہ، شروع کے دنوں میں میں ہمدردانہ اس کی بات کو غور سے سن لیتا تھا مگر میری اسی بات کا الٹا نتیجہ نکلا۔ اس کی بڑی بہن گھر والوں کے بقول لائق تھی۔ اچھی جگہ شادی ہوئی اور اچھا پڑھ بھی گئی۔ اس کی ان کو فکر تھی کہ شائد بی۔ اے کرنا مشکل ہو اس کے لیے۔ شکل وصورت بھی بہت زیادہ پرکشش نہیں اس لیے گھر والے چاہتے تھے کہ کسی طرح ڈگری حاصل کر لے تاکہ مناسب رشتہ ہو جائے۔ لیکن اتفاقاً بی۔ اے کے ریزلٹ سے پہلے ہی ماموں کے بیٹے سے منگنی ہو گئی۔

لڑکا پڑھا لکھا ہے؟

ہاں شائد انٹر ہے۔ مگر کاروبار بہت اچھا ہے۔ اکیلا وارث ہے ساری جائیداد کا، تین بہنیں ہیں دو کی شادی ہو گئی ایک کی ہونے والی ہے۔ اس کے گھر والے خوش ہیں اتنی امیر فیملی میں رشتہ ہو گیا، مگر

کیا؟

پارٹ ون میں جب یہ چند ہفتوں کے لیے آئی تو کہنے لگی کہ وہ وہاں شادی نہیں کرے گی اور مجھے کہنے لگی کہ کیا کوئی طریقہ ہے اس شادی سے بچنے کا۔ اب میں بیوی بچوں والا ہوں بھلا اس کام میں اس کی مدد کر کے کیوں کسی مشکل میں پھنسوں۔ آخر ایک دن اکتا کر میں نے کہا کہ اپنے منگیتر سے خود بات کر لو، اسے کوئی ہلکا سا اشارہ کر دو وہ خود ہی سمجھ جائے گا۔ یا اس کو کہہ دو کہ ابھی شادی کچھ دیر تک نہیں کرنی اس سے بھی سوچنے کا موقع مل جائے گا۔ میری بات سن کر کہنے لگی کہ اس کے پاس اس کا نمبر تو ہے فون نہیں ہے۔ مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ میں نے ان ہی دنوں موبائل لیا تھا، اسے کہہ دیا کہ میرا موبائل استعمال کر لے۔ ایک دفعہ اسے موبائل کیا دے بیٹھا، میری تو شامت آ گئی۔

زیادہ تقاضا کیا فون کا؟

نہیں۔ایک تو ظاہر ہے میرے نمبر کا پتہ چلا دوسرا ایک ہفتے بعد ہی اس نے بتایا کہ اس نے بھی لے لیا ہے۔کیونکہ منگنی ہو چکی ہے گھر والوں کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔تب سے لے کر اب تک مجھے وجہ بے وجہ اس کے میسجز پڑھنے پڑتے ہیں۔ایک دو بار ضرورت سمجھ کر میں نے بیلنس بھی دیا مگر بیلنس لینا اب اس کی عادت ہے۔وہ موبائل استعمال کرتی ہے گھر والوں کو پتہ بھی ہے۔پیسے بھی مناسب ملتے ہیں گھر سے۔اگر کبھی مجبوراً انکار بھی کیا میں نے مفت میں تنقید سننا پڑتی ہے۔

اور یہ تنقید سن لینا بھی اس وجہ سے ہے کہ کھل کر اس پر غصہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ والد صاحب سے اس کے والد کے قریبی تعلقات ہیں؟

ہاں،اب وہ چند دنوں تک آنے والی ہے۔پچھلے چند ماہ میں جو اس سے میسجنگ ہوئی ہے اس کو دیکھ کر مجھے ڈر لگتا ہے وہ حال خراب کرے گی میرا۔

چند ماہ کا وقت ہے پھر کسی طرح احتیاط سے گزار لو

میں تو اپنی طرف سے احتیاط کروں گا لیکن اگر وہ دوسری طالبات سے الجھے تو میرے لیے اور مسئلہ ہو جاتا ہے۔میں اس سے نرمی برتوں تو دوسرے سوچیں گے خود میرے ساتھ کوئی مسئلہ ہے اب ناں کرنے کی بھی گنجائش نہیں اور ہاں کر کے جو مسائل پیدا ہوں گے وہ بھی ذہنی کوفت کا باعث بنیں گے۔

اسے آنے تو دیا جائے، پھر میں سوچتا ہوں کیا کرنا ہے۔

سوچنا لازمی ہے ورنہ میں پہلے کی طرح پریشان نہیں رہ سکتا۔

ٹھیک ہے مجھے بازار بھی جانا ہے کوئی مسئلہ ہوا تو دیکھیں گے اب میں چلتا ہوں

وہاں سے نکل کر وہ بازار کی جانب آیا۔کبھی کبھی آنا ہوتا تھا مگر جب بھی اسے آنے کا موقع ملتا وہ رونق محسوس کر کے خوش ہوتا تھا۔لیکن ایک چیز اسے ہمیشہ حیران کرتی تھی کہ عموماً کہتے ہیں دنیا میں دکھ بہت ہے۔لیکن کبھی بھی کسی پبلک مقام کو دیکھیں لوگ مطمئن اور خوش وخرم نظر آتے ہیں۔اگر کسی جوڑے پر اس کی نظر پڑی تو وہ اسے خوش نظر آیا۔اگر لڑکیوں کا کوئی گروپ کسی طرف سے باہر نکلتا دکھائی دیا تو وہ بھی چہکتا ہوا لگا۔حتیٰ کہ ملبوسات کی دوکان میں شیشے میں لگے ماڈل کے مجسمے بھی مسکرا رہے تھے۔

کسی بے جان چیز میں مسکراہٹ بھرنا کتنا آسان ہے،وہ سوچنے لگا

بے جان چیز فنکار کے ہنر کے ہاتھوں میں جیسے اسے ڈھالا جائے تو ڈھل جاتی ہے۔جیتے جاگتے انسان کو خوش کرنا کتنا مشکل ہے۔یہ کام وہ اور کومل کر رہے تھے۔مگر وہ خوش کب کرتے تھے ایک دوسرے کو؟ خوشی تو اک معمولی درجے کی چیز ہے۔وہ معمولی کام کب کرتے تھے وہ تو ایک دوسرے کو سکون دینے کا ذریعہ تھے جنہیں ہر وقت یہ فکر کھائے رہتی تھی کہ دوسرے کو کیسے سکون میں رکھا جائے؟ بازار سے گزرتے وہ اس حقیقت سے بھی باخبر تھا کہ یہی ہنستے ہنساتے لوگ جب شام کو یا ابھی کچھ دیر بعد اپنے اپنے گھروں کی چاردیواری میں نظر بند ہوں گے تو کیسے تیکھے تیکھے اور کڑوے

کسیلے جملوں کا تبادلہ ہوگا۔ ایسے جملے جوان میں سے اکثر کو رات دیر تک نیند بھی نہ آنے دیں گے۔ ایسے فقرے جو کسی خوش باش جوڑے کو بھی رات قریب آنے سے روک دیں گے۔ مگر یہاں یہ سب لوگ مطمئن دکھائی دیتے تھے۔

''معاشرہ سیاست کے بغیر ممکن نہیں ''

لیکن اس بات کو سب مانتے نہیں اور بعض اس سے بے خبر بھی ہوتے ہیں کہ وہ سیاست کر رہے ہیں۔

اپنے مفاد کے لیے ہر کوئی ڈپلومیسی کرتا ہے۔ جو جتنا زیادہ باشعور ہوتا ہے اتنا ہی بڑا ڈپلومیٹ ہوتا ہے۔

اس وقت اسے لگا جیسے سارا بازار ڈپلومیسی میں مگن ہے۔ دوکان دار خوبصورت لڑکی کو بھی دیکھ کر کہتا ہے

جی باجی تشریف لائیں، جی بہن جی یہ دیکھیں کتنا اچھا پیس ہے

اندر سے دل جتنا مرضی لعن طعن کرے۔ مگر دوکان دار خواتین کو باجی خالہ بہن جی کہہ کر اپنی چیزیں بیچنے میں مگن تھے۔ پھل والے پھل سے بھرا شاپنگ بیگ کسی نوجوان خاتون کو دینے سے پہلے اس کے جسم کی پوری پیمائش کر چکے ہوتے تھے۔ مگر زبان بہن جی کا ورد مسلسل کرتی جا رہی تھی

ایک آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ چلتا دیکھ کر اسے لگا جیسے اس بیوی نے کبھی بھی اپنے خاوند کی تعریف نہیں کی ہوگی کہ وہ خوبصورت لگتا ہے کیونکہ گھر میں کسی بزرگ خالہ یا ماں سے اس نے شادی سے پہلے ہی ڈپلومیسی کا سبق پڑھ لیا ہوگا

خاوند کی کبھی تعریف نہیں کرنی چاہیے دماغ خراب ہو جاتا ہے اس کا۔

ذرا آگے گیا تو اک نارمل شکل کی لڑکی کو دیکھ کر اسے یوں لگا جیسے اس کے ساتھ جانے والا اس کا خاوند اس کی خوبصورتی کی ضرورت سے زیادہ تعریف کرتا ہوگا اس نے بھی کسی سیانے سے سنا ہوگا

عورت کو قابو کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے ذرا سی تعریف اس کی کرتے رہنا چاہیے۔

جواب میں نہ جانے اس شخص نے اس لڑکی کو اپنا کتنا گرویدہ کر رکھا ہوگا۔ کام سے واپس آ کر جب بستر پر گرتا ہوگا تو گھنٹوں اس سے دبواتا ہوگا خود کو اور یہ بیچاری ہاتھ تھکنے کے باوجود بھی اسی خوشی کے خمار میں رہتی ہوگی کہ خاوند کی خدمت کا اعزاز پا رہی ہے

ایک دوکان میں داخل ہو کر اپنی پسند کی چیز خریدی اور واپسی کی راہ لی۔ مگر اسے آتے اور جاتے ہوئے یہی لگا کہ جیسے سب نے مصنوعی مسکراہٹ سجا رکھی ہے چہروں پر، سب کھوکھلا ہو جیسے، سب دھوکا ہو جیسے، سب ریاکاری ہو، دکانداری، ہر کوئی اسی کوشش میں ہے کہ کسی طرح اپنا اپنا سامان جس قدر زیادہ مقدار میں ہو بیچ لے۔ اپنے اپنے مفاد کے حصول، اپنی اپنی جیب کی فکر

یہ بازار ہی کیا ساری دنیا دیکھ لو کائنات کو ہی دیکھ لو۔ ہر سیارہ اپنے اپنے راستے پر گامزن، سورج اپنے وقت پر نکلتا ہے، چاند کا اپنا معمول، ستارے اپنی باری آنے پر جگمگاتے ہیں آندھی طوفان کا وقت اپنا، بارشیں اپنے مزاج کی عادی، بادلوں کی گرج کا اپنا وقت، پرندوں کی چہچہاہٹ کا اپنا وقت اپنا سماں، خزاں کے پتے اپنی مرضی پر گرتے ہیں پھول اپنے وقت پر کھلنے کے لیے تیار۔

سب کو اپنی اپنی پڑی ہے بس۔

کیا تمہیں اپنی نہیں پڑی، اسے خیال آیا۔

تو کیا میں کوئی الگ مخلوق ہوں۔ انسانوں میں سے ہوں تو انسانوں سی عادتیں ہی ہوں گی ناں مجھ میں۔

پھر بھی مجھے اپنی فکر نہیں، اس کی فکر ہے بس جس کے وجود کا میں حصہ ہوں۔ پر میں اب میں کب ہوں جو اس سوچ میں پڑ گیا۔ میں تو وہ ہوں۔ نہیں میں وہ بھی نہیں، وہ اور میں ہم ہیں۔

وہ کہتی ہے ناں، سیری دنیا میں تم سا کوئی نہیں، کوئی دوسرا سیری نہیں۔

گھر کی طرف واپس چلا آ رہا تھا۔ بازار سے باہر نکلا تو ایسے لگا جیسے دوغلی فضا سے باہر آ گیا ہو وہ، بس چہرے ہی چہرے تھے مصنوعی مسکراہٹوں والے۔ اب گلیاں تھیں، مکان چھتیں دیواریں، بجلی کے کھمبے، ٹیلی فون کی تاریں، اب منظر ذرا بدلا سا تھا۔ گلیوں سے چلتے ہوئے اس کو سکوں سا لگ رہا تھا پھر بھی دماغ وہیں اٹکا ہوا تھا۔

میں بازار سے تو آ گیا ہوں مگر میں خود بھی تو ڈپلومیسی سے کام لیتا ہوں۔ جب بھی اسے کوئی مشکل ہوتی ہے کہتا ہوں، مزاج کو دھیما رکھو، ڈپلومیٹک ہو جاؤ۔ مگر میرا ایسا کہنا تو اس کو کسی نقصان سے بچانا ہے نہ کہ کسی کو نقصان دینا وہ سوچنے لگا۔

جب وہ اسے مشکل حالات میں دھیمے لہجے اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے لیے کہتا تو وہ کہتی۔

مجھ سے یہ سب نہیں ہو گا سیری؟

کرنا پڑتا ہے ناں۔

ہمارے درمیان تو کوئی ڈپلومیسی نہیں ناں سیری؟

تم خود کہتی ہو تم پر آ کر میرے سارے ضابطے اور اصول دم توڑ دیتے ہیں۔

ہاں تو ہے۔

جب میرا تم سے رابطہ ہوا تھا تو شروع میں ہی میں نے اپنے دانت نکال کر تمہیں دے دیے تھے۔ انا کو فنا کر دیا تھا۔ دانت تمہارے پاس ہیں۔ انا اور خودداری، عزت نفس ان کا کوئی وجود نہیں جب بات تمہاری آئے۔

میں جانتی ہوں، یہ یقین میری ہڈیوں کے گودے تک سرائیت کر چکا ہے سیری۔

پھر کیوں پوچھا؟

لاڈ سے بدھو۔

کچھ دیر بعد وہ گھر آ چکا تھا۔ علی کے ساتھ آئندہ کوئی کس طرح کا مسئلہ درپیش آ سکتا ہے اس پر غور کرتا رہا۔ اتوار کا دن تھا ابھی کافی وقت باقی تھا جس کو گزارنا تھا۔ عام دنوں میں وقت خود کو خود گزار لیتا تھا مگر اتوار کا دن اسے کہتا تھا۔

''مجھے گزارو''

ہفتے کو ہی اس کے ذہن میں شیڈول بن جاتا تھا کہ کس طرح دن گزارا جائے گا باقی دنوں کا جو کوئی کام رہ جاتا وہ کر لیتا۔ باقی کا وقت بچتا وہ ادھر ادھر کی سوچوں میں گزر جاتا۔ کبھی کبھار رات کو کھانے کے بعد بڑے بھائی سے بات ہو جاتی لیکن بہت کم۔ زیادہ تر بات اگر وہ بھی کبھی موقع بنتا تو بھابی سے۔ پہلے گھر میں جو کسی کے سائے کا احساس ہوتا وہ اب کم پڑ گیا تھا۔ والد کے جانے کا پتہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔

''دکھ اگر چپ بھی ہو جائے تو موقع پا کر پھر حملہ آور ہوتا ہے''

آج بھی اگر چہ کافی وقت علی کے پاس اور پھر کچھ وقت بازار میں گزر گیا تھا۔ پھر بھی گھر آ کر لگا کہ جیسے اسے بازار میں زیادہ وقت گزار آنا چاہیے تھا۔ شام سے پہلے باقی کا وقت کیسے گزارہ جائے وہ اس کے متعلق سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چائے کا موڈ بنا۔ چائے تیار ہونے تک چند منٹ لگ جاتے تھے۔ تب تک جو درمیان میں وقت تھا اسے بھی وہ انتظار کے بہانے گزارنا چاہتا تھا۔

کتنا فرق ہے چائے کے انتظار میں اور دلبر کے انتظار میں۔

چائے مل جائے تو انتظار ختم۔ دلبر مل جائے تو پھر ملنے کی بے چینی۔ پھر ملنے کی طلب۔ پھر اسے دیکھنے کی چاہ

کتنا فرق ہے چاہ اور چاء میں؟

اک اندر جا کر سکوں دیتی ہے۔ اک باہر نکل کر سکوں پانا چاہتی ہے

لیکن اسے اس وقت صرف چائے کا انتظار تھا۔ جو ڈبے میں بند ملتی ہے۔ دوکان سے اور مختصر سے مرحلے سے گزر کر ہمارے حلق اور اعصاب کو سکون دیتی ہے۔ دوسری چاہ کے درجے سے وہ کہیں آگے تھا اب اس کی طلب یا اظہار کی ضرورت سے وہ ماورا تھا۔

آخر چائے میز پر تھی کچھ دیر بعد کمرے کی ایک کھڑکی کھول کر وہ باہر دیکھنے لگا اور ساتھ ساتھ حلق کو تسکین دینے لگا۔ منظر خالی تھا سامنے کا۔ بچے اپنے کمرے میں بیٹھے ٹی۔ وی دیکھ رہے تھے۔ باقی گھر والے بھی اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ عموماً شام کے وقت والد صاحب کو اپنے کمرے سے نکل کر وضو کے لیے باتھ روم میں جانے کی عادت تھی۔ جاتے وقت وہ خاموشی سے اس کے کمرے کی طرف دیکھتے تھے بس۔ لیکن آج کا منظر خالی تھا، ہمیشہ کے لیے خالی۔

جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو کس طرح رشتے دار، بہن بھائی، جان پہچان والے لوگ حتیٰ کہ مخالف لوگ بھی جمع ہوتے ہیں۔ دلجوئی کے لیے۔ سارا درد، دکھ جیسے بانٹ لیا جاتا ہے کوئی غم سے بے ہوش بھی ہونا چاہے تو اسے ہوش میں لانے کے لیے بے شمار ہوتے ہیں۔ جنہیں ہمیشہ فاصلے سے دیکھا ہو وہ بھی سر پر ہاتھ رکھ کر تسلی دیتے ہیں۔ ہمارے غم کے ساتھ لڑنے والے ہمیں کتنا حوصلہ دیتے ہیں اتنی چیخ و پکار مچتی ہے کہ دکھ بھی پناہ مانگتا ہے۔ مگر دُکھ نے بھی تو اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے ناں۔ وہ سب کے جانے کا انتظار کرتا ہے۔ کچھ دن گزر جائیں تو پھر سامنے آتا ہے۔

خالی تنہا منظر کی صورت۔

اب منظر اس کے سامنے خالی تھا۔ کسی بھی بوڑھے درخت کو کاٹ دیا جائے تو کتنا بھی بوسیدہ ہو جگہ تو خالی کر دیتا ہے ناں۔ اپنی یاد تو دلاتا ہے۔ اک جیتا جاگتا وجود کتنا ہی سست چپ چاپ کیوں نہ ہو جب نہ ہو تو پتہ چلتا ہے۔

اسے پتہ چل رہا تھا خالی منظر کیسا ہوتا ہے۔ چائے پیتے اسے لگا وہ کہیں رو نہ دے مگر جلد ہی خود پر قابو پا لیا

نہیں، نہیں میں نہیں روؤں گا۔ تم پاس نہیں تو کیسے رو دوں۔ دیکھو میں نے خود پر قابو پا لیا ہے۔ اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے وہ کہنے لگا

چائے کے وہ چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہا تھا تا کہ ختم ہونے میں ذرا وقت لگے اور تنہائی میں کچھ اور وقت گزر جائے

''ہم وقت کو روکنے کے کیسے کیسے جتن کرتے ہیں۔ مگر وہ ہمیشہ اپنی جگہ پہنچ ہی جاتا ہے۔''

حسبِ معمول اس کی یہ کوشش بھی ناکام ہوئی۔ آخری گھونٹ کپ میں باقی تھا۔ جسے مزید دیر سے پینا خود سے بھی زیادتی تھی۔ گھونٹ سے بھی آخری گھونٹ کو اس جلدی سے اس نے جیسے پھانسی کا کوئی مجرم خود ہی اپنے ہاتھوں کھول کر خود کو پھندے سے لٹکا دے کہ آخری جتنے بھی لمحات ہوتے ہیں ان کا مصرف اسے کوئی اور نظر نہیں آتا

اذیت جو آنی ہوتی ہے اسے جلد لانے میں بھی انسان مایوسی میں تیار ہو جاتا ہے کہ اذیت کے انتظار کی مزید اذیت وہ برداشت نہیں کر پاتا۔

اسے پتہ تھا تنہائی سامنے کھڑی ہے آخری گھونٹ کتنا بھی دیر سے پیوں آخر بس اکیلے ہی وقت کاٹنا ہے۔ لہٰذا کپ کو ایک طرف رکھ کر ذرا چہل قدمی کرنے لگا تا کہ اتنا وقت گزار لے کہ رات کو اس سے بات کرنے کے لیے مزید انتظار نہ کرنا پڑے۔ ٹی۔ وی لگایا کرکٹ کا میچ لگا ہوا تھا۔ ذرا دیر تک اس سے لطف اندوز ہوا ہی تھا کہ لائٹ آف۔

فرسٹریشن میں اس کا جی چاہا کہ جی بھر کر گالیاں دے تا کہ کچھ غصہ کم ہو۔ ایک گالی دی ہی تھی کہ خود کو روک لیا کہ ایسا تو چلتا ہی رہتا ہے خود پر قابو پانا چاہیے۔ ایسے اندھیرے میں خالی گھر سے باہر جانا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا کہ کبھی کبھی کوئی واردات ہو جاتی تھی۔ اس لیے رات کو بے شک ابھی ابتدائی وقت ہی کیوں نہ ہو گھر سے یوں نکلنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ ایک تو جیبیں صاف کرواؤ۔ کچھ نہ نکلنے پر تھپڑ کھاؤ یا جب تک واردات مکمل نہ ہو مودب بن کر کان پکڑے رکھو یا اگر وارداتیوں کی دریا دلی عروج پر ہو تو آپ کو آپ کے اپنے ہی آزار بند سے باندھ دیا جائے گا ننگا کر کے تا کہ آپ قانون کو بروقت اطلاع نہ دے سکیں جو آپ کی ہر لمحہ مدد کے لیے تیار و بے قرار رہتا ہے اور آپ ننگے بندھے ہوئے انسانیت نوازوں سے یہ سنیں۔

''ہمیں پیسوں کی ضرورت تھی کپڑوں کی نہیں بھاہ جی، یہ تو کسی یتیم خانے میں یا بیوہ کے بچوں کو دینے کے لیے آپ سے لیے ہیں۔ باقی رات ہے، بہت اندھیرا ہے آپ آسانی سے اپنے گھر چلے جائیں اپنے گھر ہی جانا ہے کون سا کسی کے گھر جانا ہے ایسے ہی بکھرے بکھرے خیالوں میں کسی طرح اپنا وقت گزار لیا اس نے۔ عام معمول سے پہلے ہی اس کا میسج آیا

سیری

ہاں آج وقت سے پہلے ہی؟

کوئی اعتراض ہے کیا؟

نہیں خوش ہو جاتا ہوں جب ایک لمحہ بھی زیادہ مل جائے بات کا

وہ میں نے عینک منگوانے کے لیے کہہ دیا ہے۔ فریم پسند کرلیا ہے۔ دیکھنا کتنا اچھا ڈیزائن لگے گا تم پر۔

جیسا تم کہو۔

ڈیسنٹ اور سوبر سے لگو گے۔

پتہ نہیں میں تمہیں کیا کچھ لگتا ہوں؟

جتنا کچھ میں تمہیں لگتی ہوں۔ اچھا یہ بتاؤ دن کیسے گزرا آج؟ چھٹی کا دن تھا ناں اس لیے مشکل تو پیش آئی ہوگی۔

ہاں ایک تو کسی سے ملنا تھا۔ وہاں ایک آدھ گھنٹہ لگ گیا۔ پھر بازار گیا کچھ وقت وہاں گزارا پھر تب سے گھر میں تھا۔ کہیں بھی ہوں خیال تمہارا ہی رہتا ہے۔ بازار میں دیکھ کر خیال آیا ایسے ہی میں اور تم کبھی اکٹھے جائیں تو کیسا لگے!

کیسا لگے؟

سرشاری، سکون، نشہ

پتہ پچھلے سال جب رات کو لائٹ آف ہوگئی اور میں سہیلی کے ساتھ واپس آرہی تھی گھر تو اس کے گھر سے تمہیں فون کیا تھا کہ راستے میں ملنا میں اکیلی ہوں تو وہ جو تھوڑا سا فاصلہ ہمارے گھر تک طے کیا تھا تب کتنا اچھا لگا تھا ناں تمہیں

ہاں تب لگتا تھا اس سے بھی زیادہ سکون والی کوئی چیز ہے دنیا میں اور تمہیں؟

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے

اور کب تک آجائے گی عینک؟

ایک دو دن تک آئی سمجھو

ٹھیک ہے اور ادھر سے کوئی مثبت رویہ دیکھنے کو ملا؟

ہاں کل تو زیادہ بات نہ ہو باقی اس نے کہا تھا آج رات لمبی بات کریں گے

مطلب میں.........

تم میرے پاس آؤ گے تو سلا کر اس سے بات کروں گی۔ جب کہوں گی آجانا، کوئی ضد نہیں کرنی ورنہ پٹائی ہوجائے گی

اپنا موڈ ٹھیک رکھنا، کوئی ایسی ویسی بات کربھی دے تو برا مت ماننا۔ برا لگے تو قابو رکھنے کی کوشش کرنا خود پر

میں کوشش کروں گی اور وہ جو کچھ چیزیں دی تھیں پانی میں بہانے کو ان کا کیا کیا؟

ان کو کل شام کو شہر سے دور کسی محفوظ جگہ پر پانی کے سپرد کردوں گا

ہاں میں بھول گئی تھی ان میں ایک کاغذ ہے جس پر لکھا ہوا ہے وہ رکھ لینا باقی چیزوں کو بہا دینا

ہاں، اس کاغذ میں کیا ہے؟

جب کسی کو اپنی طرف راغب کرنا ہو تو اس کا استعمال ہوتا ہے۔جن دنوں اس کی توجہ مجھ سے بالکل ہٹ جائے ان دنوں اس کو استعمال کرتی ہوں

اور کوئی فرق پڑتا ہے؟

ہاں ایک دو دفعہ لگا کہ فرق پڑتا ہے۔

اب کیا کہوں تمہیں؟ ایسا کام تو آدمی سوچ بچار سے بھی کر لیتا ہے

جب یہ سب کچھ کیا تو تم میری زندگی میں اس طرح نہیں تھے۔

ٹھیک ہے میں اسے سنبھال کر رکھ لوں گا۔خدا پر اتنا پختہ یقین ہے تمہارا نمازوں کی باقاعدگی پھر بھی یہ سب کچھ؟

بے بسی میں آدمی سب کچھ کر گزرتا ہے سیری۔

ٹھیک ہے میں سنبھال لوں گا،سب ٹھیک ہوگا۔

سب ٹھیک نہیں ہو رہا ناں۔

میں ہوں نا تمہاری زندگی میں کیا یہ ہونا کم ہے؟

تم تو میری جان ہو۔اپنے بارے میں ایسے سوال مت پوچھا کرو

مجھ پر کوئی سوال نہیں ہو سکتا؟

کبھی نہیں،اچھا آؤ اب وہ بلا رہا ہے مجھے اس سے بات کرنی ہے آؤ لپٹ جاؤ مجھ سے

تم اس سے باتیں کرو میں ذرا دیر ٹھہر کر آتا ہوں ماں۔

میسج کر کے وہ اپنی الماری میں سے وہ چیزیں نکال کر دیکھنے لگا۔کچھ موم بتیاں تھیں جو کچھ استعمال ہو چکی تھیں اور ان کا تھکا ماندہ تھوڑا سا جسم باقی تھا۔کالے رنگ کے کپڑے کے کچھ ٹکڑے تھے۔کچھ لوہے کی پتریاں۔ساری چیزوں کو نہ جانے کب سے سنبھال کر رکھا ہوا تھا اس نے۔کسی شخص کو پانے کے لئے کوئی کیا کیا جتن کرتا ہے کسی کو کیا پتہ۔حذیفہ کو کیا پتہ کہ اس کو پانے کے لیے نہ جانے کتنی راتوں کو اس نے چلے کاٹے ہوں گے۔اندھیرے کمرے میں موم بتیاں جلا کر نہ جانے کتنی راتوں کو طویل طویل دعائیں پڑھی ہوں گی۔پھر صبح اپنے نیند کی کمی سے سرخ آنکھوں کو کس بہانے سے گھر والوں سے بچایا ہوگا۔کس طرح اپنی کزن کو کہہ کر یہ سب کچھ اک بابا جی سے منگوایا ہوگا۔حذیفہ کو کیا پتہ!

کیا ان ساری چیزوں کو محفوظ نہ کر لوں شائد اسے کبھی ان کی پھر ضرورت پڑ جائے،وہ سوچنے لگا

لیکن اس کا کہنا بھی تو درست ہے۔

ٹھیک ہے سوائے اس کاغذ کے باقی سب کو پانی میں کل بہا دوں گا۔اپنے آپ سے دھیمے لہجے میں وہ کہنے لگا

ساری چیزوں کو ایسے نکال کر دیکھ رہا تھا۔جیسے کوئی بھی چیز ذرا زمین کو چھو گئی تو توہین ہو جائے گی ان ہاتھوں کی جو انہیں اتنے برس

سنبھالتے رہے۔ باقی چیزوں کو اس نے ایک الگ لفافے میں رکھ دیا۔ جلی ہوئی موم کے ٹکڑوں اور ذروں کو جب رکھنے لگا تو لگا

یہ ذرے کومل کی آنکھ سے گرے ہوئے آنسو ہیں۔

کیا انہیں اپنے پاس رکھ لوں؟ لیکن وہ کہہ چکی ہے ان کو بہا دینا ہے۔ ٹھیک ہے ان کو بہا دوں گا، اس نے فیصلہ کیا

شائد ٹھنڈے پانی کی آغوش ان جمے ہوئے آنسوؤں کو کچھ سکون دے پائے۔ موم بتی کے ٹکڑوں کو دیکھ کر لگا جیسے

باقی ماندہ ٹکڑے کومل کی بے بسی ہیں

جب کچھ رات کی دعاؤں کے بعد خواہشیں پوری نہیں ہوئی ہوں گی تو شائد پھر باقی راتوں میں اس نے اپنی کوششیں ترک کر دی ہوں گی یا شائد ان کی مدت ختم ہوگئی ہوگی۔ اس کاغذ کو باقی ماندہ چیزوں سے الگ کر کے احتیاط سے ایک کونے میں سنبھال کر رکھ دیا۔ اور باقی چیزوں کو ایک پلاسٹک کے لفافے میں بند کر کے رکھ دیا۔ سارا کام ختم کرنے کے بعد وہ آ کر سو گیا۔



شام کا وقت ہونے والا تھا جب اگلے دن وہ ہاتھ میں لفافہ پکڑے گھر سے باہر نکلا۔ کوشش کی کہ اگر راستے میں کوئی واقف کار مل بھی جائے تو دور سے سلام کر کے آگے نکل جائے کیونکہ شہر سے باہر دور پانی میں ان چیزوں کو پھینکنا تھا۔ شہر سے نکلنے کے بعد اس نے اس طرف رخ کیا۔ جہاں اسے پانی ملنے کی توقع تھی۔ ویسے تو کھیتوں کے پاس کافی جوہڑ تھے مگر ان کا کھڑا پانی تعفن زدہ تھا ان میں لفافے کو پھینکنے سے ایسے ہی ہوتا جیسے وہ ان تمام اشیاء کی توہین کر رہا ہو۔ ویسے بھی امکان تھا کہ کوئی قریب سے گزرتا شخص اس کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھ لے۔ ویسے تو کسی نے کیا کہنا تھا پھر بھی احتیاط ضروری تھی۔

بعض دفعہ معمولی کام بھی ہمیں الجھن میں ڈال دیتا ہے۔ ایسے لگا جیسے سب کچھ ہے مگر پانی شائد نہ ملے لیکن چلتے چلتے جب کافی زیادہ دور نکل آیا تو کھیتوں کو پانی دینے کے لیے جو ایک بڑی راج باہ بنی ہوئی تھی وہ پانی سے بھری تھی اور پانی رواں دواں تھا۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس نے لفافے کو پانی میں آگے کر کے پھینک دیا۔ اپنی روانی میں وہ ان چیزوں کو بھی بہا کر آگے کی طرف لے گیا۔ ایک طرح کا اطمینان ہو گیا کہ کام بخوبی سرانجام پا گیا۔ مگر جب لفافہ تھوڑا آگے چلا تو اسے ایسا لگا جیسے کوئی قیمتی چیز اس نے کھو دی ہو۔ اتنی ریاضت کا یہ انجام کہ اسے یوں پانی میں پھینک دیا جائے وہ یہ سوچ رہا تھا۔ اسے لگا جیسے اس کی کوئی اپنی چیز اس کے ہاتھوں سے نکل گئی ہو۔

بہت سی چیزیں ہمیں عزیز ہوتی ہیں پھر بھی ان کی حفاظت کی خاطر ہم ان کو خود سے دور کر دیتے ہیں۔

ہاں کبھی ایسے بھی کرنا پڑتا ہے، وہ سوچنے لگا

چیزوں کو تو اس لیے دور کر دیتے ہیں کہ ان سے نت نئی باتیں وابستہ کر لی جاتی ہیں مگر جیتی جاگتی صورتوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ اک سانس لیتا وجود کوئی ایسی چیز نہیں جسے یوں پانی میں پھینک دیا جائے۔ یہی پانی جب کسی انسانی جسم کو نگلتا ہے تو آہ وزاری شروع ہو جاتی ہے۔ گھروں میں سوگ پڑ جاتا ہے۔ دوست احباب اک المیے کا شکار ہو جاتے ہیں چیزوں اور انسانوں میں کتنا فرق ہے

ہاں بہت فرق ہے، وہ سوچنے لگا

چیزیں صدیوں تک بھی موجود رہتی ہیں اور انسان سو سال بھی جی لے تو بڑی بات سمجھی جاتی ہے۔ انسانی جسم اشیاء سے پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ مادی چیزیں سینکڑوں سال بھی برقرار رہتی ہیں۔ انہیں دوبارہ بھی بہتر شکل میں واپس لایا جاتا ہے۔ مگر انسان جتنا مرضی اسے تندرست رکھنے کی کوشش کرے جسم جھریوں کا مسلسل شکار ہوتا رہتا ہے

کافی دیر کھڑا وہ ان چیزوں کو دور ہوتے دیکھتا رہا۔ مزید وہ وہاں کھڑا رہتا لیکن شام کافی زیادہ ہو چکی تھی۔ اس لیے اس نے واپس شہر کی طرف راہ لی۔ اپنی خاموشی میں شام بہت بھلی لگ رہی تھی۔ لیکن آس پاس سے گزرنے والے لوگ کوئی زیادہ نہ تھے گاڑی سے اترنے والے کچھ مسافر تیزی سے اپنے گھروں کو رواں دواں تھے۔ مختلف ٹولیوں کی شکل میں باتیں کر کے جا رہے تھے۔ دو ایک مسافر کافی پیچھے تھے لیکن وہ زیادہ رفتار سے چل رہے تھے تا کہ ان ٹولیوں میں شامل ہو جائیں۔

''اپنی جان کی حفاظت انسان کو اجنبی کے بھی قریب کر دیتی ہے''

وہ اکیلا اپنے راستے پر شام کو گھر واپس آ رہا تھا۔ چپ سی شام، اداس سی شام، سوچوں میں ڈوبی شام جس میں کومل کی برسوں کی کوششیں اور ریاضتیں اسے اپنے آس پاس بکھری محسوس ہو رہی تھیں۔

اب تک وہ سب چیزیں نہ جانے کتنی دور جا چکی ہوں گی۔ واپس آتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا خاموشی کالی راتوں میں استعمال ہونے والی چیزیں اک خاموشی کالی شام کی آغوش میں گم ہو گئیں

گھر واپس آ کر اس نے اپنے ذہن کی ساری کھڑکیوں کو کھول لیا اور مختلف سوالوں پر غور کرنے لگا

کومل حذیفہ کو کس طرح ملایا جا سکتا ہے؟

جو رکاوٹیں موجود ہیں ان کو کیسے ختم کیا جائے؟

میری انتظار کی پالیسی کامیاب ہو جائے گی؟

نہ ہونے کی صورت میں کیا ہوگا؟

کون سا ایسا حربہ ہے جسے اب تک استعمال نہیں کیا لیکن اسے استعمال کیا جا سکتا ہے؟

کومل کے گھر میں کب ایسی فضا بنے گی جب وہ اپنی بات منوا سکے گی؟

ایسے ہی کئی سوالات اس کے ذہن میں آ رہے تھے۔ حذیفہ کے لیے اس کی حالت تو پہلے بھی ظاہر تھی اس پر، لیکن تعویزوں سے متعلق پتہ چلنے کے بعد اس کو مزید اندازہ ہوا کہ وہ اسے حاصل کرنے کے لیے کیا کیا جتن کر رہی ہے۔ اس کے لیے اتنا جتن کتنی اہمیت ہے اس کی زندگی میں حذیفہ کی، کئی بار اس کے دل میں آتا کہ وہ کبھی اس سے پوچھے کہ وہ اس کی زندگی میں کتنا اہم ہے مگر اسے ہر بار لگتا کہ کومل کسی مشکل میں نہ پڑ جائے۔

ایک بار اس نے کہا تھا ''میں دونوں کا تقابل کر کے نہیں دیکھتی۔ نہ ہی کبھی تم سے اس لیے بات کرتی ہوں کہ حذیفہ سے بات نہیں ہو رہی تو چلو ساحر سے کرلوں۔ تمہاری اپنی حیثیت ہے تم تم ہو میری بس اتنا یاد رکھنا

پھر بھی کیا، وہ کبھی کبھی پوچھتا

ایسے لگتا ہے جیسے اک گھنا درخت جس کے سائے میں مجھے پناہ مل جاتی ہے

اگر وہ کبھی اور سوال کرتا تو وہ کہتی

پتہ اکثر میں تمہاری باتوں کے جواب میں ''ہوں'' کرتی جاتی ہوں، پتہ کیوں؟

کیوں؟

میرے پاس تمہاری باتوں کا جواب نہیں ہوتا، سمجھ نہیں آتا کہ جواب کیا دوں

کیا مشکل سوال کرتا ہوں؟

نہیں، اتنی عقیدت رکھتے ہو کہ میں لاجواب ہو جاتی ہوں

میں اتنا اہم ہو چکا ہوں؟

میری جان اب ایسے سوال بے معنی ہو چکے ہیں

تو پھر کیا کہا کروں؟

جو جی میں آئے کہو، لیکن میرے اپنے بارے میں کوئی ایسا سوال نہ کرو جو ہمارے رشتے کی پیمائش کرتا ہو

اس کی پیمائش نہیں ہو سکتی

یہ پیمائش سے ماورا ہے

واقعی؟

تو اور کیا سیری یونہی کھپتے رہتے ہو

یہی وہ جواب تھا جو اسے لاجواب کر دیتا تھا اور آہستہ آہستہ اس نے ایسے سوالات کرنے کم کر دیئے تھے کبھی اسے آنے والے دنوں کا بہت خوف ہوتا تھا کہ آئندہ مستقبل میں کیا بنے گا۔ کہیں دونوں کے تعلق میں کوئی تعطل تو نہیں آجائے گا؟

وقت تو درمیان نہیں آجائے گا؟

عام لوگوں کی طرح وہ بھی سرد تو نہیں پڑ جائیں گے؟

یہ ساری سرگرمی مدھم تو نہیں پڑ جائے گی؟

اس کی شادی کے بعد اس کی کیا حیثیت ہوگی؟

وہ اس پر اتنی ہی توجہ رکھ پائے گی؟

اسے اپنی گھریلو مصروفیات سے اتنا وقت مل جایا کرے گا کہ وہ اس سے بات کر پائے؟

اتنی آسانی سے وہ موبائل استعمال کر پائے گی کہ دونوں میں تعلق چلتا رہے؟

بے شمار سوالات تھے جو اس کو پریشان کرتے تھے تو وہ آگے اسے پریشان کرتا تھا۔ مگر جیسے جیسے وہ اس کی شفقت سے آگاہ ہوتا گیا اس کے سوال کم پڑتے گئے۔ وہ اس پر انتہا کا مان کرتی تھی تو اب وہ بھی انتہا کا یقین رکھتا تھا۔ کبھی وہ حذیفہ کی موجودگی میں اپنی موجودگی کو عجیب نظروں سے دیکھتا تھا لیکن اب وہ ایسا نہیں تھا۔ وہ اس حقیقت کو پا چکا تھا کہ وہ بھی اُس کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ جس کے بغیر کومل کی زندگی کبھی بھی مکمل نہیں ہو پائے گی

یہ ساری تسلیاں اور یقین اسے کومل سے ملے تھے اور وہ اس حوالے سے بے فکر ہو چکا تھا۔ ہاں کبھی کبھی یہ احساس شدت سے اسے اپنی گرفت میں لے لیتا تھا کہ وہ اور کومل کیوں ہمیشہ ساتھ نہیں رہ سکتے لیکن اب یہ بات بھی اس کو پریشان نہیں کرتی تھی۔ وہ ایسی کسی بھی کیفیت میں خود سے کہتا،

وہ تو ہر وقت میرے ساتھ ہے، اب بھی ہے ہر لمحہ۔ ہر رات اس سے لپٹ کر سوتا ہوں تو اداسی کیسی؟

کون سا لمحہ ہے اس کو پکاروں تو وہ پاس نہ ہو؟

اتنا خیال کوئی رکھ پاتا ہے کسی کا جتنا وہ میرا رکھتی ہے؟

وہ ہر وقت اس کی غنودگی میں گھرا رہتا۔ ہر وقت اس سے محو گفتگو رہتا۔ اس قدر کہ اسے لگتا وہ ہر وقت اسی سے چپکا ہوا ہے اور وہ کبھی بھی کسی وقت تنہا نہیں ہے

ہائے، میں لیٹ تو نہیں؟

نہیں بس ذرا چند منٹس۔

ہاں وہ تمہاری نانو کا بستر لگا رہی تھی۔

اور زیادہ وقت دیا کرو نہیں۔

ہاں پتہ ہے مجھے ان کی بہت فکر رہتی ہے تمہیں، ہاں یاد آیا کل عینک آجائے گی تمہاری

مجھے کیسے ملے گی؟

میں بھی سوچ رہی تھی کہ کیسے دوں؟

پھر کیا سوچا؟

ویسے بھی انکل کی وفات والے دن ہی آئی تھی امی جان کے ساتھ۔ بعد میں آنے کا موقع ہی نہیں بنا۔ ٹھیک ہے میں خود آنے کی کوشش کروں گی۔ نہ آسکی تو کسی کے ہاتھ بھیج دوں گی۔

خود کیسے آؤ گی؟

چانس بن جائے گا؟

پھر بھی مجھے تسلی تو ہو؟

وہ جو سلائی کڑھائی کے لیے چند ماہ کورس کیا تھا ناں، میں نے اور میری سہیلی نے اپنی مس سے ملنے جانا ہے جب کا کورس کیا تب سے ان سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ تو واپسی پر تمہاری طرف بھی ہو آؤں گی تم فکر نہ کرو ہو جائے گا

ہاں ٹھیک ہے میں کب سے کب تک انتظار کروں؟

تین سے چار تک انتظار کر لینا

میں بہت بے چینی سے انتظار کروں گا۔

ہاں اگر دو پہر تک عینک مل گئی تو۔

نہ ملی تو؟

پھر جب ملے گی تب۔

کیا عینک کا ہونا ہماری ملاقات کے لیے ضروری ہے؟

اب کی بار تو ملاقات اسی وجہ سے ہوگی۔

یہ کیا بات ہوئی؟

یہ بات ہوئی ناں، اتنے دن ہو گئے کبھی خود کہا آ کر ملوں تم سے؟

میں تو اس لیے چپ رہتا ہوں کہ تمہیں خود پتہ ہوتا ہے میری بے چینی کا، اب کیا میں رو رو کر کہا کروں کہ آؤ آ کر ملو؟ میری حالت کا تو پتہ ہے ناں تم کو۔

مذاق کر رہی تھی سیری، مجھے پتہ ہے سب۔

ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا۔

ہاں۔

اور حذیفہ سے بات ہوئی کل رات؟

ہاں ہوئی۔

سب ٹھیک تو ہے ناں؟

اس نے تو بتایا سب ٹھیک ہے مگر کزن نے بتایا تھا سب ٹھیک نہیں ہے۔ اس کا اپنے بڑے بھائی سے جھگڑا ہوا چند دن پہلے۔

کس بات پر؟

بڑے بھائی نے کہا کہ وہ کام میں زیادہ دلچسپی لے تو اسی بات پر بھڑک اٹھا

تم نے اس سے پوچھا؟

میں آج پوچھوں گی۔ یہی مسئلہ ہے اس شخص کا کسی نہ کسی مسئلے میں خود کو الجھائے رکھتا ہے۔

اور تمہیں کتنی پریشانی ہوتی ہے اس سے؟

تمہیں نہیں ہوتی؟

میں تو تم میں ہوں ناں۔

ہوں۔

پھر بھی ذرا دھیمے سے بات کرنا پھر اسی بات پر بگڑ کر تمہیں اور پریشان نہ کرے

میں کوشش کروں گی، ہاں وہ تعویزوں کا کیا بنا؟

دیکھابات کو کیسے گھمایا؟

اور جب خود گھماتے ہو؟

صرف اوروں کے سامنے، تمہارے ساتھ کبھی بھی نہیں

میرے ساتھ پولیٹکس؟

نیور۔

ڈپلومیسی؟

نیور۔

دیکھ لینا؟

دیکھ لیا۔

کیا دیکھ لیا؟

اب یہ کیا ہے؟

ہاں تو بتاؤ ناں یہ کیا ہے؟

کیا یہ کیا ہے؟

تم نے خود کہا۔

میں نے تو کہا کہ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو

تو تم کو تنگ کیسے کروں جانی؟

میں سمجھا تمہارے یقین کو کچھ ہو گیا۔

یقین تو میری ذات کا حصہ ہے۔

اور میری باتیں؟

میری ہڈیوں کے گودے میں محفوظ۔

اور............

اور یہ کہ آجاؤ ابھی اس کا میسج آیا ہے کہ مجھے کال کرے گا

اسی لیے اتنی شوخیاں تھیں

اپنے سونو کے لیے۔

ہاں، پتہ ہے، بلاؤ مجھے۔

آجاؤ۔

ایسے نہیں

آؤ ورنہ مار پڑے گی، وہ بلا رہا ہے۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔

میں تمہارا ماتھا اور پاؤں چوم کر تم سے لپٹ گیا

میسج بھیج کر اُس نے موبائل آف کر دیا۔

اپنی مصروفیت میں سے ذرا وقت نکال کر وہ تین بجے سے چند منٹ پہلے ہی کمرے میں بیٹھ گیا اور اس کا انتظار کرنے لگا۔ دس پندرہ منٹ انتظار کرنے کے بعد وہ آئی۔ ہاتھ میں کوئی لپٹی ہوئی چیز تھی دونوں پہلے چند منٹ تک تو اپنے گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرتے رہے۔ جب بھی ان کے درمیان ملاقات ہوتی۔ پہلے چند منٹ ضرور دونوں اردگرد کے ماحول سے تھوڑا سا متفکر نظر آتے پھر۔ اپنے معمول کی باتوں میں مصروف ہو جاتے۔ چند منٹ بعد وہ دونوں کمرے میں اکیلے بیٹھے تھے کومل کو دیوار کے ساتھ بٹھا کر وہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔ اِس انداز سے ان کی ملاقات کی ابتدا ہوئی تھی۔ وہ سر رکھ کر کوئی نہ کوئی بات شروع کر دیتا اور وہ اختیار اور بے اختیاری کی ملی جلی کیفیت میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہتی۔ وہ ہمیشہ پسند کرتا تھا کہ اس کی باتیں سنے لیکن خود ہی بولتا رہتا اور وہ سنتی رہتی۔ کچھ دیر تک وہ ایسے ہی گود میں سر رکھے پڑا رہا۔ کومل نے لپٹی ہوئی چیز کو کھولا اور بولی

اب ذرا بیٹھو اٹھ کر میں تم کو عینک لگا کر دیکھتی ہوں

مجھے دو میں خود لگاتا ہوں۔

میں خود لگاؤں گی تمہیں۔

میں خود لگاتا ہوں کا مطلب ہے، میں پہلے تمہاری آنکھوں پر اسے دیکھوں گا

بہت لاڈ آ رہا ہے، خیریت تو ہے ناں؟

بس آ گیا، مجھے دو عینک۔

اس سے لے کر اس نے عینک آنکھوں پر لگا دی۔ جیسے اچانک اس پر کوئی انکشاف ہوا ہے۔ پھر اس نے اس کے بالوں سے کلپ نکال کر انہیں ذرا بکھیر دیا۔ وہ سوچنے لگا اگر آج وہ نہ ملتے۔ وہ اس کے لیے عینک نہ خریدتی۔ اسے کومل کی آنکھوں پر لگانے کا موقع نہ ملتا تو وہ کتنے مبہوت کرنے والے منظر سے ساری عمر محروم رہتا۔ جب سے وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آئے تھے کومل اس پر منکشف ہو رہی تھی اور یہ سلسلہ کبھی رکا

نہیں تھا۔ کوئی نہ کوئی نیا پہلو اس کی ذات کا سامنے آتا اور وہ دم بخود ہو جاتا۔ وہ مسلسل اسے دیکھے جارہا تھا۔ اور وہ اسے دیکھے جارہی تھی۔ دونوں سوچ رہے تھے کہ ملے تو ہیں لیکن وقت کتنا کم ہے۔ دونوں کو یہ احساس ہو رہا تھا کہ وہ کم ملتے ہیں ان کو زیادہ ملنا چاہیے۔ لگتا تھا دونوں ان لمحوں کو اپنی ذات میں قید کرنا چاہ رہے ہوں۔ لیکن وقت تو وقت ہے اپنی چال کبھی نہیں بدلتا، چلتا رہتا ہے۔ موسم خوشی کا ہو یا غمی کا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی پیاس بجھانے میں مصروف تھے کہ اچانک وہ بولی

اوہ......

کیا ہوا؟

ادھر دیکھو۔

ہاں یہ لو۔

یہ میں نے آپ کی آنکھوں پر عینک لگا دی، وہ بولی

یہ آپ کیا ہوتا ہے؟

آپ میلے بے بی، تمہیں کوئی اعتراض ہے؟

نہیں ہزار بار کہو میری جان نکل جاتی ہے یہ الفاظ سن کر۔

جان نکل جاتی ہے، پلیز میری یہ الفاظ نہ بولا کرو ناں۔

کیسا لگ رہا ہوں؟

کمال کا بے بی!

نہیں سچ بتاؤ ناں؟

گریٹ، ٹو کیوٹ، بہت ڈیسنٹ، زبردست جی۔

بس نہیں چلتا ورنہ ساری تعریفیں آج ہی کر ڈالو۔

میری جان ہو میری۔ ہمیشہ کی طرح خوبصورت، دیکھو جا کر خود کو آئینے میں ذرا۔

میں آئینہ دیکھوں؟

ہاں دیکھ لو جو میں کہہ رہی ہوں سچ ہے۔

واقعی بدھو کی ماں ہو!

کیا ہوا؟

جب تم نے کہہ دیا کہ ڈیسنٹ ہوں تو پھر کیا ضرورت رہ جاتی ہے آئینے کی؟

کمآآآآآل ہے، خوش کر دیا۔

تو اور کیا، جب تم کہہ رہی ہو کہ زبردست لگ رہا ہوں تو لگ رہا ہوں پھر۔ کہیں اور سے تصدیق کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟

ہوں۔

مجھے عینک لگا کہ دیکھ لی ناں؟

ہاں۔

تو پھر ابھی گود میں دوبارہ سر رکھ میرا، جلدی۔

وہ دیوار کے ساتھ لگ کے بیٹھ گئی اور وہ سر اس کی گود میں رکھ کر لیٹ گیا۔ آہستہ آہستہ باتیں کرتا جا رہا تھا اور وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔

جب پانی میں وہ چیزیں پھینکیں تو دل بہت اداس ہوا میرا، لیٹے لیٹے وہ بولنے لگا

کیوں سیری؟

ایسے لگا جیسے کوئی متاع ہے جو پانی میں بہا رہا ہوں۔

متاع تو تھی یہ تم نے ٹھیک سوچا

تم نے کتنے جتن کیے ہیں اس کو حاصل کرنے میں۔ اس نے کبھی اتنی کوشش نہیں کی۔ شائد۔

شائد نہیں سچ ہے۔ تمہاری استقامت کمال کی ہے۔ انتھک کوشش کر رہی ہو تم۔ تمہیں دیکھ کر جذبوں کی صداقت اور پائیداری پر یقین بڑھتا ہے میرا۔ ایسے جذبے وقت بھی جن کو متاثر نہیں کرتا۔

میں نے اپنی کوشش کی ہمیشہ اسے پانے کے لیے، اب اس کوشش میں تم بھی شامل ہو کبھی تنہا تھکتی رہتی تھی۔ اب ہر لمحہ تم ساتھ ساتھ ہو۔ اک تحفظ کا احساس ہوتا ہے کہ کوئی ہے جو زندگی کے اتنے مشکل مقام پر میرے ساتھ دل و جان سے ہے۔ جو ہر دم حاضر رہتا ہے جیسے ذرا سی کوتاہی بھی تمہیں بے چین کر دے گی۔

میں اپنی پوری کوشش کرتا ہوں جتنا کسی انسان کے بس میں ہے اتنی کوشش۔

جتنا اختیار میں ہے تم اس سے بھی زیادہ کوشش کرتے ہو، مجھے پتہ ہے۔ اب بحث میں مت پڑ جانا۔

نہیں کرتا بحث، بس ایسے ہی میرا سر اپنی گود میں رکھو۔

ہوں۔

ہر وقت تمہارا خیال اپنی لپیٹ میں لیے رکھتا ہے۔ تب ایسے لگتا ہے کہ کوئی لاوہ ہے جو آنسوؤں کی شکل میں بہنا چاہتا ہے تمہارے پاس بیٹھ کر۔ اب تمہارے ساتھ لیٹا ہوا ہوں تو دیکھو ایک قطرہ بھی آنا آنکھوں میں مشکل ہے۔ عجیب حالت ہو جاتی ہے میری۔ ایسے ہوتا ہے بہت سی باتیں کبھی ہم کرنا چاہتے ہیں۔ جب پاس ہوں تو پھر کوئی بات ذہن میں نہیں آتی۔ ایسا ہوتا ہے سیری۔

کتنا اچھا لگ رہا ہے ناں؟

ہاں بہت اچھا، اتنا کہ بیان نہیں کر سکتی۔مگر وقت ہونے والا ہے سیری۔

ہاں مجھے پتہ ہے۔آج تو ملنے کا پروگرام اچانک بنا اس عینک کی وجہ سے،

اگلی بار زیادہ وقت کے لیے ملیں گے۔

ہاں ٹھیک ہے مگر ٹھہرو۔

کیا؟

اپنے پاؤں ادھر کرو۔

کوئی حال نہیں تمہارا ابھی، وہ لاڈ سے ڈانٹتے ہوئے کہنے لگی۔

جلدی سے اس نے دونوں پیر پکڑ کر ان پر بے تحاشہ بوسے دیے اور پھر کھڑے ہو کر اس کے ماتھے کو چوما۔ پھر معصوم سا بن کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ کومل نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر اپنے شفقت میں رچے لب رکھ دیئے۔

بہت سکون ہے، خاص قسم کا نشہ ہے، لگتا ہے جیسے سب کچھ ان لبوں میں بھرا ہے۔

دل سے نکلتا ہے سب سیری۔

ہاں جانتا ہوں ناں۔

ہوں، میرا پالا شا بے بی، وہ اس کے گالوں کی چٹکی لے کر کہنے لگی۔

اس کے جانے کے بعد وہ کافی دیر تک فرش پر اسی جگہ بیٹھا رہا۔ جہاں دونوں نے کچھ وقت ابھی ابھی ساتھ گزارہ تھا۔ لگتا تھا کہ اک نشیلا سا احساس ہے جسے وہ اپنی گرفت میں رکھنا چاہتا ہے۔ کچھ دیر اسی حالت میں گزری تھی کہ وہ فرش پر لیٹ گیا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو بتانے کی کوشش کر رہا ہو کہ کومل کے خیال میں کس قدر سرشار ہے وہ۔ اس پر اس کا کتنا اثر ہے۔ کسی کا آ کر کچھ دیر بعد چلے جانا عموماً انسان کو اداس کر دیتا ہے لیکن وہ اپنے آپ کو یہ بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کومل کا احساس اس قدر حاوی ہے اس پر کہ اس کو اس کے چلے جانے کی فکر نہیں ہے۔ ابھی جو لمحات ساتھ انہوں نے ذرا دیر گزارے تھے وہ تو ان کے اثر سے ابھی باہر نکل نہیں پا رہا تھا اور نہ ہی نکلنا چاہتا تھا۔ جاتے وقت جس طرح وہ اس کی آنکھوں پر عینک رکھ کر گئی تھی اس نے ابھی تک اسے اس حالت میں رہنے دیا تھا۔ ہر بار جب وہ ملتے تھے تو ہر بار لگتا تھا کہ مزید فاصلہ دونوں نے کسی جانب طے کیا ہے۔ وہ سمت کون سی تھی جس کی جانب وہ سفر کرتے جا رہے تھے۔ جو بھی سمت تھی سفر مثالی انداز میں طے ہو رہا تھا۔

کبھی کبھی اسے خیال آتا تھا کہ وہ اسے ماں کہتا ہے اور وہ قبول کرتی ہے۔ اگر اس نام کے حوالے سے اگر کومل کو کبھی فکر ہوئی تو وہ کیسے مطمئن کرے گا اسے؟ ایک بار ویسے خود ہی یہ بات کر کے وہ اس کو تسلی دے چکی تھی۔

تم اس لیے ماں کہتے ہو کہ تم نے اپنے آپ کو میرے ذریعے جانا، نیا جنم لیا۔

تب کومل کی زبانی یہ باتیں سن کر اسے تسلی ہوگئی تھی کہ وہ اس تعلق کا اک واضح مفہوم رکھتی ہے۔ ورنہ وہ لاڈ میں ماں کہتا تھا اور وہ مانتی بھی تھی اسے لیکن پھر بھی وہ ذرا سی فکر کبھی کبھی محسوس کرتا تھا۔ فکر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس بات کا اسے یقین تھا کہ کبھی بھی ان دونوں کے درمیان اتنے سالوں سے کوئی غیر سنجیدہ بات نہیں ہوئی۔ زندگی کے کسی بھی پہلو پر بات ہوئی تو انتہائی سنجیدگی اور گہرائی سے۔ کبھی بھولے سے بھی دونوں میں سے کسی نے دوسرے کو ایسا مذاق نہ کیا جو ذرا سی بھی دل آزاری کا باعث بنے۔ اسی لیے جب اچانک اس نے ماں کہنا شروع کیا تو کومل کی طرف سے اسے قبول کیا گیا فراخ دلی سے۔

نام جتنا اہم تھا اسی قدر اس کو فکر بھی تھی کہ انہوں نے کبھی بھی کسی بات کو غیر سنجیدگی سے نہیں لیا اور نہ ایسا ہوسکتا ہے۔ لہٰذا دونوں اس رشتے کو کس انداز سے لے رہے ہیں۔ کیا دونوں اس کو انتہائی سنجیدہ بات تسلیم کر چکے ہیں؟ کیونکہ کوئی بات دونوں کے درمیان مذاق تو ہوسکتی نہیں تھی۔ اس لیے جہاں اسے بے پناہ اطمینان بھی تھا وہاں ذرا فکر بھی تھی اسے اس نام کے حوالے سے۔

لیکن جب آج تک دونوں نے ہر بات کو پوری سچائی سے نبھایا تھا تو پھر اس حوالے سے فکر کیوں تھی؟

تشکیک انسانی زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ بظاہر تاثر منفی لیکن سچائی تک جانے کا ذریعہ بھی۔ خدا پر یقین ہماری زندگی کا بنیادی نکتہ ہے۔ پھر بھی کسی لمحے اگر خیال آئے

پتہ نہیں خدا ہے بھی کہ نہیں؟

تو اس کا مطلب خدا کے وجود سے انکار نہیں۔ ایسا خیال آنا ہمارے ذہن میں خدا کے ہونے کے حوالے سے اور مضبوط دلائل پیدا کرتا ہے اور ہمارا عقیدہ اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ شک جتنا زیادہ ہوگا سچ اسی قدر ابھر کر سامنے آئے گا۔ ایسے کئی خیالات ذہنوں میں آتے ہیں بعض ان کا اعتراف کھلے دل سے کر لیتے ہیں بعض ان کو کسی کمزوری سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ خیال کا آجانا بذات خود کسی کمزوری کی دلیل نہیں۔

ہری بھری فصل لہرانے والا اک زرخیز کھیت بھی گھاس اور جڑی بوٹیوں سے خالی نہیں ہوتا۔

مضبوط خیالات والے ذہن میں بھی بے معنی خیال آسکتا ہے۔ جو مضبوط خیال کو ہی تقویت دینے کا باعث بنتا ہے

اپنے اور کومل کے حوالے سے جو خیال اسے اس رشتے کے متعلق آیا تھا یا آجاتا تھا کبھی کبھی وہ صرف اس وجہ سے تھا کہ ان کی زندگی میں چونکہ آج تک کوئی پہلو غیر سنجیدہ نہیں تھا۔ اس لیے اتنی بڑی بات اتنا بڑا نام جتنی کوشش یا احتیاط کا مستحق تھا اپنی حفاظت کے لیے، اسے اس حوالے سے کبھی فکر ہوتی تھی بس

یا یہ کہ نام تو بڑا ہے وہ دونوں اس بات کا ادراک کر پاتے ہیں کہ کس رشتے میں وہ دونوں بندھ گئے ہیں؟

اسے اپنی اور کومل کی کسی غیر متوقع ناکامی سے ڈر لگتا تھا۔ وہ دونوں اتنے سالوں میں اپنے حوالے سے کبھی ناکام نہیں ہوئے تھے۔ جس بنیاد پر ان کا رشتہ استوار ہوا تھا اس کے قائم رہنے اور رکھ پانے کے حوالے سے اسے فکر تھی کیونکہ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کومل کسی بات میں ناکام ہو

دونوں کی ناکامی دراصل دونوں کے نہ ہونے کی دلیل ہوتی لیکن وہ دونوں تو تھے۔موجود تھے ان کا ہونا انہیں کسی بھی ناکامی سے دور رکھتا تھا۔اُس کے متعلق کبھی ایسا خیال بھی آتا تو وہ سخت شرمندہ ہوتا۔وہ آج تک اس کے لیے ہمیشہ توقع سے بڑھ کر ثابت ہوئی تھی۔اک انکشاف تھی وہ جو ہمیشہ جاری رہتا۔کہیں اس کے دماغ کی تہہ میں بھی یہ بات موجود تھی کہ اس حیثیت میں بھی وہ ناکامی کو کبھی پاس نہیں پھٹکنے دے گی۔یہی اک یقین تھا کہ جواب نام کومل کو غائب کرتا جا رہا تھا اور ماں کو غالب۔اسے خود محسوس ہونے لگا تھا وہ اب کومل نام کم استعمال کرنے لگا ہے اور اس کی جگہ پہ ماں زیادہ استعمال کرتا ہے

میں تم سے لپٹ گیا ہوں۔

مجھے چھپالو۔

آج مجھے زور سے بھینچ لینا۔

تمہیں ماتھے پر کس کردی۔

تمہارے پیروں پر سر.............

تمہارے پیروں کو.........

اتنی تکرار سے وہ ماں کہنے لگا تھا کہ بعض اوقات وہ کوشش کر کے کومل نام سے پکارنے کی کوشش کرتا یا ماں کے ساتھ کومل لگا لیتا

تمہیں بہت شدت سے یاد کر رہا ہوں ماں کومل

دونوں نام آپس میں گھل مل گئے تھے اور ماں نام غالب آ چکا تھا۔اسی لیے اب فکر بھی ہو جاتی تھی اسے کبھی بھی

''کامیابی حاصل کر لینا اہم ہے،اسے برقرار رکھنا زیادہ کٹھن کام ہوتا ہے''

ایک نام سے کسی کو پکار لینا اور کسی کا قبول کر لینا وہ نام اہم ہو سکتا ہے۔مگر نام کے تقدس کو محفوظ رکھنا اس سے کہیں زیادہ اہم کام ہوتا ہے زندگی میں۔اس کو اگر کوئی فکر لاحق تھی تو صرف اسی وجہ سے،اسی حوالے سے۔ورنہ یہ بات تو شک وشبہ سے بالاتر تھی کہ وہ اس کی زندگی کا یقین تھی۔اب تک جو بھی ہو رہا تھا وہ اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ اس تعلق کو کامیابی سے نبھائے گی تحفظ بھی کرے گی۔

کچھ دیر ایسی ہی سوچوں میں رہا اور شرمندہ بھی ہوا اپنی نظروں میں کیونکہ اسے پتہ تھا کومل ہر خدشے کی نفی کا نام ہے۔سارے وسوسوں کو وہ آرام سے اپنے پاؤں تلے روند ڈالے گی۔جو نام ان دونوں کے تعلق کو مل چکا ہے اس کا دفاع کرے گی۔

کومل سے احساسات اس کو کومل کے خیالوں میں لپیٹے ہوئے تھے۔عینک کو اس نے کور میں رکھا اور دراز میں رکھ دیا۔وہ خود اس کا استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔جب ٹی وی، پڑھائی کی ضرورت ہوگی کر لیا کروں گا،اس نے سوچا

رات کافی ہوگئی تھی لیکن ابھی تک وہ اس کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔رات خاموشی اور آرام کا وقت ہوتا ہے فطرت کے نظام میں تو ایسا ہی ہے۔لیکن زندگی جتنی کشمکش میں دن بھر ہمیں رکھتی ہے وہ بعض اوقات رات کو بھی ہمیں وقت پر نہیں سونے دیتی۔ان دونوں کے ساتھ بھی ایسا ہی

معاملہ تھا۔ کہاں تو اک فاصلہ پاس ہوتے ہوئے بھی اور کہاں اب اتنی قربت کہ لفظ قربت بھی پھیکا پھیکا سا لگے

ہائے!

آج زیادہ دیر کردی۔

دن کو ملاقات ہوئی تھی دل نہیں بھرا؟

نہیں۔

مطلب میرے آنے کا نو فائدہ؟

ایسا نہیں۔

ایسا ہے۔

کہاناں ایسی بات نہیں۔

ہاں مجھے پتہ ہے ویسی بات ہے۔

اب کیا کہوں میں؟

جو دل کرے۔

تمہیں سب پتہ تو ہے۔

پھر بھی جو دل کہے کہو سیری میں ہوں ناں۔

اچھا یہ بتاؤ دیر کیوں لگائی؟

وہ کزن کا فون آیا تھا۔

ہوں۔

چند دنوں تک ان کی طرف جانا ہے۔

گھر والوں کے ساتھ؟

ہاں امی اور بھابھی نے جانا ہے، اس کے چھوٹے بھائی کی منگنی ہے، چند دن وہاں رہنا پڑے گا۔

اور میں؟

تم میرے ساتھ۔

موبائل ساتھ ہوگا؟

تم بتاؤ ساتھ لے جاؤں یا نانو کا استعمال کرلوں؟

میرا خیال ہے نانو کا استعمال کر لینا جب موقع ملے گا۔

نہ ہو سکا تو؟

تو صبر کر لوں گا۔

چلو ابھی چند دن ہیں دیکھ لیں گے کیا کرنا ہے، کیسی لگ رہی ہے عینک؟

ٹھیک لگی تھی تم نے بتایا تو تھا۔

تھی مطلب؟ اب کہاں ہے؟

دراز میں۔

شاباش۔

کس بات کی؟

میرے سر کی۔

کیا ہوا؟

اتنی دیر سے میسج بغیر عینک کے کر رہے ہو؟

ہاں، پہلے بھی تو کرتا تھا ناں۔

پہلے کبھی بے بی۔ انڈر ویئر بھی پہنتے ہوگے۔ اب بھی پہن کر آجاؤ گلی میں۔

ہوا کیا؟

کئی مرتبہ پہلے بک چکی ہوں کہ اپنا خیال رکھا کرو۔ لیکن کرو گے تم اپنی مرضی۔

اچھا آج ہی تو ملی ہے تو لگانے کی عادت ڈال لوں گا ناں

نہیں، ایسا کرو کہ اعلان کرواؤ محلے میں میں کہ تم کس دن سے عینک کا استعمال شروع کرنے والے ہو۔

ٹھیک ہے ابھی نکالتا ہوں۔

خود کو اذیت دینے میں مزا آتا ہے تمہیں، اذیت پسند ہو گئے ہو۔

میں غصے میں نہیں آؤں گا جو مرضی کہو، پر لگانے لگا ہوں میں۔

ہوں۔

کتنے کی آئی تھی؟

دوبارہ پوچھنا۔

کتنے کی آئی تھی؟

پھر پوچھو۔

میں نے کہا کتنے پیسے لگے اس پر؟

منہ ادھر کرو۔

ہاں کیا

ایک تھپڑ لگایا ہے الٹے ہاتھ کا، اب پوچھو۔

ٹھیک ہے سمجھ گیا ہوں۔

ایسے ہی سمجھ آتی ہے تمہیں سیری

ویسے ہی پوچھا تھا پر ٹھیک ہے تم لائی ہوناں اتنا ہی بہت ہے۔

چند منٹ وہ انتظار کرتا رہا مگر ادھر سے کوئی جواب نہ آیا۔

شائد حذیفہ سے بات شروع ہوگئی ہو، اس نے سوچا

جانی!

کہاں تھیں؟

وہ تمہارے ان کا میسج آیا ہے کہ آدھے گھنٹہ تک آنے والے ہیں۔

آج بہت لاڈ سے نام لیا جا رہا ہے ان کا؟

ہاں آج کل موڈ کچھ اچھا ہو رہا ہے اس کا۔

اچھی بات ہے، کوشش کیا کرو اسے غصہ نہ آئے کسی بات پر۔

ہاں جیسے جیسے کہتے ہو کر رہی ہوں۔

کام کیسا جا رہا ہے آج کل؟

کام کی بات کرو تو بھڑک اٹھتا ہے۔ والد کا کنٹرول ہے کاروبار پر۔ باقی بھائی کاروبار کو اچھی طرح سنبھالے ہوئے ہیں یہ امیروں کی طرح رہنا پسند کرتا ہے۔ کبھی چلے گئے مارکیٹ کبھی نہ گئے۔

عادت ہو جائے گی، فکر نہ کرو۔

مگر وہاں مارکیٹ میں دوسرے بڑے بھائی کا ہولڈ ہے۔ نہ یہ سیریس ہوگا نہ وہ ذمہ داری دیں گے اسے۔

پھر کیا کرے؟

الگ سے اپنا کام کرسکتا ہے۔اس کا چھوٹا بھائی قیصر جس نے والد سے اپنا حصہ لے کرٹشو پیپرز کا کام چند سال پہلے شروع کیا تھا اب لاکھوں میں ہے۔لیکن اسے دوستوں کے ساتھ موج مستی سے ہی فرصت نہیں ہے۔

پراب پسند کرچکی ہوناں۔

ہاں،کرچکی ہوں یہی تو مسئلہ ہے۔

دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟

مجھے اسے حاصل کرنا ہے۔بس۔

دل کے معاملات میں کوشش دیکھی جاتی ہے۔بس جو تم کررہی ہو۔اس کا چلنا کوئی طے شدہ بات نہیں۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے مجھے سمجھایا مت کرو۔طریقہ بتاؤ اسے پانے کا۔

سارے راستے کھلے رکھ کراس کے لیے کوشش کرو۔

جس کے ساتھ دس سال ہوگئے زندگی کوشیئر کرتے ،اس کو چھوڑ کر کیسے کوئی راستہ اپنالوں سیری؟

بعض اوقات کڑوا گھونٹ بھرنا پڑتا ہے۔

کڑوے گھونٹ پی تو رہے ہو میرے ساتھ۔

ہاں،انہیں پیتے پیتے اچھے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔

میری کوشش تم ہو صرف تم۔

میں کبھی سرد نہیں پڑوں گا۔

یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے؟

اس سارے معاملے میں برسوں پہلے سے ہی کوششیں کی جانی چاہئیں تھیں۔

تب تم میرے پاس نہیں تھے ناں۔

میں جواز ڈھونڈتا رہتا تھا۔تمہارا فون آتا تھا تو جی نہیں چاہتا تھا کہ بات ختم ہو۔خود جی چاہتا تھا تو نہیں کرتا تھا۔صرف یہی سوچ تھی کہ پہلے تمہاری کزن سے بات کرلیتا تھا وہ چلی گئی تو اب تم سے بات شروع کیسے کردوں۔یہ سوچتا تھا کہ تم میرے بارے میں کیا سوچوگی؟ جب بھی اسے کسی بات کے لیے بلانا ہوتا تو عموماً تم ہی فون اٹھاتی تھیں۔مجھے ہمیشہ یہ شرم رہی کہ تم کیا سوچوگی کہ نفیسہ چلی گئی تو اب مجھ سے گپ شپ شروع کردی۔

مجھے بھلا تمہاری عادتوں کا پتہ نہیں تھا کیا؟ جو دل کرتا تھا وہ کرلینا تھا بدھو،اتنے سال دور رہے مجھ سے۔پرخدا کا شکر ہے اب اتنے قریب ہو۔سالوں کا فاصلہ دنوں میں طے کیا تم نے۔شکر ہے تم میرے ساتھ ہو۔

مجھے اب کہیں جانے مت دینا۔

سوچنا بھی نہیں کبھی ایسی بات۔

ایک بات کروں؟

ہزار کرو میری جان۔

ڈانٹنا نہیں۔

حرکت ایسی کرو گے کہ ڈانٹنا پڑے تو پھر تو ڈانٹ پڑے گی۔

لاڈ سے کہنی ہے اک بات۔

ہاں کہو

مجھے کبھی چھوڑنا نہیں

تمہاری اس بات پہ ہنسی آ گئی سیری، لو بھلا میں تمہیں چھوڑوں گی۔

جی چاہا تو کہہ دیا ناں۔

میں ہوں تو کوئی ایسی فکر مت پالنا، ٹھیک ہے؟

ہاں ٹھیک ہے

میرے پاس آنے کی تیاری کرو وہ آنے والا ہے۔

جب وہ آئے گا تو میں آ جاؤں گا۔

آرام سے لیٹ جانا زیادہ مستیاں مت کرنا۔

ہاں، بلاؤ۔

آؤ پھر

میں آ گیا۔

چند منٹ بعد ہی حذیفہ کا میسج آیا کہ تھوڑی دیر بعد وہ اسے کال کرنے والا ہے۔ اسے ذرا سا غصہ آیا کہ ابھی بھی تھوڑی دیر باقی ہے لیکن خود کو سرد کرتے ہوئے وہ اس کی کال کا انتظار کرنے لگی،

ہیلو جی!

ہاں آ گئے؟

جی سرکار آنا نہیں تھا کیا؟

گھر میں خیریت ہے ناں؟

ہاں امی کی طبیعت اب پہلے سے بہتر ہے دوا لے رہی ہیں۔

ان کی دیکھ بھال کیا کرو دھیان سے۔

ہاں جتنا وقت ملتا ہے اپنی پوری کوشش کرتا ہوں

آج کیسے وقت نکل آیا خوشگوار موڈ کے لیے؟

تمہارا بھی خیال کرنا پڑتا ہے ناں۔

کیا بات ہے؟

اچھا اک کِس دو

اتنی جلدی نہیں۔

پلیز۔

جب کال ختم ہونے لگی تب

تو اب ختم کردوں؟

اور کال دو گھنٹے سے پہلے ختم ہو تو اسے کال شمار نہیں کیا جائے گا اور پھر کِس مِس۔

ٹھیک ہے، ایک بار گلے لگا لو تب تک۔

اس کے لیے مزید ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑے گا

یہ ضروری ہے کیا؟

ہاں جیسے پچھلے ہفتے رات بھر انتظار کرتی رہی اور تم کہنے کے بعد بھی نہیں آئے

وہ ذرا مصروف ہو گیا تھا میں۔

ہاں، دیکھا تھا میں نے کال کر کے، فون بزی جا رہا تھا تمہارا

ہاں..........وہ ایک دوست سے بات ہو رہی تھی

کون سے دوست سے؟

ماجد سے

اور وہ بات رات ساڑھے بارہ سے صبح چار تک ہوتی رہی۔ کافی اہم مسئلہ تھا۔ میرا خیال ہے؟

تو تم نے جاسوسی کی میری؟

میرا خیال ہے ہم جب بھی وقت ہو ایک دوسرے کو کال کر سکتے ہیں اور اگر بہت زیادہ لمبی کال ہو تو پوچھ بھی سکتے ہیں کہ کون کس سے بات کر رہا تھا؟ اس میں جاسوسی والی تو کوئی بات نہ ہوئی۔

میں اس کی وضاحت نہیں کروں گا۔

میں نے وضاحت مانگی بھی نہیں بس بتایا تم کو۔ میرا موبائل اگر آف بھی ہو رات کو تو تمہیں اعتراض ہوتا ہے۔ اور میں ساری ساری رات جاگتی ہوں تمہارے انتظار میں صبح اٹھ کر گھر کا کام اور پڑھائی بھی کرنا ہوتی ہے۔ نیند کی کمی پریشان کرتی ہے۔

پہلے بھی تو پڑھائی ہو جاتی تھی اب کیا ہوا؟

پہلے بات سن لیتے تھے کر لیتے تھے تو نیند کی کمی کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ رات بھر جاگوں اور پھر تم سے بات بھی نہ ہو تو پریشان تو ہوگی ناں۔

تم پہلے سے بدل گئی ہو۔

میں بدل نہیں گئی ہوں تمہیں اور کالوں سے فرصت نہیں ملتی۔

کرو شک مجھ پر،

شک نہیں جو حقیقت ہے بتا رہی ہوں۔ کسی لڑکے سے رات اتنی لمبی بات کی وجہ ہی کوئی نہیں بنتی۔ آرام سے دن کو بھی بات ہو سکتی تھی اگر کسی لڑکے سے بات کرنا تھی

تم لڑکی ہو تمہارا ماحول محدود ہے۔ مجھے جس معاشرے میں زندگی گزاری پڑ رہی ہے اس میں بہت سے لوگوں کی بات سننی پڑتی ہے

اور وہ بہت سے لوگ لڑکیاں ہونا ضروری ہیں؟

میں نے کب کہا؟

مجھ پر اتنی پابندی کہ کہتے ہو شادی کے بعد مجھے کبھی بازار بھی نہیں جانے دو گے اور خود کیا کرو گے تم؟

میں مرد ہوں کومل

میں انسان ہوں، پتہ ہے؟

میں اب اس حوالے سے ذرا بھی بحث نہیں کروں گا۔

نہ کرو تمہیں اس سے کیا، بھاڑ میں جاؤں میں۔

میں جیسا ہوں تمہیں قبول کرنا پڑے گا۔

اتنے سالوں سے قبول کیا تو ہے، بھاگی نہیں میدان سے۔

پہلے کبھی تم نے ایسے بات نہیں کی تھی۔ اب باتیں آ گئی ہیں تمہیں۔

آ جاتی ہیں وقت کے ساتھ ساتھ۔

ہاں بہت پڑھ رہی ہو تم بہت کچھ سیکھ رہی ہو تم۔

مجھے پڑھائی پر کوئی شرمندگی نہیں

ہاں مجھے شرمندہ ہونا چاہیے تمہارے جتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں ناں۔

میں نے کبھی ایسا کچھ کہا؟

مجھے تمہاری باتوں سے محسوس ہوتا ہے۔

میں نے تمہیں چاہا ہے، کسی سند ڈگری کو نہیں۔

ہاں میرے پاس ڈگری نہیں پتہ ہے مجھے۔

بات کو گھما پھرا کر غلط مطلب نکالو تو کیا کروں میں؟

ہاں میری عقل جو تم سے کم ہے میں الٹا مطلب لیتا ہوں باتوں کا۔

تیز تیز گفتگو میں اچانک دونوں چپ کر گئے۔ کال بھی کسی نے نہیں کاٹی۔ اونچی اونچی سانسیں دونوں کو سنائی دے رہی تھیں۔ دونوں انتظار میں تھے کہ کون بولے۔ کوئی بھی دوبارہ پہلے بول کر الزام سر پر نہیں لینا چاہتا تھا۔ دونوں اپنے اپنے طور پر پریشان بھی تھے کہ اچھے خاصے موڈ کے باوجود تو تو میں میں تک کیسے بات پہنچ گئی۔

حذیفہ اپنے کمرے سے باہر نکلا اور صحن میں گھومنے لگا۔ اسی دوران اسے ایک اور کال کسی دوسری طرف سے موصول ہوئی اور اس نے کومل سے بات ختم کر کے دوسری طرف گفتگو شروع کر دی

سب ٹھیک ہو جائے گا ناں؟

ہاں سب ٹھیک ہو جائے گا، حذیفہ نے کہا

مگر مجھے فکر لگ گئی ہے۔

فکر کیسی میں سب ٹھیک کر لوں گا

میں شکر گزار رہوں گی ہمیشہ۔

اس میں شکر گزاری والی کیا بات ہے؟

پھر بھی تمہارا اچھا سلوک یاد رہے گا

میں نے پورے خلوص سے کوشش کی اور کر رہا ہوں

تم ہو تو مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے۔

ہاں میں نے اپنے ذمہ پر کام لیا ہے تو حل بھی کروں گا مسئلہ

ابھی وقت ہے؟

ہاں۔

تو ابھی کچھ دیر اور بات کرو مجھ سے۔

ہاں کہو میں سن رہا ہوں۔

وہ اپنی عادتیں نہیں چھوڑے گا دیکھ لینا

میں اسے بچپن سے جانتا ہوں۔مزاج سے واقف ہوں اس کے۔تم فکر نہ کرو

فکر تو نہیں ہے اتنی زیادہ جتنی تھی۔تمہارا ساتھ کافی حوصلہ بڑھاتا ہے میرا

میں حاضر ہوں۔

کیا سب کے مسائل میں یوں ہی حاضر ہو جاتے ہو؟

نہیں تو۔

تو اسے اپنی خوش بختی سمجھوں؟

جیسے تم کو لگے۔

میں جتنی ٹینس ہوگئی تھی ناں اگر تم درمیان میں نہ آتے تو پتہ نہیں کیا ہوتا

مجھے تم دونوں کے درمیان خراب تعلقات اچھے نہیں لگتے۔اپنی بھرپور خلوص سے بھری نیت سے کوشش میں ہوں کہ معاملہ ٹھیک ہو جائے۔

اگر رات نیند نہ آئے تو دوبارہ کال کرلوں، اجازت ہو تو؟

میں کرلوں گا مجھے میسج کر دینا۔

نہیں، اچھا نہیں لگتا ناں۔

اس میں بُرا کیا ہے؟

زیادہ تقاضا کرتی جارہی ہوں آپ سے۔

بھروسہ کیا ہے تو بھروسہ رکھو۔

میں اس ساری کوشش کا شکریہ کیسے ادا کر پاؤں گی؟

کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اچھا میں سوتی ہوں، نیند نہ آئی تو تنگ کرلوں؟

کوئی بات نہیں۔

اچھا پھر خدا حافظ۔

بات کرنے کے بعد وہ دوبارہ کمرے میں آ کر لیٹ گیا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ کومل شائد میسج کرے۔ لیکن دونوں طرف جس طرح کی صورت حال اچانک پیدا ہوئی تھی اس کی وجہ سے کومل کا میسج آنا ناممکن سی بات تھی پھر بھی اس نے اس وجہ سے جاگنے کی کوشش کی کہ اسے کہہ سکے کہ میں نے تو انتظار کیا تھا لیکن تم ہی چپ ہو گئی تھی۔ لیکن خود اس نے بات کرنے میں پہل نہ کی اور اسی دوران میں نہ جانے کب نیند آ گئی۔

صبح اٹھا تو میسج موجود تھا۔

مجھے نیند نہیں آ رہی تھی تو آپ کو یاد کیا لیکن آپ سو گئے تھے شائد؟

نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اس جملے میں کشش محسوس ہوئی جیسے کوئی پیار سے بھری شکایت کر رہا ہو اس طرح کی خوبصورت شکایت پڑھ کر اچھا لگا۔ اسے دو افراد کے درمیان اہمیت ملنا اچھا لگ رہا تھا۔ وہ دونوں میاں بیوی اپنے اس جھگڑے کو مل کر حل کرنے کے لیے اس کی طرف رجوع کیے ہوئے تھے۔ وہ عابدہ اور اس کے خاوند کی صلح کرانا چاہتا تھا۔

سیاست دان لوگوں کے ہجوم میں مخمور ہوتا ہے۔ عاشق محبوب کی آغوش میں۔ بیٹا ماں کے سینے سے چپٹ کر، منصف فریقین کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے۔



وہ کزن اور اس کی بیوی کے درمیان خوش تھا۔ آج کل زیادہ بیوی ہی رجوع کر رہی تھی اس سے۔ خوبصورت چہرے سے موجودگی اثر انداز ہو رہی تھی۔ اس کے اعصاب پر اثر تھا۔ جب وہ بات کرتی تو اس کو اچھے موڈ میں جواب دینے کا جی چاہتا اسے۔ دونوں کی صلح کرا کے وہ ایک خوبصورت چہرے کی تعریف پانا چاہتا تھا۔ اس سے بے خبر تھا یا جانتا تھا اپنی اس خواہش کو یہ کہنا مشکل تھا لیکن اسے ایسا لگا جیسے رات اس سے بات ہونی چاہیے تھی کیوں سو گیا وہ؟

توازن خوبصورتی کا نام ہے

وہ توازن سے محروم ہو رہا تھا۔ اگرچہ یہ چیز اس کے پاس پہلے بھی نہیں تھی۔ لیکن اب معاملہ زیادہ خراب ہو رہا تھا۔ کومل سے بات ہوتی تو کڑواہٹ پر ختم ہوتی۔ ادھر بات ہوتی تو خوشگواریت کا سیلاب۔ اس فرق کو محسوس کرنے سے وہ قاصر تھا یا جان بوجھ کر وہ نظر انداز کر رہا تھا کسی دوسرے کے لیے اس کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔

کیا یہی وہ بات تھی جس کی وجہ سے اس کا دھیان کومل سے ذرا ہٹا ہوا تھا؟

کیا جب بھی کومل اس کا فون فری پاتی تھی وہ مسرت سے ہی بات کر رہا ہوتا تھا؟

جو نظر آتا ہے وہ دراصل نہیں ہوتا اِس زندگی کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے۔ آسمان جتنا بھی غور سے دیکھو نیلا نظر آتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ انسانی تعلقات میں بھی یہ ممکن ہوتا ہے کہ جو ہم دیکھ رہے ہیں یا سمجھ رہے ہیں ویسا نہ ہو۔ لیکن ابھی تک اُس کے لیے اتنی سی بات تھی کہ اس کا فون رات کو اکثر کافی دیر تک مصروف ہوتا ہے اور اتنی دیر تک بات کسی لڑکی سے ہی ممکن ہے۔

وہ ہے کون؟

اس کا پتہ تو سوائے حذیفہ کے شائد کسی کو بھی نہ تھا۔ دن کا باقی وقت اس رات والے میسیج پر ہی غور کرتا رہا۔ مارکیٹ سے بھی جلد گھر آ گیا۔ ابھی واپس آئے کچھ وقت ہی ہوا تھا کہ اسلم کا فون آیا

یار کہاں ہو؟

گھر پر ہوں یار۔

اوئے خوش کیتا ای۔

کیا ہوا؟

یار میں گھر میں بیٹھ کر آرام سے گھونٹ لگانا چاہتا تھا کہ بیٹھک میں بڑے بھائی کے کچھ جاننے والے آ کر بیٹھ گئے جوان سے کسی مسئلہ پر بات کرنا چاہتے تھے۔

تو پھر کیا ہوا؟

اب تیری طرف آرہا ہوں۔

یار میری طرف کیسے، کیا کرنے؟

اوئے بیٹھک کھول اپنی۔

ابھی شادی والا غل غپاڑہ نہیں بھولا گھر والوں کو۔

تم نہ کرنا، مجھے سنبھال لینا جب مجھے چڑھ گئی۔

یار پھر کبھی سہی۔

ناں ناں آج موڈ ہے میرا نشہ ٹوٹنے والا ہے میں آرہا ہوں کھول بیٹھک

تھوری دیر بعد وہ دونوں بیٹھک میں بیٹھے تھے۔گلاس میز پر رکھے تھے۔گلاس میں انڈیلتے ہوئے اسلم بولا

بڑی مہنگی ہوگئی اے یار۔

کتنے کی ملی بوتل؟

کچھ ناں پوچھ یار، اس بار دوسو زیادہ دے کر آیا ہوں

کس سے لے کر آئے ہو؟

جیلے سے۔

پہلے تو کسی اور سے لاتے تھے؟

ہاں بگو سے لاتا تھا مگر وہ چند دن سے اندر ہے، آجائے گا باہر تو اسی سے لایا کروں گا،

یہ کہہ کر وہ ایک گلاس میں انڈیلنے لگا تھوڑی دیر چکھنے کے بعد بولا

اوئے ظالم اوئے، جیوندا رے اوئے جیلیا!

کیا ہوا؟

یہ لے پھینک اپنے اندر اور پھر بتا مجھے

اوہ نئی یار؟

او پھڑ بھی۔

یار نہیں، اور آہستہ بول گھر میں موجود ہیں گھر والے بھی۔

اچھا پھر پکڑ بھی۔

نئی یار۔

دیکھ لے؟

یار سمجھا کر۔

اوئے میں کہتا ہوں پکڑ۔

سرگوشیوں کی اپنی پراسراریت ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف ہمارے تک ہی محدود ہیں۔ مگر یہ دیواروں کے پار بھی جاتی ہیں اور دروازوں کے سوراخوں سے تو بڑی آسانی سے باہر کا رخ کرتی ہیں۔ دونوں کی گفتگو باہر سنائی دے رہی تھی۔ کوئی اگر زیادہ توجہ سے سننا چاہتا تو سن سکتا تھا۔ کومل کی بھابھی کا گھر بھی اسی محلے میں تھا اور اس کی چھوٹی بہن نیلم اتفاق سے اس دن ادھر آئی ہوئی تھی۔ اسے حذیفہ کی بہن شگفتہ سے سٹڈی کے حوالے سے کوئی کام تھا اس لیے وہ ملنے آئی ہوئی تھی۔

ہر محلے میں کوئی نہ کوئی اک ماسی ہوتی ہے جو سارے محلے کی خبریں رکھتی ہے۔ جس محلے میں کوئی ایسی خاتون نہ ہو اس کا چارج دوسرے محلے کی ماسی سنبھال لیتی ہے۔ بہت سی زیرزمین خبریں ایسی خواتین کے ذریعے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جاتی ہیں۔ نیلم بھی شائد کوئی مستقبل کی ماسی تھی۔ شگفتہ سے باتیں کرتے ہوئے اچانک اس کے کان کھڑے ہو گئے جب اسے بیٹھک سے کچھ آوازیں سنائی دیں

بیٹھک میں کوئی بیٹھا ہے شگفتہ؟

ہاں بھائی جان کا کوئی دوست ہے۔

بڑے بھائی جان کا؟

نہیں حذیفہ بھائی کا۔

کتنی عجیب سی آوازیں آ رہی ہیں ناں؟

پتہ نہیں مجھے تو سنائی نہیں دے رہیں۔ شگفتہ شرمندہ سی ہو کر بولی

نیلم بیٹھے بیٹھے کچھ سونگھ چکی تھی۔ گھر واپس جاتے وقت وہ دانستہ طور پر بیٹھک کے پاس سے آہستہ سے گزری اور کانوں پر اتنا زور ڈالا کہ اگر کوئی اور پاس ہوتا تو اس کے چہرے پر پھیلے سرخ رنگ کو دیکھ کر حیران ہو جاتا۔ جلدی سے اس نے قدم بھرے اور گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔

حذیفہ کا دوست جا چکا تھا۔ دو گھنٹے سے زائد وہ بیٹھے رہے۔ جب اس کے دوست کی حالت ذرا خراب ہونے لگی تو بڑی مشکل سے اس نے اس کو اس کے گھر تک پہنچایا۔ باوجود اس کی کوشش کے وہ گلی سے گزرتا ہوا چیخ و پکار کرنے سے باز نہ رہا۔ اُسے اس کے گھر تک پہنچا کر وہ واپس آیا اور شام تک بستر پر پڑا رہا۔ شام کو بڑے بھائی کو جب موقع ملا تو پوچھا

آج جلدی واپس کیوں آ گئے تھے؟

جی نہیں لگ رہا تھا۔

جی لگانا پڑتا ہے۔ بیٹھے بٹھائے کچھ نہیں ملتا۔

ایک دن نہیں کیا کام تو کیا ہو گیا؟

بہت کچھ ہو جاتا ہے جو ذمہ داری دی گئی ہے پورا کیا کرو اسے۔

ہاں بہت بڑی ذمہ داری دی گئی ہے ناں۔

یہ کام اچھی طرح کرو گے تو بڑی ذمہ داری بھی مل جائے گی۔

جس طرح اب ملی ہے۔

جب دی تھی تو کیا کر لیا تھا۔ جب مل میں مارکیٹنگ کے شعبے میں بٹھایا تو کیا کیا؟ فائدے کی بجائے نقصان ہونے لگا تھا کاروبار کا۔ اور پیسے بھی اجاڑے تم نے۔

میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔

تمہیں بحث میں پڑنا بھی نہیں چاہیے، اور یہ اتنی بُو کیوں آ رہی ہے؟

کچھ نہیں ایسے ہی بس۔

پھر بٹھایا ہوگا اپنے چہیتوں کو؟

دوست ہیں تو کبھی بٹھا ہی سکتا ہوں کیا میرا گھر نہیں ہے یہ؟

بات کا الٹا مطلب مت نکالا کرو۔

میرے بھی دوست آ سکتے ہیں مجھے ملنے۔

ہاں آ سکتے ہیں، لیکن بعد میں ان کو ہر کوئی سونگھتا پھرے یہ درست نہیں۔

اس کا کوئی جواب اس کے پاس نہ تھا۔ مزید بات کرتا تو والد صاحب بھی ناراض ہوتے۔ والد صاحب سے ہمیشہ اسے بھائی جان نے ہی بچایا تھا۔ اس لیے مزید کچھ کہنے سے باز رہا۔ تھوڑی سی جو شرمندگی ہوئی تھی اس کو ختم کرنے کا طریقہ سوچنے لگا۔ گھر میں بیٹھے رہنے کا مطلب تھا دوبارہ بھی بھائی جان سے تلخی ہو جائے، اس لیے ذرا چہل قدمی کے لیے گھر سے باہر نکل گیا کہ شائد موڈ کی تلخی کچھ کم ہو جائے۔

رات دس سے زیادہ کا وقت تھا جب وہ اپنے کمرے میں آ کر بیٹھا۔

آج بات ہوئی اس سے، عابدہ نے پوچھا

کوشش کی تھی مگر مل نہیں سکا، ذرا مصروف تھا آج میسج پر جواب دیتے ہوئے وہ بولا

رات نیند نہ آئی تو آپ کو میسج کیا لیکن آپ.........

اوہ سوری، مجھے پتہ نہیں چلا، آج شام کو چہل قدمی کے لیے نکلا تھا۔ تمہارے گھر کے پاس سے گزرا مگر۔

اندر نہیں آئے، دیکھیں یہ برا کیا آپ نے۔

آپ کے درمیان آج کل تناؤ ہے۔ میں حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کرر ہا ہوں

ایسے میں کوئی اور مسئلہ نہ ہو جائے۔

مسئلہ کیا ہونا ہے آپ آسکتے ہیں ملنے، آنا چاہیے تھا آپ کو

ٹھیک ہے کبھی آجاؤں گا پھر کیا سوچا ہے؟

کیا؟

جو شرائط تمہارے سامنے رکھی گئیں

ان میں سے ایک بھی منظور نہیں مجھے۔

ذرا تو لچک پیدا کرنی پڑے گی۔

وہ پیدا کرے، میں ہی کیوں؟

دونوں طرف سے ہونی چاہیے کوشش۔

آپ مجھے ہی کہتے ہیں، اسے کچھ نہیں کہتے۔

مجھے جیسے وقت ملے اسے بھی سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

آپ کو اس کی پرواہ ہے، میری کوئی فکر نہیں۔

فکر ہے تو بات کرر ہا ہوں ناں۔

کوئی نہیں ہے، مت بھلا سوچیں میرا۔

بات تو سنیں۔

میں نے نہیں بولنا۔

عابدہ خاموش ہو چکی تھی اور وہ سوچ میں پڑ گیا۔

کیا وہ چاہتی ہے میں اس کو مناؤں؟

تھوڑی دیر بعد اس نے کال کی کوشش کی مگر دوسری طرف سے کاٹ دی گئی۔ بار بار کوشش کے بعد دوسری طرف سے کال اٹینڈ ہوئی۔

دیکھو مجھے فکر ہے تمہاری، کئی بار تمہارے ہاتھ کی چائے پی ہے، قرض ہے مجھ پر۔

بڑا قرض ہے، پتہ ہے مجھے۔

مجھے احساس ہے مجھے کیا کرنا چاہیے۔

نہیں آپ اپنے دوست کی فکر کریں بس۔

نہیں تمہاری بھی ہے۔

کوئی نہیں ہے۔

اب ایسی بھی بات نہیں۔

تو اور کیا ہے، آپ کی مجھ سے ہمدردی اس کی وجہ سے ہے، پتہ ہے مجھے۔ پر میں فضول میں اپنا دماغ کھپا رہی ہوں۔

میں نے غیر جانبدار رہ کر دونوں کے درمیان صلح کی کوشش کی ہے اور کر رہا ہوں۔ جہاں اس کی غلطی محسوس کی سمجھایا ہے اسے۔

چلیں چھوڑیں، آپ کوشش کر رہے ہیں شکر گزار ہوں۔

آج لگ رہا ہے مجھے اس سے زیادہ تم سے ہمدردی ہونی چاہیے

آج کیوں لگا، کیا پوچھ سکتی ہوں؟

میرے لیے بتانا مشکل ہے۔

مجھے اچھا لگا۔

دونوں کے درمیان گفتگو میں عابدہ کا بولا یہ جملہ اس کی سماعتوں میں بار بار رات بھر گونجتا رہا

''مجھے اچھا لگا''

عابدہ مناسب خدوخال والی دلکش لڑکی تھی جس کی طرف دیکھ کر کوئی بھی مائل ہو سکتا تھا خصوصاً ایسا چہرہ اگر ضد کرنے پر آ جائے تو کوئی بھی سامنے والا غصہ میں آنے کی بجائے اس کو منانے کی کوشش کرے گا، دلجوئی کرے گا

کیوں؟

اس کیوں کا اکثر پتہ چل جاتا ہے، کبھی نہیں بھی چلتا

حسن وہ خوبی ہے جو بہت کم ناکام ہوتی ہے

یہاں پر بھی حسن کامیاب تھا۔ دو افراد کے درمیان صلح کراتے حذیفہ عابدہ کے فارغ وقت کو خوبصورتی سے پُر کر رہا تھا۔

مگر عابدہ اس کے لیے کیا کر رہی تھی؟

قریب ہونے کی بنا پر خوشگواریت کا احساس دے رہے تھی

خوبصورتی بہت بھاتی ہے اگر آپ کی ممنون ہو تو زیادہ بھاتی ہے

عابدہ اس کی ممنون تھی کہ وہ اس کے خاوند سے صلح کرانے کا کام سرانجام دے رہا تھا

ایک نہ نظر آنے میں آنے والی تسکین سے وہ آہستہ آہستہ دوچار ہو رہا تھا۔ ویسے تو کون سی تسکین نظر آتی ہے؟

لیکن بعض کو انسان محسوس کر لیتا ہے بعض کو غیر محسوس انداز میں محسوس کرتا ہے اور فیصلہ نہیں کر پاتا، وہ اس کے کزن کی بیوی تھی اور اس نے

شروع سے ہی اسے اس کے نام سے ہی پکارا تھا۔اک طرح کی فرینکنیس تھی دونوں میں ۔اور جب میاں بیوی کے درمیان کچھ مسائل پیدا ہوئے تو اس کو درمیان میں آنا پڑا۔یہ درمیان میں آنا تو اسے اچھا لگ رہا تھا۔کیوں اچھا لگ رہا تھا اس کا کچھ تو اندازہ تھا اسے جس کا وہ خود میں اعتراف نہیں کر رہا تھا اور کچھ کا اندازہ کرنے سے وہ قاصر تھا۔اس سرگرمی سے دوسرا کوئی معاملہ متاثر یا نظر انداز ہو سکتا ہے اس طرف اس کا زیادہ دھیان نہیں گیا تھا جب ہم کسی کو نظر انداز کرتے ہیں تو تسلیم کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ معاملات کو سنبھال لیں گے۔دوسرے اس کا بہتر اندزہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کہاں خرابی واقع ہو رہی ہے۔اس وجہ سے تو دنیا بھر کے مشہور کھلاڑیوں جن کا کھیل کے میدان میں تو لوہا مانا جاتا ہے،وہ اپنے ساتھ کوچ ضرور رکھتے ہیں۔

کوئی بھی تصنیف جب تک نقادوں کی نظر سے نہ گزرے یا لوگوں کی نگاہوں میں قبولیت حاصل نہ کرے معیار کے کسی درجے تک نہیں پہنچ سکتی۔

انسان توازن رکھنے کی کوشش میں اکثر غیر متوازن ہو جاتا ہے۔توازن کی خرابی کی خبر عموماً دوسرے دیتے ہیں جو ہمارا مشاہدہ کرتے ہیں۔

انسان کی صفت ہے کہ لڑکھڑاتے ہوئے بھی کہتا ہے ''سنبھل کر چل رہا ہوں، مدہوشی میں ہوشمندی کا دعویٰ کرتا ہے

وہ غیر متوازن ہو رہا تھا لیکن بتاتا کون؟

شام ہونے میں ذرا دیر باقی تھی۔جب بھابھی کو نیلم کا فون آیا۔دونوں بہنیں ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہیں۔

''ہمیشہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے اصل موضوع کی طرف آیا جاتا ہے''

جو فوراً موضوع کی طرف آتے ہیں عموماً مار کھاتے ہیں۔لیکن یہاں تو دو بہنوں کی گفتگو تھی باتوں باتوں میں نیلم نے حذیفہ کے گھر جانے کا ذکر کر دیا اور پھر اس کا دوست کے ساتھ بیٹھک میں بیٹھ کر..........

تم نے خود دیکھا؟ بھابھی بولیں

اندر سے آوازیں آ رہی تھیں آپی۔

ذرا جانے سے پرہیز کیا کر ادھر نیلی۔

کام سے گئی تھی آپی

ہاں ٹھیک ہے پھر بھی بار بار نہ جایا کر

ٹھیک ہے، پر مجھے تو شگفتہ سے کام تھا مجھے کیا کوئی کیا کرتا ہے کیا نہیں کرتا؟

کچھ اور دیر دونوں بہنوں نے ادھر ادھر کی باتیں کی اور پھر بھابھی کال سننے کے بعد اپنے کام میں مصروف ہو گئیں۔رات کو کومل امی جان کے کمرے کے پاس سے گزری تو وہاں بھابھی اور امی کو باتیں کرتے سنا

پتہ نہیں اس کے ذہن سے اس کا خیال نکلا ہے کہ نہیں، امی کہہ رہی تھیں

آہستہ آہستہ فرق پڑھ جائے گا امی جان جب اصل صورت حال کا پتہ چلے گا کومی کو۔

یہ کیا کم ہے کہ ہم نہیں چاہتے وہاں اس کا رشتہ ہو۔

جب خود بچ جان لے گی تو فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی

کسی کا خیال آسانی سے نہیں جاتا ذہن سے، یہی خیال مجھے پریشان کرتا ہے کہ اگر اس نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو کیا ہوگا؟

پر وہ تو کہہ چکی ہے کہ پڑھائی مکمل کر لینے دیں اسے بعد میں جہاں چاہیں کر دیں

ہاں امید تو ہے مشکل نہیں ہوگی

تب تک ممکن ہے ذہن بدل جائے اس کا

ہاں، اس کی آنے جانے والی سہیلیوں کا دھیان رکھا کرو تم بھی۔ کسی سہیلی کے موبائل سے ہی اس کو فون نہ کرتی ہو۔

آپ نے کہا ہے تو نظر رکھوں گی امی جان

پتہ نہیں اس لڑکے میں کیا دیکھا ہے اس نے؟

پسند آ گیا اور کیا بات ہے امی جان، جب کوئی اچھا لگے تو اس کی ہر بات اچھی لگتی ہے

اس کی مجلس بھی ٹھیک نہیں ہے

ہاں وہ بتا رہی تھی.........

کیا بتا رہی تھی اور کون؟

رہنے دیں امی جان آپ پہلے ہی پریشان رہتی ہیں۔

نیلم بتا رہی تھی کہ چند دن پہلے وہ شگفتہ کے ہاں گئی تھی تو.........

تو کیا؟

وہاں جب وہ اس سے بات کر رہی تو حذیفہ اپنے کسی دوست کے ساتھ بیٹھک میں بیٹھا ہوا تھا اور وہاں سے عجیب و غریب طرح کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے کوئی ہوش میں نہ ہو

حذیفہ؟

یہ تو نہیں معلوم شائد اس کا دوست تھا جو اونچی اونچی بولے جا رہا تھا وار شائد نشے میں تھا۔ بعد میں بڑے بھائی سے اس کی شام کو منہ ماری بھی ہوئی محلے داروں نے سنا

پر کومی کو کون سمجھائے۔

سمجھ جائے گی امی آپ کیوں فکر کرتی ہیں۔

میری طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں رہتی اوپر سے اس لڑکی کا فکر کیا کروں میں؟

سب ٹھیک ہو جائے گا، جب اس کا ذہن بدل جائے گا تو مناسب سا رشتہ ڈھونڈ لیں گے ہم۔

اللہ کرے سب ٹھیک ہو۔

ساری گفتگو سن کر مزید کڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ بھابھی اور امی جان دونوں باتیں کرتی رہیں دونوں اپنی طرف سے مدھم لہجوں میں بات کر رہی تھیں مگر

انسانوں کے کان ہوتے ہیں، دیواریں تو بیچاری یونہی بدنام ہیں، وہ تو صرف ہمیں اوٹ میں کھڑے ہو کر سننے میں مدد فراہم کرتی ہیں اسے یہ مدد بن چاہے ملی تھی اور اس کی اذیت میں اضافہ کر گئی تھی۔ چپ چاپ سی جا کر وہ اپنے کمرے میں بیٹھ گئی۔

تم کب سدھرو گے کیا کروں میں؟ خود کلامی کرتے ہوئے وہ کہنے لگی

اسی دوران ارمان آیا۔

باجو کھانا اکٹھے کھائیں گے آج۔

تقریباً روز اکٹھے ہی کھاتے ہیں۔

لیکن کبھی کبھی نہیں بھی کھاتے ناں تو اس لیے کہا آج ضرور اکٹھے کھائیں گے۔

میرا موڈ نہیں ہے۔

کیا ہوا؟۔

بس جی نہیں چاہ رہا میں لیٹ کھاؤں گی تم کھالو

میں بھی لیٹ کھالوں گا نو پرابلم

ضد نہ کرو مان

نہیں آپ کے ساتھ ہی آرام سے کھالوں گا آپ تب تک موڈ بنالو

جب میں نے کہا نہیں کھانا تو سمجھتے کیوں نہیں تم، وہ چلاتے ہوئے بولی

عموماً اس کے ساتھ کومل نے کبھی تلخ لہجے میں بات نہیں کی تھی۔ وہ اس سخت لہجے سے پریشان ہوا تھا شائد امی نے ڈانٹ دیا ہو اس خیال سے وہ امی جان کے کمرے میں گیا۔ وہاں وہ بھابھی کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھیں جب وہ کمرے میں داخل ہوا دونوں نے اپنی گفتگو روک دی۔ اسے ایسے لگا جیسے کوئی خاص بات چل رہی تھی۔

وہ بات کیا تھی؟ وہ سوچنے لگا

یا باجو کا موڈ کسی اور وجہ سے خراب تھا۔ وہ صحن میں نکل آیا اور بہت سنجیدہ سا بن کے غور کرنے لگا لیکن اس کا دماغ تمام طرف گھوڑے دوڑانے کے باوجود یہ اندازہ لگانے سے قاصر رہا کہ کس چیز نے اس کی باجو کو پریشان کیا ہے۔ کبھی اسے لگتا وہ بات کو سمجھ گیا ہے کبھی لگتا اس کے پلے

کچھ نہیں پڑا ہے۔

کائنات کس طرح بنی ہوگی کسی بھی پختہ ذہن کو سرد کرنے کے لیے یہ اک بات کافی ہے

اچانک اک ہنستا مسکراتا شخص کیوں چپ سادھ لیتا ہے اس کو سمجھنے کے لیے ناپختہ ذہن کو اتنی ہی ناکامی ہوسکتی ہے جتنی پختہ کو کائنات کے وجود میں آنے کے سوال پر،

مادے کو سمجھا جا سکتا ہے انسانی ذہن اور رویے کو ایک حد تک ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ مادہ پکڑ میں آنے والی چیز ہے چیر پھاڑ کے عمل سے گزارا جا سکتا ہے۔ دماغ پیچیدہ چیز ہے اور اس سے جنم لینے والا رویہ ایک غیر مادی چیز جو پکڑ میں آنے سے قاصر ہے۔ اس لیے اسے مکمل طور پر سمجھنا بھی ہمیشہ سے اک مسئلہ رہا ہے ابھی تک۔

اسی الجھن میں وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور خود کو مصروف رکھنے کے لیے کتاب لے کر بیٹھ گیا

غصے سے بھری ہوئی تھی اور جلدی سے اس بات کا انتظار کر رہی تھی کب سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لیے چلے جائیں اور وہ ساحر سے رابطہ کرے۔

وقت اپنی رفتار سے گزرتا رہتا ہے۔ جب ہم جلدی گزارنا چاہتے ہیں تو رفتار سست لگتی ہے جب اسے لگا کہ وقت نہیں گزر رہا ہے تو وہ کھانا لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ پہلا نوالہ لینے لگی تھی کہ ارمان کا خیال آیا۔ جلد ہی روٹی اور سالن لیے اس کے کمرے میں داخل ہوئی

لو جی میں آ گئی، مسکراتے ہوئے کہنے لگی

میں کھانا کھا چکا آپ اپنا کھالو۔

تم کھانا کھا سکتے ہو بھلا، جب آج میرے ساتھ کھانے کا سوچ لیا تھا تو پھر تم مجھ سے پہلے کیسے کھا سکتے تھے؟

آپ نے کہا تھا کھالو۔

غصے میں بول گئی، کھولو۔

نہیں کھولتا۔

ایک، دو............

یہ لو، وہ منہ کھول کے بیٹھ گیا

تو پھر یہ لو، ایک نوالہ وہ اس کے منہ میں ڈالتے ہوئے بولی

باجو۔

ہاں؟

وہ پانی۔

ہاں ٹھہرو لاتی ہوں۔

کومل کو پتہ ہی نہ چلا کہ ارمان نے اس کی آنکھوں میں آئے پانی کی طرف اشارہ کیا ہے

جلدی ہی وہ گلاس میں پانی لے کر آئی اور اسے دیا

تھوڑا سا پی کر اس نے گلاس واپس رکھ دیا

بس اتنا ہی؟

اتنا بھی بہت زیادہ ہے باجو، وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولنے لگا

دونوں کی گفتگو سے اسے لگ رہا تھا جیسے ارمان بڑا ہے اور وہ اس سے عمر میں کہیں چھوٹی۔

''حالات انسان کے درجے میں فرق پیدا کر دیتے ہیں''

اک سوگواری نے ارمان کو اس سے بڑا کر دیا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ بڑوں کا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو تب جوان سمجھنا شروع کرتے ہیں جب ان کو جوان ہوئے عرصہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ارمان بات کر رہا تھا جو اس سے سالوں چھوٹا تھا۔ مگر اب وہ چھوٹی لگ رہی تھی اس کے سامنے۔

دونوں نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا اور بعد میں وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ کتاب نکال کر پڑھنا چاہا تو دل نہ کیا اور واپس شیلف میں رکھ دی۔ فرسٹریشن دور کرنے کے لیے ٹی۔ وی روم میں چلی گئی وہاں جا کر یہ بھی اندازہ ہو سکتا تھا کہ گھر والوں کا کب سونے کا پروگرام ہے۔ عموماً جب تک ٹی۔ وی روم مصروف رہتا وہ اپنے کمرے میں الماری سے موبائل نہ نکالتی۔ حد درجہ احتیاط خود بھی کرتی تھی اور ساحر نے بھی کہہ رکھا تھا کہ کبھی رسک نہ لے۔

ٹی۔ وی پر میچ چل رہا تھا۔ سارے گھر والے آہستہ آہستہ میچ کی دلچسپ ہوتی ہوئی صورت حال کی وجہ سے ادھر ہی اکٹھے ہو رہے تھے مگر ان میں والد صاحب موجود نہیں تھے۔ عموماً وہ ٹی۔ وی روم میں کم ہی آتے تھے۔ کام سے واپس آ کر کھانا کھاتے اور نماز کی تیاری میں لگ جاتے۔ لیکن آج شام سے ہی وہ گھر نظر نہیں آ رہے تھے۔ اپنی تسلی کے لیے وہ والد صاحب کے کمرے کی طرف آئی مگر کمرہ خالی تھا۔ اس کا مطلب تھا وہ ابھی تک نہیں آئے۔ کسی بہانے سے پوچھنے کے لیے اس نے امی جان سے کہا

امی جان ابو کے کون سے کپڑے استری کروں صبح کے لیے؟

ابھی تک کیے نہیں؟

نہیں وہ یاد اب آیا۔

اچھا وہ سفید والا سوٹ نکال لو، ابھی تک آئے بھی نہیں۔

اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ گھر سے باہر ہی ہیں ابھی تک۔ جب تک نہیں آئیں گے تب تک بات نہیں ہو سکے گی۔ کبھی اپنے کمرے میں آ

جاتی کبھی ٹی۔وی روم میں۔اسی دوران والد صاحب کا فون آیا۔جلدی سے خود اس نے اٹھایا

ہیلو ابو جان.........

ہاں بیٹا ایک گھنٹہ تک آؤں گا اپنی ماں سے بول دینا

آج اتنی دیر لگا دی آپ نے

وہ کاروباری ڈیل کے سلسلہ میں ایک گروپ نے آنا تھا۔وہ لیٹ ہو گیا اس وجہ سے مجھے بھی دیر ہو جائے گی

ٹھیک ہے میں بتا دیتی ہوں امی جان کو۔

یہ کہہ کر اس نے فون رکھ دیا،

امی جان ابو کا فون ہے وہ کہہ رہے ہیں ایک گھنٹہ تک آئیں گے

لاکھ کہوان کو اتنی دیر ناں لگایا کریں پر.........

وہ کہہ رہے تھے.........

ہاں پتہ ہے کام میں مصروفیت کا بہانہ،اپنی صحت کا خیال بھی تو رکھیں۔اکثر ان کو دوا تم خود دیتی ہو کبھی کہہ دیا کرو کہ وقت پر آ جایا کریں

ٹھیک ہے امی جان۔

یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔یہ درست ہے وہ والد صاحب کو دوا وقت پر دیتی تھی بڑے شوق سے۔انہیں اکثر شدید سر درد کا مرض لاحق رہتا تھا اور مسلسل دوا استعمال کرتے رہتے تھے۔وہ بڑے اہتمام سے ان کو وقت پر دوا دیتی۔لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ اپنے والد سے وہ فرینک نہیں تھی۔دونوں کے درمیان ایک طرح کا فاصلہ تھا۔بہت زیادہ گفتگو نہیں کر پاتی تھی وہ والد سے۔

"محسوسات کا اظہار دنیا کے مشکل ترین کاموں میں سے ایک ہے"

ہم میں سے اکثر کو یہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ جو ہم دوسروں کے لیے محسوس کرتے ہیں وہ کہہ نہیں پاتے۔سامنے محبوب ہو،بہن بھائی یا والدین۔ہمارے محسوسات کو سامنے والا جان لے اس سے بڑی خوش بختی اور کوئی نہیں ہوتی۔وہ والد کے لیے اپنی محبت بیان نہیں کر سکتی۔رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔اپنی محنت سے کاروبار میں نام پیدا کیا،جائیداد بنائی بڑی بہنوں کی شادی اچھے گھروں میں کی۔دو بڑے بیٹوں کو ساتھ کام میں ہی لگا لیا۔یا کاروبار میں مصروفیت یا یادِ الٰہی میں مگن۔ہارڈ ویئر کے کام میں شہر میں ایک نام تھا ان کا اور کھاتے پیتے گھرانوں میں گھر کا شمار ہوتا تھا۔کومل سے خاص طرح کا انس تھا ان کا اور بڑا مان بھی کرتے تھے کہ ان کی یہ بیٹی دوسروں سے زیادہ انا والی اور عزتِ نفس رکھنے والی ہے۔خود زیادہ پڑھے نہیں تھے لیکن کومل کی تعلیم کی دل سے قدر کرتے تھے۔اگر وہ حذیفہ کی فیملی میں اس کی شادی کی مخالفت کرتے تھے تو ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اپنی پڑھی لکھی بیٹی کی کسی اچھے پڑھے لکھے گھر میں شادی کرنا چاہتے تھے۔کومل کی دو سال تک پڑھائی مزید کرنے کی بات اور اس دوران شادی کا ذکر نہ کرنے کی بات انہوں نے اسی وجہ سے قبول کر لی تھی کہ وہ اس کی تعلیم کی دل سے قدر کرتے تھے اور اُس کے ساتھ خاص انس کی بنا پر ہی مزید دو سال

تک شادی کی بات نہ کرنے کا فیصلہ بھی کیا تھا۔

کیا ہوا؟

پتہ نہیں لگتا ہے جیسے کچھ بھی نہیں ہوگا

کچھ کرنے کا جنوں ہو تو بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ فکر نہ کا لیا کرو خود کو سنبھال کر رکھا کرو۔ ایک دِن آئے گا دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا۔

مُجھ سے کچھ ہو پائے گا سیری؟

ہزاروں سال پہلے جب آج کے دور کی کوئی بھی ترقی یافتہ چیز نہ تھی تب بھی انساں نے اپنے جنون سے کیسے کیسے کارنامے سرانجام دے ڈالے۔ اجنتا اور الورہ کے غاروں کو ہی دیکھ لو۔ اُن میں جو دیواروں پر مجسمے بنے ہوئے ہیں، جس نفاست سے اُن پر کام ہوا ہے آج کا انسان اُن کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ اتنے پُرانے دور میں بھی سنگ تراشی کا کیسا کمال کر دیکھایا اُن لوگوں نے جن کے پاس آج کی کوئی سہولت موجود نہ تھی۔ عورتوں مردوں کے جسموں کو اس خوبصورتی سے تراشا گیا ہے کہ انسان جذبات سے مغلوب ہو کر دیکھنے لگتا ہے اُن کو۔ عورتوں مردوں کے قربت کے مناظر اتنی مہارت سے دکھائے گئے ہیں کہ دیکھنے والا اپنے اندر جذبات کی شدت محسوس کرنے لگتا ہے۔

تم بھی مُجھے تراش رہے ہو سیری۔

یہ بات سُنتے ہی وہ کسی سوچ میں پڑ گیا اور کہنے لگا

کیا میں تم پر فدا ہوں؟

ہاں تو اور کیا یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے؟

یہ جواب جس کا اُسے پہلے ہی پتہ تھا سُن کر وہ سوچنے لگا

کیا وہ پگمیلین ہے جو اپنی تراشی ہوئی کوشش پر فدا ہو گیا؟

ہاں ہو گیا تو کیا ہُوا؟

اگر ایک آدمی نرگسیت کا شکار ہو سکتا ہے تو اپنی تراشی ہوئی چیز پر عاشق ہو کر پگمیلین بن جائے تو کیا اعتراض؟

اعتراض ہے۔ میں اُس پر عاشق نہیں۔ اس سے آگے ہوں

چپ کیوں ہو سیری؟ اُس نے پوچھا

میں اپنی ہی کسی بات پر غور کر رہا تھا

اور میں اِدھر مرنے والی ہوں پتہ بھی ہے؟

میں پاس ہوں تمہارے، حوصلہ رکھو، جنوں بھی تمہارے پاس ہے اور عقل و فہم بھی ہے۔

میری عقل و فہم کسی کام نہ آئے گی اگر ہے بھی تو۔

اگر ہے مطلب؟

ہاں اگر ہے تو

تمھارے پاس جنون بھی ہے۔ضرورت ہے کہ جو عقل ہے اُس کو بروقت استعمال بھی کرو۔ جانتی ہو دارا شکوہ کے پاس جو فوج تھی وہ ہر لحاظ سے دوسرے بھائیوں سے بہتر تھی۔ اُس کی فوج میں بندی خاندان کے راجپوت بھی شامل تھے۔افغان راہنما دلیر خاں جیسے جرنیل اُس کے پاس تھے۔بہترین قسم کا توپخانہ موجود تھا۔کثیر تعداد میں رسالہ فوج بھی تھی اُس کے پاس۔اُس نے فلسفہ،تصوف اور مذاہب کا تقابلی مطالعہ بھی کر رکھا تھا۔ بہت بڑا عالم اور صاحب تصنیف بھی تھا۔سکینۃ الاولیاء اور سفینۃ الاولیاء اُس کی لازوال تصانیف ہیں۔ فارسی زبان کا بہت اچھا غزل گو شاعر بھی تھا۔لیکن اس کے باوجود اورنگ زیب کے مقابلے میں اُسے پتہ شکست کیوں ہوئی؟

کیوں؟

اُس کے پاس اورنگ زیب جیسا تدبر نہ تھا۔ساموگڑھ کے ریتلے میدان میں جو جنگ لڑی گئی وہ تخت نشینی کی جنگوں میں سب سے اہم گردانی جاتی ہے اُس جنگ میں دارا کو شکست ہوئی اور اُسے میدان سے فرار ہونا پڑا۔

جب اُس کے پاس ہر طرح سے دوسروں سے بہتر فوج تھی۔ساز و سامان اور تعداد میں تو اُس سے کہاں غلطی ہوئی؟

جب اورنگ زیب اور دارا کی فوجیں تھکی ہوئی تھیں تو اُس نے اُن پر حملہ میں پہل نہ کی۔شائد وہ پہلے حملہ کے فوائد سے آگاہ نہ تھا۔جو بھی تھا وہ اورنگ زیب کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہو گیا تدبر نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ فرار ہوتا رہا آخر کار اُسے پکڑ کر دھلی لایا گیا۔ میلے سے کپڑے پہنا کر ایک مریل سی ہتھنی پر بٹھا کر دھلی کے بازاروں میں ذلیل کیا گیا۔کیچڑ اور گندگی پھینکی گئی۔بعد میں اُس کا سر قلم کر کے شاہجہاں کے پاس بھیجا گیا

اتنی بھیانک موت؟

ہاں،سب کچھ تھا اُس کے پاس لیکن مدِ مقابل جیسی فہم و فراست نہ تھی

ہوں۔

اپنی عقل کو ہمیشہ اہمیت دیا کرو کبھی بھی دوسروں سے مات نہیں کھاؤ گی۔

میں نے اُس پر کیا کچھ قربان نہیں کیا؟ اپنا وقت،توجہ،سوچ،محبت،خوشی ہر چیز جو میری تھی اُس کے نام کر دی جیسے۔

آج زیادہ مایوس لگ رہی ہو مجھے۔

میں جہاں ہوتی تھی کبھی بھی وہاں نہیں ہوتی تھی۔کون آرہا ہے کون جا رہا ہے لوگ کیسے ہیں جگہ کیسی ہے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا۔اگر میں کہیں ہوتی تو اُس کے ساتھ ہوتی تھی۔وہ کیا کر رہا ہوگا کہاں ہوگا یہ سب چیزیں دماغ میں ایسے روانی اور غیر محسوس طریقے سے چلتی تھیں جیسے ہم سانس لیتے ہیں۔ہم نے کبھی محسوس ہی نہیں کیا کہ ہم سانس لیتے ہیں۔خون ہماری رگوں میں دوڑتا ہے اور ہمیشہ اپنے بڑوں سے چڑ رہتی کہ وہ

میرے پر کاٹنا چاہتے تھے۔ کبھی خیال ہی نہیں آیا انہیں کہ خواب تو زندگی کی حدود میں جینا سکھاتے ہیں۔ باغی نہیں بناتے میں کبھی اپنے لیے جی ہی نہیں تھی۔ میرا اوڑھنا بچھونا اگر کوئی تھا تو وہ حذیفہ کی ذات تھی اور اب ان دنوں لگ رہا ہے کہ جیسے کوئی مجھے برہنہ کر رہا ہو خود شائد حذیفہ مُجھ سے دور ہو کر۔ آج میں سوچتی ہوں سب جھوٹ ہوتا ہے۔ مجھے لگتا تھا میں اُس کے لیے سب کچھ نچھاور کر سکتی ہوں۔ سب کچھ دوستی، رشتے ماں باپ، سب کچھ اور میں نے ایسا کیا بھی لیکن کیا ہوا۔ میرے ہاتھ تو آج بھی خالی ہیں۔ جن کو چھوڑا نہ وہ پاس ہیں جس کے لیے چھوڑا نہ وہ پاس۔

کہتی رہو سُن رہا ہوں

سُنا تھا محبت مانگنے والا اِسے سکوں کی طرح نہیں مانگتا۔ وہ تو سب کُچھ مانگتا ہے۔ اتنا کُچھ کہ دینے والا ہی کنگال ہو جائے۔ میں نے تو اُسے بنا مانگے دیا سب کُچھ۔ میں خود کنگال ہوں اس لمحہ۔ آنے والے دِنوں میں میں بھی بھکارن کے روپ میں ہُوں گی یا محبت کی چاہ ہی نہیں ہو گی، نہ دینے کی نہ لینے کی۔ وجہ کا پتہ نہیں شائد اس لیے کہ سکوں ہی اتنا آ جائے، ٹھہراو آ جائے یا......

جس خطے سے ہمارا تعلق ہے اس کے ماضی اور حال کو بھی پڑھ کر دیکھ لو اس میں ایسے ہی ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔

کیا کہہ رہے ہو سیری؟

بُت پرستی کا رجحان ہندوستانی کلچر میں شامل ہے۔ مذہبی جذبات کے اظہار میں اِس رجحان کا ہی استعمال ہوا۔ ہندوستانی رقص دیکھ لو پرستش کی اِس صورت کو پیش کرتا ہے۔ کرشن اِک بُت کی طرح اپنی جگہ کھڑا نظر آتا ہے اور رادھا اُس کے گرد ناچتی ہے۔ محبوب بُت کی طرح بے حس نظر آتا ہے اور عورت جو اُس پر فدا ہے اور عاشق ہے وہ چکر لگاتی ہے۔

میں چکر لگاتی ہوں حذیفہ کے گرد؟

ہاں۔

مشہور زمانہ فلمی ہیرو سلطان راہی دیکھ لو تقریباً ہر فلم میں وہ آگے ہو گا ہیروئن گانا گاتے ہوئے پیچھے یا اِک جگہ کھڑا ہو گا ہیروئن آگے پیچھے چکر لگا کر گانا گائے گی۔

دماغ گھوم رہا ہے سوتو کا۔

مرد کا ہاتھ اوپر ہی نظر آتا ہے اِس خطے میں۔ عدلِ جہانگیر مشہور ہے۔ نور جہاں حکمرانی ملنے اور جہانگیر کی نظر التفات سے مسرور تھی۔ لیکن اِس کے علاوہ بھی جہانگیر کی بیس کے لگ بھگ شادیاں تھیں اور تین سو کنیزیں، نور جہاں کی موجودگی میں بھی عیش و عشرت جاری تھی لیکن نور جہاں کے لیے اُس کی نظر کرم ہی کافی تھی۔ حالانکہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ نور جہاں سے اگر اتنی محبت تھی تو باقی شادیاں اور اتنی کنیزیں اور عیش و عشرت؟

مجھے یہ بتاؤ وہ جو لاپرواہی دکھاتا ہے میں کیا کروں؟

وہ لگتا ہے تھکن کا شکار ہے، وہ تم کو پا چکا ہے، اُسے لگتا ہے کہ تم اُس کی ہو جب بھی چاہے گا تم بھاگی بھاگی آ ؤ گی۔ جب بھی کال کرے گا تم رات بھر سنو گی۔ تم ناراض ہو بھی جاؤ تو اِک میسج سے ہی تم کو منا لے گا۔ تمھارے حوالے سے اُس کا چیلنج ختم ہو چکا ہے۔

میرے حوالے سے چیلنج؟

ٹوائن بی کہتا ہے کہ انسان تہذیبی منازل اُسی وقت طے کرتا ہے جب اُسے کوئی چیلنج درپیش ہو۔ایسی صورت میں انسانی ذہن مقابلے کے لیے سازوسامان اکٹھا کرتا ہے ایجادات ہوتی ہیں اوراختراع بھی متحرک ہوتی ہے۔ اس طرح کوئی بحران ہوتو انسان اُس کا مقابلہ کرکے زیادہ طاقتور ہوتا ہے نہ ہوتو سُست ہوجاتا ہے اور پھرزوال آجاتا ہے۔

انسانی تہذیب پر کتنا وقت لوگے اور؟

جب تک سوویت یونین موجود تھا دُنیا میں توازن قائم تھا جب سوویت یونین کوزوال آ گیا تو اسی نظریہ کے تحت سمجھ لوامریکہ کوکسی چیلنج کا سامنا نہ رہا۔اب جودہشت گردی کے خلاف جنگ ہے وہ امریکہ کے لیے اک مشکل ہے جسے جو دور کرنے کا ہدف اُس کے سامنے ہے۔نائن الیون کا واقعہ طے شدہ تھا یا واقعی دہشت گردی کا واقعہ، جو بھی ہے اک چیلنج کی شکل میں امریکہ کے سامنے ہے اور دنیا بھر میں امریکہ کی حکمرانی جاری ہے۔

یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ امریکہ تھک کر شکست خوردہ ہوجائے۔

ہاں ایسا بھی ہوسکتا ہے۔

تو پھر اِس چیلنج کا کیا فائدہ جو دہشت گردی کی شکل میں اِس کے سامنے ہے۔

اِس بات کا تعلق تاریخ کے عمل سے ہے۔بقول اسپنگلر زمانے کے ہردور میں کوئی نہ کوئی قوم یا جماعت اُٹھتی ہے یا گرتی ہے۔جس طرح انسانوں میں کوئی جوان ہوتا ہے اور کوئی بوڑھا ہوجاتا ہے۔تاریخ کے ہر دور میں کوئی خاص تمدن یا جماعت دُنیا پر غالب ہوتی ہے۔اگر ہم مخصوص تمدن کا غلبہ تسلیم کرکے دُنیا کو دیکھیں تو دُنیا کی تاریخ ہم کو سیڑھیوں کی طرح نظر آتی ہے۔اِن سیڑھیوں پر چڑھتی ہوئی قومیں بھی ہم کو نظر آتی ہیں۔

جو ملک اپنے لیے چیلنج پیدا کرسکتا ہے یا تلاش کرسکتا ہے وہ اپنے زوال کے حوالے سے بھی پتہ کیوں نہیں کرلیتا تا کہ وہ حفاظتی اقدامات کرسکے۔

اسپنگلر کہتا ہے کہ تاریخ اپنے قوانین تقدیر میں گرفتار ہے۔انسان ان کے درمیان پھنس کر بے بس ہے۔چند لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے پاس قوت باصرہ کے علاوہ قوت مکاشفہ بھی ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ تاریخ کا آئندہ راستہ بھی معلوم کرلیتے ہیں یہ اہل دل آئندہ کے متعلق پیشین گوئیاں بھی کرسکتے ہیں۔

سب اللہ کی طرف سے ودیعت ہوا ناں؟

ہاں ناسٹراڈیمس کو دیکھ لو سینکڑوں برس پہلے جو پیشین گوئیاں کیں وہ جدید دور میں پوری ہوتی نظر آئیں اور اُس کا تذکرہ اخبارات اور رسالوں میں ہوا، پیشین گوئیوں کے حوالے سے وہ بہت مشہور ہے۔

میرا بدھو ناسٹرا کیا پیشین گوئی کرتا ہے حذیفہ کے حوالے سے؟

آئندہ چند ماہ بعد سب کچھ طے ہوجائے گا

سب ٹھیک ہوگا ناں؟

کچھ ضرور ہوگا۔

کہو ناں سب ٹھیک ہوگا؟

سب ٹھیک ہوگا، ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ تاریخ میں......

اک بات یاد آئی۔

سنو، وکرم مت بنو۔

بنوں تو؟

بیتال پھر اپنی جگہ پہنچ جائے گا۔

کہو جان۔

ابھی بات پوری نہیں ہوئی میری۔

اچھا بات ابھی رہتی ہے۔

ہاں تو اور کیا؟

ٹھیک ہے لگ جاؤ اپنے کام میں

کام کوئی نہیں میں تو بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وجدان ہو تو کچھ لوگ آنے والے واقعات کو بھانپ لیتے ہیں

اگر نہ ہو وجدان تو کیا کرے کوئی؟

تو سابقہ تجربات سے کام لے، مگر لیتا کوئی نہیں

جو کام دوسرے نہیں کر سکتے میں کیسے کر پاؤں گی؟

کرلو گی۔

وہ کیسے؟

جب کرنے پر آؤ تو۔

مجھے تو لگتا ہے حالات جیسے جوں کے توں چلتے رہیں گے۔

میں کس مرض کی دوا ہوں پھر؟

تم دوا نہیں ہو۔

تمھارا اسیری ہوں جانتا ہوں۔

پتہ سو تو تمھاری ایک ایک بات ایک ایک جملہ کیا کمال دکھاتا ہے میری زندگی میں؟ جینے لگتی ہوں پھر سے۔

ہیتھم نے کسی دوکان پر اک کتاب میں لکھا ہوا اک جملہ پڑھا تھا

Greatest Happiness to the greatest number

اس اک جملے کو پڑھ وہ پھڑک اُٹھا تھا۔اُس کی افادیت پسندی میں یہ اک جملہ بنیادی حیثیت اختیار کر گیا۔میرے کسی جملے کا کیا بنتا ہے؟

تمھارا جملہ دل میں اترتا ہے۔میری ہڈیوں کے گودے میں رچ جاتا ہے

دل سے کہہ رہی ہو ناں؟

نہیں زبان سے نہیں سونو دل سے، جو میں کہنا چاہتی تھی تم نے تو وہ سنا ہی نہیں میں اتنی اُداس تھی آج، سیری اپنی بات ختم کرو میری سنو ناں، سیری

وہ خود بھی والد صاحب کی طرف سے حذیفہ کے ساتھ شادی پر انکار کی اصل وجہ سے آگاہ تھی۔ایک بار سے زیادہ مرتبہ اس نے ساحر سے کہا تھا۔

مجھے پتہ ہے وہ میرا بھلا چاہتے ہیں سیری۔مگر اتنے سال جو اس سے میں نے اپنی زندگی شیئر کی اچانک اس کو کیسے بھول کر کسی سے شادی کر لوں؟

مجھے پتہ ہے وہ میرے تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے کسی اچھے اعلیٰ گھرانے میں میری شادی کرانا چاہتے ہیں پر میں کیا کروں؟

والد صاحب کی نیک خواہشات کی قدر تھی اسے لیکن انا پرستی کا عنصر بھی اس کے ذہن میں تھا۔

جس گھر نے پہلے ان کے لڑکے کو ناں کی اس گھر وہ اپنی لڑکی کی ہاں کیسے کریں، یہ ہے اصل مسئلہ سیری۔

کچھ وقت بعد حالات ٹھیک ہوں تو بات بن سکتی ہے، ساحر کہتا

تمہیں نہیں پتہ وہ میرے والد ہیں بہت انا والے، انا آڑے آرہی ہے، وہ کہتی

آخر کسی طرح ایک گھنٹہ گزرا اور والد گھر تشریف لے آئے۔کھانا کھاتے اور امی جان سے باتیں کرتے گیارہ بج گئے۔وہ جا کر دوا ان کی ٹیبل پر رکھ آئی۔اس کا بہت جی چاہا کہ والد کے پاس بیٹھ کر لاڈ سے باتیں کریں۔مگر امی کے ساتھ باتوں میں مصروف دیکھ کر واپس آ گئی۔

ساڑھے گیارہ کا وقت ہو چکا تھا۔سب کمروں میں لائٹ آف ہوتے ہوتے بارہ کے لگ بھگ وقت ہو گیا جب صحن میں کسی کے آنے جانے کی آواز نہ رہی تو اپنے کمرے میں اس نے موبائل نکالا

میں انتظار کر رہا ہوں، مجھے پتہ ہے کسی ضروری کام میں مصروف ہو، ساحر کا میسج تھا

ذرا دیر ہو گئی سیری۔

کوئی بات نہیں میں کافی دیر تک جاگوں گا آج

بہت............اداس ہوں۔

کیا ہوا؟

وہ مجھے پریشان کرتا ہے سیری

حذیفہ؟

ہاں۔

اب کیا ہوا؟

بھابھی جان کو امی جان سے گفتگو کرتے سنا، وہ کہہ رہی تھیں.........................

اسے پرہیز کرنا چاہیے ناں ایسی باتوں سے۔

مگر اسے کون سمجھائے

میں کسی دن لاہور جاؤں گا مارکیٹ اس سے مل کر اشاروں میں اسے سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

کسی طرح بھی سمجھا لوں گا۔

کیا محسوس کرے گا؟

کیا کرے گا، مجھ سے کچھ واقفیت تو ہے ہی۔ اسے کچھ خیال کرنا پڑے گا ناں، کام میں دلچسپی لینا چاہیے ناں کہ......

ہاں مگر مانے تو پھر ناں، لیکن اب میں اس سے بات کر کے رہوں گی

کیا کہو گی؟

کچھ بھی لیکن ایک بات کہوں؟

ہاں۔

میں کچھ کرنا چاہتی ہوں، مجھے اجازت دو۔

کیا بتاؤ تو

کزن کے پاس فیصل آباد تو جانا ہی ہے وہاں آدھے گھنٹے کے فاصلے پر بھابھی کا گھر ہے۔ کسی طرح میں حذیفہ کے منہ پر تھپڑ مارنا چاہتی ہوں۔

کوئی ہے بات کرنے والی؟

ہاں میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مارنا ہے وہاں سے نیلم کے ساتھ کسی بہانے اس کے گھر جاؤں گی، اس کے منہ پر تھپڑ مارنا ہے بس

ان کے گھر تمہارے گھر والوں کا آنا جانا نہیں ہے۔ عجیب لگے گا کیا کہیں گے اس کے گھر والے، اگر جانا آسان بھی ہوتا تو میں تھپڑ کی اجازت نہ دیتا۔ بلکہ میں اس سے ملنے کی اجازت بھی نہیں دوں گا

نیلم ساتھ ہو گی ناں۔

نیلم کے ساتھ بھی اک خبر آجائے گی۔

میں کچھ ایسا کرلوں گی کہ اسے معاملے کا پتہ نہ چلے۔شگفتہ سے ملنے کا بہانہ تو ہے ناں

جذباتی ہو کر سوچ رہی ہو، میں کچھ کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

سیری، میری جان پر بنی ہوئی ہے اس طرح کی خبریں سن کر۔

اسے کسی اور طرح سے پیار سے سمجھا دینا کہ آئندہ ایسی مجلس میں نہ بیٹھے۔

پہلے بھی میں نے اس کے متعلق ایسی باتیں سنیں۔تم سے ذکر نہیں کیا۔پریشان ہو جاؤ گے

تو بتا دینا تھا نہ مجھے، پہلے ہی معاملہ سنبھل جاتا۔

وہ کہتا ہے دوستوں میں بیٹھنا پڑتا ہے۔

چلو کسی اور طرح سے سمجھا لینا۔

میں تھپڑ مار کر اپنی نفرت اور غصے کا اظہار کرنا چاہتی ہوں اس طرح کی حرکت پر۔

میں اس طرح جا کر ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

پھر آج اس سے اس مسئلے پر اور شادی پر دوستوں کے ہنگامہ میں شمولیت پر بات کرلوں اگر رابطہ ہو تو؟

ہاں مگر اپنے غصے کو قابو رکھنا۔

ٹھہرو ذرا، انتظار کر لینا۔

اس دوران وہ کمرے میں بیٹھا اس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔چند منٹوں بعد وہ آئی تو بتایا کہ اس کا موبائل بند ہے۔شائد پچھلی تکرار اس کے ذہن میں ہے۔اسی دوران وہ دونوں آنے والے دنوں کے مسائل، حذیفہ کے رویے اور ارمان کے رزلٹ کے آنے پر بات کرتے رہے

تم نہ ہوتے تو اِن حالات میں میرا کیا ہوتا سیری؟

سب ٹھیک ہوتا۔

ہوں۔

کبھی سوچا نہ تھا اتنا مضبوط رشتہ استوار ہوگا، تمہیں بھی ایسا لگتا ہے ناں؟

یہ رشتہ اتنا الگ اور مضبوط سا کیوں لگتا ہے سیری؟

یہ دکھ اور اداسی کی زمین سے جنم لینے والا رشتہ ہے۔غم کے دنوں کا تعلق پائیدار رہتا ہے۔

خوشی کے دنوں کا؟

وقتی بھی ہوسکتا ہے اور اکثر ایسے ہی ہوتا ہے۔

وہ کیسے سیری؟

لکھنو کی سرزمین پر دولت کی فراوانی تھی۔ کھاتے پیتے نواب، شاندار لباس، بگھیاں، کوٹھوں پر ناچ گانا، پان وان، جگمگاتی ہوئی شمعیں، گاؤ تکیے، سازندے، رقص کرتی ہوئی لڑکیاں ان پر واری جاتی ہوئی نائیکہ۔ ایسی زندگی میں جہاں ہر طرف بظاہر خوشی ہی خوشی تھی وہاں نشاط کی شاعری، وصل کے لمحات اور سرشاری کی شاعری نے جنم لیا، مگر ایسی شاعری اور شعراء وہ مقام حاصل نہ کر سکے جو دہلی والی شاعری اور شعراء نے حاصل کی۔ وجہ پتہ کیا تھی؟

کیا؟

دہلی کی تباہی، غیروں کا قبضہ، لوٹ مار، افلاس، بھوک، پرانی مجلسوں کا خاتمہ، خون خرابہ، پھانسیاں، گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز، اپنی جان بچانے کے لیے دوسروں کے گھروں میں پناہ لیے ہوئے سہمے ہوئے چہرے، جائیدادوں زمینوں کا چھن جانا، دلی کا حال کسی اجڑے دل کی طرح ہو جانا، دل دلی کی اصطلاحوں کا شاعری میں استعمال ہوتا ہے مایسے ماحول میں جس شاعری نے جنم لیا۔ وہ زیادہ پائیدار رہوئی۔ غالب کی شاعری آفاقی کہلائی۔ غالب کا نام معتبر ترین ٹھہرا، میر نے غزل میں نام پایا۔ اپنی ذات اور اردگرد کے ماحول کا درد اپنی شاعری میں صوفیانہ انداز سے درد نے کچھ اس طرح سمویا کہ ان کی شاعری صوفیانہ شاعری میں سب پر بازی لے گئی اور آج تک بلندی کی اس سطح پر ہے کہ جہاں دوسرے پہنچنے کی توقع کرتے ہیں۔ دکھ میں پائیدار شاعری نے جنم لیا، ہنسی مذاق، مسرت کے موسم میں لکھنوی شاعری نے جنم لیا اور کم معتبر ٹھہری، آتش چنگیزی بڑے شعرا سہی مگر غالب میر درد جتنے کبھی نہیں۔

ہوں

ہمارے تعلق نے دکھ کے ماحول میں جنم لیا یہ لازوال ہوگا۔

ہمارے لیے مسرت کے لمحے نہیں ہوں گے؟

ہوں گے، مگر شائد بہت زیادہ نہیں۔ ہماری مسرت سوز میں رچی ہوئی ہوگی اکثر جس کا نشہ لاجواب ہوتا ہے۔ ہمارا باہم ہونا مسرت کی اعلیٰ ترین شکل ہے۔ کیا اس وقت تم کو میری باتوں سے سکون نہیں ملا سچ بتانا؟

سکون معمولی لفظ ہے سیری۔

ہم مسرت میں ہیں کیونکہ ہم ایک ہیں۔

ہوں۔

ویسے بھی شیلے کہتا ہے کہ دنیا میں غم زیادہ ہے خوشی کم۔

کس بنا پر کہتا ہے؟

وہ کہتا ہے انسان دنیا میں رو کر آتا ہے۔ یعنی اس کا جو جنم ہے ایک تکلیف دہ عمل کا نتیجہ ہے۔ جب زندگی کی بنیاد ہی تکلیف ہے تو پھر اس

میں زیادہ خوشیاں کیسے ملیں؟

زندگی اسی طرح گزر جاتی ہے پھر؟

نہیں ہم اس میں تسکین اور مسرت کا حصول ممکن بنا سکتے ہیں۔ ہم اس وقت جو باتیں کرر ہے ہیں وہ ہمیں یقیناً تسکین دے رہی ہیں۔ مرنے سے بچارہی ہیں۔ جتنا زیادہ اخلاص ہوگا اور سچائی، اسی قدر سکون حاصل ہوگا۔ ہم آہستہ آہستہ اس منزل تک جار ہے ہیں جہاں صرف سکون ہوگا۔

کس طرح کا؟

ایک دوسرے کی ذات پر اتھاہ یقین کا سکون۔

ہوں،

میں کون ہوں بھلا؟

مجھے نہیں پتہ۔

کون ہوں میں، دیکھوناں

بدھو

اور

سوفی

اور

جانی

نہیں وہ جو مجھے اچھا لگتا ہے

میرا

ہاں

پارا

ہوں............

شا............

اور............

بے بی

اووووووووو.............

ابھی تک اس کی طرف سے کوئی میسج نہیں آیا۔

ٹھیک ہے انتظار کرتی جاؤ میں ہوں ناں ساتھ جاگنے کے لیے۔

اگر آج بھی نہ آیا تو؟

آئے گا دیکھ لینا۔

کیسے کہہ سکتے ہو تم؟

وجدان کہتا ہے۔

یہ بتاؤ وجدان کیا کہتا ہے کس انداز سے بات کرے گا وہ؟

اگر وہ واقعی کال کرے یا میسج پر رابطہ کرے تو میرا خیال ہے وہ ذرا نرم لہجے میں بات کرے گا۔

مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جس طرح کا موڈ دکھائے ویسا رویہ کر لینا، خوشگوار موڈ ہو تو ٹھیک ورنہ اگر ناراضگی ہو جائے تو مناسب انداز سے اپنی رائے سے بھی آگاہ کر لینا۔

ہوں۔

اوئے میسج آ گیا وہ فوراً ہی بولی

شکر ہے۔

تمہیں کیسے پتہ تھا وہ آئے گا؟

اتنا پرانا تعلق ہے اک دن کی تلخی سے اتنا فاصلہ تو نہیں بڑھ سکتا ناں کہ فوراً ہی ہر قسم کا رابطہ ختم ہو جائے اس لیے اتنے یقین سے کہا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے جلدی سے آ جاؤ اب۔

آیا۔

آ جاؤ جلدی سے، میں اس سے بات کرنے لگی ہوں۔

وہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا اور حذیفہ سے کومل بات کرنے لگی۔



حسب پروگرام چندن کے لیے کومل امی، بڑی بھابھی اور بھائی فیصل آباد چندن کے لیے روانہ ہو گئے۔ شبنم کے بڑے بھائی کی منگنی تھی۔ ماموں عادل کے بڑے بیٹے کی منگنی خاص موقع تھا گھر میں پہلی بار ایسا فنکشن ہو رہا تھا اس لیے سب ہنسی خوشی اس موقع پر شرکت کے لیے آئے تھے۔ طویل سفر طے کر کے شام کو بمشکل پہنچ کے۔ اس لیے شام کو کھانا کھا کر جلد ہی سب سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے۔ شبنم نے پہلے سے ہی اس بات کا بندوبست کر لیا تھا کہ اس کو کومل کے ساتھ کمرے میں سونے کا موقع ملے۔ دونوں تقریباً ہم عمر تھیں ایک دو سال کا فرق تھا دونوں کی عمر میں۔ شبنم کومل سے چھوٹی تھی۔ دونوں کے درمیان برسوں سے گہری دوستی چلی آ رہی تھی۔ حذیفہ کی فیملی بھی اس شہر میں پرانے علاقے میں رہائش پذیر تھی۔ بڑی بھابھی کا گھر شہر کے پوش علاقے میں موجود تھا بھابھی جان بھی ساتھ آئی تھیں کہ اسی بہانے میکے والوں سے مل لیں گی ورنہ گھریلو مصروفیات کہاں روز روز گھر سے نکلنے کا موقع دیتی ہیں۔

جیسے ہی دونوں اپنے کمرے میں پہنچیں کومل بولی

اور سناؤ شانی کیسی ہو؟

لو وہ تو فون پر پتہ چلتا ہی رہتا ہے ناں آپ کو۔

سامنے بیٹھ کر حال پوچھنے کا اپنا ہی مزہ ہے ناں۔

ہاں سچی میں بہت خوش ہو رہی ہوں مل کر۔

سُنا باقی معاملات ٹھیک ہیں ناں؟

بتایا تو تھا کہ حالات زیادہ بہتر نہیں ہیں۔

تو کیا ابھی تک معاملہ ویسا ہی ہے؟

نہیں آج کل تو ٹھیک ہے پر مشکلات تو ہیں ناں راہ میں۔

تم کہہ تو رہی تھی کہ اس کا بھی توڑ ہے تمہارے پاس۔

ہاں وہ تو ہے اور آج کل رزلٹ بھی ٹھیک ہے، شبنم بولی۔

شبنم ایم۔ کام کی اسٹوڈنٹ تھی۔ اور ساتھ انگلش لینگویج کا شارٹ کورس بھی کر رہی تھی پانچ بہن بھائی تھے۔ بہنوں میں بڑی تھی۔ ویسے بڑے بھائی کے بعد دوسرے نمبر پر تھی۔ گذشتہ سالوں سے ایک لڑکے سے دوستی تھی اور دونوں شادی کے خواہش مند تھے مگر غیر برادری ہونے کی وجہ سے دونوں مشکل کا شکار تھے۔ لڑکے کا خاندان پڑھا لکھا تھا مگر لڑکا بذاتِ خود زیادہ پڑھا نہیں تھا۔ البتہ پڑھی لکھی فیملی سے تعلق ہونے کی وجہ سے اچھا خاصا تیز تھا۔ لڑکیاں قابو کرنے میں کافی تیز اس حقیقت کے باوجود وہ شبنم کو پسند تھا۔ اور بقول شبنم کے سابقہ حرکتوں سے باز ہو چکا تھا۔ اس پر جان چھڑکتی تھی حالانکہ دونوں کے تعلیمی کیریئر میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ عمر کے اس دور میں تھی جب کسی کو دل کے معاملے میں سمجھانا خاصا مشکل ہوتا ہے۔

دل کے معاملے میں کس عمر میں انسان کسی کی بات سننے کو تیار ہوتا ہے جو اسے سمجھانے کے لیے کہی جائے؟

بڑا شہر، آزاد ماحول۔ لڑکے سے دوستی، ساری چیزیں اس کے اعتماد میں بے پناہ اضافے کا باعث تھیں۔ شہر کے جتنے مشہور بابے تھے ان سے تعویز وغیرہ بنوا چکی تھی اپنے فاخر کو اپنے ہاتھ میں کرنے کے لیے۔ گھر سے باہر نکلنے کا مناسب موقع مل جاتا تھا۔ خصوصاً کالج جانے کی وجہ سے وہ فاخر سے مہینے میں کم از کم تین بار ملنے کا پروگرام تو ضرور بنا لیتی تھی۔ فاخر کے پاس ذاتی گاڑی تھی۔ والد اور بھائی اچھا خاصا کماتے تھے اور وہ گاڑی کو خوب چلاتا تھا۔ مال مفت دل بے رحم پر خوب عمل کرتا تھا۔

گھر والوں کی طرف سے پیسے کی کھلی فراوانی تھی۔ لہٰذا دماغ جیسی چیز کو تعلیم سے پالش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مزے سے زندگی گزار رہا تھا اور شبنم جیسی خوبصورت لڑکی ساتھ حاصل تھا۔ دونوں کے گھر والوں کو اس معاملے کی خبر بھی تھی اور جب شبنم کے والد کو پتہ چلا تو انہوں نے اسے ڈرایا دھمکایا بھی تھا اور غصے میں ہاتھ بھی اٹھایا تھا شبنم کے بتانے پر کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے والد نے سخت ردعمل دکھایا تھا اور دھمکی بھی دی تھا کہ کوئی بھی ان کے پاس اس رشتے کی بات لے کر نہ آئے۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ اگر لڑکے کے کسی بھی بڑے نے دفتر یا گھر پر ٹیلی فون پر اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو وہ بہت برا سلوک کریں گے۔ اسی وجہ سے دونوں کے درمیان تعلق تو قائم تھا لیکن جہاں تک شادی کا سوال تھا امکان مشکل نظر آتا تھا۔ والد صاحب نے اس بات کا پتہ چلنے کے بعد موبائل بھی اس سے چھین لیا تھا اور چند دن تو کالج بھی نہ جانے دیا لیکن تعلیم کا حرج دیکھ کر اسے کالج جانے کی اجازت دے دی البتہ سختی سے منع کر دیا کہ دوبارہ موبائل لینے کا نہ سوچے۔ جو موبائل اس سے چھینا تھا وہ بھی غصے میں توڑ ڈالا۔ چھوٹی بہنوں حدیقہ اور ریمنہ کے پاس بھی موبائل تھے ان سے بھی واپس لے لیے گئے اور بیوی سے واضح دوٹوک کہہ دیا

اگر ان میں سے کسی کے پاس کبھی موبائل دیکھا یا سنا کہ کسی سے لے کر استعمال کیا ہے تو ذمے دار تم ہو گی اور اپنا موبائل بھی ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرو

کالج دوبارہ جانے کی دیر تھی کہ شبنم کو دوبارہ سکھ کا سانس نصیب ہوا۔ پہلے وہ کلاس میں ریزرو رہتی تھی۔ لیکن اب اسے احساس ہوا کہ لڑکیوں سے بھی دوستی اس کی ضرورت ہے۔ ہر بندہ اپنے جیسے مزاج کا شخص ڈھونڈ ہی لیتا ہے۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

جلد ہی اسے اپنے جیسے مزاج کی ایک دو لڑکیوں سے واقفیت ہو گئی۔ ایم کام کی کلاس شروع ہوئے ابھی دو ماہ ہی گزرے تھے۔ اب اپنی ضرورت کے تحت وہ ذرا زیادہ فری ہوتی تو دو لڑکیوں عتیقہ اور بسمل سے اچھی خاصہ گپ شپ ہو گئی۔ بسمل اپنے آپ کو لڑکوں کے معاملات میں ریزرو رکھنے والی تھی۔ عتیقہ کا البتہ اپنے والد کے پارٹنر کے بیٹے سے افیئر چل رہا تھا۔ شبنم خوش تھی کہ دونوں میں سے ایک تو اپنے جیسی ہی ہے۔ بسمل پیسے کی ریل پیل میں پل کر جوان ہوئی تھی اور سہیلیوں پر لٹانے میں بھی دریغ نہیں کرتی تھی تعریف پسند کرتی تھی یہ کمزوری شبنم جیسی لڑکی کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ چند دنوں بعد ہی موبائل کا مسئلہ عتیقہ کے سامنے رکھ دیا

یار یہ بھی کوئی پرابلم ہے، عتیقہ بولی

مسئلہ تو ہے کیا کروں بات کرنا مشکل ہو رہا ہے اس سے۔

یار تو نیا سیل لے لے۔

گھر میں کسی نے دیکھ لیا تو؟

یار تو میرے سیل سے بات کر لیا کر اس سے۔

کالج ٹائم کے بعد کیا کروں؟

جب گھر میں کچھ عرصے بعد حالات بہتر ہو جائیں گے تو پھر دیکھ لینا۔

مطلب اتنا عرصہ میں ماری ماری پھرتی رہوں؟

اچھا یار نیا سیل لے لیتے ہیں جو باتیں میں کہوں ان پر سختی سے عمل کرنا ہے پھر کچھ بھی نہیں ہوگا

اس کے بعد جو ہدایات عتیقہ نے دیں ان پر شبنم سختی سے عمل کر رہی تھی اور ابھی تک موبائل گھر میں ہونے کے باوجود کسی کو پتہ نہیں تھا اور نہ ہی بظاہر پتہ چلنے کا امکان تھا۔ کسی ناگہانی صورت میں عتیقہ کا نام لیا جانا تھا گھر میں۔ باقی جو کچھ ہوتا عتیقہ نے سنبھال لینا تھا بس۔

اب جہاں تک فاخر کا تعلق تھا مسلسل اس سے بات ہو جاتی تھی اور مہینے میں تین چار بار کم از کم ملاقات ہو جاتی تھی۔ اور جہاں تک شادی کے لیے راہ ہموار کرنے کی بات تھی جہاں سے بھی کسی ٹونہ تعویز کی بھنک پڑتی شبنم وہاں پہنچ جاتی۔

پہلا دن تو سفر میں اور پھر رات تھکن اتارنے میں ہی گزر گئی دونوں بہت زیادہ باتیں نہ کر سکیں کیونکہ چند دن تو قیام وہاں تھا۔ اس لیے دونوں کو پتہ تھا کل رات کو وہ خوب باتیں کریں گی۔

بڑے بھائی کی آج منگنی کا دن تھا۔ لڑکی والے اپنے پورے لوازمات کے ساتھ آ چکے تھے منگنی بھائی جان کی تھی مقابلہ لگتا تھا باقی سب کا آپس میں ہے۔ جتنی بھی خواتین خصوصاً لڑکیاں تھیں انہوں نے اس موقع کو زندگی کی آخری بازی سمجھ لیا تھا۔ لڑکی والوں کی طرف سے بھی پوری تیاری تھی۔ ہونے والی بھابھی کا ایک کزن بھی تھا مہمانوں میں جو اپنی پوری کوشش میں تھا کہ شبنم کو کسی طرح متاثر کرے۔ دونوں میں سے زیادہ مضحکہ خیز حالت اس کزن کی تھی جسے پتہ نہ تھا کہ شبنم کسی فاخر صاحب پر جان چھڑکتی ہے۔ جو آدمی کسی اور سے محبت میں مبتلا ہو۔ جب کسی دوسرے کو اپنی طرف متوجہ دیکھے تو اس کی نظر میں اس شخص کی عجیب حالت ہوتی ہے جو اپنی کوشش میں مصروف ہو اسے متاثر کرنے کی۔

کیسا ہے یہ چوزہ کومی؟

کہاں؟

وہ جو لاپرواہی کی اداکاری کر رہا ہے۔

مجھے کوئی شوق نہیں ادھر دیکھنے کا۔

صبح سے لائن مار رہا ہے اب اس فروٹر سے کیا کہوں میں؟

ابھی کچھ دیر بعد سب چلے جائیں گے فکر نہ کرو۔

ساری کتابی ترکیبیں استعمال کر چکا ہے اب تک۔

زندگی کتاب نہیں ہے۔

ہے بھی اور نہیں بھی۔ پر اسے کون سمجھائے، دیکھنے میں اچھا ہے بظاہر گڈ لکنگ۔

مجھے حیرانگی ہے تم اس کی طرف دیکھ کیوں رہی ہو؟ کومل بولی

دیکھنے میں کیا حرج ہے؟

حرج ہے کیوں کسی ایسے کی طرف دیکھا جائے جس سے نہ تعلق نہ واسطہ؟

اس حوالے سے عتیقہ کے خیالات زبردست ہیں۔

جس نے موبائل کا بندوبست کیا تھا؟

ہاں، اس کی بہت سے لڑکوں سے دوستی ہے اسے کوئی فکر نہیں۔ جس سے شادی کرنی ہے اس کے ساتھ تعلق زیادہ مضبوط ہے اس کا۔

اور دوسروں سے؟

گپ شپ ہو جاتی ہے

مطلب وقت گزاری؟

ٹائم پاس کہتے ہیں اسے۔

اسی دوران ممانی جان آئیں اور دونوں کو ایک کونے میں لگی دیکھ کر کہنے لگیں

تم دونوں کی پیاس نہیں بجھی اب تک۔ پھر گپ شپ کر لینا پہلے مہمانوں کو سرو تو کر لو

ٹھیک ہے امی جان، شبنم نے کہا

دونوں بظاہر فنکشن میں مصروف بھی تھیں اور جب بھی موقع ملتا آپس میں سرگوشیوں میں باتیں بھی کرتی جاتیں۔

عتیقہ کے ساتھ رہ کر بگڑ نہ جانا۔

میں نے اس کا نکتہ نظر بیان کیا۔

اتنے لوگوں سے وقت گزار کر وہ خود کو کیسے مطمئن کر پاتی ہے؟

وہ لڑکے لڑکیوں کی تفریق کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔ جس طرح کوئی لڑکی اس سے بات کر سکتی ہے اسی طرح کوئی لڑکا بھی اس سے بات کرے تو وہ اسے برا نہیں سمجھتی۔

کام کے سلسلہ میں کالج میں یا محلے میں بھی کسی کا بات کر لینا تو ٹھیک ہے مگر باقاعدہ رابطہ رکھنا گفتگو رکھنا یہ کہاں سے درست ہوا

اس کا کہنا ہے کہ اک لڑکا کئی لڑکیوں سے تعلق رکھ سکتا ہے تو ایک لڑکی زیادہ لڑکوں سے کیوں نہیں؟

جو چیز درست نہیں ہے وہ نہیں ہے۔

بڑا شہر ہے اور شہر کے ماڈرن علاقے میں گھر ہے ان کا۔ خیالات بدل جاتے ہیں

ٹھیک ہے اس سے دوستی رکھو مگر ضروری نہیں کہ سارے خیالات اس کے قابل عمل ہیں۔

سارے گھر والے اور مہمان بڑے کمرے میں جمع ہو چکے تھے۔ جلد ہی دونوں طرف سے رسومات کی ادائیگی ہوگئی۔ تھوڑے ہی وقفے کے بعد منگنی ہو چکی تھی۔ مختصر سے وقت میں دو افراد کو باہم کرنے کا باقاعدہ اعلان ہو گیا تھا

بظاہر کتنا آسان لگتا ہے منگنی ہو جانا، کومل گہری سوچ میں ڈوبتے ہوئے آہستہ سے کہنے لگی

ہاں، ٹھیک کہا تم نے کومی

لیکن اتنے مختصر سے وقت تک آنے کے لیے کتنی مصیبتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔

جیسے ہمیں جھیلنا پڑ رہی ہیں۔ شبنم نے کہا

لگتا تھا جیسے منگنی نہ ہوئی شبنم اور کومل کا ایک طویل ڈائیلاگ ہوا ہے سارا دن جو ختم ہونے میں نہیں آ رہا۔ باتوں کا ایک سلسلہ تھا جو رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ دوسرا دن تھا جو اپنے اختتام کے قریب تھا۔ تھوڑے سے وقت کے لیے کومل دانستہ امی کے قریب آ کر بیٹھ گئی کہ کہیں یہ نہ سوچیں پتہ نہیں دونوں صبح سے کن باتوں میں مشغول ہیں۔ جب وہ پاس آ کر بیٹھی تو امی جان ممانی جان سے کل ہی واپسی کا کہہ رہی تھیں۔ ممانی جان اصرار کر رہی تھیں کہ ابھی آپ کو نہیں جانے دینا آپ کون سا روز روز گھر سے نکلتی ہیں۔ اسی دوران حدیقہ اور یمنہ بھی پاس آ کر بیٹھ گئیں۔ کومل دانستہ دونوں کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو گئی تاکہ دونوں یہ محسوس نہ کریں کہ وہ شبنم سے ہی چپکی ہوئی ہے کل سے

رات کو ذرا دیر ٹی وی دیکھنے کے بعد پھر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ اندر آتے ہی شبنم نے دروازہ لاک کیا اور فاخر کو فون کرنے لگی

جی حضور، شکر ہے وقت ملا۔

میں نے بتایا تھا ناں کہ گھر میں فنکشن ہے رات کو بات ہونا ذرا دشوار ہوگا

اب کیسے چانس مل گیا؟

تم تنگ پڑے ہو گے یہ سوچ کر آ گئی۔ صبح اٹھ کر میسج دیکھے تھے کافی جان تنگ تھی تمہاری۔

کل دوپہر کو ملیں؟

مشکل۔

وہ کیسے؟

میں کالج ہی نہیں آپاؤں گی۔

تم آؤ گی مجھے پتہ ہے۔

گھر میں مہمان آئے ہیں۔

میں بھی تو گھر والا ہوں۔

خوش فہمی۔

نیت تو ہے ناں۔اچھا دیکھو کل ضرور آنا ہے

تم سمجھ کیوں نہیں رہے ہو میری بات کو؟

میں نے کہہ دیا تو آنا ہے۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی وہ آف کر چکا تھا۔

کیا بات ہو رہی تھی کومل نے پوچھا

وہ فاخر کل آنے کو کہہ رہا ہے

تو پھر؟

جانا پڑے گا۔

کیسے جاؤ گی؟

ظاہر ہے کالج ٹائم میں ہی گنجائش نکالیں گے۔

اگر ماموں کو پتہ چل گیا تو کیا حال ہو گا تمہارا کبھی سوچا؟

خود جب رات کو لڑ کھڑاتے ہوئے گھر آتے ہیں تو اُن کو بھی دوسروں کا سوچنا چاہیے میں تو صرف اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں یہ کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

گھر سے پڑھنے کے لیے جاؤ اور کالج میں تمہارا نام ونشان تک نہ ہو تو یہ بھی کوئی بات نہ ہوئی کبھی کبھی ایسی فرمائش ٹال بھی دیا کرو۔

بڑی مشکل سے سیدھا ہوا ہے اس لیے فرمائش ٹالتی نہیں۔

سیدھا ہوا ہے تو اسے تمہاری بات ماننی بھی چاہیے جب تم نے کہا کہ گھر پر مہمان ہیں آنا بہت مشکل ہے۔

شائد میں اسے نہ کہنا ہی نہیں چاہتی تھی اور رسمی طور پر انکار کر رہی تھی

میں کچھ نہیں کہوں گی سوائے اس کے کہ احتیاط ضرور کرنا۔

مجھے ان دنوں کا خیال آجاتا ہے جب ہماری ان بن ہو گئی تھی۔اب اسے سیدھا کیا ہے تو کھونا تو نہیں چاہوں گی ناں

کیسے سیدھا کیا مسئلہ کیا تھا؟

مسئلہ تو بتایا تھا ناں کہ وہ کہتا تھا کہ اس نے اپنے گھر والوں کو ہمارے گھر بھیجنے کی بات کر کے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے اور بس۔

پھر؟

تمہیں فون پر بتایا تھا ناں کہ میں نے کہا تھا وہ ذرا انتظار کرے جان نہ چھڑائے مجھ سے اور

اور کیا؟

اس کا سابقہ گرل فرینڈ سے بھی ان چند دنوں میں دوبارہ رابطہ ہوا جس کا مجھے دکھ تھا۔

تم نے تو بتایا تھا وہ تمہارے علاوہ کسی اور سے تعلق نہیں رکھتا اب۔

ہاں اس نے کہا تھا وہ اب میری وجہ سے بدل چکا ہے۔

تو پھر کیوں رابطہ کیا اس نے؟

میرے ساتھ جب چند دن اس کی بات نہ ہوئی تو مایوسی میں ادھر رابطہ کیا اس نے، چند دن بھی صبر نہ کر سکا۔ اب ٹھیک ہے سب کافی سیدھا ہے اب۔

سیدھا کیسے ہوا؟

ماسی بختاں نے کیا۔

یہ کون ہے بھئی؟

بڑی چیز ہے

کیا کرتی ہے کوئی عمل...... وغیرہ

ہاں۔

عجیب لگا سن کر کہ خاتون یہ کام کرتی ہے

ہاں شہروں میں ہیں ایسی خواتین جن کے اشتہار بھی لگے ہوتے ہیں باقاعدہ کام ہے یہ بھی

پر یہ تو پڑھی لکھی نہیں لگتیں۔

ان کے خاوند کام کرتے تھے جادو ٹونے کا، وہ کافی عرصہ سے سخت بیمار ہیں تو خواتین کا کام اس نے سنبھالا ہے۔ اپنے خاوند سے سیکھا ہے یہ کام اور سسر کے چلوں اور عملیات سے بھی واقف ہے

پتہ کیسے چلا اس کا؟

خواتین میں بہت مقبول ہے وہ۔ عتیقہ کے گھر گئی تھی اک دن وہاں اس کی اچھی باتیں کر رہی تھی اس کے بارے میں۔ میں نے کسی طرح

اس کا پتہ حاصل کر لیا۔اک دن بجائے کالج جانے کے ادھر چلی گئی۔

ذرا ڈر نہیں لگتا تمہیں؟

ویسے تو رات کو اس کمرے میں خاموش اندھیرے سے بھی ڈر جاتی ہوں لیکن اگر اسی وقت پتہ چلے کہ باہر دور کہیں اندھیرے میں وہ میرا منتظر ہے تو پھر تاریکی بھی اس تک پہنچانے میں اپنی معاون لگے گی۔

کتنے پیسے لیتی ہے، کومل دلچسپی لیتی ہوئی بولی

چند ہزار لیے تھے وہ بھی وقفوں وقفوں سے۔دو ہفتوں کے اندر اندر فاخر کا دماغ درست کر دیا ماسی نے۔

اپنے خلوص سے تم اس کو راہ پر نہیں لا سکتی تھیں؟

ہمت نہ رہی تو یہ سب کر گزری۔تم بتاؤ حذیفہ کا کیا حال ہے

سب ٹھیک چل رہا تھا لیکن آج کل ذرا کچھ دنوں سے خاموشی ہے۔

ہوا کیا؟

کچھ بھی نہیں۔

کچھ تو ہوا ناں؟

تم دونوں تو آپس میں بہت صلح سے رہتے ہو اتنے سالوں سے گم ہو ایک دوسرے میں؟

ایک دو بار ایسے ہوا کہ میں رات کو موبائل آف کر کے سو گئی کسی وجہ سے اس نے کہا میرا موبائل کیوں بند تھا۔اسے شک ہوا کہ میں شائد کوئی دوسری سم بھی استعمال کرتی ہوں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ ایسی کوئی وجہ ہی نہیں۔اسی وجہ سے ایک دن تو تو میں میں ہوگئی اور اگلے دن کو بھی رات کو اس کے انتظار میں آن کر کے لیٹی رہی تو ایک دو بار بیل دے کر خاموش ہو گیا

تو تم نے بات کر لینی تھی ناں۔

ہلکی سی بیل دے سکتا ہے تو بات نہیں کر سکتا کیا مجھ سے۔شائد دیکھ رہا تھا کہ موبائل آن ہے اور کس لیے آن ہے؟

کتنے دن ہو گئے بات ہوئے؟

پندرہ دن ہو گئے ہیں۔اتنے سالوں میں یہ پہلا موقع ہے کہ بغیر کسی ٹھوس وجہ کے ہمارے درمیان گفتگو نہ ہو

کوئی میسج نہیں کیا اس نے؟

نہیں، میں نے پہلے چند دن ایک دو میسج کیے بعد میں نہیں

پر تمہارا موبائل بند ہونے پر اتنی طویل چپ تان لینا مجھے عجیب لگ رہا ہے۔کوئی اور بات ہوگی مجھے لگتا ہے

نیلم سے پتہ چلا کہ آج کل اس کا رابطہ ہے

وہ کس سے؟

اس کا اپنے کزن کی بیوی سے کوئی تعلق ہے شائد۔

کیا کہہ رہی ہو؟

دونوں کے درمیان کسی وجہ سے ناچاقی ہوگئی تھی تو حذیفہ نے دونوں کے درمیان صلح کی کوشش کی اسی وجہ سے اس کی توجہ اس کی بیوی کی طرف ہوگئی۔

یہ نیلم نے کہا تم سے؟

ہاں۔

اور تم نے یقین کر لیا اس کے کہنے پر؟

صرف اس کے کہنے پر یقین نہیں کیا۔

پھر؟

پچھلے کچھ دنوں سے ہمارے درمیان زیادہ گفتگو نہیں ہو پا رہی تھی۔ آخر جب موڈ خوش گوار ہوا تو عام معمول کے مطابق ہم روز رات کو گفتگو کرنے لگے۔ یہاں آنے کا جو پہلے پروگرام تھا پندرہ دن پہلے تب تک ہمارا دونوں کا موڈ ٹھیک ہوگیا تھا اور میں نے اسے بتا بھی دیا تھا کہ جتنے دن فیصل آباد رہوں گی اتنے دن شائد بات نہ ہو سکے اور اس نے ہنسی میں کہا بھی کہ کوئی بات نہیں فیصل آباد میں تمہاری سانس مجھے محسوس ہوگی کیوں کہ دونوں گھر کے درمیان آدھے گھنٹے کا ہی سفر ہے بس

پھر؟

پھر ادھر منگنی کا پروگرام دو ہفتے لیٹ ہوگیا تو جس دن ادھر آنے کا پروگرام تھا پہلے، اس رات ہم دونوں میں بات چیت ہوئی۔ مگر میرے یہ کہنے پر کہ وہ کچھ کرے بھی، حسب معمول وہ چڑ گیا۔

اُسے آخر کچھ تو کرنا پڑے گا۔ الگ تھلگ رہنے سے کچھ نہیں ہوتا، زندگی کی دوڑ میں شامل ہونا پڑتا ہے حتیٰ کہ جنگ میں حصہ لینا پڑتا ہے۔ آدمی یہ کہہ کر پرے نہیں ہو سکتا کہ وہ امن پسند ہے، بعض اوقات لڑائی میں حصہ لینا فرض ہو جاتا ہے، یہ زندگی ہے اس میں متحرک ہونا پڑتا ہے۔

جب میدان جنگ میں پانڈوؤں اور کوروؤں کی فوجیں آمنے سامنے مقابلہ کے لیے تیار کھڑی تھیں اور ارجن نے تصور میں اپنے بھائی بندوؤں کی تباہی کا منظر دیکھ لیا اور دنیاوی حشمت و جاہ کے لیے خون بہانا مناسب نہ سمجھا اُس نے جنگ نہ لڑنے کا فیصلہ کیا۔

پھر؟

مہاراج کرشن جی نے ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''جو فرض دھرم اور حق کے لیے ادا کیا جائے نہ کہ کسی دنیاوی لالچ کی خاطر تو اُس کے درمیان کسی بھی شخص یا سماجی رکاوٹ کو ذرہ بھر بھی اہمیت نہیں دینی چاہئے'' انہوں نے مشورہ دیا کہ اگر ارجن کی جنگ میں موت بھی واقع ہو جائے تو

اُس کی آتما تو غیر فانی ہے اُسے موت نہیں آسکتی نہ تو اُسے کوئی تلوار کاٹ سکتی ہے اور نہ ہی کوئی آگ جلا سکتی ہے کیونکہ یہ اپنی اصل ماہیت نہیں کھوتی۔

پھر کیا ہوا؟

ارجن نے جنگ میں حصہ لیا مہاراج کرشن کا یہ وعظ بھگوت گیتا میں ہے۔

سمجھ گئی۔

اس سے نیلم کی بات تو نہیں کی؟

وہ بعد کے دنوں میں کی، جب دوسرے تیسرے دن بھی اس کا رویہ سرد مہری کا شکار رہا تو تب اس بات کا ذکر ہوا

کیا ہوا تب؟

نیلم نے بتایا تھا کہ ایک دو مواقع پر اس کے گھر اس کے کزن اجمل کی بیوی کو دیکھا گیا ہے وہ ایک دو بار اس کے گھر آئی ہے اس کے گھر والوں کی ہی موجودگی میں اور بقول نیلم کے وہ اس کے ساتھ کافی ہنس ہنس کے خوش مزاجی سے پیش آتا ہے۔ اب سے تقریباً دو ہفتے پہلے آج چودہ دن ہونے کو ہیں، جب اس سے آخری بار رات کو میری بات ہوئی اسی دن شام کو بھابھی کا فون آیا تو چند منٹ میرے ساتھ بھی نیلم نے بات کی تب اس نے بتایا کہ آج وہ جب شگفتہ سے ملنے گئی تو حذیفہ سے وہ بھی ملنے آئی ہوئی تھی کسی کام کے بہانے اور وہ اس سے بہت خوش گوار موڈ میں باتیں کر رہا تھا اسی رات کو جب مجھ سے تلخ انداز سے اس نے بات کی تو میں نے کہہ دیا کہ اوروں سے اتنا خوشگوار لہجہ رکھتے ہو کہ سب کو پتہ چل جاتا ہے جو آس پاس رہتے ہیں اور مجھ سے اتنی تلخی کیوں؟

اس نے کیا کہا پھر؟

یہی کہ وہ مجھے بتانا چاہتا تھا سب لیکن موقع نہ ملا۔ میں نے کہا یہ تو بعد کی بات ہے کہ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ مجھے اتنا تو حق ہے کہ تم مجھ سے خوشگوار لہجہ رکھو۔ اک لمحہ تم کسی اور سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہو اور دوسرے لمحے میرے لیے صرف تلخی۔ یہیں سے بات مزید تلخ ہوگئی اور کہنے لگا "تم مجھ پر شک کرتی ہو وہ تو میری بہن ہے" میں نے کہا بہن ہے تو اتنے عرصے سے مجھ سے چھپایا کیوں کہ تم دونوں میں اتنی قربت ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ کیا وہ مجھے کسی کو بھائی بنا کر اس سے بات کا موقع دے گا اسی بات پر بھڑک اٹھا۔ میں نے صرف یہ کہا کہ اگر کسی اور کے لیے اتنی شگفتگی ہے تو مجھے اپنے لیے صرف تلخی قبول نہیں۔ بس یہ ہمارے درمیان آخری گفتگو تھی دو ہفتے ہونے کو ہیں تب سے دونوں طرف سے چپ ہے

تمہیں انتظار ہے وہ تم سے بات کرے؟

ہاں، اس کے لیے اتنا وقت زندگی کا میں نے گزار دیا

اچھا میں کال ملاتی ہوں، شبنم بولی

رُکو شابی!

فون بزی جا رہا ہے۔

ہوں، کومل افسردہ ہو کر بولی

دونوں اگلے دو گھنٹوں تک مسلسل باتیں کرتی رہیں اور وقفوں وقفوں سے شبنم اس کا نمبر چیک کرتی رہی لیکن مسلسل فون مصروف تھا اس کا۔

یہ وہی ہو گی، شبنم بولی

شائد

رات اتنی دیر کسی مرد سے تو وہ گفتگو کرنے سے رہا

میں بھی سوچتی تھی کہ اس کا فون رات کو اتنا بزی کیسے ہوتا ہے مگر کبھی پوچھا بھی تو اس نے کہا دوست تھا اور میں نے آسانی سے مان لیا۔ نیلم نہ بتاتی تو کبھی پتہ نہ چلتا

اب کیا کیا جائے؟

مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی، مجھے ذرا سیل دینا

ہاں لو، دوبارہ کوشش کرنی ہے؟

تم دوناں

رات گیارہ بجے کا وقت ہونے والا تھا۔ ساحر کو میسج موصول ہوا

ہائے سیری

اتنی دیر آج پھر ماں؟۔

آج تھاناں فنکشن تو اس لیے ذرا دیر ہو گئی

وقت ٹھیک جا رہا ہے؟

ہاں سب ٹھیک ہے۔

لہجہ مایوس سا کیوں ہے، اچھا یاد آ رہا ہے وہ؟

بہت زیادہ۔

کیا کیا جائے، تم حوصلہ رکھو رابطہ کرے گا وہ۔

بہت ڈھیٹ ہے نہیں کرے گا وہ میں جانتی ہوں اس کو

میں تمہیں تو جانتا ہوں ناں؟

آج کافی تھکن ہو گی سیری آؤ دباؤ مجھے۔

اپنا سر ادھر رکھو ناں میری گود میں ۔

ہاں رکھ دیا جانی۔

میں دبا رہا ہوں کنپٹیوں سے۔

کتنا سکون ہے ناں؟

ہاں بہت زیادہ۔

یہاں آ کر جسم کتنا بے معنی سا ہو جاتا ہے ناں؟

ہاں ہم تو جسموں سے آگے ہیں

ہاں میری جان بہت آگے بہت.................

دبانے کے بعد میں نے کسیں کرنی ہیں

پوچھتے کیوں ہو بُدھو

ہم ایسے بھی ساری زندگی گزار سکتے ہیں

تمہارا ضبط کمال کا ہے۔

نہیں، میری ماں کمال کی ہے۔

تم تم ہو سیری!

تمہاری وجہ سے۔

وہ کیسے؟

جسموں سے آگے گئے تو اس میں تمہارا کمال ہے اپنی باتوں سے میری روح کی تشفی کی تم نے ورنہ میں کیا ہوں؟

سب کچھ ہو تم بس تسلیم نہیں کرتے۔

پر تمہاری وجہ سے۔ میں شروع ہی تمہارے دماغ سے متاثر تھا۔ اتنا قریب ہوں تو اب بھی تمہاری باتوں کا طلب گار۔ ورنہ میں بھی اندر سے ہیڈ ونسٹ ہی سمجھتا تھا اپنے آپ کو، لالچ سب کے اندر ہوتا ہے

ہوں

اس لیے تعریف کرتا ہوں کہ حق دار ہو تم۔

ہوں، اب کمر دباؤ ذرا

تھوڑا سا الٹا ہو جاؤ ناں

ہاں، زیادہ زور سے نہیں آہستہ آہستہ سے دبانا

لمبا سفر تھا ناں تھک گئی ہو۔ ابھی تک تھکاوٹ اتر نہیں رہی تمہاری

ہاں ایسے ٹھیک دبا رہے ہو تم۔ جو بھی کرتے ہو اس میں اک مہارت ہے سیری۔ ایسے لگتا ہے جیسے دکھتی کمر کو دبانے کی سپیشلائزیشن کی ہے تم نے۔ باتیں کرو تو جیسے تاثیر میں رچی ہیں تمہیں نہیں پتہ کیا چیز ہو تم۔

تم کو جو پتہ ہے تو مجھے خبر رکھنے کی کیا ضرورت؟

مجھے نیند آنے لگی ہے دباتے دباتے میرے ساتھ ہی لیٹ جانا سیری، کومل نے اونگھتے ہوئے کہا۔

کافی دیر تک وہ اسے دباتا رہا اور پھر اس سے لپٹ کر سو گیا۔

شبنم کا خیال تھا وہ موبائل سے فارغ ہو گی تو ابھی مزید باتیں کریں گی وہ دونوں۔ لیکن وہ اپنے بستر پر پڑے گہری نیند سو رہی تھی اس لیے اسے جگانا سا نے مناسب نہ سمجھا اور اپنے بیڈ پر فاخر کے متعلق سوچتے سوچتے خود کو نیند کی آغوش میں دے دیا۔

اگلی صبح وہ کافی دیر سے اٹھی گیارہ سے اوپر وقت ہو چکا تھا۔ خلاف توقع دیکھا تو شبنم گھر پر نہیں تھی ممانی جان سے پتہ چلا کہ کالج سے عقیقہ کا فون آیا تھا کہ آج آنا ضروری ہے لہٰذا اس لیے وہ چلی گئی۔

دو پہر بارہ بجے کے بعد کا وقت ہو چکا تھا اور ابھی اس کے کالج سے واپس آنے کا امکان نظر نہیں آ رہا تھا۔ کومل کو اندازہ ہو چکا تھا کہ ضرور اس کی فاخر سے ملاقات چل رہی ہو گی۔

اسے ڈر کیوں نہیں آتا کہ کوئی دیکھ سکتا ہے فاخر کے ساتھ؟

کیا انسان محبت میں اتنا بہادر ہو جاتا ہے؟

بہادری اور بے وقوفی میں فرق کیسے کیا جا سکتا ہے؟

کہیں ماموں جان کو پتہ چل گیا تو؟

مختلف طرح کے سوالات اس کے ذہن میں آ رہے تھے جب اسے واپس آتے دیکھا۔ چند منٹ بعد وہ جب کمرے میں تھی تو پوچھا

اس سے ملنے گئی تھیں؟

ہاں کہہ جو رہا تھا رات کو

مجھے پتہ ہے محبت میں انسان کی کیا حالت ہوتی ہے پھر بھی چونکہ یہ معاملہ ماموں جان کی نظروں میں آ چکا ہے اس لیے احتیاط ضرور کرنا اور ایک ماہ میں اتنی ملاقاتیں خود کو مصیبت میں ڈالنے والی بات ہے

جیتی رہے ماسی بختاں..........!

اب کیا کہوں تم سے، یہ کیا چیز ہے ویسے ماسی؟

ضرورت ہو تو بتاؤ

نہیں تو۔

رات تم سوگئی تھیں

ہاں اس سے بات جو نہ ہو سکی۔

میسجنگ تو بہت زیادہ کر رہی تھیں تم۔ ایک دفعہ ایسے لگا جیسے تم نے بیڈ پر اس طرح سر رکھا ہے جیسے کسی سے دبوا رہی ہو پھر ذرا دیر بعد دیکھا تو تم الٹا لیٹی ہوئی تھی اور مجھے سنائی دیا کہ جیسے کہہ رہی ہو

ہاں آہستہ آہستہ

کس سے بات کر رہی تھیں؟

ویسے ہی سوتے میں منہ سے نکل گیا ہو گیا کچھ۔ ماسی بختاں یہاں سے کتنی دور رہتی ہے؟

چالیس منٹ کا سفر ہے تقریباً گاڑی پر، خیریت ہے؟

کومل نے بات بدلنے کے لیے بختاں کا نام لیا تھا لیکن اب جیسے سچ مچ اسے دلچسپی ہو رہی تھی۔

کتنی دیر میں تمہارا کام ہو گیا تھا شابی؟

چند دنوں میں؟

پر پرسوں تک تو ہم نے چلے جانا ہے

پھر کیا ہوا کام پھر بھی ہو جائے گا

کیا یہ ممکن ہے ماسی کچھ ایسا کرے کہ وہ مجھے جلد کال کرے؟

چلو گی میرے ساتھ کل، اگر ماسی نہ کر سکی تو بابا.........

نہیں، ماسی سے مل سکتی ہوں مگر کیسے؟

میں کل تم کو اپنا کالج دکھانے لے چلوں گی۔

واہ کیا بات ہے۔

اگلی صبح وہ دونوں آٹھ بجے گھر سے نکلیں۔ کالج کی بجائے رکشہ ماسی کی طرف موڑ دیا اور ماسی کے گھر سے چند منٹ کے فاصلے پر اسے فارغ کر کے پیدل چلنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کے گھر موجود تھیں۔ دس منٹ بعد ماسی سے ملاقات کا موقع ملا۔

نام سے لگتا تھا کوئی بوڑھی خاتون ہو گی لیکن ایسا نہیں تھا۔ عمر چالیس پچاس کے درمیان تھی بڑھاپے اور جوانی کے درمیان کشمکش کا دور تھا۔ چالیس کی دھائی میں جو خوبصورتی خدوخال کو حاصل ہوتی ہے وہ سب موجود تھی۔ سات بچے تھے جو اس کے جسم پر کوئی بھی اثر چھوڑنے میں ناکام تھے۔ اس دوران ایک بار اس کا خاوند رفاقت کمرے میں آیا جو ماسی کی منہ زور شخصیت کے سامنے شکست خوردہ سا لگتا تھا۔ اور رفاقت سے محروم بھی۔

ماسی ایسی شخصیت لگتی تھی جو اپنی مرضی سے مرد کو پاس آنے کا موقع دے کر فتح کا نشہ محسوس کرتی ہے۔ خاوند لگتا تھا ہمیشہ ہی جیسے اسے خوش کرنے کی کوشش میں مگن رہتا ہوگا کہ کب رفاقت کا حصول ہو۔ ماسی کی باتوں سے کومل کو اندازہ ہوا کہ خاوند سے تعویز ٹونے کا کام جیسے اس نے چھین لیا ہو اور عورتوں کا شعبہ زبردستی اپنے نام کرالیا ہو

تو مسئلہ حذیفہ کا ہے ناں؟

آپ کو ان کا کیسے پتہ چلا؟

اب تک کتنی بار ملی ہو اس سے یہ بتاؤں

ج ج ج جی جی............نہ نہ نہیں..............کومل حیرت زدہ ہو کر بولی

وہ تو چیز ہی کوئی نہیں نہ جانے کتنوں کا میں علاج کر چکی ہوں

ہاں واقعی لگتا ہے بہت سوں کا کر چکی ہیں، اس کے خاوند کے حوالے سے کومل سوچنے لگی۔

ہاتھ ادھر لاؤ، اپنا رنگ برنگی انگوٹھیوں میں چھپا ہوا ہاتھ بڑھا کر ماسی بختاں نے کہا

کومل نے شرماتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے کیا۔

اگر آئندہ نو گھنٹوں تک وہ تم سے بات نہ کرے تو کل آکر سر مونڈ دینا میرا۔

ماسی کی باتوں میں اتنا اعتماد اور ہاتھ کے لمس میں اتنا اثر تھا کہ کومل کا جی چاہ رہا تھا کہ ماسی یوں ہی ہاتھ پکڑے رکھے۔ ایک غنودگی سی تھی جو اس کے حواس پر چھا گئی تھی۔ وہ کچھ پڑھتی جا رہی تھی اور کومل کا جی چاہ رہا تھا کہ اس کی پڑھائی نہ پوری ہو نہ وہ وہاں سے اٹھے۔ اسی وقت اس کے ذہن میں صرف یہی خیال تھا کہ یہاں اس کو کچھ اور وقت گزارنے کا موقع ملے۔ عجیب سی خوشبو تھی جو پاس بیٹھے ہوئے اس کے حواس میں اتر رہی تھی۔ لمس کا اثر جیسے جسم میں سرائیت کرتا جا رہا تھا۔ ماسی کی شخصیت میں دوسروں کو سحر زدہ کرنے کی قدرتی صفت بھی تھی۔ اس کا خاوند رفاقت اس دوران کمرے میں ایک بار آکر جس طرح باہر کو بھاگا تھا اس سے ہی بیوی کی زوردار شخصیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ وہ ایسے کمرے سے نکلا تھا کہ جیسے کسی ممنوعہ علاقے میں غلطی سے داخل ہو گیا ہو۔ خاندانی طور پر کسی گھر میں جاری جادو ٹونہ کا کام آکر کسی بہو کا یوں سنبھال لینا اس قسم کے خاندانوں میں اک غیر معمولی بات تھی مگر ایسا ہو چکا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ کومل کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولی۔

آئندہ نو گھنٹے تک وہ تم سے بات کرے گا۔

اگر..........

بات کرے گا، کومل کو فقرہ پورا کرنے کا موقع دیئے بغیر وہ بولی

شبنم نے سے آنکھ کے اشارے سے چپ رہنے کا کہا اور پھر فیس دینے کے بعد وہ گھر کو روانہ ہو گئیں تھوڑے وقت کے لیے تو وہ خاموش

رہیں پھر کومل بولی

ایسا ہو جائے گا؟

ہاں تم دیکھنا تو۔اگر نہ ہوا تو پھر بابا..............

لگتا ہے شہر کے سارے بابے تم جانتی ہو۔

کرنا پڑتا ہے، پر امید ہے کام یہیں ہو جائے گا۔

بارہ بجے وہ گھر پہنچ گئیں اور پھر کومل تو گھنٹوں کے سفر کو طے کرنے لگی۔

کیسا لگا شبنم کا کالج؟ ممانی جان نے پوچھا

لیکن جھوٹ بولنے کی بجائے کومل نے کسی بہانے سے موضوع کو کسی اور طرف موڑ لیا اور ممانی جان سے ادھر اھر کی باتیں کرنے لگی۔ چند منٹوں بعد انہیں پتہ بھی نہیں تھا کہ انہوں نے کومل سے کیا پوچھا تھا اور ان کا دھیان کیسے کسی اور طرف لگا دیا گیا۔

شام سات بجے کے لگ بھگ کھانا کھایا جا رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ کھانا کھا رہی تھی تا کہ اسی بہانے کچھ وقت اور گزر جائے۔

مگر وہ بات کیسے کرے گا میں اپنا سیل تو لائی نہیں

رات شاہی کے سیل سے کال تو کی تھی ناں، اسی نمبر پر وہ چاہے تو کوئی اشارہ کر سکتا ہے۔سیل نہ لاتی تو کم از کم سم ہی نکال لاتی تو اب الجھی تو نہ ہوتی ناں۔ اپنے ذہن میں بار بار وہ اسی خیال کو دہراتی جا رہی تھی۔ آٹھ بجے کے بعد وہ دونوں اپنے کمرے میں موجود تھیں۔ آٹھ بجے شبنم نے دراز سے سیل نکال کر فاخر کو کال ملائی اور دونوں آج ہونے والی ملاقات پر اظہار خیال کرنے لگے

کومی، اچانک حیرت کے مارے شبنم نے کہا

کیا ہوا؟

تمہارے اُن کا میسج۔

سچی؟

جی، دیکھا بختاں کا کمال

دکھاؤ تو، سیل لے کر وہ میسج پڑھنے لگی

وقت ہو تو مجھے بتا دینا میں کال کرنا چاہتا ہوں“

ہاں، سیل میرے پاس ہے تم کال کرو، وہ بولی

حذیفہ نے کال کی اور پھر دونوں میں گفتگو کا آغاز ہو گیا

مجھے لگا تھا مجھے فون کرنا چاہیے۔

رات میں نے کوشش کی تھی۔

ہاں اچھا کیا ورنہ میں اسی نمبر پر کھپتا رہتا

کھپنے کا موڈ تھا؟

ہاں تو اور کیا

بڑی.........گل اے

ایک بات پوچھوں؟

کوئی ایسی نہیں جس کا تعلق گزشتہ دنوں کی تلخی سے ہو۔ میں کوئی وضاحت نہیں کروں گا

نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔

کہو پھر

مجھے کتنا یاد کیا تھا؟

یاد تو کرتا ہی رہتا ہوں یہ پوچھو اداس کتنا ہوا تھا؟

کتنا؟

بہت زیادہ اسی لیے تو آج کال کی۔

اس کے بعد دونوں رات بہت دیر تک باتیں کرتے رہے وہی باتیں جو پہلے بھی ہزار مرتبہ کر چکے تھے لیکن جن کا کرنا آج پھر بہت مزہ دے رہا تھا۔ رات گیارہ بجے اس نے ذرا دیر کے لیے اسے کہا،

ذرا چند منٹ کے لیے رکو پھر کال کرتا ہوں

جی عالی جاہ۔

اُس نے کال کاٹ کر ساحر کو میسج کیا

اس سے بات ہو رہی ہے آج بات نہیں ہو پائے گی تم آ کر سو جاؤ میرے ساتھ شریف بچوں کی طرح اور کوئی اگر مگر نہیں۔

ٹھیک ہے میں لائٹس آف کرلوں، پانچ کر باہر گیٹ کو تالا لگالوں اور پھر آ کر سو جاتا ہوں، ساحر نے کہا

دوبارہ اس کی حذیفہ سے گفتگو شروع ہوگئی۔ شبنم دیکھتی رہی کہ کب بات ختم ہو اور وہ اس سے بات کرے مگر اتنے دنوں بعد دونوں آپس میں ملے تھے۔ شبنم کے لیے آج کوئی چانس نہیں تھا کہ اسے اب کومل سے بات کرنے کا کوئی موقع ملے تھوڑی دیر بعد وہ بھی سو گئی۔ وہ مسلسل کوشش کر رہی تھی کہ اس کی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلے جو حذیفہ کو خفا کرنے کا سبب بنے۔ ابھی بات جاری تھی کہ حذیفہ کو کال موصول ہوئی۔ مزید چند منٹس بات کرنے کے بعد اس نے کومل سے اجازت لی اگرچہ وہ چاہتی تھی کہ اور بھی بات ہو مگر حذیفہ کا کال کرنا آج کی سب سے بڑی خوشی تھی اس لیے

دونوں نے دو بجے کے قریب ایک دوسرے سے رخصت چاہی۔کومل جلد نیند کے جھونکوں میں تھی اور حذیفہ ابھی مزید جاگنے کے پروگرام پر عمل پذیر تھا کیونکہ کسی اور طرف سے کال آ چکی تھی

اگلے صبح وہ دونوں ماسی کے کمرے میں موجود تھیں۔آج عتیقہ بھی درشن کے لیے آئی تھی۔حذیفہ کی کال کے متعلق سن کر ماسی نے ایسے ظاہر کیا جیسے یہ تو کام ہی کچھ نہ تھا کومل کی خوشی دیدنی تھی آج کل کی نسبت زیادہ کھلے ماحول میں گفتگو ہو رہی تھی۔بات چلتے چلتے شادی کروانے تک جا پہنچی

اس کے لیے زیادہ طویل چلہ کاٹنا پڑے گا، ماسی کہنے لگی

ہاں آپ جو کہیں ہم کرنے کے لیے تیار ہیں، شبنم بولی

فیس تیس ہزار ہو گی

تیس.............

ہاں کام بھی تو کوئی آسان نہیں ناں

اتنے میں کام ہو جائے گا اور کب تک؟

آئندہ چار ماہ تک دونوں کی شادی ہو سکتی ہے اور

اور؟

دو بکروں کے سر، بکرے کالے ہوں ور

اور

سور کی دو ٹانگیں، ٹانگیں پچھلی ہوں

یہ تو ذرا مشکل ہے

الو کے خون کی بھی ضرورت پڑے گی

یہ چیزیں حاصل کرنا کافی مشکل ہو گا آپ خود ان کو خرید لیں۔پیسوں کا بندوبست کر لیں گے

دو مردوں کی ہڈیاں

جی وہ کیسے ملیں گی شبنم منہ کھول کر بولی

سب مل جاتا ہے

آپ یہ چیزیں خود خرید لیں ہم ادائیگی کر دیں گی

کوئی پچیس تیس ہزار اور دینا پڑے گا

جی ہم کر لیں گے

جس دن پیسے ملیں گے اس سے تین دن بعد میں عمل شروع کر دوں گی

تین دن بعد کیوں جی؟

چُپ.........ماسی نے غصہ دکھاتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے جی اک ہفتہ تک پیسے آ جائیں گے اور باقی چیزوں کے پیسے بھی جلد مل جائیں گے

بات پکی کر کے دونوں واپس جانے لگیں تو کمرے کے باہر ایک خاتون کو شاپر میں کوئی چیز لیے بیٹھے دیکھا۔ اک کونے سے کوئی چیز باہر نکلی ہوئی تھی۔ کومل نے غور سے دیکھا تو لگا جیسے کسی جانور کا کان ہے اور لازمی طور پر شاپر میں کسی جانور کا سر۔

راستے میں دونوں رکشہ میں تھیں شبنم نے پوچھا

پیسے ہفتہ تک ہو جائیں گے ناں

تم نے فوراً کہہ دیا مجھ سے پوچھا تو لینا تھا کہ کتنے دن تک بندوبست ہو سکتا ہے پھر بھی دس ہزار تو میرے پاس ہیں وہ رکھ اور باقی میں جا کر بھیج دوں گی

ٹھیک ہے کچھ کم بھی پڑ گئے تو میں جیب سے ڈال لوں گی تم بعد میں بھیج دینا

آج رات کو کافی خوشگوار موڈ تھا کومل کا جیسے کوئی انہونی ہو گئی ہو۔ ساحر سے کافی زیادہ گفتگو ہوئی اور ایسے لگا۔ جیسے دونوں کی کوشش رنگ لا رہی ہے

کیا بات ہے آج موڈ کافی خوشگوار ہے؟

بہت زیادہ خوشگوار ہے۔

وجہ؟

کل شام کو واپس جو آ جانا ہے۔

کس کے پاس؟

بدھو کے پاس۔

ہوں، کوئی ایسا چانس تو نہیں بنا کہ حذیفہ کے گھر جا سکو؟

نہیں، بن بھی جاتا تو نہ جاتی تم نے کہا تھا نا کہ ملنے سے پرہیز کرنا ہے اور دونوں خاندانوں کے خراب تعلقات میں تو ذرا بھی خطرہ مول نہیں لینا تو سوچا بھی نہیں کہ کس طرح ملوں اس سے۔

ٹھیک ہے احتیاط بہتر ہے۔

ہاں جو تم کہتے ہو کرتی جاتی ہوں۔ تمہارے ذہن سے ہی سب سوچتی ہوں اب تو

احتیاط بہتر ہے ورنہ تو انسان کا جی کیا کچھ کرنے کو نہیں چاہتا

یہ تو ہے

کہنے والے تو یہ بھی کہہ گئے ہیں

بابر بہ عیش کوش.........

کیا مطلب ہوا اس کا

وہی جیسا کہ اپی کیورس نے کہا ہے۔

اچھا وہ ہیڈونزم والی بات!

ہاں، مگر احتیاط بہر حال بہتر ہے اچھا کیا تم نے، یہ ضبط کام آئے گا زندگی میں

ہوں۔

گھر میں ہی رہی یا باہر گھوم پھر کر بھی دیکھا ہے؟

ہاں شابی کے ساتھ دو دن باہر جانے کا موقع ملا

کیا دیکھا باہر جا کر؟

جو شابی نے دکھا دیا۔

مجھے چند منٹ پہلے بتا دینا بلانے سے پہلے۔

ہاں ابھی وقت ہے بےفکر رہو۔ وقت کیسے گزر رہا ہے میرے بغیر؟

تمہارے بغیر کیسے؟ روزانہ ہی تو بات ہو رہی ہے۔ بس درمیان میں کبھی کبھی لگتا ہے کوئی زمینی فاصلہ ہو وہ بھی کبھی کبھی لیکن میں تمہارے خیال کی غنودگی میں ایسے رہتا ہوں آج کل کہ زمینی فاصلہ بھی بے معنی لگتا ہے۔ کوئی مجھے میری ست حالت میں دیکھے تو سمجھے شائد میں نشے میں ہوں حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ عجیب نشہ ہے، خاص طرح کی تسکین ہے جو میرے اعصاب پر سوار رہتی ہے

ہوں

اب بھی اگر وقت آڑے نہ آئے تو باتیں کرتا جاؤں تم سے کرتا جاؤں اور پھر بھی باتیں ختم نہ ہوں

میں جانتی ہوں سیری۔ اچھا ایک میسج آ چکا ہے جلدی سے آ جاؤ میرے پاس

ایسے نہیں

میرے پالے شے بے بی آ جاؤ۔

میں بس منٹ تک آیا بس

وہ اُس سے لپٹ کر سو گیا اور وہ حذیفہ سے بات چیت میں مصروف ہو گئی۔ اک فتح کا احساس تھا اسے آج۔ حذیفہ کس لہجے میں بات کر رہا ہے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی اسے، آئندہ چند ماہ تک دونوں کی شادی ہو سکتی تھی۔ یہ خیال ہی نشہ دینے کے لیے کافی تھا۔ کوئی بات اگر ایسی کر بھی دی حذیفہ نے جو عام دنوں میں اسے کافی تلخ لگتی تو بغیر کسی کوشش کے وہ نظر انداز کر گئی۔

''مسرت اور غم کی کشمکش انسان کو لپیٹ میں رکھتی ہے۔ مسرت میں قہقہے غم میں مایوسی، اگر دونوں ہوں تو اک چپ کا عالم''

اب وہ خوش تھی رات کافی دیر تک ہنسی خوشی دونوں باتیں کرتے رہے۔ باتوں باتوں میں وہ کوشش کرتی کہ وہ شادی کی بات کرے اس سے لیکن کسی طرح جب اس کی زبان سے شادی کی بات نہ کہلوا سکی تو پھر خود ہی کہہ دیا۔

اگر اس سال ہماری شادی ہو جائے تو کیسا لگے؟

مجھ سے پوچھ رہی ہو میں تو چاہوں آج ہی ہو جائے

فرض کرو۔

بہت اچھا لگے گا کس قدر خوشی ہو گی میں بتا نہیں سکتا۔

اس جواب نے اسے مزید خوش کر دیا اور دونوں صبح چار بجے تک گفتگو کرتے رہے اور مستقبل کے جتنے بھی اچھے امکانات تھے ان سب کو اپنی گرفت میں محسوس کرتے رہے۔ ماسی بختاں نے اپنے عمل سے کر بھی دکھایا تھا اور آئندہ کا امکان بھی روشن کر دیا۔ بہت دنوں بعد کوئی ایسی رات آئی تھی جب حذیفہ سے طویل گفتگو بھی ہوئی اختتام بھی خوشگوار طریقے سے ہوا۔

آج فیصل آباد سے روانگی کا وقت تھا۔ پیسوں کے حوالے سے شبنم نے کہا کہ وہ خود جا کر دے آئے گی اور باقی پیسے بجھوانے کا کومل نے اسے کہہ دیا تھا۔ دوپہر بارہ بجے جب وہ گاڑی میں بیٹھے تو کومل نے ذرا دیر کے لیے امی جان کا موبائل پکڑا اور فوراً لکھا

روانہ ہو رہے ہیں

ساحر نے پڑھ کر جلد ہی پوچھا

کیا بات چیت ہو جائے گی؟

ہاں ابھی چانس ہے بات کر سکتے ہو، کیا کر رہے ہو؟

ابھی واپس گھر آ رہا ہوں کام سے۔

کھانسی کا شربت پی رہے ہو کہ نہیں

پرسوں تم نے پوچھا تو بتایا تھا ناں

میں آج پوچھ رہی ہوں۔

وہ کل ختم ہو گیا تو............

توتم نے سمجھا جان چھوٹی،

میں............

کچھ نہیں، ابھی فوراً میڈیکل سٹور سے لے کر گھر جاؤ

میں تو گھر کے قریب ہوں۔ بازار تو پیچھے ہے

جلدی مڑو

اچھا،

جا رہے ہوناں

اپنے دل سے پوچھو واپس جا رہا ہوں کہ نہیں

ہوں

آتے ہی آج کی ڈوز لے لینا۔

ہاں تم نے کہہ دیا ناں۔

کہا تو پہلے بھی تھا پھر کیوں نہ لی آج دوا؟

ابھی گھر جا کر لیتا ہوں، فکر نہ کرو ناں۔

شہر سے باہر نکل آئے ہیں

میں اس سمت دیکھ رہا ہوں جدھر سے یہ گاڑی تمہیں لے کر شہر میں داخل ہوگی۔

سامنے دھیان بھی رکھ چلتے ہوئے۔

ہاں رکھا ہے فکر نہ کرو،

فکر تو میں کروں گی سیری۔

نانو ساتھ ہیں؟

ہاں دوسری طرف سر لگا کہ بیٹھی ہیں۔ جب میسج کرنے کا موقع نہ ہوا بتا دوں گی

وہ سلائی کڑھائی کا کورس کتنا رہ گیا ہے باقی ؟

ایک آدھ ہفتہ باقی ہے۔

ہاں ختم ہو تو پھر پارٹ سیکنڈ کی تیاری میں لگ جانا۔

ہاں اب تو دھیان سے کرنا پڑے گا۔ پارٹ ون کا رزلٹ کب آئے گا؟

اگلے ماہ کے شروع میں آجائے گا

ہوں سب ٹھیک ہوگا ناں؟

ہاں کیوں نہیں مجھے پورا بھروسہ ہے۔

خود بھی پڑھ رہے ہو ناں ٹھیک سے؟

ہاں بتاتا تو رہتا ہوں ایک کتاب ختم کر لی۔ دوسرا پیپر اب کسی بھی دن شروع کر لوں گا

ایک بات کہوں؟

ہاں۔

بہت مس کیا تمہیں۔

مجھے پتہ ہے میں محسوس کر سکتا ہوں۔

کسی دن ملتے ہیں، بہت سی باتیں کرنی ہیں تم سے۔

مجھے بتا دینا پھر ملنے کا کوئی بہانہ بنالیں گے۔

ضرور میں بتا دوں گی، ڈوز لی؟

لینے لگا ہوں،

منہ کھولو میں دوا ڈالتی ہوں

ہاں کھول دیا۔

یہ لو میں نے ڈال دی، کیسی لگی؟

ذرا سی کڑوی ہے۔

کیا کہا؟

نہیں نہیں میرا مطلب تھا کڑوی تھی آج پتہ نہیں کیوں میٹھی لگی؟

گڈ بے بی، اب کیا کرو گے؟

چائے بنانے لگا ہوں،

ٹھہرو میں بناتی ہوں۔ جو کہتی ہوں کرتے جاؤ۔

تھوڑی دیر بعد چائے تیار ہو چکی تھی اور وہ آرام سے بیٹھا پی رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے موبائل امی جان کو دے دیا اور باقی ماندہ سفر باہر دیکھ کر کرنے لگی کبھی لگتا باہر سڑک پر ساتھ ساتھ ساحر بھاگ رہا ہے۔ کبھی لگتا وہ اس کی گود میں سر رکھ کر سو رہا ہے کبھی لگتا شیشے کے باہر۔ حذیفہ ہے گود میں

ساحر سو رہا ہے۔ خیالات اپنی تمام تر آسودگی کے ساتھ اس کے حواس پر چھائے ہوئے تھے۔ سب ٹھیک لگ رہا تھا۔ حذیفہ سے شادی کا جلد امکان، ساتھ ساحر۔ زندگی لگتا تھا ایک دو دنوں میں جیسے پہلے سے کہیں زیادہ حسین ہوگئی تھی۔ حذیفہ سے شادی لگتا تھا بہت سارے مسائل کو حل کر دے گی زندگی کا محور اس کے پاس آ جائے گا۔ شام کو جب گاڑی شہر کی حدود میں داخل ہوئی تو اس نے امی جان کا موبائل لے کر اسے چپکے سے میسج کر دیا۔

ہم شہر میں داخل ہوگئے ہیں۔ میں واپس تمہارے پاس آ گئی ہوں سیری۔

